

محمد ناصر کی دہلی

فہرست مضامین

۴

۴ یہاں سے آگے دوسرے حصہ میں ملاحظہ فرمائے

صحت نامہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴	۲۰	کہتے تھے	کہتے ہیں	۲۰	۲۲	پیشکشی	بیکسی	۴۶	۱	ملی	لی
۵	۸	یا	تا	۲۱	۱۳	جب	حسب	"	۳	ہوتے	ہونگی
۵	۱۵	بھائیوا	بھائیو	۲۱	۱۶	جوت	جوت بیج کا نام ہے	۴۷	۱۶	مندآور	مندسور
۷	۱۱	کو		۲۶	۱۹	جاورہ	جاوڑہ	۴۹	۱۲	باسشدنی	ناسشدنی
۸	۹	آخیر	آخر	۳۲	۲۳	پیراکون	پیراکور	۵۰	۲۶	معزر	معزز
۹	۲	ہے	تھے	۳۳	۱۳	ہروقت	بروقت	۵۳	۱۴	کفنا	گنگار
۹	۹	او	اور	۳۳	۱۳	وہ	یہ	۵۳	۱۴	نادشنیکہ	نادقت
۱۳	۲۱	محل	محال	۳۱	۱۵	موجود	موعود	۵۴	۱۳	اغیار	مدعی
۱۵	۲۱	نہی	ہے	۳۹	۱۰	خیانت	خباثت	۵۵	۱۰	اسمان	آسمان
۱۹	۹	نو	تو	۴۰	۶	سوچ	سرکھینچ	۵۷	۱۶	ثانی	بانی

سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۱	ایسے	ایسی	۱۰۸	۳۳	راجپوت ایسی	راجپوت کے ایسی	۱۲۸	۲	پانچہزار کا	پانچہزار سوار کا
۲۵	وسلطنت	دارالسلطنت	"	۱۶	دوستانگی برتاو	دوستانہ برتاو	"	۱۶	ہوا	ہوا
۴	مظہر	متظہر	"	۱۹	یا استرا	استرا	"	۱۸	دیرہ دوانستہ	دیدہ و دانستہ
۱	تاجرالدین	تاج الدین	۱۱۱	۹	کرم وارا	کرم دار را	"	۱۲	چواسپ	چو اسپ
۱۳	ہ	مرہٹون کی	۱۱۳	۱۰	خبر	چنبر	۱۳۰	۱۱	سنہ ۱۰۲۲	سنہ ۱۰۵۲
۲۵	اصلاح حمیدی	سعادتمندی	"	۱۳	سرکشون	سرکشون	"	۱۸	دنگاہ	دولت دستگاہ
۲۷	اوس طرح	اوس واقف	"	۱۵	سالمت	سالمت	"	۲۰	باقبال ساہنشاہی	اقبال شاہنشاہی
۴	ناوارہ	ناروار	"	۲۳	چلے گئے	چلے سے گئے	۱۳۳	۱۴	اکیس برس	اکیسوین برس
۳۶	راجہ	موجودہ	"	۱۵	سرکلابی کی گئی	سرکوبی کی گئی	۱۳۴	۵	ولد معتمد خان	ولد معتمد خان
۷	تیسنہ	نیسنہ	۱۱۴	۸	مارکر	باردگر	۱۳۵	۲۴	سنہ ۱۰۱۱	سنہ ۱۰۱۲
۲	مرزا صاحب	مرزا خان	۱۱۵	۱۶	رقت	وقت	۱۳۶	۹	متعرض	معترض
۲۳	فوجی	فوج کی	"	۱۳	ریختنی کرہ ختان	ریختنی کردہ ختان	۱۳۸	۲۰	تاریخ ربیع الاول کو	تاریخ پنجم ربیع الاول کو
	سرد	سرداران کوہی	۱۱۶	۲۹	معزر	معزز	۱۳۸	۲۵	تفویض	تفویض وزارت
	کچھولایا	پچولا	"	"	پانچہزار منصب	پانچہزار کا منصب	۱۳۹	۱۰	جوال	جوال
	رستم جو	رستم خو	۱۱۹	"	پرگنہ کیچ سے	پرگنہ کیرچ سے	۱۴۲	۲۴	تاریخ شہر شوال	تاریخ غرہ شوال
	پہوسنچے ہین	پہونچتے ہین	"	۲۶	لیکہ کے تالاب پر	لیکہ کا تالاب پر	۱۴۵	۵	ایک کے بدرہ دو	ایک کے بدلے دو
	توآکر	توانگر	۱۲۰	۱۴	چشم	جسم	۱۴۶	۱	حوالی گجرات مین	حوالی کچھ مین
	ہوسکا	نہ ہوسکا	۱۲۱	۶	جیز احمدآباد سے	خیز سے احمدآباد	۱۴۸	۹	حق طریقت	حق طویت
	نہایت	نیابت			ہوسنے ہوسکے	ہوسنے ہوسکے	۱۴۹	۳	والوکا	والوکا
	جیسوان	تیسوان	"	۶	ناموشنین	ناموشنے	"	۸	شاگرد پیسے	شاگرد پیشے
	شہرپور	شہرپور	"	۱۲	سنہ ۱۰۴۴	سنہ ۱۰۴۲	۱۵۱	۱۲	تاجی	شامی
	لبغط	بغلط	"	۲۷	چار ہزار کا	چار ہزار سوار کا	۱۵۲	۱۱	دوسوار	دو سو سوار
	مین خان	امین خان	۱۲۶	۳	لاہور	لاہری	"	۱۲	دونگرپور	ڈونگرپور
	توانگر	توانگر	"	"	ہوسنے ہوئی	ہوسنے ہوئی	۱۵۴	۱۴	منحرفہ	منحرفہ
	بہادرون کا	بہادرون کا	"	۲۳	سنہ ۱۰۴۵ روز	سنہ ۱۰۴۵ کے روز	"	۲۱	رہین	رہین
	[illegible]	بدون	۱۲۸	۱۳۴	سید الہدا	سید الہداد	۱۵۹	۷	شہرپور	شہرپور

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۸۰	۱۱	پڑینہ	بذریعہ پسندیدہ	۱۸۰	۱۵	اوس	اوس بت	۱۸۶	۶	احمدآباد	احمدآباد مین
۱۸۳	۱۰	مستفسر	مستفید	"	۲۲	جیسے	حربی	"	۹	عہدۂ امی	عہدۂ امینی
"	۱۳	حقیقت	حیثیت	"	۲۳	کاتہ	کاجزیہ	"	۱۱	مسعدبن	محمدان نے
"	"	اور	اور حشمت	"	۲۴	مرائیں	مریض	"	۲۱	روزکے	روزکے بعد
۱۹۳	۱	کفایت مستری	کفایت کاشی مستری	۱۸۱	۲۵	پیوستا تھا	نہ پرستا تھا	"	۲۲	پسر و خرد	پسر خرد
۱۹۴	۲۶	جالور	جالوری	۱۸۲	۵	فناد	فنادی	"	۲۵	جلیل المنا	جلیل المناسب
۱۹۵	۴	احمدآبادوں کی	احمدآباد کی	"	۱۸	بیوف	بیوقوف				
	۱۳	وصول کے	وصول سکے	"	۲۰	شیخ کی ردی	شیخ کیہال				
"	۱	مہاراجہ	مہاراجہ کے	"	۲۳	محکمہ عدالت	عدالت مہلکہ				
۱۹۶	۱	بیگناہ	بیگناہ کو	"	۲۶	محمد لطیف	محمد لطیف نے				
"	۳	ہوجاے	نہ ہوجاے	۱۸۳	۳	سرہندی	سہ بندی				
"	۴	یا	تا	"	۵	راہ	راہ مین				
"	۳	مہم	ہم	"	۵	مین حسان	امین خان				
"	۹	ذری	درزی	"	۸	اسی وقت	اسوقت				
"	۲۰	جرمین	جسم مین	"	۱۲	بوفورحم	بوفور مراحم				
۱۹۹	۳	بھاکر	بھاگڑ	۱۸۳	۱۸	حرسہ	جنزیہ				
۲۰۰	۱۳	نمازی	غازی	۱۸۳	۲۷	حباب	حیاب				
"	۲۹	ع	عرد	۱۸۴	۶	جنذیہ	جنزیہ				
"	۱۹	واللہ الہ	والحوالتہ	"	۲۰	پیچی ایمل	پیچی ایل				
۲۰۳	۳	سر	سرا	"	۲۱	اوصول	وصول				
۲۰۶	۱۵	والد	ولد	"	۲۷	مختاخان	مختارخان				
۲۰۷	۴	چوراوسی	چوراسی	۱۸۵	۱	علیہن	علیہین				
"	۰	تھانہ	تھانہ	"	۸	مرست	مرحمت				
۲۰۳	۱	لیکرخانہ	لنگرخانہ	"	۱۳	اس سے شیرشاہ	اس سے پیشتر				
۲۰۹	۱	سرحال	ہرسال	"	۱۸	کھرائی ہین	کرتی ہے				
"	۱۳	دمی	ذمی	۱۸۶	۴	سرہوئی	سرو ہوئی				

تقاریظ و تواریخ طبع کتاب ھذا

تقریظ چکیدہ قلم جواہر رقم فاضل اجل مولوی سید ابو العلی صاحب ایم اے پروفیسر فارسی ڈوہ کلج مواطن قصبہ بہونی ضلع لکھنؤ

لاف حمد و نعت اولی ست بر خاک عدم خفتن ❊ سجودی می توان کردن و درودی می توان گفتن

مسلمانون نے اپنے عروج کے زمانہ مین مختلف علوم و فنون کے ساتھ علم تاریخ مین جس کی طرف اس وقت تک بہت کم توجہ کی گئی تھی۔ جو نمایان ترقی کے
آفتاب کی طرح روشن ہے۔ طبری۔ اور ابن الاثیر کی تحقیق اور وسعت نظر اور ابن خلکان۔ ابن خلدون کی تنقیح اور تنقید زمانہ ہمیشہ ہی یاد رہے گی
مسلمانون ہی کی برکت سے ہندوستان مین بھی جہان قبل اس کے افسانون کا دور دورہ تھا۔ علم تاریخ کا چرچا ہوا۔ فرشتہ۔ ضیار۔ برنی۔
صاحب طبقات وغیرہم نے ملک کی مبسوط او مستند تاریخین لکھین۔ گجرات کے متعلق دو مشہور تاریخین لکھی گئین۔ ایک مرأت سکندری جس مین
فرمانروایان گجرات کے حالات نہایت تحقیق کے ساتھ مندرج ہین۔ دوسری مرأت احمدی جس مین ۱۱۷۴ھ ہجری تک کے واقعات نہایت تحقیق
اور خوبی کے ساتھ قلمبند ہین۔

مرأت احمدی کا محض لوگون نے نام ہی سنا تھا۔ لایق مترجم مولوی محمد رضی الحق صاحب عباسی کی ہمت کو ہزار آفرین جنہون نے کمال جانفشانی
سے اس نایاب کتاب کے قلمی مسودے بہم پہونچا کر نہایت خوبی کے ساتھ ادق فارسی سے سلیس اردو مین ترجمہ کر کے اسلاف کے نامون کو
زندہ کر دیا۔ یہ ظاہر ہے کہ عمدہ ترجمہ کرنا ہر ایک کا کام نہین جس کو دونون زبانون مین پوری قدرت حاصل ہو وہی اس کام کو خوب سرانجام
دے سکتا ہے۔ مولوی صاحب ممدوح کا ترجمہ قابل دید اور مستحق تعریف ہے۔ جملہ مطالب اس عمدگی سے ادا ہوئے ہین کہ کتاب بطور خود
ایک مستقل تصنیف معلوم ہوتی ہے۔ خطۂ گجرات سے جہان ٹکسالی اردو کا بہت کم چرچا ہے منشیانہ فارسی کی ایک ضخیم کتاب کا نفیس اردو
مین ترجمہ ہو جانا مترجم صاحب کی اعلے قابلیت اور قابل تحسین عرق ریزی کی دلیل ہے۔ امید قوی ہے کہ پبلک اس کتاب کو قدر کی نگاہون سے دیکھینگے

تقریظ از محمد نظام الحق عرف میان بھنا خلف مولوی محمد قمر الحق عباسی الہاشمی

نحمدہ و نصلی

ملک گجرات کو اردو تاریخ کی خاص ضرورت تھی گو کہ مرأت سکندری و مرأت احمدی دو مستند تاریخین موجود تھین مگر لبوس عجمی سے آراستہ ہونے کی
وجہ سے عام لوگ اس سے ناواقف تھے۔ تاریخ جاننے سے ملک کے مشہور واقعات آنکھون کے سامنے پھر کر خیالات کو وسیع کر دیتے ہین ہر متنفس خواہ کسی
مذہب کا کیون نہو تاریخ جاننا اسکو ضرور ہے۔ دنیا مین اسوقت جسقدر مشہور و معروف واقعات۔ آثار و اذکار ہین ان سب کے شرف کا باعث تاریخ نگے صفحے
ہین۔ اگر مورخ خاموش رہتے اور قلم اپنی زبان بند رکھتا تو آثار مصر کے عجائبات اور روضۃ الکبری کے غرائبات سے کوئی واقف نہ ہوتا۔ مگر تاریخ کی

گرانی سے مٹے ہوئے نقش روشن ہو جاتے ہین ۔ مرجانیوالون کے کمالون پر گمنامی کا پردہ ڈالنے سے امتداد زمانہ اون کے چہرون کو خاک مین ملا دیتا ہے احمد آباد کی خاک پاک مین بڑے بڑے مشاہیر عالم پیدا ہوکر آسمان علم و کمال کے آفتاب بنکر چمکے اور آج وہی خاک اون کی آرامگاہ کا کام دیتی ہے ۔ اس خاک مین وہ بیش بہا جواہر چھپے ہوئے ہین کہ جو سلاطین گجرات کے زمانہ مین تاج ولایت و کرامت سر پر رکھے ہوئے تھے ۔ مقدس مزارون کے سونے و پر خدا کی رحمت سایہ گستر ہے اون کی یاد ہمارے دل مین خون کی طرح دورہ کر رہی ہے وہ اس قابل ہے کہ ساکنان گجرات اون کو یاد رکھین ۔ اور یاد رکھنے کے لئے بہترین طریق عمل یہ ہے کہ اون کے واقعات زندگی اور معلومات علمی کو اپنی سیرگاہ بناوین ۔ کہ آئندہ نسلین بھی اس کا تتبع کرین ۔

مدت سے مجھے اس بات کا خیال تھا کہ گجرات کی تاریخ کا اردو مین ترجمہ ہو تاکہ ساکنان گجرات کو اپنے ملک کے واقعات سے واقفیت حاصل کرنے کا موقع ملے ابھی زیادہ عرصہ تین سال کا ہوا کہ مین نے اپنے برادر عموی جناب معظم و مکرم مولوی محمد رضی الحق صاحب کو اس بات پر رضامند کیا کہ وہ مرآت احمدی کا ترجمہ کرین چونکہ صاحب موصوف عدیم الفرصت تھے مگر تاریخ دانی کا شوق مزاج مین بہت تھا چنانچہ تاریخ دکن عادل شاہی کا ترجمہ اردو زبان مین آپ کر چکے تھے اس تاریخ کے ترجمہ کرنے پر کمر ہمت باندھی ۔ گو کہ اس کتاب کے ترجمہ کے وقت صاحب موصوف کو بہت بہت مشکلات پیش آئین اون مین سب سے بڑا سانحہ لخت جگر نور نظر عزیز القدر محمد فیاض الحق کا تھا کہ جس کی عمر نے اس دنیا کے چوبیس دورے کئے تھے یکایک انتقال ہونا تھا افسوس عزیز یہ داغ وہ ہے کہ دشمن کو بھی نصیب نہو ۔ بقول شخصے ع گر پیر نود سالہ بمیرد عجبے نیست ؂ این ماتم سخت است کہ گویند جوان مرد ؂ مجھے خوف ہوا کہ اب یہ ترجمہ تمام ہونا معلوم ۔ مگر واہ رے عالی ہمتی جناب موصوف نے باین رنج و غم ترجمہ کا کام جاری رکھا اور اپنے الم کو ترجمہ کی شغل سے بدل دیا ۔

الحمد للہ کہ ترجمہ تمام ہو گیا ۔ گجرات کی مستند اور مبسوط تاریخ دیکھنے والون کو مژدہ ہو کہ وہ اس کتاب کو نظر تعمق سے دیکھین ۔ اس مین تفصیل کے ساتھ شاہان گجرات ۔ اولیاء کرام ۔ مشایخان عظام ۔ مساجد ۔ وغیرہ آثار صنادید یادگارون کی کیفیت بہت شرح و بسط کے ساتھ لکھی ہے ۔ اس کی خوبی دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے زبان اردو عام فہم جو کہ آجکل مروج ہے لکھی ہے جس کا ہر صفحہ بجائے خود ایک قابل دید مرقعہ ہے ۔ ناظرین کو لطف زبان کی دلچسپی بھی حاصل ہوگی ۔ اکثر جگہ ترجمہ کے علاوہ شرح اور حاشیہ لکھے گئے ہین ۔ ناظرین یہ نہ سمجھین کہ جوش اخوت مین تحسین یا مبالغہ سے مین نے کام لیا اور جو چاہا تعریف کے جملے لکھ دئے ۔ ہرگز نہین خواہ مخواہ سچی اور خدا لگتی بات ہر انسان کو کہنی ہی چاہئے پھر وہ بزرگ ہو یا خرد ۔ کتاب چونکہ ضخیم ہے اس کے چار حصے کئے ہین تاکہ پبلک کو خریدنے مین سہولت ہو علاوہ یہ کہ اس آئینہ گجرات کی قیمت بحیثیت کتاب کچھ بھی نہین رکھی صرف پیشگی خریدار سے (عہ۴) اور مابعد (عہ۴ ؍) بھلا اتنی بڑی کتاب ایسی مفت مل سکتی ہے ۔ نہین ۔ مگر جناب موصوف نے اسی غرض سے قیمت مین تخفیف رکھی ہے کہ عام لوگ اس سے مستفید ہون گو کہ چھپائی مین زر کثیر صرف ہوا ۔ مگر آپ اکثر فرماتے تھے کہ میرے ہموطنون کو خاطر خواہ اس کا فائدہ پہونچے اور وہ اس کتاب کو پڑھین جس سے اس کی قیمت بہت کم رکھون گا ۔ آپ نے جو فرمایا تھا وہی کیا خداوند عالم جناب موصوف کو صد و سی سال زندہ و سالم رکھے ۔ آپ نے کمال عرق ریزی اور مشقت سے اس مرحلہ کو طے کیا حالانکہ مرآت احمدی کا ترجمہ کئی مرتبہ ہوا مگر وہ نہونے کے برابر رہا ۔ مین پبلک کو زور سے سفارش کرونگا کہ وہ ان نایاب نسخون کی قدر کرین اور اپنے ملک کے حالات سے واقفیت حاصل کرین اللہ بس باقی ہوس

مورخہ ۲۱ ؍ ذی الحجہ سنہ ۱۳۲۳ ہجری

تقریظ چکیدۂ خامۂ فلاطون زمان یادگار لقمان و بقراط اوان سبحان الہندی ثانی جالینوس حکیم سید محمد رسول خانصاحب رضوی سرخوش حکیم چیف طبیب صاحب بہادر خان حسن یار

علم تاریخ ایک ایسی چیز ہے جس سے پچھلی کارگذاریون کے فوٹو پیش نظر ہو جاتے ہین کہ موجودہ حالت کی اصلاح و موازنہ کے لئے نہایت ضروری سمجھنا چاہیے اگرچہ آج زمانہ مین جلال الدین محمد اکبر بادشاہ موجود نہین مگر اوس کی مردانہ جرأت اور دلیرانہ حملون کی یادگارین اوس کے لئے حیات جاوید ہین اور اوس کا ہر ملت و مذہب کو کامل آزادی عطا کرنے کا ہردلعزیز طریقہ آج حکام حال کی نظرون مین بھی دستورالعمل بنا ہوا ہے بلکہ یون کہیے کہ اسی پرانی تصویر پر آج نئے سر سے ظاہری رنگ آمیزیان ہو رہی ہین مگر ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ موجد اور مقلد اور مصنف و مولف مین کون زیادہ قابل تحسین ہین۔ چنانچہ ان تاریخی حالات کے بتانے مین مورخین اہل اسلام نے بہت سچائی نہایت راستبازی اور رعایت درجہ کی ایمانداری سے کام لیا ہے۔ جس عہد کی تاریخ لکھی جس بادشاہ یا رئیس کے سوانح قلمبند کئے افراط تقریظ کو دخل نہین دیا گیا۔ جو سچے سچے حالات مل سکے سادہ سادہ لفظون مین حوالۂ قرطاس کر دئے کسی بادشاہ کسی شہنشاہ کے وصف ایسے بیان نہین کئے جو اوس کی ذات مین نہ پائے جاتے ہون۔ اور کسی والئے ملک کی ایسی بڑائی نہین کی کہ انہین حد بشریت سے بڑھا کر دیوتا یا اوتارون کے حلیہ مین ظاہر کیا ہو۔ چنانچہ اکثر تاریخین عربی اور فارسی زبان مین جو اس وقت باعتبار ترقی علوم ایک درباری معمولی زبان تھی تصنیف و تالیف کی گئین جس کے سمجھنے کی لیاقت آجکل مفقود ہو گئی اور ہوتی جاتی ہے۔ اور جو بعض مترجمین نے اوس کا غیر زبان مین خلاصہ یا ترجمہ کیا بھی تو اس مین بہت کچھ تعصب سے کام لیا ہے۔ اور سخت دلخراش اتہام کے بیجا حملے کئے۔ مگر مولوی رضی الحق صاحب نے کتاب مرات احمدی کا سلیس عام فہم اردو زبان مین بامحاورہ ترجمہ کیا۔ بلکہ اوس کے موسوم کرنے مین بھی مرات عہدۂ مترجمی ہاتھ سے نہ چھوڑا یعنی آئینۂ گجرات نام رکھا جسمین شاہان گجرات اور سلاطین تیموریہ کے حالات نہایت شرح و بسط اور راست بازی سے لکھے گئے ہین۔ اور مصنف کے خاص نسخہ سے ہر مقام و محل اس عمدگی سے ادا کیا کہ درحقیقت مترجم کی جانفشانی اور عرق ریزی خود بخود ثابت ہوتی ہے امید کہ عوام عزت کی نظرون سے ملاحظہ کر کے قدر افزائی فرمائین گے

قطعات تاریخ طبع کتاب ھذا

قطعۂ تاریخ نتیجۂ فکر جناب پنڈت مرلال کشمیری صاحب نایک ساکن احمدآباد ڈپٹی ایڈیٹر پارسی ٹیلیگراف کمپنی مالک مشترکہ علمی پریس بمبئی

کی ترجمہ منشی رضی الحق نے یہ نادر کتاب
داد دیتا ہون مین تلاش و تحقیقات کی
دیکھیے مین گوہر جو ہے آغاز سے انجام تک
بول اوٹھے گی یہ ہاتف سیر گلشن گجرات کی

قطعۂ تاریخ نتیجۂ فکر جناب منشی محمد عبد العزیز صاحب ادیب چشتی ایڈیٹر رسالہ تحفۂ بمبئی سابق مہتمم علمی پریس بمبئی

مرحبا مولوی رضی الحق
تھی جو مرات احمدی مین رقم
آپ نے کی وہ خدمت گجرات
فارسی مین حقیقت گجرات
ہو گیا نام خلق مین روشن
آپ نے اوس کا ترجمہ کر کے
چمک اوٹھی ہے قسمت گجرات
دونی کر دی ہے شہرت گجرات

تھا مطلع غبار آلود ہے

ہوئی آئینہ حالت گجرات
مصرع سال طبع کو ذائق

ہے یہ تاریخ نادر و دلچسپ
ہے محیط حقیقت گجرات

مظہر شان شوکت گجرات

قطعہ تاریخ عطیہ جولان گران فکر صائب جناب مولانا نجم الدین احمد صاحب ثاقب قادری بدایونی ملقب بہ پہلوان سخن

ای مرے بھائی رضی ای یہ گجرات بھی
اہل وطن پر کیا آپ نے احسان بڑا

علم کا گھر تھا کبھی جب یہ تو کیا غضب
شکر ہو جسکا او آج نکل ابھی نصیب
ثاقب حیرت زدہ لکھدو سن ترجمہ

ملک سے معدوم آج فارسی کا ہے رواج
ترجمہ ایسا کیا فارسی تاریخ کا ہے
صاف ہوئی آئینہ حالت گجرات

اردو کی تھی احتیاج اسکا یہی تھا سبب
حسن بھی جس سے بڑھا لطف بھی آیا عجب

قطعہ تاریخ سخن سعید کونین مقبول دارین جناب حاجی سید تجمل حسین صاحب تجمل جلالپوری مقیم بمبئی

ایسا دیکھا ہی زمانہ میں بہت کم آئینہ

مرأت گجرات سے ہے حال عالم آئینہ
اے تجمل کھینچ گئی کیا صاف شکل [illegible]

ترجمہ منشی رضی الحق کا ہے عالم نما
حالت گجرات کا ہے قد آدم آئینہ

آئے دیکھے علم و فن کا ساغر جم آئینہ

قطعہ تاریخ از شاعر شیرین زبان جناب سید سلطان میاں صاحب سلطان منگلوری شاگرد حضرت تجمل جلالپوری

اسکے کیا کہنے ہیں کیا ہے بات اس تاریخ کی

سامنے نظروں کے نقشہ کھینچ گیا حالات کا

مصرع سال اشاعت یہ لکھا سلطان نے

فرخ افزا ہے مصفا آئینہ گجرات کا

قطعہ تاریخ از احقر العباد نارائن پرشاد بیتاب مالک مشترکہ علمی پریس بمبئی

یادگار سلف ہے یہ تاریخ

با اثر ہے حقیقت گجرات

پڑھ لیا اس کو جسنے اے بیتاب

سن لی کافی حکایت گجرات

ایضاً رباعی

قائم ہوئی جبکہ یادگار گجرات

بیتاب نے دیکھا یہ فشار گجرات

آیا ہے تاریخ خیال تاریخ

کھینچا ہے یہ نقشہ دیار گجرات

قطعہ تاریخ از نتیجہ فکر سلک جناب مولانا مولوی فتح محمد صاحب آثر ملقب بہ ابو المعانی مدرس محمدیہ جامع مسجد بمبئی

مرحبا اے مولوی صاحب رضی الحق بحق

آپ نے صیقل کیا ہے آئینہ گجرات کا

لکھا آثر یہ مصرع تاریخ سال عیسوی

جانفزا ہے پر ضیا ہے آئینہ گجرات کا

قطعہ تاریخ از نتیجہ فکر جناب منشی محمد عبد الرحیم صاحب رحیم منیجر رائل کارونیشن تھیٹریکل کمپنی آف کلکتہ

منشی رضی الحق نے کیا ترجمہ ایسا

ایسا ہے حقیقت جسکی اک اک بات میں لکھا
گھر بیٹھے ہوئے اپنے رحیم اہل نظر نے

پڑھتے ہوئے پایا جو آئینہ گجرات
گجرات کو آئینہ گجرات میں دیکھا

آنکھوں نے خرمی ساغر جم ہات میں دیکھا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سپاس بیقیاس و محمدت لاتناہی اساس خاص اوسی ذات پاک کیلئے سزاوار ہے جسکے محض دو حرفی لفظ کن فرمانے سے ہژدہ ہزار عالم پیدا ہو گیا۔ مقدور بشر نہیں جو اوسکی حمد و ثنا میں زبان کھولے۔ خدائی اور کبریائی اوسی کے لائق ہے جو آپ اپنی صفت بیان فرماتا ہے۔ دیکھو سورۂ اخلاص۔ جمیع مخلوقات میں انبیا علی نبینا علیہ الصلوۃ والسلام سے بڑھکر رتبہ قربت کسیکو حاصل نہیں ہوا۔ سو وہ بھی اوسکی ثنا و ستایش کیطرف سے چپ ہو رہے۔ آدم علیہ السلام سے لیکر ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت تک ہر زمانے کے اقتضا کے موافق بعض وقت ایک ایک بعض وقت دو دو چار چار کہیں ہمیشہ کہیں نبی کسی جگہ مرسل مبعوث کرکے بعض بعض اپنے بندوں کو یاوہ گمرہی و ضلالت سے نکالکر ہدایت کی سیدھی سڑک پر پہنچا دیا۔ اوسیطرح زمانہ اخیر میں حضرت ختم المرسلین خاتم النبیین شہنشاہ دو جہاں مالک زمین و زمان مفخر موجودات عالم سرور کائنات نبی آدم وزیر اللہ کہ اوسکے نشان سے کرہ وزرائے ذیشان ناسخ منسوخ احکام شرعیہ ناسخ شرائع ادیان ماضیہ [illegible] آقا علیہ گل گلستان خلیل برگزیدہ حضرت رب جلیل شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین احمد مجتبی محمد مصطفی صلی اللہ علیہ و علی آلہ واصحابہ و ازواجہ و ذریاتہ اجمعین کو قبائے لولاک لما خلقت الافلاک پہنائی گئی۔ اور تاج شفاعت بنی نوع انسان و اجان سر مبارک پر رکھا۔ اور کرسی وزارت کائنات عطا فرمائے حضرت کی ذات بابرکات سے ہمکو اور امتوں پر فخر حاصل ہوا۔ جو مرتبہ امت مرحومہ کو عطا ہوئے وہ کسی امت کو خواب میں بھی نصیب نہوئے۔ ہزار شکر اور لاکھ احسان پروردگار کا کہ حبیب ہم گنہگار و نکو زمرہ امت مرحومہ میں پیدا کیا۔ امید ہے کہ اونہیں کا طفیل بخشے ہوئے اوٹھیں [illegible] عالم کا ثنا و صفت ہو نہیں سکتی۔ ویسے ہمارے حضرت کی نعت بھی مشکل ہے مشکل زبان کو قدرت کہاں اور قلم کون قوت کہ بیان کر جو ایک حرف بھی دونوں کا لکھ سکے۔ مثل مشہور ہے [illegible]۔

غالباً آپنے سنا ہوگا کہ ملک گجرات ہندوستان کا [illegible] مشہور ہے۔ کسی زمانہ میں یہ ہمیشہ خود ایک ولایت تھا۔ ہزار ہا شکستہ [illegible] اسکی تاریخیں جدا جدا لکھی ہیں کہ وہ تاریخیں نہایت [illegible] مشہور و معروف ہیں۔ ایک مرات سکندری جسمیں سلاطین گجرات کی ابتدائی سلطنت سے انقضا تک ہر بادشاہ کی جداجدا کیفیت مفصل تحریر ہے۔ اور دوسری مرات احمدی۔ معز الدین محمد شاہ بادشاہ والی ہندوستان کے زمانے سلطنت میں [illegible] والے سرکار [illegible] جلیل القدر [illegible] کی فارسی میں تصنیف و تالیف کی ہوئی آجتک گنجینۂ کتب میں محفوظ ہیں۔ مگر کسی نے طبع کرائی [illegible] اردو میں ترجمہ ہوا۔ زمانہ حال کے شائقین فن تواریخ عموماً اور دوستان باوفا و مخلصان بے ریا خصوصاً کو اشتیاق پیدا ہوا۔ کہ اکثر اور ملکوں کی [illegible] فارسی۔ اردو میں ترجمے ہوکر ملک میں پھیلائی گئیں۔ مگر ہمارے ملک کی کسی تاریخ نے آجتک قدیم لباس نہ بدلا۔ اگرچہ سابقاً انجمن [illegible] اسکا انتظام کیا گیا تھا۔ مگر انجمن کی باہمی تقسیم سے چند روز چلکر رہ گیا۔ آخرش دوستوں کے تقاضے اور اعزا کے اشتیاق

نے راقم کو مجبور کیا۔ کتاب جو دیکھی تو نہایت حجیم و ضخیم پائی۔ علاوہ ضخامت عبارت ادق اور بامحاورہ منشی جید کی تصنیف کی ہوئی ملی۔ راقم کی بساط میں بھی سرمایہ نہ تھا کہ اسکا سرانجام پورے طور پر کیا جاتا۔ مگر پروردگار عالم نے محض عنایت خاص سے بزرگوں کی لاج رکھ لی۔ ورنہ بڑی مشکل کا کام تھا۔ میری زبان مادری نہ تھی۔ مگر بات کیا تھی کہ ابتدا سن شعور سے اسوقت تک رات دن بڑے بڑے اہل زبان سے سابقہ رہا۔ کچھ تو فیضان صحبت اور کچھ عنایت ایزدی سے یہ مقصد حل ہوگیا۔

کتاب کی ضخامت نے سارے ترجمہ کو تین حصوں میں تقسیم کرنیکو مجبور کیا۔ اگر ایک ہی جلد میں لکھا جاتا تو طبع کرانیکے وقت کے علاوہ خریداروں کی آسانی دشوار ہوجاتی۔ اور خاتمہ خود مصنف نے علیحدہ لکھا تھا۔ اوسکا چوتھا حصہ مقرر کیا۔ کتاب کا نام مرات احمدی تھا۔ مترجم نے بمشورہ احباب **آئینہ گجرات** نام رکھا۔ چونکہ گجرات کے پچھلے حالات مثل آئینہ کے صاف نمایاں ہیں۔

دیباچہ

دیباچہ کتاب کے تین مقدمے ہیں۔ پہلے میں مورخ کا احوال۔ دوسرے میں مترجم کی کیفیت۔ تیسرے میں معنون کرنیکا بیان ہے۔

ہو المعز

مضمون کتاب شروع کرنے سے پہلے صاحب کتاب کے حالات بیان کرنا ضرور ہے۔ چونکہ فی زمانہا کتاب ہاتھ میں آتے ہی چند سوال پیدا ہوتے ہیں کہ اسکا مصنف کون تھا۔ کس ملک کا رہنے والا۔ اسکی تحصیل کہاں ہوئی۔ اسکے معاصر کون کون تھے اسکو سلطنت سے کیا تعلق رہا وغیرہ شکوک کا دھبہ دامن حقیقت سے دھو کر صاف کرنا مترجم کا منصب تھا۔ بنابراں بعض حالات اسی کتاب سے اخذ کئے گئے۔ اور بعض کیفیت احمد آباد کے عمائد سے دریافت ہوئے۔ سب کو فراہم کرکے ایک جگہ لکھی گئی۔ تاکہ شائقین فن تواریخ کو دقت نہ واقعہ ہو۔ اور سوالوں کا جواب خود سمجھ لیں۔

احوال مورخ

مورخ صاحب کے بزرگ ایران کے رہنے والے خاندان مغلیہ سے تھے۔ آپکا نام محمد حسن آپکے والد کا نام محمد علی تھا۔ سلاطین تیموریہ کے کسی بادشاہ کے زمانہ میں آپ کے بزرگ ہندوستان میں تشریف لائے۔ اگلے لوگوں کا تو کسیطرح پتہ نہ لگا۔ مگر آپکے والد عالمگیر کے ساتھ برہان پور میں تشریف لائے تھے امراء عالمگیری میں سید عقیل خاں معزز سمجھے جاتے تھے جب عالمگیری دور ختم ہوا۔ اور عالم شاہی زمانے نے سارے ہندوستان میں اپنی دوہائی پھرادی۔ ۱۱۲۰ ہجری میں شہزادہ جہاندار کی جاگیر صوبہ گجرات میں متعین ہوئی۔ اوسکی متصدیگری سرکار شاہی سے سید عقیل خاں کو تفویض کی گئی۔ اور انہیں محالات کی خدمت وقائع نگاری مرزا محمد علی کو سپرد ہوئی۔ انہیں ایام میں پادشاہی سواری کسی مہم پر دکن جا رہی تھی۔ اور سید صاحب موصوف گجرات میں تشریف لانیوالے تھے۔ بھی بہیں راہ سے سید صاحب کے ساتھ احمد آباد تشریف لائے۔ اوسی زمانہ سے سید عقیل خاں کی سرکار کا تمام دارومدار مرزا صاحب کی رائے پر موقوف ہوا۔ خدمت وقائع نگاری کو سنبھال کر میر صاحب کے تمام امورات اس حسن انتظام سے ہوتے رہے کہ کسی قسم کی شکایت کا موقعہ نہ ملا۔ اوسوقت مورخ

[آ]پ کا سن شریف آٹھ نو برس سے زیادہ نہ تھا۔ تحصیل بھی احمدآباد میں ہوتی رہی۔ اللہ نے زمانہ طفولیت سے ہر قسم کا مادۂ قابلیت ایسا پیدا کر دیا تھا کہ اوس زمانہ کی جو جو باتیں آپکے ملاحظہ سے گذرتیں یا بڑے بوڑھوں سے وقتاً فوقتاً سنی جاتی تھیں تمام صفحۂ دل پر منقش ہو جاتی تھیں۔ سبب صاحب کی عملداریوں میں آپ کے والد کی کارروائیاں قابل قدر مانی گئی تھیں۔ رفتہ رفتہ مرزا صاحب کو سرکار شاہی سے عہدہ امینی کشٹرہ پارچہ احمدآباد سپرد ہوا۔ اوسی ضمن میں اکثر مرتبہ کھمبایت اور ہولعہ وغیرہ پرگنوں میں انتظام کیلئے آپکو جانیکا اتفاق ہوا۔ اور آپکی ہر کارروائی سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ بادشاہ و رعایا دونوں رضامند تھے۔ احمدآباد میں کشٹرہ پارچہ کی امینی کو ایسا سنبھالا کہ حق بجانب تھا۔ شہر کی رعایا ہندو مسلمان آپکے ثنا خواں ہیں۔

ایک زمانہ میں ناظم صوبہ مہاراجہ اجیت سنگھ زمیندار جودہپور کے نائب مسمی رتن سنگھ بھنڈاری نے احمدآباد میں ظلم و بیداد اس حد تک پہنچا دیا کہ لوگوں کے گھروں میں مارواڑیوں نے گھس گھس کر جو چاہا جبراً اٹھا لیا۔ اور سلطنت سے اس امر کی بازپرس نہوئی۔ آخرکار متصدی بندر کھمبایت مومن خاں جسکو آگے چلکر نجم الدولہ کا خطاب ملا تھا۔ احمدآباد کی کیفیت سن سنکر نہ رہا گیا۔ کھمبایت سے چڑھائی کر کے احمدآباد کا محاصرہ کیا۔ احمدآباد کی رعایا مارواڑیوں کی زبردستیوں اور حرکات ناجائزہ سے عاجز ہو گئے تھے۔ کچھ مسلمان کی تخصیص نہ تھی ہندو بھی اپنے ہم مذہبوں کے ظلم و ستم سے نہایت تنگ ہو رہے تھے۔ گھربار چھوڑ کر بیرون شہر مومن خاں کے لشکر میں چلے گئے تھے۔ اکثر بیوپاریوں نے آپکو امین سمجھکر اپنا مال و اسباب آپکے گھر میں پہنچا دیا تھا۔ واپس آئے بعد ہر ایک نے اپنا مال بجنسہ جہاں کا تہاں رکھا ہوا پایا۔ کسیکی ایک کوڑی ادہر سے اودہر ہونیکی شکایت نہوئی۔ جب آپ کے والد کا انتقال ہوا۔ سرکار شاہی سے وہی عہدہ مورخ صاحب کے نام متعین ہو کر خطاب بھی اپنے باپ کا علی محمد خاں حاصل ہوا۔ ایک مدت تک اوسی عہدہ کا کام کرتے رہے۔

محمد شاہ بادشاہ ہندوستان کے اخیر زمانہ سلطنت میں صوبہ گجرات کا عہدۂ دیوانی مورخ صاحب کو تفویض ہوا تھا۔ اگرچہ اس زمانہ میں خاندان بابی اور گائیکواڑ و پیشوا کے باہم نقیض واقعہ ہونے سے عہدہ دیوانی کو تعلق امورات بالکل نہ رہا تھا۔ مگر بات یہ تھی کہ اوسوقت تک دبدبۂ سلطنت سے اکثر شاہی ملازم ہر طرف سے گئے تھے۔ گویا گجرات کے آپ خاتم الدیوان ثابت ہوئے۔ آپ فارسی کے اہل زبان اور پھر اس زمانہ کی تحصیل بھی یکسانی ہوا کرتی تھی۔ مرات احمدی کی طرز تحریر سے آپکی علمی لیاقت مسلم الثبوت پائی جاتی ہے اس سے زیادہ سرٹیفکٹ اور کیا ہوگا۔ آپکے ہمعصر بڑے بڑے علماء و فضلاء احمدآباد میں موجود تھے۔ ازاں جملہ خاندان سادات بخاریہ سے سید ابوتراب اور قاضی نظام الدین خاں جو دہلی جاکر دستار فضیلت کا سرٹیفکٹ مع انعام ہاتھی سرکار شاہی سے حاصل کر کے آئے ہوئے تھے۔ کتاب میں جو واقعات سلاطین گجرات کی نسبت تحریر ہوئے وہ مرات سکندری سے بقدر ضرورت اخذ کئے گئے۔ اور اکبر شاہ کے زمانہ سے جو واقعات لکھے گئے وہ اکبرنامہ وغیرہ سے منتخب ہوئی۔ عالمگیری زمانہ کی اکثر کیفیت آپکی چشم دید تھی۔ اور باقی بزرگوں سے سنی سنائی وہ بمنزلہ تصدیق جانچ پڑتال کے لکھی گئی۔ شاہی حکم احکام کی نقلیں ناظم صوبہ اور دفتر دیوانی سے لی گئی ہیں۔ آپنے مرات احمدی کے واقعات سنہ ۱۱۷۴ ہجری تک لکھکر دفتر اول ختم کیا۔ اور دفتر ثانی کی نسبت ایسا لکھا ہے کہ اگر میری حیات مستعار باقی رہی تو انشاءاللہ المنان ضرور لکھونگا۔ ورنہ جسکو شوق مورخی دامنگیر ہوگا وہی نام نامی اس کے لکھنے کا قلم اٹھائیگا۔ احمدآباد میں آپ کا خاندان بادشاہی دیوان کے نام سے مشہور ہے۔ اگرچہ دیوانی جاتی رہی مگر نیک کمائی والوں کی خوش نیتی سے جاگیر و نام دونوں ابتک بجائے خود باقی ہیں وباللہ التوفیق۔

احوال مترجم

میرا مرتبی حقیقی والد کا نام مولوی محمد فخر الحق شیخ العباسی - میرے خاندان کو عمائد احمد آباد سے کوئی ایسا نہیں جو نہ جانتا ہو - عوام میں حق ٹولی والے اور فارسی خوان نام سے مشہور ہے - اگلے بزرگوں سے میرے جد اعلیٰ مولوی نور الحق کا تذکرہ مورخ صاحب نے اسی کتاب میں کئی جگہ لکھا ہے آپکو سرکار شاہی سے عہدہ انتساب بلدہ تفویض تھا جسکو فی زمانناً اکونٹنٹ کہتے تھے - چنانچہ کتاب میں افسران مالی کے تذکرہ بیان ہوئے - ازان جملہ آپ بھی شریک ہیں لوازم احتشام کی ساری باتیں حاصل تھیں - آپکے بعد یہی عہدہ آپکے فرزند رشید مولوی محمد شفیع الحق المتخلص بہ عبرت کو تفویض ہوا - آپ صاحب تصانیف تھے - زمانہ کی ٹیڑھی ترچھی چالوں نے سلطنت شاہی کا اقتدار گھٹا کر گجرات کی حکومت مرہٹوں کے قبضہ میں سپرد کی - اوسی زمانہ سے بندگان شاہی کی قدر و منزلت جاتی رہی - بعض احمد آباد کو خیرباد کہکے جلاوطن ہوگئے - اور جنکا سلسلہ یہاں کے باشندوں سے وابستہ ہوگیا تھا بہر صورت بسر کرنے لگے - میرے بزرگوں نے درس و تدریس کا سلسلہ جاری کیا - چنانچہ میں نے اپنے خاندان کے بڈھوں سے سنا ہے کہ اس سے پہلے ہی یہ سلسلہ جاری تھا - کچھ شاہی خدمت ترک کرنے سے یہ نئی بات پیدا نہیں کی گئی - اسی وجہ سے میرا خاندان فارسی خوان مشہور ہوا - میرے حقیقی جد امجد مولوی زین الحق صاحب کے اکثر شاگرد رشید عمائد شہر سے ابتک موجود تھے - ازان جملہ بعض بوڑھے سن رسیدہ اب بھی خال خال نظر آتے ہیں مسلمانوں کی تخصیص نہ تھی - اکثر اقوام ہنود سے ناگر و کایستھ کا بڑا گروہ تھا -

ایک روز یہ خیال آیا کہ مردی کمال نے اپنے منصب کی ایسی کارروائیاں کیں کہ جسکا شائبہ دنیا میں باقی رہا - مجکو تیری بے کمالی نے ننگ خاندان بنا دینے کے علاوہ فارسی خوانی کا نام بھی دشوار کردیا - کوئی بات تو ایسی پیدا کر کے مٹے ہوئے نام لے کی یادگار فخر روزگار ہر چند ہو باقی ہے - تصنیف کرنا تو بڑی بات تھی - مگر اگلے علماء کی تصانیف [illegible] ہدیہ ناظرین کرنا بھی مشکل ہو گیا - چنانچہ جس کتاب کو دیکھیے نہ کسی زبان میں ترجمہ ہو کر اشاعت کا سہرا [illegible] گیا تھا - [illegible] علیہ الرحمۃ - **شعر** - حریفان بادہا خوردند و رفتند - تہی خمخانہ ہا کردند و رفتند

فن تاریخ کو دیکھا تو [illegible] کی تاریخیں عربی - فارسی - سنسکرت - انگریزی وغیرہ سے اردو - گجراتی - مرہٹی میں ترجمہ ہو کر ساری دنیا میں پھیلائی گئیں - ایک ہماری یک گجرات کی تاریخوں میں دو تاریخیں ایک مرات سکندری اور دوسری مرات احمدی نہایت مبسوط اگلے زمانہ کی خبر دینے والی ابتک قدیم لباس پہنے ہوئے گنجینہ کتب میں چھپا پہ بیٹھے ہوئے ہیں - اگر ان کا پیراہن ایرانی بدلکر ہندوستانی مرقع پیش آراستہ کر کے ہدیہ شائقین کیجائیں - تو اس سے بڑھکر کوئی بات میرے لیے خدمت کی [illegible] - جاننے والوں کو تو کچھ حالات معلوم ہی ہیں - مگر جو لوگ اپنے ملک کے قدیم حالات سے نابلد محض ہیں - وہ آگاہ کر دیئے جائیں - بنا براں راقم نے [illegible] میں اسکے ترجمہ کو قلم اٹھایا - بحمد للہ ڈھائی پونے تین برس کی مشقت سے حسب مراد دلی کامیابی حاصل ہوئی - کتاب چونکہ ضخیم الضخامت تھی تین حصوں پر منقسم کرکے مرتب کردیا - اور چونکہ خاتمہ خود مصنف صاحب نے [illegible] کیا تھا وہ [illegible] مقرر کیا -

۱ - پہلے حصہ میں صوبہ گجرات میں ظہور اسلام سے پہلے جو راجہ حکمراں تھے اونکی [illegible] اسلام شایع ہونیکے بعد شاہان دہلی کے ناظموں کا جدا جدا احوال اور بعد اس کے سلاطین گجرات کا [illegible] اکبر بادشاہ کے تسخیر کرنیکے زمانہ سے لیکر اورنگ زیب بادشاہ کے آخر زمانہ تک ہر ناظم صوبہ کی عملداری کی پوری پوری کیفیت -

۲ - دوسرے حصہ میں بادشاہ شاہ عالم بہادر کے زمانہ سے لیکر تمام ناظموں کی کارروائیاں اور راٹھوڑوں کی بدنظمیاں اور پھر مرہٹوں کی دست برد یعنی صوبہ گجرات کی خرابیاں تا زمانہ [illegible] نجم الدولہ بہادر مفصل کیفیت مندرج ہے -

۳ - تیسرے حصہ میں [illegible] مرحوم کے فرزند مفتخر خاں اور بھتیجے فدا الدین خاں کے ساتھ گاکواڑ کی کارستانیاں اور خاندان بابی کی عملداریاں اور کھمبایت سے مومن خاں نے

چڑھائی کرکے احمدآباد کا قبضہ کرنا اور بارہ گجرات پر مرہٹوں کا تسلط کرلینا وغیرہ وغیرہ ۱۷۶۱ء تک کی مفصل کیفیت۔

ان تین حصوں میں جو کچھ اس ملک کا واقعہ اور طرز حکومت تھا بیان کیا گیا ہے چونکہ یہ کتاب فارسی میں لکھی ہوئی تھی۔ عوام کا سمجھنا دشوار تھا اسلئے میں نے اُردو میں اسکا ترجمہ کیا کہ ہر شخص اس کے حالات سے آگاہ ہو جائے۔ دوسرے یہ بھی کہ تم پڑھو اور سمجھو کہ اگلے زمانہ کے لوگوں کے کارنامے کیسے عمدہ اور شائستہ تھے آخر یہ بات ہی کیا تھی جو یہی گجرات بھر میں اس عہد سے اس عہد تک جہاں دیکھو اہل اسلام کے سوائے اور کوئی حاکم یا عامل دکھائی نہیں دیتا تھا۔ اسی علم کی بدولت تمہارے ہی در دولت پر حکومت کے جھنڈے گڑے تھے اور نقاروں کی آواز سے سارا مکان گونج رہا تھا۔ چنانچہ اس زمانہ کی دو نشانیاں ایک خاندان بابی اور دوسرا خاندان جالوری ابتک مسند حکومت پر موجود ہیں۔ جب تم نے تحصیل علم کو ترک کر دیا۔ افلاس نے آکر تمہاری گردن دبالی۔ ہمکو شکر کرنا چاہیے کہ ہماری گورنمنٹ انگلشیہ آپ بھی علم کی بڑی قدردان ہے کہ تم سمجھو تم مستحق ہو اور قدردانی کیا ہوگی۔ تمہاری تربیت کیلئے سررشتہ تعلیم میں ہر جگہ اردو کے مدرسے قائم کر دیئے۔ اور ہر مقام سے ڈھونڈ کر مدرس انتخاب کرکے معین کئے۔ تمہاری تحصیل کی آسانی ہو گئی مگر تم نے کچھ قدر نہ کی اور ایک زمانہ مفت کھو بیٹھے۔ اگلے زمانہ میں ہماری قوم سب سے آگے بڑھی ہوئی تھی۔ اب جو دیکھتا ہوں تو سب سے پیچھے دکھائی دیتی ہے اور ٹھیک کر چلی جاتی ہے۔ اب بھی کچھ نہیں گیا۔ اگر اس وقت چونک کر کھڑے ہو جاؤ اور جھٹ لنگوٹ باندھ خم ٹھوک کر تحصیل کا میدان پکڑو تو چند ہی دنوں میں علمی طاقت سے افلاس کے زینہ پر پہنچو گے۔ اور فوراً مشکلیں کسر اخراج ملک کی سزا سہنے کو تیار ہو جاؤ گے۔ آگے جانیوالوں کی ہمسری تمہاری ہمت مردانہ سے دور نہیں۔ کسی بزرگ کا قول ہے ع ہمت کاست کہ بہشت بسنہ گردد اگر خاک سے بود گلدستہ گردد۔ اس میں شک نہیں جیسی کہ اللہ نے براق طبیعتیں تم کو عنایت فرمائی ہیں۔ کسی قوم کو نہیں ملیں۔ ادھر جو کوئی ادھر کو لپکا سب سے آگے ہی گیا۔ تم نے سنا ہوگا کہ علیگڈھ کالج ان دنوں کس زوروں پر چل رہا ہے اسکا ادنیٰ طالب علم یہاں کا نام انتصاب سے شکر لیتا ہے جیسا جی نہ چاہتا ہو وہ دیکھ لے منشی میر نواب علی صاحب پروفیسر کالج بڑودہ اور محمد علی خان نائب صوبہ جالندھری یہ دونوں نوجوان کس ماشاء اللہ اس عمر میں کیا لیاقت حاصل کی ہے۔

بھائیو ننھے ننھے بچوں کو پڑھاؤ اور ان کا چچی کی آمدنی کو سلام کرو۔ پھر دیکھو کہ انکا تحصیل چرخ کس شدومد سے چلتا ہوگا۔ اور آخر اپنی نسلیں افلاس کے گڑھے میں نہ پڑینگے۔ ایک نہیں بلکہ دو تین بھی دانا تمہارے سامنے پیش کرتا ہوں۔ ان پر ذرا غور کرو۔

ہمارے معزز و مکرم جناب سید شمس الدین صاحب قادری کا خاندان علمی لیاقت سے مشہور تھا۔ مگر آپنے اپنے ذاتی شوق سے علوم کی تحصیل کیا جو آج ہم آپکو ایک معزز اسسٹنٹ کلکٹر کے عہدہ پر بیٹھا دیکھتے ہیں۔ آپکے وجود با جود سے صوبہ گجرات احمدآباد کو افتخار حاصل ہے۔

دوسرے شیخ عثمان قریشی کے خاندان سے کون نا بلد ہے۔ اگرچہ علمی لیاقت آپ ہی کی ذاتی مشقت سے حاصل ہوئی چونکہ آپنے بیٹے کی تحصیل کے پیچھے لٹھ باندھا۔ آخر اسکا نتیجہ آپکے فرزند رشید نے لوگوں کو کر کے دکھا دیا۔ اور آج ہم ڈپٹی کلکٹر کے عہدہ پر اجلاس فرماتے ہوئے دیکھ کر خوش ہوتے ہیں۔

تیسرے منشی فتح محمد کو کون نہیں جانتا۔ یہ تحصیل علم کے پیچھے اپنے تئیں مٹا دیا۔ تو چند روز بعد اسی علمی طاقت سے ایک بہت بڑے اور عمدہ کارخانہ کی افسری نہیں بلکہ مالکی کہئے تو بجا ہے۔ حاصل کرلی۔ اپنے سارے خاندان کو فلاکت کے گہرے گڑھے سے نکال کر اوج عزت پر پہنچا دیا۔ وباللہ التوفیق

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

معنون

ارباب تصنیف وتالیف کا قدیم زمانہ سے یہ دستور چلا آیا ہے کہ اپنی تصنیف یا تالیف کو کسی معزز حاکم یا رئیس اعظم کے نام نامی سے معنون کرتے ہیں اس کتاب کے ترجمہ سے فراغت کئے بعد مجھے بھی اس گلشن امید کے لہلہاتے ہوئے درختوں کی ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا نے سرمست بنا دیا۔ مگر اس خطہ کے مسلمانوں کی موجودہ حالت پر بلحاظ علم وفضل غور کرنے سے خیال گذرا۔ کہ اس نسخہ کا زیبندہ عنوان مشکل سے ملیگا۔ اسی سوچ میں مستغرق تھا کہ یکایک سروش غیبی نے اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰہِ وَالْفَتْحُ کے مبارک کلمے میرے گوش دل میں پھونک کر بتا دیا کہ جناب مستطاب معلی القاب نواب زادہ نصر اللہ خاں صاحب بہادر بیرسٹر ایٹ لا سے بہتر ذریعہ اس بارگاہ عالیقدر تک پہنچنے کا نہ ملیگا کہ جس نے مجھ ایسے ہزاروں بندگان خدا کی مشکلات کے منجدھار میں پڑی ہوئی کشتیاں اسی ناخدا نے کنارے پر لگا دی ہیں۔ اس مژدہ کو سنکر ایسا پھولا کہ جامے میں نہ سمایا۔ میں خوشی سے اس کتاب کو عالیجناب گردوں قباب سر حلقہ تاجران بمبئی حضرت ناخدا محمد علی روگھی سابق ممبر گورنر بمبئی کے نام نامی سے معنون کرتا ہوں۔ گر قبول افتد زہے عز وشرف۔

چونکہ آپ اس صوبہ میں معزز خاندانی شمار کئے جاتے ہیں۔ آپ نے اپنی عمر کا بڑا حصہ عموماً مسلمانان گجرات اور خصوصاً ساکنان بمبئی کی بہبودی و ترقی علم وہنر میں حسبۃً للہ صرف کیا۔ یہ کتاب گجرات کی تاریخی واقعات سے مملو ہے۔ جبتک ایسے متبرک ہاتھوں سے اسکا افتتاح ہوکر خلعت عزت افزائی سے محروم رہیگی۔ امید کہ جناب مستطاب نواب زادہ نصر اللہ خاں صاحب بہادر جنگ عالیجناب موصوف سے کو نسبت فرزندی حاصل ہے۔ توجہ فرماکر بنظر مسافر نوازی وغریب پروری معنون کرنیکی اجازت مرحمت فرمائینگے۔ چونکہ آپ نے بھی چار برس کا زمانہ گذرا اپنے ذاتی شوق سے اس صوبہ میں محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس اور محمڈن پولٹیکل ایسوسی ایشن قائم کرکے خاص اہل اسلام کی بہبودی کیلئے کئی اقسام کی تجاویز فرماتے ہیں آپ خاندانی رئیس صاحب علم وفضل اور اہل ہنر کے قدردان او مسلمانوں میں اشاعت علم کی اولوالعزمانہ کوشش کرنے والے ہیں۔ نصر من اللہ وفتح قریب۔

خاکسار

محمد رضی الحق عباسی

یہاں سے احوال کتاب کا ترجمہ شروع ہوا

سلاطین ہندوستان کی فہرست میں اولاد صاحبقران امیر تیمور گورگان بڑی وقعت کی نگاہوں سے ابتک دیکھے جاتے ہیں۔ عالمگیر کا نام کون نہیں جانتا شائقین تواریخ کو تو اورنگزیب کی پوری پوری کیفیت معلوم ہوگی۔ کہ اُس نے سارے ہندوستان کو اِس سرے سے اُس سرے تک ایک ہی گھاٹ پانی پلایا بڑے بڑے سرکشوں کو اُس کے نام سے لرزہ چڑہتا تھا۔ اگرچہ ملک میں فساد بھی کیا کرتے تھے مگر گوشمالی ایسی دیجاتی کہ عمر بہر تک پھر کسیکو ہوس نہوتی تھی۔ ایسے بادشاہ کا دفعتہً تخت سلطنت کو خالی کرکے گوشہ لحد میں سو رہنا غضب ہوگیا تمام ملک جو انتظام کی مضبوط رسّی سے بندہا ہوا تہا بادشاہ کے مرتے ہی سرکشوں نے کاٹ کاٹ کر فری کردیا۔ اوسوقت کوئی ایسا روکنے ٹوکنے والا نہ رہا جس کے دباؤ سے فساد برپا نہوتا۔ آشوب زمانہ جو ایک مدت تک ہیبت سلطانی سے پڑا سو رہا تہا۔ دفعتہً چونکا۔ اور اُٹھتے ہی ہر ضلع میں دست درازی کرنے لگا۔ امن امان ابتدا سلطنت سے اِس وقت تک ہر بستی کے گلی کوچوں میں بستر ڈالکر پڑا ہوا تہا۔ آشوب زمانہ کی آمد آمد سنکر دامن جہاڑ کر کھڑا ہوگیا۔ کچھ اللہ ہی کو منظور تھا کہ انتظام ملکداری ٹوٹ کر خلق اللہ پر مصیبت پڑی۔ زمانہ ڈراؤنا ہوگیا۔ اوچھی تنک ظرفوں کی بن پڑی۔ راتیں آرام سے کہلے دروازہ بسر ہوتی تھیں۔ بدمعاشوں کی ڈاکہ زنی کی دہشت سے بیچینی میں بسر ہونے لگیں۔ خصوصاً احمدآباد آرام گاہ تہا۔ سوتا اہلوں کا بھوت نگر کمظرفوں کا کنج بورہ ہوگیا۔ زمانہ کی بگڑتی ہوئی ہوا دیکھکر صوبوں کے ناظموں نے زبانبرداری کے دروازے بند کردئے۔ احکام شاہی کی کچھ وقعت نہ رہی۔ شعر۔ جہاں را جہاندار دارد خراب + بہانہ است گو دزد افراسیاب

محکمہ دیوانی کے سارے کام ملتوی رہے۔ ارکان قواعد وضوابط سارے کے سارے ٹوٹ گئے۔ صوبوں کی خزانی جو بادشاہوں نے کسی مصلحت سے محفوظ رکہی تھی۔ لچے اور بدمعاشوں نے لوٹ لوٹ کر خالی کردئے۔

عالمگیر کے انتقال سے انتظام ملکداری کی وہ بات تو نہ رہی مگر تاہم پچھلے دباؤ سے ۱۱۳۶ ہجری تک بہر صورت اُسی لکیر کے فقیر بنے رہے مگر نائب مبارزالملک شجاعت خاں بہادر کی عملداری میں جو فساد برپا ہوا۔ اوسکا سارا دارمدار دانایان روزگار نے حامدخاں کی شقاوت قلبی کے پلے باندہا چونکہ شجاعت خاں بذات خود نہایت ہوشیار اور کارگذار جری بہادر تہا۔ اوسکی موجودگی میں خانصاحب کی کوئی کارروائی پیش نہ جاتی تھی۔ جسکی مفصل کیفیت اوراق آئندہ میں تحریر ہوگی۔

جب حامدخاں شجاعت خاں بہادر کے خون ناحق سے دامن ترکرچکا پہر اوسکو کوئی روکنے والا نہ رہا۔ لے حسب خواہش صوبہ کا انتظام کرنے لگا۔ پہلے پہل محالات خالصہ شریفہ میں ہیرا پھیرا اور سب کے سب ضبط کرکے اپنے قبضہ میں کرلئے۔ جب اُسکی بازپرس نہوئی۔ تو رفتہ رفتہ قدم بڑہاتے ہوئے ہر محکمہ میں تشریف لیجاکر قدیم دفتروں کو اٹھوا لیا۔ جب دفتر نہ رہا تو اہل عملہ معطل ہوگئے۔ صوبہ کی کچہری کا نام باقی رہگیا۔ عہدہ داران جلیل القدر کو معزول کرکے عملوں کو بے اقتدار کردیا۔ یہ سب کچھ یہاں ہوا کیا۔ مگر دارالسلطنت کے بڑے بڑے رکن اعظم اِس صوبہ سے ایسے غافل اور بیفکر ہو بیٹھے کہ کسی کے کان پر جوں تک نہ رینگی۔ جو خانصاحب سے بازپرس کیجاتی۔

جب مؤرخ نے اِس کتاب کے لکھنے کا ارادہ کیا۔ دوستوں کی بن پڑی سنکر ہر طرف سے فرمائشیں آنے لگیں۔ کہ خدا کیلئے جلد تیار کردیجائے۔ بات کہنے کو کہدی مگر نباہ دشوار ہوگیا۔ چونکہ اسکا دارمدار دفتر دیوانی پر رکہا گیا تھا۔ اگرچہ زمانہ سابق میں دیوانی عہدہ کل ممالک محروسہ میں وقعت کی نگاہوں سے دیکہا جاتا تہا۔ باعتبار اقتدار سارے ہندوستان میں اپنا نظیر نہ رکھتا تھا۔ مگر فی زمانہ خانصاحب، حامدخاں کے حسد بے جا و تردد نے

ہیکی وقت کا نہ [illegible] ادیا نہ صرف دیوان کو سوائے نام کے کسی قسم کا اقتدار باقی نہ رہا محرران دفتر دیوانی جو ایک مدت سے مانند خوشہ پروین صوبہ کا بناتے تھے [illegible] ہو کر تلاش معیشت کیلئے بنات النعش ادہر اودہر پریشان ہو گئے - خانصہ محلات دفتر تو پہلے سے اٹھوا چکے تھے اور جو باقی تھا محرروں کے چلے جانے سے درہم برہم ہو گیا - اوسی زمانہ سے صوبہ گجرات کی آمدنی کا تعلق دفتر دیوانی سے جاتا رہا -

مورخ کو عہد آخیر زمانہ سلطنت فردوس آرامگاہ محمد شاہ بادشاہ دین پناہ تفویض کیا گیا تھا - اسکی مفصل کیفیت اپنی جگہ تحریر ہوگی مگر اوسوقت بھی نہ کسی قسم کا اقتدار تھا اور نہ امورات دیوانی سے کچھ سروکار - دفتر جو بچا گیا تو محض اپنے نام کے کو [illegible] - دفتر دیکھتے ہی میرے حواس اڑ گئے - [illegible] سب ایک سبب ایسا پیدا کر دیا جس سے ساری [illegible] ہو گئیں یہ سب [illegible] کتاب [illegible] صوبہ گجرات تفصیل کے ساتھ نہیں جانی [illegible] کے متعلق کتنے شہر اور شہر کے ساتھ کتنے پرگنے اور پرگنوں میں کتنے موضع بقید رقبہ و دام حاصل آمدنی پیشکش بھی کچھ مفصل تحریر ہو - ایسا کوئی دفتر دیوانی کی اشد ضرورت واقعہ ہوئی صوبہ گجرات کے دفتر دیوانی میں عہدہ صوبہ نویسے میٹھا لعل کے [illegible] چلا آتا تھا - راقم کو ایک مدت سے اس امر کی جستجو تھی - آخیر جزوی کوشش سے پتہ لگا کر میٹھا لعل سے دفتر دیوانی کے چند اوراق حاصل کئے -

[illegible] زمانہ سے کہ خلد منزل فردوس آرامگاہ نے جنت میں مقام کیا - در [illegible] ہجری میں سلطنت آبائے احمد شاہ بہادر کو منتقل ہوئی اوسی ایام میں میری قسمت [illegible] شگفتہ ہوا - اگرچہ اصل ہی آشوب زمانہ سے دورہ عسرت میں پڑا ہوا تھا - مگر غیرت رفاقت ہم پیشوں سے جدا ہونے نہ دیتی تھی اور [illegible] سے اپنی [illegible] نیکنامی سے جیتا ہوں [illegible] گی جس امیری سے بسر کرتا مرد قابل جہاندیدہ - نہایت ہوشیار - دانایان روزگار سے سمجھا جاتا تھا - [illegible] کی نگاہوں سے دیکھتے تھے - افسوس ڈیڑھ برس کا زمانہ گذرا کہ میٹھا لعل کا دفتر بھی [illegible] خراب و برباد ہو گیا - لوگوں نے [illegible] کو [illegible] برباد کر دیا -

[illegible] میٹھا لعل صوبہ نویس سے کوائف دفتر دیوانی [illegible] اسباب تمام ہونے کا موقع خوب ہاتھ آیا - اور خیال کیا کہ یہ کتاب جسکی تکمیل [illegible] مدت [illegible] ایک نسخہ گجرات [illegible] دفتر دیوانی [illegible] اور دوسرا نسخہ بذریعہ [illegible] خاقان جاوید خاں نواب بہادر [illegible] تحسین آفرین ہو چونکہ نواب بہادر [illegible] اسم [illegible] سرپرست [illegible] بہادر [illegible] حیات کو [illegible] مکانوں سے جو مدت سے درپئے آزار تھے [illegible] کاٹ [illegible] کر دیا - یہہ [illegible] کا خاتمہ ہو گیا - تخیلی میں پیدا ہوئے [illegible] سے بہت انہی کاموں میں لگے ہوئے تھے سن سنکر ادہر ادہر [illegible] کیسی کتاب - مدت تک اسی پریشانی کے گلی کوچوں میں قدم مارتا رہا - اندیشہ [illegible] میں ڈانواڈول ہو کر [illegible] سے ایسا دل اوچاٹ ہو گیا کہ کسی کا آیا ہوا ضروری خط تک پڑھنا [illegible] - دیکھنے کو جی چاہتا تھا بس کیا [illegible] دل اور خون ہو کر بہہ گیا -

جب [illegible] پریشانی میں گذر گئے - ایک دن بیٹھے بیٹھے خیال آیا کہ جو کچھ تقدیر کا لکھا ہونا تھا وہ ہو گیا - تلافی مافات نہ کسی سے ہوئی ہے نہ ہوگی - ادہر اودہر سے دوستوں نے بھی آ آ کر مستعد کر دیا - جی تو نہ چاہتا تھا کہ پھر قلم اٹھاؤں - جبکہ فلک بے مہر نے بساط حیات نواب بہادر کا [illegible] جس کے مدد سے جو کچھ تمنا دل نیاز منزل میں جوشزن تھے معا فرد ہو گئی - اور تکمیل نسخہ ہذا حیطہ تعویق میں پڑا رہا - اگرچہ

کتاب

کتاب محض متعلق اُمورات صوبہ گری وغیرہ واقعات سے مملو ہوتی تو کبھی کی تکمیل ہو کر بارگاہ شہنشاہی میں مشرف ہو جاتی۔ اور محرران دفتر دیوانی کی نظر کیمیا اثر سے بہرہ اندوز ہو کر تحسین آفرین کا صلہ حاصل کرتی۔ مگر بات یہ ہے کہ اُس زمانہ تک کسی سے جو تفاوت فیمابین تاریخ فصلی و ہجری کا ہوتا تھا دور نہ کیا گیا تھا۔

اِس کتاب کے مرتب ہونے میں تفاوت تواریخ مذکورہ کی ازحد ضرورت تھی۔ احمد آباد کے محرروں اور اہلِ سیاق اور متصدیان دفتر دیوانی سے اُن تاریخوں کا تفاوت دریافت کرنا چاہا۔ مگر یہ عقدۂ لاینحل کسی سے حل نہوا۔ اور کتب تواریخ بادشاہان سلف سے بھی اِسکا پتہ نہ لگا۔ جس سے رہنمائے عملی حاصل ہوتا۔ کوشش بے انتہا و سعی موفورہ و تلاش مشکورہ میں یہانتک قدم رکھا کہ رات کو دن بنایا۔ کوئی لمحہ خالی نہ تھا کہ جو اِس کام میں صرف نہوا ہو۔ مگر بقول عرب ۔۔ من طلب شیئاً فوجد ۔۔ کے معنی سے دل کو اطمینان کلّی تھا۔ الغرض ہدایت ہادی ازل و رہنمائے قادر لم یزل۔ کیفیت حدوث و مبداء تاریخ الٰہی سنہ ہجری کے ساتھ بذریعہ عقل ناقص دریافت کر کے تطبیق کر دی اور جناب باری عزّ اسمہ سے یہ اُمید تھی کہ اگر مشیت ایزدی میرے ارادے کے مطابق ہوا اور حیات مستعار چند روزہ بھی میرے ساتھ بیوفائی نکرے تو بعد رفع ہونے پریشانی حال کے جو فی زماننا اِس صوبہ میں واقع ہوئی ہے اور نیز مفسدان روزگار نے ہر جگہ ایک بڑا تہلکہ ڈال رکھا ہے وہ بھی فرو ہو جائے اور از سرِ نو جمعیت ظاہری و باطنی حاصل ہو۔ تو انشاء اللہ المنّان کامی قواعد تطبیق تاریخ مذکورہ ایک رسالہ میں جداگانہ تحریر کر کے دفتر روزگار میں بطور نمونہ و یادگار زمانہ باقی رکھی جائیگی۔ لیکن فلک کج رفتار و گردشِ زمانہ ناہنجار کب فرصت دینے والا ہے کہ کوئی مرد لایق لُجّۂ بحر زخار میں غوطہ مار کر جواہر آبدار و لولوئے شاہوار سے دامن بھرے۔ ولو فرضنا متاع لائق و اسباب شائستہ ہی کیوں نہو۔ اول تو اُس کا سرانجام دشوار گذار اور بر تقدیر کسی نے بہزار جستجو خونِ جگر پی کر دوکان سخن کو کلمات جواہر آبدار سے مزین و مرتب بھی کیا تو خریدار کہاں۔ یہ بات کسی نے سمجھکر کہی ہے کہ کمال ہر شی وبال گردن صاحب کمال ہے۔ کہتے ہیں کہ ہر کمال کو زوال ہے مگر برعکس اُس کے یہ وقت زوال کمال ہے۔ قطعہ

براہلِ فضل جہاں روزگار تنگ گرفت ✦ کہ نام فضل شد از دہر چوں ہنر نایاب ✦ نماند در ہمہ آفاق فاضلے باقی ✦ بغیر فاضل باقی کہ ہست جز و حساب

اور مضمون اشعار عربیہ و شیقہ جناب ولایت مآب علیہ التحیہ والثنا بہت ہی صادق آتا ہے۔

رَضِینَا قِسْمَۃَ الْجَبَّارِ فِینَا ✦ لَنَا عِلْمٌ وَلِلْاَعْدَاءِ مَالٌ ✦ فَاِنَّ الْمَالَ یَفْنیٰ عَنْ قَرِیْبٍ ✦ وَاِنَّ الْعِلْمَ بَاقٍ لَا یَزَالُ

اور فارسی کے شاعر نے اِس مضمون کو اس طرح بیان کیا ہے شعر۔ کسبِ کمال کن کہ عزیز جہاں شوی ✦ کس بے کمال ہیچ نیرزد عزیز من۔

لازمۂ عبودیت و بشریت یہی ہے کہ برضا و رغبت الٰہی صابر ہو کر شکر نعمائے عطیات نامتناہی جو انسان پر ہر حال میں جاری ہیں بجالانا لازم و ضروری ہے۔ پھر دیکھئے کہ پروردگار عالم اپنی عنایات و فضل و کرم سے اُس بندۂ فرمانبردار کے لئے پردۂ غیب سے کیا کیا نعمتیں عطا فرماتا ہے۔ جسکا شائبہ کسی طرح بیان نہیں ہوسکتا ہر گاہ کہ احوال عملداری زمینداران اطراف و حاکمانِ اولکہ اکناف۔ ملکِ گجرات و کیفیت حکومت ناظمان محکمۂ دیوانی وقت تسخیر حضرت عرش آشیانی جلال الدین محمد اکبر بادشاہ انار اللہ برہانہ خاتمہ نسخۂ ہذا میں مجمل طور پر تحریر کیا گیا تھا۔ مگر بعض احباب بے ریا و دوستانِ باوفا نے جنکو اِس کتاب کی وقفیت حاصل تھی۔ ارشاد فرمایا کہ ہنوز یہ کتاب حسب منشا ختم نہیں ہوئی۔ اور ملبوس تکمیل سے معرا ہے۔ قطع نظر اُسکی ضخامت اور حجم اسکا بہت زیادہ ہوگا۔ اور بنیاد اسکی بہ نہج دفتر و تحریر توم سیاق رکھی گئی ہے لہذا یہ بات زیادہ تر ملحوظ رکھی جائے کہ ہر کس و ناکس امورات مالی و ملکی سے واقف ہو جائے۔ تو البتہ یہ امر خلاف قانون ضابطہ بارگاہ سلطانی سمجھا جاویگا۔ اندریں جہانتک ممکن ہو اسکو بطرز دیگر تحریر کیا جائے۔ تو علی و افضل ہوگا۔ لہذا احوال اُن زمینداروں کا جو ظہور اسلام سے پہلے گجرات پر حکمران گذرے ہیں۔ اور بعد اُن کے سلاطین دہلی کی جانب سے وقتاً فوقتاً ناظموں کی عملداریاں اور پھر آغاز ہونا ظہور دولت

سلاطین گجراتیہ کا اور بعد انقراض سلطنت مذکور حضرت عرش آشیانی اکبر بادشاہ انار اللہ برہانہ کا ملک گجرات کو تسخیر کرنیکے زمانہ سے لیکر آج تک جو ناظموں کی عملداریاں گذری ہیں - بہ تمام کیفیت مشرح و مفصل ہو - مگر یہ بات بھی ملحوظ ہے کہ اون کیفیات میں امورات مالی اور ملکی کو ذرا بھی دخل نہو ور محض یہ کتاب تواریخ کے طور پر تحریر کیجائے تا عوام الناس بہرہ مند ہوں - اور احوال بزرگان سلف کو اعتبار کی نظروں سے دیکھیں اور صفحہ روزگار پہ ہمیشہ کے لئے یادگار باقی ہے - آخر الامر دوستوں کا فرمان مجکو قبول کرنا لازم ہوا - اگرچہ مسودات سابق کو بہم پہونچانے میں دس سال کا زمانہ گذر چکا تھا - اور بڑی بڑی جانفشانی اور سرگردانی سے اس نسخہ کا ڈہانچہ اور وضع پیدا کیا گیا تھا - باوجود پریشانی خاطر جو اوس زمانہ میں رہا کرتی تھی - ہنوز لباس کیفیت سے بالکل معرا تھا - اس لئے دوسرے پیرایہ میں آراستہ کرنیکی چنداں دشواری نہ واقع ہوئی -

۱۱۷۰ہجری مطابق چہارم سال جلوس حضرت شہنشاہ زمان خلیفہ ہندوستان قبلہ عالم و عالمیان سلطان ابو العدل عزیز الدین محمد عالمگیر بادشاہ غازی خلد اللہ دولتہ میں قلم اٹھایا اگرچہ اون ایام میں بھی گجرات میں بڑی بڑی ہنگامہ آرائیاں ہو رہی تھیں جسکی مفصل کیفیت اوسی سال کی روئداد میں تحریر ہوگی - مورخ کو افسردگی خاطر رہا کرتی تھی - تاہم حواس منتشرہ کو مجتمع کرکے ترتیب دینا شروع کیا - دعا کرتا ہوں کہ پروردگار عالم میرے ارادے میں مجکو کامیاب فرمادے - اور ہماری کیفیت تو مطابق قول سعدی علیہ الرحمۃ ہے

غرض نقشے است کز ما یاد ماند
کہ ہستی را نمی بینم بقائے
مگر صاحبدلے روزے برحمت
کند در حق این مسکین دعائے

محقق نہ ہے کہ سرزمین گجرات میں اسلام شایع ہونے سے پہلے بڑے بڑے نامور راجہ حکمراں تھے - اور پھر ظہور اسلام سے کیفیت اون ناظموں کی جو شاہان دہلی کی جانب سے عملداری کرتے رہے - بہ تفصیل نام و مدت حکومت حسب دلخواہ راقم کیفیت ظاہر نہوئی - مگر جو جو باتیں قابل اعتبار لایق تحریر تواریخ مانی گئیں بر سبیل اختصار درج کردیں - اونہیں زمانہ سے اسی گجرات میں سلاطین گجرات نے بنیاد سلطنت قائم کی - اور خلافت کا سہرہ بانی احمد آباد سلطان احمد بادشاہ کے سر پر باندہا گیا اس کے زمانہ سے لیکر تا انقراض سلطنت گجرات ہر ایک بادشاہ کا احوال بر سبیل اختصار مرات سکندری سے اخذ کیا گیا جسکا آخری سال ۹۸۰ہجری تھا جب سلاطین گجرات کا خاتمہ ہوگیا - اور مغلوں کی تیمور نامی و نامور بادشاہ جلال الدین محمد اکبر شاہ نے گجرات کو تسخیر کرکے قلمرو ہندوستان میں شامل کردیا اس کے زمانہ سے جو جو ناظمان صوبہ وقتاً فوقتاً گجرات پر حکمراں ہوئے اونکی تمام کیفیت ہر ایک کی علیحدہ علیحدہ لکھی گئی - مگر شہنشاہ زمان اورنگ زیب عالمگیر کی دس سالہ سلطنت کا احوال اکبر نامہ و جہانگیر نامہ سے لیا گیا - اور بعد اس کے دس سالہ حکومت عالمگیری کی کوئی کتاب مبسوط ایسی دستیاب نہوئی جس سے باقی ایام سلطنت عالمگیری کا احوال اسوقت تک دریافت ہو جاتا - مگر جو کچھ کیفیت اس زمانہ کے جہاندیدہ بزرگوں سے متواتر ملے گئے تھے اوسیکو قابل اعتبار سمجھکر مندرج کردئے گئے -

اتفاقات حسنہ سے ایک اور بات یہ پیدا ہوگئی کہ مورخ کو زمانہ خورد سالی میں جبکہ آٹھ نو برس کا سن ہو چکا تھا اور سلطنت حضرت خلد منزل محمد معظم شاہ ابن عالمگیر کا ابتدائی زمانہ شروع تھا - آب و دانہ گجرات نے دار السرور برہان پور سے کشاں کشاں احمد آباد میں پہنچا دیا - اگرچہ وہ زمانہ میرے سن تمیز کا نہ تھا - تاہم بعض باتیں ایسی تھیں جو میرے سینہ میں منقش ہو چکی تھیں - علاوہ اُن کے اکثر روئداد بزرگان جہاندیدہ کی زبانی سنی سنائی یاد تھیں سب کے علی الترتیب ہر ایک ناظم صوبہ کے زمانہ عملداری میں اپنی اپنی جگہ لکھی گئی -

اوراق سابقہ میں احوال تحریر علت غائی مرات احمدی میں لکھ چکا ہوں - کہ اسکا سارا دار و مدار اور مدعائے اصلی اسی بات پر رکھا گیا تھا کہ ملک گجرات میں بعض وقت زمانہ نے موافقت کرکے سلطنت اسلامیہ کو کیسی عروج پر پہنچا دیا تھا - اور جب مخالفت پر کھڑا ہوگیا تو کیسی خرابیاں و بربادیاں سلطنت اور رعایا میں پیدا کردیں - تا ناظرین چشم عبرت سے ملاحظہ فرما کر کسی بات پر غرہ نکرسکیں - اگرچہ طول کلام سے شائقین فن تواریخ کو ملال خاطر ضرور پیدا ہوگا -

مگر ساتھ ہی کیفیت حیلہ سازی زمانہ ناہنجار سے ایک نوع کا تجربہ بھی ضرور حاصل ہوگا۔

اِس کتاب میں بعض بعض کیفیت اقتباس سال و ماہ جو جو مل سکے تحریر ہوئی۔ اور جس کے ملنے میں بڑی بڑی پریشانیاں اُٹھانی پڑیں تب بھی مدعائے اصلی تک پتہ نہ چل سکا۔ اِس لئے معذور رہا۔ اور باقی کیفیت جو راقم کی چشم دید تھے۔ بے کم و کاست جانب داری و تعصب سے مبرّا رکھکر مفصلاً تحریر کردیئے گئے۔

تاریخی احوال تحریر کرنے سے پہلے میں چاہتا ہوں کہ گجرات کی آب و ہوا اور کیفیت لطافت و زمانہ سابق کی آمدنی محاصل کو ایک مقدمہ کے دو دفعات میں بیان کروں۔ لہٰذا اُمید رکھتا ہوں کہ ارباب سخندانی و اصحاب معانی اوسکی غلطی پر جو لازمہ بشریت ہے کسی مقام پر لغزش معلوم ہو تو اصلاح کا قلم اٹھا کر صحت کردیں۔ اور نکتہ چینی سے معذور فرمادیں۔

ہندوستان کے تمام صوبوں میں بزرگی اور وسعت کا تاج اللہ جل شانہٗ نے صوبہ گجرات کو مرحمت فرمایا۔ اگرچہ ہندوستان دوسرے اقلیم میں شمار کیا جاتا ہے اور مشتری سے منسوب ہے۔ مگر اوسکا پورا اثر خاک گجرات پر پڑا ہوا ہے۔ چونکہ گجرات کی آب و ہوا نہایت معتدل مانی گئی ہے۔ بعض بعض آبادی جو دریائے شور کے کنارے واقع ہے وہاں اکثر تغیرات پیدا ہوا کرتے ہیں۔ گجرات کے اکثر رہنے والے نہایت خوبصورت اور حسین ہیں۔ خصوصاً ضلع سورٹھ اور قصبہ بڑنگر اور امبرٹھہ کے باشندے مرد و عورت سب ہی خوبصورت اور نازک اندام ہیں۔ جن کے دیکھنے سے ناظرین کی بھوک جاتی رہتی ہے اور شائقین کلام بات کرنے پر جان دیتے ہیں۔ کسی فارسی شاعر نے تعریف فرمائی ہے۔ شعر۔ کہ چگویدازیں گلرخاں گجراتی + کہ حسن خوب بایں مہوشاں خداداد ست

گجرات کی تمام سرزمین ایک قسم کی ہے۔ ہر قسم کا غلہ پیدا وار ہے۔ خصوصاً باجرہ جو کچھی گھوڑوں کی خوراک ہے کثرت سے پایا جاتا ہے۔ اکثر عوام الناس اسی پر بسر اوقات کرتے ہیں۔ اگلے زمانہ میں چانول بہت عمدہ پیدا ہوتا تھا اب کثرت سے نظر آتا ہے۔ بعض محالوں میں خریف اور ربیع دونوں فصلیں باہم پیدا ہوتی ہیں۔ اور بعض جگہ خریف اور کہیں ربیع برساتی یا کنوئیں کے پانی سے پیدا ہوتی ہیں۔ گاؤں کی آبادی کے اردگرد بنظر حفاظت تھوہر لگایا جاتا ہے عرصہ قلیل میں بمنزلہ دیوار حصار مستحکم ہو جاتا ہے۔ پٹن سے بڑودہ تک تخمینًا ایک سو کوس کی مسافت ہوگی۔ علاوہ آم اور کھرنی میوہ دار و غیر میوہ دار درخت کثرت سے دکھائی دیتے ہیں۔ برخلاف ملک سورٹھہ کہ کہیں نشان تک نظر نہیں آتا۔ اور میووں کی بہ نسبت خربزہ اور ناشپاتی اعلیٰ قسم کا پیداوار ہے۔ اکثر دریاؤں کے کنارے تربوز اور خربزہ وغیرہ میوہ کے درخت لگائے جاتے ہیں۔ سردی اور گرمی میں دو مہینہ تک نہایت کثرت سے پیدا ہوتا ہے۔ علاوہ اوس کے اقسام اقسام کے پھول اور ترکاریاں جنکی تفصیل بیان کرنا طول امل ہے ہر جگہ پیداوار ہیں۔ شہر کی آبادی میں مکانوں کی دیواریں پکی اینٹ سے چنی ہوئی اور گھر کی چھت ساگ کی لکڑی کی اور اُس پر نلیوں کی پوشش کیجاتی ہے۔ برخلاف اُس کے ضلع سورٹھہ میں اینٹ کی جگہ پتھر لگایا جاتا ہے۔ کچھی گھوڑے تیز رو ایسے کہ ہوا کو دعوۂ ہمسری حاصل نہیں ہوتا۔ قد و قامت میں ایسے سڈول کہ دیکھنے والوں کو سیری نہو۔ چستی اور چالاکی عربی اور عراقی سے بہت زیادہ ہے۔ گجراتی بیل سارے ہندوستان میں منتخب ہیں۔ تیز روی میں گھوڑے پیچھے رہجاتے ہیں۔ سفید رنگ کا بیل نہایت خوبصورت اور خوشوضع۔ دیکھنے والوں کو خواہی نخواہی الفت پیدا ہوتی ہے۔ شکاری چیتے اعلیٰ قسم کے اسی سرزمین میں دستیاب ہوتے ہیں۔ ہاتھی بڑے بڑے قدآور اور جسیم و بجسم راج پیپلہ اور دوحد میں شکار کئے جاتے ہیں۔ فی الحال پہاڑ کا درہ بند ہونے سے ہاتھیوں کے آنے کا رستہ مسدود ہوگیا۔ سارے ہندوستان کی تلواروں میں سروہی تلوار کو کون نہیں جانتا۔ وہ اِسی ملک کی پیداوار ہے۔ نڑو کا تیر مثل کلک کے پیدا ہوتا ہے۔ کسی ملک کا تیر اُسکی ہمسری نہیں کرسکتا۔ چنانچہ مرتب و غیر مرتب ایران وغیرہ بلاد میں بطریق تحفہ بھیجا جاتا ہے۔ نگینہ تسبیح کے دانے۔ پیالہ۔ چھری اور خنجر کے دستے اور پانی کے جام بازوبند وغیرہ اشیاء نادرہ عقیق کے مثل یمن۔ بندر کھمبایت میں بنائی جاتی ہیں۔ علاوہ عقیق یہ تمام چیزیں ہاتھی دانت کی اسی بندر میں درست

کیجاتی ہیں۔

بیجاتی ہیں۔ اکثر سوداگر کھمبایت سے خرید کر کے اطراف بلاد و نہاد میں لیجاتے ہیں۔ ریشمی کپڑا ہر قسم کا خاص ہندوستان و ایران و عرب اور حبش و روم و فرنگ کی مانند رنگ آمیزی کر کے بنایا جاتا ہے۔ سمندر کے کنارے والے آبادیوں میں نمک پکایا جاتا ہے۔ ترکیب یہ ہے کہ جاڑے کی فصل میں کیاریوں میں پانی بھرا جاتا ہے وہ عرصہ قلیل میں منجمد ہو کر نمک تیار رہتا ہے۔ خصوصاً بندر کھمبایت وغیرہ میں کسیقدر سخت اور قریب سمندر سے گوشہ ملتی پائی جاتی ہے۔ اور نمک ہندی جسکو سنچل کہتے ہیں موزوں نام ایک قسم کی گھانس کی آمیزش سے بڑی بڑی چٹانیں ڈہالی جاتی ہیں یہ نمک بذریعہ تجارت ہر ملک میں بھیجا جاتا ہے۔ اور ایک قسم کا نمک موضع جھجوواڑہ پرگنہ پرم کا نم میں جو نمک سار کے نام سے مشہور ہے۔ اور سمندر سے فاصلہ پر یہ بیج واقعہ ہے۔ کنوؤں کے پانی سے بدستور بنایا جاتا ہے۔ بظاہر مصری کی ڈلیاں معلوم ہوتی ہیں۔ رنگت نہایت سفید شفاف اور نگینی خوش مزہ اور فائدہ مند ہے یہ نمک بڑے بڑے ملکوں میں بذریعہ تجارت بھیجا جاتا ہے۔ خصوصاً مالوہ میں اسکا زیادہ تر استعمال کیا جاتا ہے۔ محصول کی بڑی رقم پرگنہ مذکور میں داخل ہوتی ہے۔ کاغذ کے کارخانہ موجود ہیں۔ اگرچہ دولت آبادی کشمیری خوش قلم و خوش قماش ہوتا ہے تاہم سفیدی و صفائی احمد آباد کی اس سے کہیں زیادہ ہے۔ کئی قسم کا کاغذ بنایا جاتا ہے۔ مگر ہر قسم میں ایک عیب نا محسوس پیدا ہوتا ہے جسکا انسداد ممکن نہیں۔ چونکہ خاک گجرات میں ریت کا حصہ شامل ہونے سے باریک باریک ذرے شریک ہو جاتے ہیں۔ مہرہ کے وقت وہ ذرے کاغذ سے علیحدہ ہو کر اسیقدر سوراخ نا محسوس پڑ جاتے ہیں۔ پائداری ایسی ہوتی ہے کہ برسوں تک خراب نہیں ہوتا۔ یہی کاغذ اطراف ہندوستان و ملک عرب و روم میں بھیجا جاتا ہے۔ ساگ کی لکڑی بھی اسی ملک میں پیدا ہوتی ہے۔ جس سے گھر کی چھتیں اور بڑی بڑی عمارتوں کے ستون اور دہلیاں بنائی جاتی ہیں سمندری جہاز بھی اسی لکڑی کا بنتا ہے ایک قسم جو مانند آبنوس رنگ روپ میں برابر ہے۔ رتھ۔ بہلیاں وغیرہ بنانے میں کارآمد ہوتا ہے۔ کوہستان ایڈر میں ایک قسم کا پتھر جسکو ہٹائی کہتے ہیں معدنوں سے نکال نکال کر چونہ پکایا جاتا ہے۔ جو بڑی بڑی عمارات کی استرکاری کے لئے بکارآمد ہے۔ اوسپر مہرہ کرنے سے مثل آئینہ کے روشن ہو جاتا ہے چنانچہ حضرت فردوس آشیانی شاہجہاں بادشاہ کے عہد سلطنت میں شاہجہاں آباد کے قلعہ ارک کی اندرونی عمارت کی استرکاری اسی چونہ کی بنائی گئی تھی۔ جو اب تک دہلی میں آباد ہے۔ سوائے اس کے گجرات کی اکثر عمارات عالیہ میں اسی چونہ کی استرکاریاں ہوا کرتی تھیں۔

اس ملک میں بزرگان دین کے مقبروں کی بڑی بڑی عمارتیں پتھر کی بنی ہوئی آباد ہیں۔ اور ہر شہر و دیار میں اونکا ذکر خیر اکثر ہوا کرتا ہے۔ ویسے ہی اہل ہنود کی پرستش گاہیں جنکو مندر کہتے ہیں۔ ہر قوم کے لئے جدا جدا آباد ہیں۔ اونکی مفصل کیفیت بقدر معلومات خاتمہ میں انشاء اللہ تحریر ہوگی۔ گجرات میں اکثر چھوٹے چھوٹے دریا قریب قریب بہہ رہے ہیں۔ اون میں بعض ایسے ہیں جنکا بڑے دریاؤں میں شمار کیا جاتا ہے۔ نیک کمائی والے لوگوں نے ہر جگہ تالاب باؤلیاں اور بڑے بڑے کنوئیں پکی عمارت کے رفاہ عام کے لئے تیار کئے ہیں۔ بعض بعض جگہ کھاری پانی کے کنوئے بھی ہیں۔ اس ملک کی ہر شئے کی پوری پوری کیفیت اور تعریف بیان کیجائے تو ایک کتاب علیحدہ تیار ہو۔ ہر شہر و دیار کے آنے جانے والوں سے کئی مرتبہ یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ ملک گجرات کے ہر امر میں اور ولایتوں پر افضلیت کی گئی ہے۔ فی زماننا اگر ملک میں کسی قسم کا ہرج واقعہ نہیں تو انتظام صوبہ داری کے لئے علاوہ جمعیت فوجداران و تعیناتیان ناظم صوبہ پانچہزار سوار کی جمعیت سے بخوبی دورہ کر سکتا ہے۔

دفعہ اول زمانہ سلاطین گجرات میں ملک کی وسعت اور محاصل کیا تھا۔ اُسکی کیفیت کا بیان کیا جاتا ہے

سلاطین گجرات میں آخری بادشاہ سلطان مظفر کے عہد دولت میں شاہی خالصہ کا ملک کسقدر وسیع تھا۔ اور امراء و وزراء وغیرہ رئیسوں کی جاگیروں میں کسقدر تقسیم کیا گیا تھا۔ وہ تمام کیفیت تحریر کیجاتی ہے۔ سلطان مظفر ۹۷۹ھ ہجری مطابق سمبت ۱۶۲۲ بکرماجیتی میں تخت سلطنت پر متمکن ہوا عہدۂ وزارت اعلیٰ اعتماد خاں گجراتی کو سپرد کیا گیا۔ جب شاہی لشکر کا جائزہ لیا گیا تو دو لاکھ تین ہزار سوار کی موجودگی ثابت ہوئی۔ ملک کی آمدنی پانچ ارب چوراسی کروڑ پچاس لاکھ ٹنکے گجراتی شمار کیے گئے۔ جو ایک روپیہ کے سو ٹکے تھے۔ چنانچہ فی زمانا ایک روپیہ کے چالیس دام معین کئے گئے ہیں۔ اسوقت کی آمدنی کی رقم کو زمانہ حال کے حساب سے شمار کیجائے تو پانچ کروڑ ستاسی لاکھ روپیہ تعین ہوتا ہے۔ علاوہ اس کے بادشاہان دکن کا خراج اور بنادر فرنگ۔ دیو۔ دمن۔ گووا۔ اور بیت عرب کا محاصل ۲۵ لاکھ ہوں۔ اور ایک کرور ابراہیمی دو بتی ملا کر کل تخمینہ مبلغ ۵ کروڑ ۶۲ لاکھ ۵۰ ہزار روپیہ ہر سال خزانہ شاہی میں داخل ہوا کرتا تھا جسکی تفصیل ذیل میں مندرج ہے۔

۹۵۰ھ ہجری میں سلطان بہادر گجراتی نے قلعہ چیتوڑ فتح کیا۔ اُس کے ہمعصر شاہان دہلی کے بادشاہوں میں حضرت خاقان سلطان نصیرالدین ہمایوں شاہ تخت ہندوستان پر براجمان تھا۔ چیتوڑ کا قلعہ فتح کئے بعد اسی ملک کے کسی رئیس کی اشتعالک سے ہمایوں شاہ گجرات پر حملہ آور ہوا۔ سلطان بہادر اُس کے خوف سے ہراساں ہو کر فرار ہو گیا۔ اور براہ کشتی دیو بندر میں پہنچا۔ بادشاہ کو تنہا پا کر فرنگیوں نے دغا سے مار لیا۔ اُسی زمانہ سے بندر مذکور فرنگیوں کے قبضہ میں مستقل طور پر ہو گیا۔ یہ تمام کیفیت اُسی بادشاہ کے عہد دولت میں مفصل تحریر ہوگی۔ مگر بات یہ ہوئی کہ ادہر سلطان بہادر مارا گیا۔ اور اُدہر سلطنت میں تنزل پیدا ہوا۔ شاہان دکن اور بندرگاہوں سے پیشکش کا آنا موقوف ہو گیا۔

اگلے زمانہ میں جب سلاطین گجرات کا اقتدار بڑھتا گیا۔ اطراف و جوانب کے بڑے بڑے شہر اور بندرگاہوں کو تسخیر کر کے قلمرو گجرات میں شامل کر لئے تھے۔ چنانچہ پچیس سرکار گجرات کی تابع تھیں

(۱) سرکار جودہپور (۲) سرکار جالور (۳) سرکار ناگور (۴) سرکار رام نگر (۵) سرکار ڈونگرپور (۶) سرکار بانس بلہ (۷) سرکار سروہی (۸) سرکار کچھ (۹) سرکار سونت (۱۰) سرکار سورٹھہ (۱۱) سرکار نوانگر (۱۲) سرکار احمد آباد (۱۳) سرکار بڑودہ (۱۴) سرکار بھڑوچ (۱۵) سرکار نادوت (۱۶) سرکار چانپانیر (۱۷) سرکار گودہرہ (۱۸) سرکار سورت (۱۹) سرکار دمن (۲۰) سرکار سیتی (۲۱) سرکار بمبئی (۲۲) سرکار بلیر (۲۳) سرکار نندربار (۲۴) سرکار پٹن (۲۵) سرکار ڈنڈا راجپوری

سلطان مظفر وغیرہ کے علاقہ میں تیس ہزار سوار کا لشکر اور بتیس محل کی آمدنی کے نوے کروڑ ٹکے گجراتی معین تھے۔ اور خالصہ کے متعلق دس ہزار سوار کے ۳۳ کروڑ ٹکے کا ملک علیحدہ مقرر تھا۔ علاوہ اس کے احمد آباد کا محل سائر وغیرہ کی آمدنی پندرہ لاکھ اور پچاس ہزار روپیہ تھے۔ تفصیل یہ ہے۔

قصبہ حویلی کی پیداوار پچاس لاکھ ٹکے۔ سائر مانڈوے کے دس کروڑ ٹکے۔ ٹکسال کی آمدنی تین کروڑ ٹکے۔

یہ تینوں بابتوں کی تیرہ کروڑ اور پچاس لاکھ ٹکے آمدنی تھی۔ اب رہا متفرقات اُسکی دو لاکھ روپیہ پیدائش تھی۔

لوازمہ کوتوالی پندرہ ہزار - نکاح ثانی وناترہ پچاس ہزار - نخاس پینتیس ۳۵ ہزار - دریبہ لاکھ پانچہزار - دریبہ تارکش دس ہزار - دریبہ افیون پانچہزار دریبہ ریشم اٹھارہ ہزار - کرایہ بارکشی پانچہزار - مرسلی ڈیڑہ ہزار - ریاست محتسب پانچہزار - دوکانوں کا کرایہ پندرہ ہزار - پوروں کے دروازوں کی آمدنی ساٹہے تین ہزار - شہر کے دروازوں کی آمدنی ۱۳ ہزار - خاص پوروں کی چودہ ہزار - کرانہ کی جھنبی وغیرہ کے پانچہزار - کُل دو لاکھ روپیہ

اُمراء و وزراء کے متعلق

اعتماد خاں وزیر اعظم کو دس ہزار سوار کے ۳۰ کروڑ ٹکے - الغ خاں حبشی کو چار ہزار سوار کے گیارہ کروڑ ٹکے - جہوجہار خاں دو ہزار پانچسو سوار کے چھہ کروڑ ٹکے - ملک شرق کو ڈہائی ہزار سوار کے چار کروڑ ٹکے - وجیہ الملک و مختار الملک وغیرہ متفرقات کو دو ہزار سوار کے چھہ کروڑ ٹکے -

کُل سوار اکیس ہزار　　　کُل ٹکے ستاون کروڑ

سلطان وغیرہ کے مُلک خاصہ کی تفصیل

پرگنہ پٹلاد - ۷۲ موضع کی آمدنی بیس لاکھ روپیہ - پرگنہ کھمبایت - چہبیہ موضع کی آمدنی ساڑھے چار لاکھ روپیہ - اور بین کھمبایت کی منڈی اور فرضہ وغیرہ کہری کے چار لاکھ روپیہ - اور قصبہ و حوالی محمود پور کے پچاس ہزار روپیہ -

جاگیر جہوجہار خاں حبشی - پرگنہ موندہ کی چوراسی مواضع کی آمدنی پانچ لاکھ روپیہ - پرگنہ محمود آباد وغیرہ پچہتر گاؤں کی آمدنی سات لاکھ روپیہ پرگنہ نڑیاد کے چھتیس گاؤں کی آمدنی چار لاکھ روپیہ -

سلطان کا خاصہ اور جہوجہار خاں کی جاگیر دونوں کی آمدنی چالیس لاکھ اور پچاس ہزار روپیہ کی تھی - علاوہ اُس کے اٹھارہ بندرگاہوں کے متعلق ۲۳ محال شمار کئے جاتے تہے - انہیں سے بندر کھمبایت کا ایک محال وضع ہو کر ۲۲ محال کی آمدنی ۴۳ لاکھ روپیہ کی تھی -

گجرات کے متعلق پانچ بندر کی آمدنی بیس لاکھ روپیہ - بھڑوچ - سورت - گھوگہ - گندہار - رانیرہ - سرکار سورٹھ کے متعلق بارہ بندرگاہوں کی آمدنی ۱۴ لاکھ روپیہ بندر لونہ دو محال - پوربندر ایک محال - بوی بندر ایک محال - بندر مہوہ ایک محال - بندر پٹن دیو ایک محال - بندر منگلور ایک محال - بندر ملاچہ چار محال بندر ناکیر ایک محال بندر گوری نار ایک محال بندر ڈونگر ایک محال بندر سکھا پور ایک محال بندر جیکلی ایک محال

امرا کی جاگیروں کی تفصیل

اختیار الملک - یہ امیر بڑا عالیشان صاحب کر و فر تہا - دس ہزار سوار کی جمعیت سے ہمیشہ ملازمت میں حاضر رہتا -

۱- پرگنہ احمد نگر کے ۴۴ مواضع کی آمدنی چار لاکھ روپیہ - (۲) پرگنہ پرانتی کے ۸۰ مواضع کی آمدنی پانچ لاکھ روپیہ - (۳) پرگنہ جہالاوارہ کے ۱۹ گاؤں کی آمدنی ۲ لاکھ روپیہ (۴) پرگنہ ہرسول کے ۸۴ گاؤں کی آمدنی تین لاکھ روپیہ (۵) پرگنہ موڑاسہ کے ۱۹۲ گاؤں کی آمدنی ۸ لاکھ روپیہ (۶) پرگنہ مہکرپچ کے ۲۴۵ گاؤں میں سے ایکسو گاؤں انعام دئے گئے تہے - پچاس راجہ ایڈر کو اور پچاس راجہ ڈونگرپور والہ کو باقی ۱۴۵ گاؤں کی آمدنی ۲ لاکھ روپیہ (۷) پرگنہ بیلود کے ۳۶ گاؤں کی آمدنی تین لاکھ روپیہ -

(۸) پرگنہ کٹھنال و معمور آباد کے ۴۴ گاؤں کی آمدنی چار لاکھ روپیہ (۹) پرگنہ بیرپور کے ۴۵ مواضع کی آمدنی چار لاکھ روپیہ (۱۰) پرگنہ بھیل کے ۱۳۸ گاؤں کی آمدنی دس لاکھ روپیہ یہ جملہ دس پرگنے کے گیارہ محال کی آمدنی بحساب صدارہ ۴۵ لاکھ روپیہ ہوتا تھا۔ مگر جاگیرداروں کو ۳۰ لاکھ روپیہ میں دئے گئے تھے۔ جاگیرداروں نے پرگنوں کو آباد کرکے قریب ساٹھ لاکھ روپیہ کی آمدنی بڑہا دی تھی۔

جاگیر سید میران ولد سید حامد پسر سید مبارک خاں۔ یہ سیدزادے چار ہزار سواروں کے افسر تھے۔ ہمیشہ سرکاری ملازمت میں حاضر رہتے تھے اونکی جاگیر میں پرگنہ دہولقہ ایک محل دیا گیا تھا۔ جس کے متعلق ۳۱۵ گاؤں کی آمدنی سولہ کروڑ ٹکے تھے۔

شیر خان فولادی۔ سات ہزار سوار کا افسر تھا۔ **حسن جمال**۔ پانچہزار سوار کا سردار۔ **دہوکر خاں شیروانی**۔ پانچہزار سوار کا افسر۔ **شہزادہ کی تنخواہ** پانچہزار سوار کے معین تھی۔ **فرقہ راجپوت**۔ تین ہزار سوار کے ساتھ ملازمت میں حاضر رہتا تھا۔ یہ سرداروں کی تنخواہ میں حسب تفصیل ذیل جاگیر آ جئے گئے تھے۔

پٹن کے قصبہ سواد کی پیدائش معہ سائر اور لوازمہ کوتوالی کی آمدنی ایک لاکھ ساٹھ ہزار روپیہ کی تھی۔

حویلی پٹن کے متعلق ۴۱۹ گاؤں کی آمدنی ۲۳ لاکھ ۵۰ ہزار روپیہ کی تھی۔ **پرگنہ بڑنگر** معہ ۱۳ پوروں کے ۸۵ ہزار روپیہ

پرگنہ پسلنگر ایک قصبہ کی آمدنی ۲۵ ہزار روپیہ۔ **پرگنہ بیجاپور** کے متعلق ۹۸ گاؤں کی آمدنی ۶ لاکھ اور ستر ہزار روپیہ

پرگنہ کھیرالو کے ۱۱۰ گاؤں کی آمدنی ۵ لاکھ اور ۸۰ ہزار روپیہ۔ **پرگنہ ولینہ** کے متعلق ۲۳ گاؤں کی آمدنی دو لاکھ ۸۵ ہزار روپیہ

پرگنہ پالن پور کے ۱۸۰ گاؤں کی آمدنی ۵ لاکھ اور ۲۵ ہزار روپیہ۔ **پرگنہ جہالاواڑ** کے ۴۰۰ گاؤں کی آمدنی ۲۶ لاکھ روپیہ

پرگنہ کرٹی کے ۲۹۹ گاؤں کی آمدنی ۸ ۲ لاکھ روپیہ۔ **پرگنہ ڈلیسہ** کے ۲۳ گاؤں کی آمدنی ۲ لاکھ ۸۵ ہزار روپیہ

کل ایک کروڑ تین لاکھ ۸۵ ہزار روپیہ

کل پرگنہ دس۔ کل قریات ایکہزار ۲ سو دس گاؤں کی کل آمدنی ایک کروڑ تین لاکھ ۸۵ ہزار۔ پٹن وغیرہ میں ٹکے کا رواج بہ نسبت گجرات بہت کم تھا۔ جہالاواڑ کرٹی وغیرہ میں مثل احمد آباد کے مروج تھا۔ اس سبب سے جمع سرکار ایک ارب اور سولہ کروڑ ٹکے معین تھے۔ جس کے ایک کروڑ اور سولہ لاکھ روپیہ ہوتے تھے

جنگیز خاں و رستم خاں پسران عماد الملک یہ دونوں بہائی ۲۵ ہزار سوار کے سردار تھے۔ اور پانچ تہانہ کی نگہبانی سپرد کی گئی تھی۔ ہر تھانہ میں پانچ پانچ ہزار سوار تعین کئے گئے تھے۔ اور جاگیر میں ۹۹ محال کی آمدنی ۴ کروڑ ۲ ہزار محمودی چنگیز خانی تھے۔ جو بحساب مروجہ ٹکہ احمد آباد ایک ارب ۴۲ کروڑ ۵۰ ہزار ٹکے ہوتے تھے۔ اور ٹکے ایک روپیہ کے تنو شمار کئے جاتے تھے۔ اس حساب سے ایک کروڑ ۴۲ لاکھ پانچسو روپیہ کا ملک جاگیر میں سپرد تہا۔ اسکی تفصیل حسب ذیل مندرج ہے۔

سرکار سورت۔ علاوہ آمدنی بندر معہ منڈی و محصول زمین قصبہ سواد۔ فقط پرگنہ سورت کے متعلق ۳۱ محل کے تحت ۹۹۶ مواضع کی جمع ۵۰ لاکھ چنگیزی ہا۔

سرکار بڑودہ معہ منڈی اور قصبہ سواد کی زمین کا محصول پانچ لاکھ چنگیزی۔ اسمیں پرگنہ داخل نہیں ہیں۔

پرگنہ حویلی بڑودہ کے ۲۰۸ گاؤں کی آمدنی ۸ ۳۱ لاکھ چنگیزی۔ **پرگنہ بہولی** کے ۴۴ گاؤں کی آمدنی ۸ لاکھ چنگیزی۔

پرگنہ سنور کے ۴۰ گاؤں کی جمع پانچ لاکھ چنگیزی۔ **پرگنہ بہادر پور** کے ۷۲ گاؤں کی جمع ۲ لاکھ چنگیزی۔ **پرگنہ سونکھیڑہ** کے ۸۲ گاؤں کی جمع ۲ لاکھ چنگیزی

کل جہہ محل کے ۴۷۰ مواضع کی جمع ساٹھ لاکھ چنگیزی۔

سرکار ناودوت کے متعلق ۱۲ محال کی جمع ۲۵ لاکھ چنگیزی۔ **سرکار بھڑوچ**۔ پرگنہ حویلی کے علاوہ آمدنی بندر ۱۹۱ مواضع کی ۳۰ لاکھ چنگیزی

پرگنہ ہانسوٹ کے ۶۳ گاؤں کی جمع ۴ لاکھ چنگیزی - پرگنہ وہیج بارہ - بارہ گاؤں کی آمدنی ایک لاکھ پچاس ہزار چنگیزی
پرگنہ کولیارہ کے بارہ گاؤں کی جمع ۲ لاکھ چنگیزی - پرگنہ اوریار کے ۱۳۶ گاؤں کی جمع ۱۲ لاکھ چنگیزی -
پرگنہ مہنڈی کے ایک موضع کی جمع پچاس ہزار چنگیزی - پرگنہ کلہ کے ۶۳ گاؤں کی جمع ۴ لاکھ چنگیزی -
پرگنہ جموسر کے ۶۵ گاؤں کی جمع ۸ لاکھ چنگیزی - پرگنہ اکلیسر کے ۵۵ گاؤں کی جمع ۶ لاکھ چنگیزی
پرگنہ آملیسر کے ۶۳ گاؤں کی جمع ۲ لاکھ چنگیزی - پرگنہ توکیسر کے بارہ گاؤں کی جمع ایک لاکھ چنگیزی
پرگنہ آمود و مقبول آباد کے ۶۳ گاؤں کی جمع ۴ لاکھ چنگیزی -

کل بارہ محال - ۴۸۹ موضع - ۷۵ لاکھ چنگیزی

سرکار چانپانیر - حویلی چانپانیر ستاسی موضع - پرگنہ سانولی ۵۴ موضع پرگنہ دہود ایک سو موضع - پرگنہ ہالول ۴۰ موضع -
پرگنہ تیمورباسنہ ۱۰۶ موضع - پرگنہ رالود ۵۴ موضع - پرگنہ جہالود ۷۱ موضع - کل ۷ پرگنہ کے متعلق ۴۴۳ گاؤں کی جمع ۱۵ لاکھ چنگیزی
ناصر الملک - یہ سردار بارہ ہزار سوار کا افسر تھا - جاگیر میں یہ پرگنے دیئے گئے تھے - پرگنہ نذریار کی جمع ۲۵ لاکھ چنگیزی -
پرگنہ سلطان پور پندرہ لاکھ چنگیزی - پرگنہ حاسہ جانرا - دس لاکھ چنگیزی - کل تین پرگنوں کی جمع ۵۰ لاکھ چنگیزی -
اس زمانہ میں محمودی چنگیز خانی جسکا مخفف چنگیزی ہو گیا - ایک سکہ مروج تھا - جو ایک روپیہ کی دو چنگیزی شمار کیجاتی تھیں -
زمیندار ملک بگلانہ مسمی بہرجی - تین ہزار سوار کی جمعیت سے سرکاری ملازمت بجالاتا تھا - اور قلعہ مولیر و سالیر اس کے قبضہ میں سپرد کر رکھی تھی
کامل الملک یہ سردار کو سرکار گودرہ بعوض جاگیر دیا گیا تھا - اس کے سواروں کی جمعیت کا پتہ نہ لگا - گر گودرہ کے متعلق بارہ محل تھے - از انجملہ
دو محل زمینداروں کے نام وضع کئے گئے تھے - ایک زمیندار سونت مسمی جہرلیس کو اور دوسرا اوبجا والے کولی جہترال کو - دونوں محالوں کی جمع بعوض
نوکری سعات کی گئی تھی - باقی دس محال کی جمع ۵۰ لاکھ چنگیزی کامل الملک وصول کرتا تھا -
پرگنہ حویلی گودرہ ۱۷۲ گاؤں کی جمع ۲۰ لاکھ چنگیزی - پرگنہ سہرا - ۴۲ گاؤں کی جمع ۵ لاکھ چنگیزی - پرگنہ میوال ۴۲ گاؤں کی جمع ۴ لاکھ چنگیزی -
پرگنہ سمدرہ - عرف ناصر آباد ۴۲ گاؤں کی جمع آٹھ لاکھ چنگیزی - پرگنہ دودہ ۳۶ گاؤں کی جمع ۲ لاکھ چنگیزی پرگنہ لوہانہ ۴۲ گاؤں کی جمع ۱ لاکھ چنگیزی
پرگنہ دہامود بارہ گاؤں کی جمع ۱ لاکھ چنگیزی - پرگنہ اشبابادہ ۴۲ گاؤں کی جمع ۲ لاکھ چنگیزی - پرگنہ جہالود ۸۴ گاؤں کی جمع ۸ لاکھ چنگیزی -
پرگنہ موردودہ ۴۲ گاؤں کی جمع دس لاکھ -
یہ دس پرگنے کے ۵۰۲ گاؤں کی جمع ۶۳ لاکھ چنگیزی حسب تفصیل بالا ثابت ہوتی تھی - اگرچہ صدر میں اصل کتاب سے کل جمع پچاس لاکھ چنگیزی تحریر کی گئی
ہے - شاید غلطی کاتب سے میزان نہ دیا ہوگا -
غزنوی خاں یہ سردار ملک خانجی جالوری کا بیٹا تھا - سات ہزار سوار کی جمعیت سے بادشاہی نوکری میں حاضر رہتا تھا - اور بعوض تنخواہ دس کروڑ ٹکے
جسکی دس لاکھ روپیہ شمار کئے جاتے ہیں - حسب تفصیل ذیل جاگیر دی گئی تھی -
سرکار جالور کے متعلق گیارہ محل کے چھ سو گاؤں کی جمع اور آمدنی ٹکسال اور محال سائر کی پیداکش یہ سب ملا کر ۱۳ لاکھ ستر روپیہ شمار کئے جاتے تھے -
جودہپور علاقہ کا تلپد سلطان کے خالصہ ملک میں شریک تھا - اب رہا بانٹہ وہ زمینداروں کے متعلق رکھا گیا تھا - بانٹہ کی آمدنی کا چوتھا حصہ جسکے
۲ لاکھ ۷۵ روپیہ غزنوی خاں کو دیا کرتے اور تین ہزار کی جمعیت سے غزنوی خاں کے ماتحت سرکاری ملازمت میں مصروف رہتے تھے -

سرکار ناگور۔ شہر ناگور چند سال سے ویران ہوگیا تھا۔ بالتماس ملک شاہجی افغان قلعہ از سرنو تعمیر ہوگیا۔ تمام پرگنوں کی دیہات کی نصف زمین راجپوتوں کو بصیغۂ وطن داری دیگئی تھی۔ تمام وطن دار دو ہزار جمعیت سے غزنوی خاں کی ملازمت میں حاضر رہتے تھے۔ باقی نصف زمین کی پیدائش دو لاکھ پچپن ہزار روپیہ غزنوی خاں وصول کر لیتا تھا۔

میر ٹھہ تعلقہ سرکار ناگور کے متعلق تہا۔ نصف پرگنہ زمینداروں کو دیا گیا تھا۔ چونکہ تمام دیہات سے چہارم حصہ زمیندار لیا کرتے تہے۔ اور دو ہزار کی جمعیت سے غزنوی خاں کی ملازمت میں حاضر رہتے تہے۔ جب والی احمد آباد کو کوئی مہم درپیش ہوئی۔ تو یہ زمیندار علاوہ جمعیت موجودہ تین ہزار سوار جدید کے ساتھ شریک مہم ہوتے تہے۔ علاقہ میر ٹھہ سے دو لاکھ روپیہ غزنوی خاں کو ملتا تہا۔ ان تقسیم سے دس لاکھ روپیہ پورا نہیں ہوتا۔ شاید غلطی کاتب سے کسی تعلقہ کی کمی لکھی گئی ہوگی چونکہ ۹ لاکھ ۵۵ ہزار ۱۲۵ روپیہ ہوتا ہے۔ ۴۴ ہزار ۸۷۵ روپیہ کی کمی معلوم ہوتی ہے۔

راج سنگہ زمیندار راج پیپلہ تین ہزار سوار اور ایکہزار پیادوں کی جمعیت سے والی احمد آباد کی خدمت میں حاضر رہا کرتا تہا۔ اور پیشکش معاف تہا۔

فتح خاں و رستم خاں قوم کے بلوچ تہے ان کے تابع میں چودہ ہزار سوار سرکاری نوکری کرتے تہے۔ جاگیر دس تفصیل سے دیگئی تھی

پرگنہ رادھن پور معہ منڈی سانتلپور کی جمع پندرہ لاکھ محمودی۔ پرگنہ سمی۔ ۵ لاکھ محمودی۔

پرگنہ مونجپور۔ آٹھ لاکھ محمودی پرگنہ کاکرتج۔ سات لاکھ محمودی۔

پرگنہ تہیر واڑہ۔ آٹھ لاکھ محمودی۔ پرگنہ موروارہ۔ چار لاکھ محمودی۔

پرگنہ ساتہلپور۔ تین لاکھ محمودی۔ پرگنہ تہراد معہ منڈی وغیرہ پندرہ لاکھ محمودی

پرگنہ مورلی۔ دس لاکھ محمودی

کل نو پرگنے کی پچہتر لاکھ محمودی جسکی تیس لاکھ روپیہ کی جمع پیداوار تھی۔

علاوہ سرداران مذکور الصدر اکثر زمیندار راجپوت شاہی ملازمت میں سرگرم رہتے تہے۔ پیشکش بعوض ملازمت معاف کر دیا گیا تہا۔

پونجا راٹہور۔ زمیندار ایڈر بجمعیت دو ہزار سوار راول سہسمل زمیندار ڈونگرپور۔ ایکہزار سوار

واگھیلہ جالا۔ گراسیہ جہالاواڑ ایکہزار سوار جام جسا سورٹھ کے چار سو گراسیے اسکے مطیع فرمان تہے ہزار سوار

بہارا گہیلکار۔ بجہہ کا زمیندار ایکہزار چار سو ۴۹ گاؤں کا مالک تہا۔ پانچہزار سوار کی جمعیت سے حاضر رہتا۔

ایبن خاں و فتح خاں و تاتار خاں غوری یہ سردار کو علاقہ جوناگرہ جاگیر دیا گیا تہا۔ اس کے متعلق ۸۷ محل کے ہزار گاؤں تہے۔ ازاں جملہ ۱۷ محل بندرگاہوں کے جو علیحدہ تحریر میں وضع کرکے باقی ستر محال کی جمع ایک کروڑ روپیہ تہا۔ سلطان بہادر گجراتی کے زمانہ تک اس ملک میں کبھی بدانتظامی نہ واقع ہوئی تھی۔ بندرگاہوں سے پیشکش کی بہت بڑی رقم ایک کروڑ ابراہیمی اور ۲۵ لاکھ ہون ہر سال وصول ہوکر داخل خزانہ ہوتا تہا۔

قلمرو گجرات میں کل بندرگاہوں کی چوراسی محال شمار کئے جاتے تہے۔ ازاں جملہ سورٹھہ اور گجرات کے متعلق ۸۴ محال علیحدہ تحریر کئے گئے۔ اور ما بقی ۱۴ محل کا پیشکش حسب تفصیل ذیل ایک کروڑ ابراہیمی داخل جمع تہے۔

سورٹھہ کے متعلق چار بندر تہے جمع دو لاکھ ابراہیمی۔ بندر دیو۔ بندر تہم۔ بندر باڈاپور۔ بندر کاج مین بندر پور دیگر قصبوں کے ساتھ ملک ایاز و ملک طوغاں کے قبضہ میں تہا۔

سرکار سورت کے متعلق بندر دمن معہ سات سو موضع کی جمع ۴۳ لاکھ ابراہیمی۔

پرگنہ ہانسوت کے ۲۳۶ گاؤں کی جمع ۴ لاکھ چنگیزی۔ پرگنہ وہیج بارہ۔ بارہ گاؤں کی آمدنی ایک لاکھ پچاس ہزار چنگیزی
پرگنہ کولیارہ کے بارہ گاؤں کی جمع ۲ لاکھ چنگیزی۔ پرگنہ اوریار کے ۱۳۶ گاؤں کی جمع ۱۲ لاکھ چنگیزی۔
پرگنہ مہنڈی کے ایک موضع کی جمع پچاس ہزار چنگیزی۔ پرگنہ کلہ کے ۳۶ گاؤں کی جمع ۴ لاکھ چنگیزی۔
پرگنہ جموسر کے ۵۶ گاؤں کی جمع ۸ لاکھ چنگیزی۔ پرگنہ اکلیسر کے ۵۵ گاؤں کی جمع ۶ لاکھ چنگیزی
پرگنہ آملیسر کے ۳۲ گاؤں کی جمع ۲ لاکھ چنگیزی۔ پرگنہ توکیسر کے بارہ گاؤں کی جمع ایک لاکھ چنگیزی
پرگنہ آمود و مقبول آباد کے ۳۶ گاؤں کی جمع ۴ لاکھ چنگیزی۔

کُل بارہ محال۔ ۴۸۹ موضع ۔ ۵۰ لاکھ چنگیزی

سرکار چانپانیر۔ حویلی چانپانیر ستاسی موضع۔ پرگنہ سانولی ۵۴ موضع پرگنہ دَہُود ایک سو موضع۔ پرگنہ ہالول۔ ۴۳ موضع۔
پرگنہ تیموریا سنہ ۱۰۶ موضع۔ پرگنہ رالودہ ۲۵ موضع۔ پرگنہ جہالود ۷۱ موضع۔ کُل ۷ پرگنہ کے متعلق ۴۴۳ گاؤں کی جمع ۱۵ لاکھ چنگیزی
ناصر الملک۔ یہ سردار بارہ ہزار سوار کا افسر تھا۔ جاگیر میں یہ پرگنے دئے گئے تھے۔ پرگنہ نذریار کی جمع ۲۵ لاکھ چنگیزی۔
پرگنہ سلطان پور پندرہ لاکھ چنگیزی۔ پرگنہ حاسہ جانزا۔ دس لاکھ چنگیزی۔ کُل تین پرگنوں کی جمع ۵۰ لاکھ چنگیزی۔
اُس زمانہ میں محمودی چنگیز خانی جسکا مخفف چنگیزی ہوگیا۔ ایک سکہ مروج تہا۔ جو ایک روپیہ کی دو چنگیزی شمار کیجاتی تھیں۔
زمیندار ملک بگلانہ مسمی بہرجی۔ تین ہزار سوار کی جمعیت سے سرکاری ملازمت بجالاتا تھا۔ اور قلعہ مولیر و سالیر اُس کے قبضہ میں سپرد کر رکھی تھی
کامل الملک یہ سردار کو سرکار گودرہ بعوض جاگیر دیا گیا تھا۔ اُس کے سواروں کی جمعیت کا پتہ نہ لگا۔ مگر گودرہ کے متعلق بارہ محل تھے۔ از انجملہ
دو محل زمینداروں کے نام وضع کئے گئے تھے۔ ایک زمیندار سونت مسمی جبرلیس کو اور دوسرا اونجا والے کولی جہیترال کو۔ دونوں محالوں کی جمع بعوض
نوکری معاف کی گئی تھی۔ باقی دس محال کی جمع ۵۰ لاکھ چنگیزی کامل الملک وصول کرتا تھا۔
پرگنہ حویلی گودرہ ۱۷۲ گاؤں کی جمع ۲۰ لاکھ چنگیزی۔ پرگنہ سہرا۔ ۴۲ گاؤں کی جمع ۵ لاکھ چنگیزی۔ پرگنہ میوال ۴۲ گاؤں کی جمع ۴ لاکھ چنگیزی۔
پرگنہ سمدرہ عرف ناصر آباد ۲۲۴ گاؤں کی جمع آٹھ لاکھ چنگیزی۔ پرگنہ دودہ ۲۳۶ گاؤں کی جمع ۲ لاکھ چنگیزی پرگنہ لوہانہ ۴۴ گاؤں کی جمع ۲ لاکھ چنگیزی
پرگنہ دہامود بارہ گاؤں کی جمع ۲ لاکھ چنگیزی۔ پرگنہ انباباد ۴۲ گاؤں کی جمع ۲ لاکھ چنگیزی۔ پرگنہ جہالود ۸۴ گاؤں کی جمع ۸ لاکھ چنگیزی۔
پرگنہ مورودہ ۴۲ گاؤں کی جمع دس لاکھ۔
یہ دس پرگنے کے ۵۰۲ گاؤں کی جمع ۶۳ لاکھ چنگیزی حسب تفصیل بالا ثابت ہوتی تھی۔ اگرچہ صدر میں اصل کتاب سے کُل جمع پچاس لاکھ چنگیزی تحریر کی گئی
ہے۔ شاید غلطی کاتب سے میزان نہ دیا ہوگا۔
غزنوی خاں یہ سردار ملک خانجی جالوری کا بیٹا تھا۔ سات ہزار سوار کی جمعیت سے بادشاہی نوکری میں حاضر رہتا تھا۔ اور بعوض تنخواہ دس کروڑ ٹنکے
جسکی دس لاکھ روپیہ شمار کئے جاتے ہیں۔ حسب تفصیل ذیل جاگیر دی گئی تھی۔
سرکار جالور کے متعلق گیارہ محل کے چھ سو گاؤں کی جمع اور آمدنی ٹکسال اور محال سائر کی پیدائش یہ سب ملا کر ۳ لاکھ ستر روپیہ شمار کئے جاتے تھے۔
جودھپور علاقہ کا نلیہ سلطان کے خالصہ ملک میں شریک تھا۔ اب رہا بانٹہ وہ زمینداروں کے متعلق رکھا گیا تھا۔ بانٹہ کی آمدنی کا چوتھا حصہ جسکے
۲ لاکھ ۵۰ روپیہ غزنوی خاں کو دیا کرتے اور تین ہزار کی جمعیت سے غزنوی خاں کے ماتحت سرکاری ملازمت میں مصروف رہتے تھے۔

سرکار ناگور - شہر ناگور چند سال سے ویران ہو گیا تھا۔ باالتماس ملک خلجی افغان قلعہ از سر نو تعمیر ہو گیا۔ تمام پرگنوں کی دیہات کی نصف زمین راجپوتوں کو بصیغۂ وطن داری دی گئی تھی۔ تمام وطن دار دو ہزار جمعیت سے غزنوی خاں کی ملازمت میں حاضر رہتے تھے۔ باقی نصف زمین کی پیدائش دو لاکھ پچپن ہزار روپیہ غزنوی خاں وصول کر لیتا تھا۔

میرٹھہ تعلقہ سرکار ناگور کے متعلق تہا۔ نصف پرگنہ زمینداروں کو دیا گیا تھا۔ چونکہ تمام دیہات سے چہارم حصہ زمیندار لیا کرتے تھے۔ اور دو ہزار کی جمعیت سے غزنوی خاں کی ملازمت میں حاضر رہتے تھے۔ جب والی احمد آباد کو کوئی مہم درپیش ہوئی۔ تو یہ زمیندار علاوہ جمعیت موجودہ تین ہزار سوار جدید کے ساتھ شریک مہم ہوتے تھے۔ علاقہ میرٹھہ سے دو لاکھ روپیہ غزنوی خاں کو ملتا تھا۔ اس تفصیل سے دس لاکھ روپیہ پورا نہیں ہوتا۔ شاید غلطی کاتب سے کسی تعلقہ کی کمی لکھی گئی ہوگی۔ چونکہ ۹ لاکھ ۵۵ ہزار ۵۲۱ روپیہ ہوتا ہے۔ ۴۴ ہزار ۵۵۰ روپیہ کی کمی معلوم ہوتی ہے۔

راج سنگھ زمیندار راج پیپلہ تین ہزار سوار اور ایکہزار پیادوں کی جمعیت سے والی احمد آباد کی خدمت میں حاضر رہا کرتا تہا۔ و پیشکش معاف تہا۔

فتح خاں و رستم خاں قوم کے بلوچ تھے ان کے تابع میں چودہ ہزار سوار سرکاری نوکری کرتے تھے۔ جاگیر اس تفصیل سے دی گئی تھی

پرگنہ رادھن پور معہ منڈی سائر کی جمع پندرہ لاکھ محمودی - پرگنہ سمی - ۵ لاکھ محمودی۔

پرگنہ مونجپور - آٹھ لاکھ محمودی

پرگنہ کاکرج - سات لاکھ محمودی -

پرگنہ تیروارہ - آٹھ لاکھ محمودی -

پرگنہ موروارہ - چار لاکھ محمودی -

پرگنہ ساتلپور - تین لاکھ محمودی -

پرگنہ تہراد معہ منڈی وغیرہ پندرہ لاکھ محمودی

پرگنہ مورلی - دس لاکھ محمودی

کل نو پرگنے کی پچہتر لاکھ محمودی جسکی تیس لاکھ روپیہ کی جمع پیداوار تھی -

علاوہ سرداران مذکور الصدر اکثر زمیندار راجپوت شاہی ملازمت میں سرگرم رہتے تھے۔ پیشکش بعوض ملازمت معاف کر دیا گیا تہا۔

پونجا راٹہور - زمیندار ایڈر جمعیت دو ہزار سوار

راناسہسمل زمیندار ڈونگر پور - ایکہزار سوار

واگہیلہ جالا - گراسیہ جہالاواڑ ایکہزار سوار

جام جسا - سورٹھ کے چار سو گراسئے اسکے مطیع فرمان تھے ہزار سوار

بہارا کہنگار - بجہ کا زمیندار ایکہزار چار سو ۴۹ گاؤں کا مالک تہا۔ پانچ ہزار سوار کی جمعیت سے حاضر رہتا تہا -

امین خاں و فتح خاں تاتار خاں غوری یہ سردار سے کو علاقہ جوناگڑھ جاگیر دیا گیا تہا۔ اس کے متعلق ۸۰ محل تھے ۳ ہزار گاؤں تھے۔ ازاں جملہ ۷ محل بندرگاہوں کے جو علیحدہ تحریر میں وضع کر کے باقی ستر محال کی جمع ایک کروڑ روپیہ تہا۔ سلطان بہادر گجراتی کے زمانہ تک ملک میں کبھی بدانتظامی نہ واقع ہوئی تھی۔ بندرگاہوں سے پیشکش کی یہ بڑی رقم ایک کروڑ ابراہیمی اور ۶۵ لاکھ ہون ہر سال وصول ہو کر داخل خزانہ ہوتا تہا -

قلمرو گجرات میں کل بندرگاہوں کی چوراسی محال شمار کئے جاتے تھے۔ ازاں جملہ سورٹھہ اور گجرات کے متعلق ۲۴ محال علیحدہ تحریر کئے گئے۔ اور باقی ۱۰ محل کا پیشکش حسب تفصیل ذیل ایک کروڑ ابراہیمی داخل جمع تھے -

سورٹھہ کے متعلق چار بندر تھے جمع دو لاکھ ابراہیمی - بندر دیو - بندر تہم - بندر باڈا پور - بندر کاج ہیں

بندر دیو دیگر قصبوں کے ساتھ ملک ایاز و ملک طوغان کے قبضہ میں تھا -

سرکار سورٹھ کے متعلق بندر دمن معہ سات سو موضع کی جمع ۲۳ لاکھ ابراہیمی -

یہ پانچ بندرگاہوں کی جمع ۵۔۴ لاکھ ابراہیمی معین تھے۔

بابت بنادر متعلقہ فرنگ ۳۰ محل کی ۲۰ لاکھ ابراہیمی پیشکش معین تھا۔

بندر جھپول - بندر داہون - بندر بلاول - بندر سیتی - بندر ڈنڈا - بندر تال ویلی - بندر داکاسی - بندر تلپہ - بندر کلیان - بندر بھیری - بندر ڈنڈار راجپوری - بندر لیوا
بندر جیتی - بندر کہنگی کوٹ - بندر کالہن - بندر واسن - بندر کونجن - بندر بدرت کالبی - بندر تلبار - بندر بلبار - بندر تال زیلو - بندر دہورا - بندر بندست - بندر نواگر

سوب کے متعلق بندرگاہوں کی ۲۷ محال کا پیشکش پانچ لاکھ ابراہیمی معین تھا۔

مسقط - بکرانہ - لوہنی - بصرہ - لاہری - ہرمز - ساوہ - نیکو - دہنا سری - ملکت - کیچہ - ملتہ - سوال - ہودروا - پونا - مدرجی - بیدر - سریہاکی - بندر السی
بیدر چیں - ملاقہ - بیدر سب - کلستان - دبار - راکل - جاوہ -

علاوہ ان کے چار بندر انگریزوں کے اور دو ولندیزوں کے کل چھ بنادر کا دس لاکھ ابراہیمی پیشکش معین تھا۔

شاہان دکن - نظام شاہ بحری - عادل شاہ بیجاپوری - ہاشم براری وایلچ پوری - قطب شاہ کلکنڈی - راجہ علیجان برہان پوری - یہ پانچوں بادشاہ ہر سال ۲۵ لاکھ ہون پیشکش بھیجا کرتے تھے۔ ۱؎

ہر چند بدبدہ جاہ وجلال وملک ومال وکثرت افواج وزن قی خزائن وغیرہ اکثر باتوں سے لوگوں کو تعجب ہوتا ہے۔ مگر تاریخ مرات سکندری ملاحظہ کرنے سے ساری باتیں سلاطین گجرات کی دریافت ہوجانیکی تمثیلاً سلطان محمود بیکرہ کا غلام ایاز نام کی لیاقت وحوصلہ مہم رانا میں لکھا گیا ہے۔ اس کے دیکھنے سے تمام شکوک رفع ہوسکتے ہیں۔ اکثر ذہن سلاطین وامرا کی تعمیر کی ہوئی مسجدیں اور تالاب - باؤلیاں اور سائر قلعے اور قلعوں میں بڑی بڑی عمارتیں عالیشان تمام سنگ خارا کی بنی ہوئی ہیں۔ اگرچہ یہ ملک کوہستان سے بہت دور واقع ہوا۔ تمام پتھر لانے میں کیا صرف ہوا ہوگا۔ اسکا اندازہ ذرا مشکل سے ملیگا۔ علاوہ اوسکی سخاوت کا تو کچھ ذکر ہی نہیں ہوسکتا۔

ملک گجرات کی تفصیل میں جو سرکاری اور زمینداروں کا پیشکش وغیرہ تحریر کیا گیا۔ بذریعہ موجیند سرشتہ دار نظامت کے دفتر سے اخذ کیا گیا۔ سرشتہ داری کا عہدہ اس کے خاندان میں قدیم سے چلا آتا تھا۔ اور اس نسخے کے علاوہ اور کہیں سے ایسا مشرح ومفصل دخل نہ ملسکا - بندرگاہوں وغیرہ کے نام میں کہیں کہیں شبہ واقع ہوا۔

کہتے ہیں کہ سلطان سکندر بن بہلول لودہی بادشاہ دہلی کا یہ مقولہ تھا کہ سلطنت دہلی کا دار ومدار جوار اور باجرہ پر ہے اور بنیاد سلطنت گجرات مرجان اور موتیوں پر رکھی گئی ہے۔ چونکہ علاوہ ملک محض چوراسی بندرگاہوں کا مالک ومختار سمجھا جاتا ہے۔ آجکل خدا نے جیسی ان سلاطین کو دولت دی۔ کسی ولایت میں نہیں پائی جاتی۔

نوٹ: ۱؎ [illegible] بندر کی بھی بندرگاہوں کی آمدنی ایک کروڑ ابراہیمی [illegible] ... لاکھ ابراہیمی [illegible] ... بندرگاہوں کی ۵ لاکھ [illegible] ... غلطی واقع ہوئی [illegible] ... ۱۹ لاکھ [illegible] ... بندرگاہوں کی ۵ لاکھ [illegible] ... غلطی سے [illegible] ... اور تعداد ۵ لاکھ [illegible] ... کاتب کی غلطی واقع ہوئی ہے۔ ملاحظہ کیجئے صفحہ ۱۳ فوٹ

۱۴

دفعہ دوسرا سنوات ماضیہ میں صوبہ گجرات کا کسقدر عرض و طول تھا و چاروں سمت کس ملک کی حدود متعلق تھی اور کتنی سرکار اور حاصل ملک کیا تھا یہ تمام کیفیت تحریر ہے

صوبہ گجرات کا عرض و طول

طول دو سو اسی کوس شمار کیا گیا ہے۔ جانب مشرق۔ شہر سے بانس بلہ تک جو مالوہ سے ملا ہے۔ جانب مغرب۔ احمد آباد سے دوارکان جو قریب جگت تک جو دریائے شور سے ملحق ہے۔ ۲۷۰ کوس

عرض تین سو کوس کا ہے۔ جانب شمال احمد آباد سے بڑگاؤں تک جو صوبہ اجمیر اور سرکار جالور سے ملا ہوا ہے ایکسو دس کوس۔ جنوب سمت کے دو حصے کئے گئے ہیں ایک احمد آباد سے سورت تک ایکسو دس کوس اور دوسرا سورت سے تھانا پور تک جو خاندیس اور بگلانہ سے ملا ہوا ہے۔ اسی کوس

ملک گجرات اکبر بادشاہ نے جب تسخیر کیا پچیس۲۵ سرکار میں شمار کیجاتی تھیں۔ ازاں جملہ سلاطین گجرات نے نو سرکار غیر صوبوں کے تسخیر کرکے گجرات میں شامل کردی تھیں۔ ۹۸۰ ہجری زمانہ صوبہ داری شہاب الدین احمد خاں میں بادشاہی حکم سے وہی سرکاریں اصلی صوبوں میں ملادی گئیں۔ چنانچہ سرکار جودھپور سرکار جالور سرکار ناگور۔ یہ تین سرکار داخل صوبہ اجمیر۔ اور سرکار ملہیر سرکار نذر آباد داخل صوبہ خاندیس اور سرکار دکن سرکار بمبئی۔ یہ تین سرکاریں شامل کوکن کردی گئیں۔ چونکہ متعلق کلاہ پوشان فرنگ تھیں۔ اب رہی سرکار ڈنڈا راجپوری اسکی نسبت اکثر لوگ ایسا بیان کرتے تھے۔ کہ سلطان بہادر گجراتی نے محافظ کہر کی دولت آباد مسمی ملک عنبر کی لڑکی کے جہیز میں دیدی تھی۔ وہ بدستور ملک عنبر کے متعلق رہی۔

اکبر بادشاہ کے عہد سلطنت میں تمام صوبہ گجرات کی انیس۱۹ سرکاریں معین ہو کر دو حصے کئے گئے۔ ایک حصہ دس سرکار خراج گذار کا سورت کے متعلق ہو کر متصدی کے سپرد کیا گیا۔ اور دوسرا حصہ احمد آباد کے دفتر دیوانی میں رقم ہو کر دیوان صوبہ کے سپرد ہوا۔ یہ نو سرکار کی تفصیل حسب ذیل لکھی جاتی ہے۔

سرکار احمد آباد ۴۳ محال۔ سرکار پٹن ۱۷ محال۔ سرکار بڑودہ ۴ محال۔ سرکار بھڑوچ ۱۴ محال۔ سرکار ناندوت ۱۲ محال۔ سرکار چانپانیر ۱۳ محال۔ سرکار گودرہ ۱۱ محال۔ سرکار سورٹھ ۶۳ محال۔ سرکار اسلام نگر عرف نیانگر ۱۷ محال

عالمگیر کے زمانہ میں سرکار اسلام نگر جام زمیندار نے تسخیر کرلی۔ جو ابتک اسی کے قبضہ میں چلی آتی ہے۔ یہ انیس سرکاروں کی تفصیل میں ایکسو چورامی محال تھے۔ ان میں بڑے بڑے شہر اور قصبے اور پندرہ بندرگاہیں بھی شمار کی گئی تھیں۔ سارے محالوں کی ماتحت دس ہزار چار سو ساٹھ و نیم موضع اور دو پورے آباد تھے اسی نو سرکار کے بجز علاوہ تمام ملک زمینداروں کے تصرف میں چلا آتا تھا۔ اوسکا ایک حبہ دفتر میں داخل نہیں ہوتا تھا۔

اکبر بادشاہ کے حکم سے راجہ ٹوڈرمل نے اکثر پرگنوں کے عرصہ چھ ماہ میں پیمائش کروی تھی۔ ایک کروڑ تیئس لاکھ ساٹھ ہزار پانسو ۹۴ بیگہ ۹ بسوہ معلوم ہوئی۔ ازاں جملہ ۸۰ لاکھ ۴۷ ہزار چار سو ۹۸ بیگہ اور تین بسوہ قابل زراعت ثابت ہوئی۔ باقی رہی چالیس لاکھ تیرہ ہزار چھیانوے بیگہ اور چھ بسوے اس میں آبادی اور جنگل خرابہ وغیرہ شمار کیا گیا۔ علاوہ اسکی سرکار سورٹھ سرکار گودرہ سرکار اسلام نگر کی پیمائش نہیں کی گئی۔ اور جو پیمائش ہوئی ان میں بھی ۹۴ محال

باقی رہ گئے تھے۔ لہذا صوبہ کا کل رقبہ از روئے دفتر ثابت نہوا۔ اور خارج سرکاریں جو زمینداروں کے متعلق تھیں۔ ناظمان صوبہ نے وقتاً فوقتاً موقع پاکر زمینداروں پر فوج کشی کرکے پیشکش سالانہ معین کر لیا تہا۔ سرکار ڈونگر پور۔ سرکار بانس بالہ۔ سرکار کچھ مخاطب بسلیمان نگر۔ سرکار سونٹ۔ سرکار رام نگر۔ سرکار سرہی یہ چہہ سرکار پیشکش گذار ہوگئی تھیں۔ ازاں جملہ سرکار رام نگر کا پیشکش متصدی صورت لیا کرتا۔ باقی پانچ کا پیشکش احمد آباد کے خزانہ میں داخل ہوتا تہا زمانہ سابق میں یہ سرکاریں متعلق دیوانی رکہی گئی تھیں۔ بعد ازاں بسبب بعد مسافت متعلق صورت کردی گئیں۔ آمدنی صوبہ احمد آباد علاوہ سرکار سورٹھ گہٹ بڑہ ہوکر ۷ کروڑ ۹۰ لاکھ ۸۲ ہزار دو سو تیرہ دام حضرت فردوس آرام گاہ محمد شاہ پیا کے عہد سلطنت تک داخل دفتر تہی۔ ازاں جملہ آٹھ کروڑ بیاسی لاکھ تین سو بیالیس دام خالصہ شریفہ اور صرف خاص کے معین تہے۔ اور دو کروڑ بیس لاکھ دام صیغہ نظامت صوبہ کے مقرر تہے۔ اور ناظم صوبہ کو علاوہ جاگیر ذاتی اور جاگیر امرائی تابعین چوبیس لاکھ روپیہ کی پیدائش تھی۔ اور پیشکش وصول آتا تہا۔ وہ الگ۔ باقی آمدنی اس صوبہ کے امرا اور منصبدار اور بڑے بڑے عہدہ دار اور فوجداروں کی تنخواہ میں تقسیم کردی گئی تھی۔ گویا بادشاہی خالصہ اور صرف خاص کے علاوہ سارا ملک منصبدار اور جاگیردار وغیرہ کو تقسیم کردیا گیا تہا اور ان کے متعلق بھی خدمتیں معین تھیں۔ کہ ملک کی نگہبانی کرتے رہا کرو۔ اور جاگیروں سے مزے اڑایا کرو۔ افسوس کیسا زمانہ تہا۔ کہ ہمارا ہی ملک بادشاہ نے ہمارے ہی حوالہ کر رکہا تہا۔ گویا ساری آمدنی کے ہم ہی مالک تہے۔ لو اور سنو۔ یہ سب کچھ تہا علاوہ اسکی خیرات وحسنات کے دروازے ہمیشہ کہلے ہوئے تہے۔ چنانچہ تقریباً ایک کروڑ بیس لاکھ دام اور پچاس لاکھ بیگہ زمین اور ایک سو تین موضع کی آمدنی حسب فرمان واسناد بادشاہی بمعرفت دفتر دیوانی وغیرہ سادات کرام ومشائخ عظام کے لئے معین ومقرر تہی۔ سوا اس کے مبلغ ایک لاکھ چالیس ہزار روپیہ نقد خزانہ شاہی سے علاوہ انعامات حکامی جو اپنی جاگیرات سے دیا کرتے تہے علیحدہ مقرر تہا۔ چنانچہ بعض اشخاص کو اراضی اور بعض کو نقد مدد معاش کا ملا کرتا تہا۔ ہم اس زمانہ کی چہل پہل یاد کریں تو امر واقعی یہ ہے کہ چند منٹ کے لئے حالت محویت ضرور طاری ہوگی۔

دو سو باون مکان چہوٹے بڑے فوجدار اور تہانہ داروں کے رہنے کیلئے ہر جگہ تعمیر تہے۔ علاوہ ان قلعوں کے جو ابہی بنائے گئے ہیں دو سو تین قلعہ خورد وکلاں سنگ خارا اور اینٹ وچونہ سے تعمیر کئے ہوئے اب تک آباد اور موجود ہیں۔ ایک سال کا پورا حاصل مبلغ ایک کروڑ تئیس لاکھ چھپن ہزار روپیہ تہا۔ اور اگلے زمانے میں ایک کروڑ ساٹھ لاکھ روپیہ علاوہ پیشکش سرکار کے ناظموں کو حاصل ہوتا تہا۔

گجرات میں ہندو راجاؤں کی ابتداء سلطنت اور پٹن کی آبادی کا بیان جسکو اہل واڑا اور نہر والہ بھی کہتے ہیں

کہتے ہیں کہ حکومت گجرات زمانہ سلف میں راجپوت اور کولیوں کے قبضہ میں تھی ہر ایک راجہ بلا اطاعت وفرماں برداری غیر حاکم بالاستقلال تہا۔ لیکن راجہ بہوج دیو جو اس زمانہ میں ہندوستان کی بڑے راجاؤں میں شمار کیا جاتا تہا۔ ہر سال گجرات پر فوج کشی کرکے بطور پیشکش لے لیوا کر واپس چلا آتا۔ ایک مرتبہ راجہ بہوج دیو نے اپنے ایک غلام ساست سنگہ نامی کو کسی نا قابل حرکت سے قتل کروا دیا۔ مقتول کی عورت حاملہ تھی حالت پیشکشی میں بستی چہوڑ کر جنگل میں [illegible] لڑکا کا مرحمت فرمایا۔ اتفاقاً ایک [illegible]

سپال دیو نامی راد ہن پور سے کہیں جا رہا تھا۔ عورت اور شیر خوار بچہ کو دیکھکر رحم آیا اپنے ملازموں کو راد ہن پور لیجانیکی تاکید کرکے آپ تو رستہ ہولیا ملازم عورت بچہ کو لیکر راد ہن پور چلے گئے۔ سپال دیو آدمی تھا۔ نیک طینت۔ بہ تقاضا ئے فرضِ انسانیت شیر خوار بچہ کی پرورش کرنے لگا جب لڑکا سن تمیز کو پہونچا۔ راد ہن پور کے بدمعاش اوباشوں کی صحبت میں بنا بگاڑ۔ اُسکی طبیعت کچھ اِس قسم کی واقع ہوئی تھی کہ اُنکی صحبت نے اچھا خاصہ ڈاکو بنا دیا۔ پیشہ قزاقی و ڈاکہ زنی کا ہونے لگا۔

اتفاقاً گجرات سے خزانہ قنوج جا رہا تھا۔ لڑکے نے دہاوا کرکے سارا خزانہ لوٹ لیا۔ تقدیر زبردست تھی۔ راد ہن پور کا بقال چانپا نام اُس کا رفیق ہوگیا لڑکے کو ہونہار دیکھکر رفتہ رفتہ افعال شنیعہ کی برائیاں اور اخلاق حمیدہ کی بھلائیاں بیان کرکے پچھلی ساری بُری باتوں کو چھوڑوا دیا۔ خلاق عالم نے سلطنت گجرات اِس کے نام متعین کر رکھی تھی۔ سارے اسباب بھی موجود ہوگئے۔ پچاس برس کے سن میں گجرات کا راجہ ہوگیا۔ سلطنت ملتے ہی اپنا نام ابن راج (راج پوتر) رکھا اگرچہ راجہ ہوگیا۔ مگر اُسوقت تک دار السلطنت تعین نہوا تھا۔ اور یہ چاہتا تھا کہ اِس سرزمین میں کوئی فضا دار عمدہ جگہ ملجائے تو دار السلطنت کی بنیاد قائم کردوں۔

ایک روز انہل نامی چرواہے سے ملاقات ہوئی۔ راجہ کو جگہ کی تلاش تھی۔ چرواہے نے ہاتھ جوڑکر عرض کی کہ مہاراجہ ایسی جگہ بتاؤں یقین ہے کہ آپ بھی ضرور پسند کریں بشرطیکہ وہ جگہ میرے نام سے مشہور کیا جائے۔ راجہ نے بخوشی درخواست منظور کرکے پوچھا کہ کیا بات اُس میں پائی جاتی ہے۔ جو لائق راج دہانی مانی جائے۔ چرواہا کہنے لگا کہ مہاراجہ ایک روز میں اُس سرزمین میں جانور چرا رہا تھا۔ اتفاقاً میرے کتے نے خرگوش پکڑا۔ وہ چاہتا تھا کہ مار ڈالے۔ مگر خرگوش کی چستی و چالاکی سے کتا دانت پیسکر رہ گیا۔ اور خرگوش صحیح و سالم صاف نکل چلا گیا۔ اُس روز سے میرے دل پر اُس سرزمین کی آب و ہوا کا سکہ بیٹھ گیا۔ میں تو غریب آدمی۔ کیا کرسکتا۔ بھگوان نے آپکو راجہ بنایا ہے میں چاہتا ہوں اُسی سرزمین میں راج دہانی کی بنیاد ڈالی جائے۔ تو دیکھ اِس مٹی کا کیا آدمی اور کیا جانور بڑا جیالا نکلیگا۔ یہ سُنکر راجہ بہت خوش ہوا۔ اور اُسیوقت سے کاریگر لگا دئے عرصۂ قلیل میں راج دہانی تیار ہوگئی۔ حسب قرارداد انہل واڑہ نام رکھا گیا۔ اور جب کثرت سے آباد ہوگیا۔ پاٹن کہنے لگے۔ پاٹ ہندی میں تخت کو کہتے ہیں اِس لئے پاٹن مشہور ہوا آبادی کی ترقی نے شہر پناہ تعمیر کرنے پر مجبور کیا۔ سونت آٹھ سو دو بکرماجیتی مطابق ۲۳۰ھ ہجری اور بقول دیگر ۲۰۳ھ ہجری تھا۔

بیساکہ سدی اکھا تیج کے روز بائیس گھڑی بیتالیس پل دن گذر چکا تھا نجومیوں نے متفق ہوکر زائچہ کھینچا۔ اِس زائچہ کا طالع اسد واقع ہوا۔ سب نے متفق الرائے پسند کرکے بنیاد قائم کرنیکی اجازت دی۔ پہلے گھر میں اسد تھا۔ دوسرے میں سنبلہ تیسرے میں میزان۔ چوتھے میں عقرب و ذنب پانچویں میں قوس۔ چھٹے میں جدی۔ ساتویں میں دلو و مشتری۔ آٹھویں میں حوت و زہرہ۔ نویں میں حمل و عطارد و شمس۔ دسویں میں ثور۔ قمر۔ زحل۔ مریخ۔ راس۔ گیارہویں میں جوزا۔ بارہویں میں سرطان۔

۱ اسد
۲ سنبلہ
۳ میزان
۴ عقرب ذنب
۵ قوس
۶ جدی
۷ دلو مشتری
۸ حوت زہرہ
۹ حمل عطارد شمس
۱۰ ثور قمر زحل مریخ راس
۱۱ جوزا
۱۲ سرطان

غالباً یہ بات پوشیدہ نہیں کہ گجرات میں تین قوم کے راجہ سلطنت کرچکے ہیں۔ جاوڑہ۔ سولنکھی۔ باگھیلہ۔ ہر قوم کے کتنے شخصوں نے کتنی مدت تک حکمرانی کی۔ یہ امر پورے طور پر دریافت نہوا۔ مگر آئین اکبری تصنیف فاضل اجل ابو الفضل کے ملاحظہ سے تسکین ہوگئی۔ اُس میں مفصل لکھا تھا کہ ہر قوم کے ۲۳ شخصوں نے ۵۷۵ برس اور چار مہینے تک حکومت کی ہوئی ہے۔ اور بعد انقضاء حکومت اہل اسلام کا غلبہ ہوا۔

پہلے پہل قوم جاوڑہ کو حکومت گجرات نصیب ہوئی۔ پہلا شخص جسنے تخت پر قدم رکھا ابن راج یعنی راج پوتر تھا۔ یہ وہی لڑکا جسکو سپال دیو نامی اُٹھا کر راد ہن پور لے گیا جب تخت پر قدم رکھا۔ پچاس برس کی عمر ہوچکی تھی ساٹھ برس سلطنت کرکے ملکِ عدم کو چلا گیا۔

جوگراج اُسکا بیٹا اکھا تیج کے روز جانشین ہوا۔ پینتیس ۳۵ سال حکمرانی کرکے راج دہانی اپنے بیٹے کھیراج یا بھیمراج کو سپرد کی۔ (بھیمراج۔ اور کھیمراج ایک ہی کو کہتے ہیں) کھیمراج پچیس برس حکمراں رہا۔ بعد اُس کے راجہ بھوڑ انتیس ۲۹ برس رہا۔ راجہ بجے سنگھ پچیس ۲۵ برس۔ راوت سنگھ پندرہ ۱۵ برس۔ سامنت سنگھ سات برس۔ اِس طرح سے قوم جاوڑہ کا خاتمہ کردیا۔ سات شخصوں نے ایکسو چھیانوے ۱۹۶ برس سلطنت کرکے حکومت گجرات قوم سولنکھی کو سپرد کی۔

سولنکھی قوم کی ابتدا اسطرح بیان کی گئی ہے کہ ساونت سنگھ جاوڑہ کو سوائے ایک لڑکی کے اور فرزند نہ تھا۔ راجہ نے کنوڑی کو کسی سولنکھی قوم کے راجپوت سے
منسوب کردی تھی۔ جب لڑکی حاملہ ہوئی۔ وقت وضع حمل بیچاری درد زہ کی شدت سے فوت ہوگئی۔ مُردے کا شکم چاک کرکے لڑکا زندہ و سالم نکالا گیا۔ اسوقت قمر منزل مُولہ میں
مقیم تھا۔ اوسکو ہندی میں مول کہتے ہیں۔ اس لیے لڑکے کا نام مول راج رکھا گیا۔ اور ساونت سنگھ نے فرزندی میں قبول کیا۔ اوسکی تربیت مثل راجہ زادوں کے ہونے لگی۔ جب
سن تمیز کو پہونچا۔ ایک روز راجہ نے فرط محبت سے حالت نشہ میں ولیعہد قرار دیا۔ جب ہوش میں آیا پشیمان ہو کر انکار کرنے لگا۔ مولراج بھی سمجھ چکا تھا۔ کہ سوائے میرے وارث
سلطنت نہیں۔ موقع کا منتظر تھا۔ بعد چند سال راجہ راہی ملک عدم ہوا۔ مولراج موقعہ پاکر راج کا قابض ہوگیا۔

سولنکھی قوم کے دس شخصوں نے دو سو چھپن برس تین مہینہ اور دو دن گجرات کی سلطنت کی۔

مولراج ۵۶ برس — چامنڈ ۱۳ سال ۱ ماہ ۲ یوم — بلبا ۶ ماہ — دولّا برادر زادہ چامنڈ ۸ سال — راجہ بھیم دیو ۴۲ سال — راجہ کرن ۳۲ سال — سدراج سنگھ ۵۰ سال
کنور پال ۳۰ سال ۸ ماہ ۳ یوم — اجی پال ۳ سال ایکماہ ۲ یوم — لکھومول دیو برادر بھیم دیو ۲۰ سال

اجی پال اپنے ولی نعمت کو زہر دیکر قابض ہوگیا تھا۔ سنہ ۴۱۶ ہجری زمانہ حکومت چامنڈ میں سلطان محمود غزنوی نے براہ ملتان سومنات پر دھاوا کیا۔ آتے آتے راہ میں نواح نہروالہ عرف
پٹن میں گذر ہوا۔ راجہ چامنڈ ہیبت سلطانی سے بھاگ گیا۔ سلطان محمود بلا روک ٹوک نہروالہ میں گھسا۔ اور لشکر کو جس چیز کی ضرورت تھی لیکر جانب سومنات روانہ ہوا۔
جاتے ہی ماہ ذیقعدہ میں سومنات فتح کرلیا۔ بعد فتح یہ خبر ملی کہ راجہ چامنڈ نہروالہ میں پھر قابض ہوگیا۔ اور قلعہ بند ہوکر لڑائی کی تیاریاں کر رہا ہے۔ اور قلعہ یہاں سے قریباً ۴۵ کوس
ہے۔ یہ سنکر بادشاہ نے اسی جانب کوچ کیا۔ جب قریب پہونچا تو دیکھا کہ ایک قلعہ نہایت ہی مستحکم ہے۔ اور ایک دریا اطراف و جوانب محیط ہو رہا ہے۔
پیراکوں کو حکم ہوا کہ پانی کسقدر ہے دریافت کیا جائے۔ حسب الحکم پیراکوں نے تمام دریا کی تلاشی کرکے ظاہر کیا کہ فلاں مقام سے عبور ممکن ہے بشرطیکہ دریا موج زن نہو
ورنہ موجب ہلاکت ہے۔ سلطان نے استخارہ کرکے متوکل علی الصمد دریا میں قدم رکھا۔ فضل ایزدی شامل حال تھا۔ صحیح و سالم سارا لشکر عبور کرگیا۔ وا
راجہ نے سارا حال اپنی آنکھ سے دیکھا۔ تاب باقی نہ رہی۔ فرار ہوگیا۔ لشکر اسلام قلعہ میں گھسا۔ اکثر اہالیان قلعہ تہ تیغ ہوئے۔ مال غنیمت بیقدر ملا
کہ تمام لشکر مالا مال ہوگیا۔

صاحب تاریخ روضۃ الصفا فتح سومنات کی ایک عجیب نقل بیان کرتا ہے۔ کہ جب سلطان محمود کو فضل خدا سے سومنات پر فتح حاصل ہوئی۔ ارادہ تھا کہ چند مدت اسی
جگہ قیام کیا جائے۔ چونکہ ولایت کی وسعت اور عجائبات پیداوار نے گرویدہ بنالیا تھا۔ علاوہ اُس کے زرخالص اور یاقوت وغیرہ کی معدنیں جو ولایت سرندیپ میں نکلتی
تھیں۔ اوسپر بھی فریفتہ ہو رہا تھا۔ اور چاہتا تھا کہ ولایت سومنات دار السلطنت قرار دیا جائے۔ مگر ارکان دولت سب کے سب مخالفت کرنے لگے۔ اونکا یہ کہنا تھا کہ
خراسان جیسے جنت نشاں کو چھوڑکر سومنات کو راج دہانی بنانا بادشاہ کی عالی ہمتی سے بعید ہے۔ غرض سلطان محمود نے لشکر کو تیاری کا حکم کیا اور ارکین دولت سے
فرمایا۔ آخر یہ ملک ہمارے نزدیک کسی ایسے شخص کے سپرد کیا جائے جو لیاقت بھی رکھتا ہو۔ اور ہماری اطاعت بھی کرتا ہو۔ ارکان دولت میں بعض نے یوں بیان کیا۔
کہ ہمارے نزدیک اس ملک کی شاہی خاندان کے علاوہ کوئی قوم عالی نسب نہیں پائی جاتی۔ فی زمانہ خاندان شاہی سے ایک ہی متنفس باقی رہ گیا ہے وہ بھی فقیری لباس میں گوشہ
نشین ہوکر ریاضت میں مصروف ہے۔ ارکان دولت کا دوسرا گروہ فریق اول کی مخالفت کرنے لگا۔ کہ وہ ذلیل بیکاری قابل تسلیم کیا سلطنت کے لائق ہے۔ شاید تمکو معلوم نہیں کہ
اس کے بھائیوں نے چلتے کیوں اور کس لئے بارہا گرفتار کرکے مقید کیا تھا۔ اور پھر رحم کھاکر چھوڑ چھوڑ دیا گیا۔ اب کی مرتبہ بخوف جان بھاگ کر یہاں روپوش ہو رہا ہے۔ اس
بیچارے کو لیاقت حکومت کہاں۔ مگر ہاں ہمکو معلوم ہے اسی کے عزیزوں میں سے ایک کا اہتمام قابل تسلیم نہایت زیرک ہے۔ الدست سب طرح کی لیاقت بھی عطا فرمائی ہے۔ کسی ولایت کا حکمراں
بھی ہے تاہم بہمت آپکی دانائی کے معتقد ہیں۔ بشرطیکہ فرمان بھیجکر بلوالیا جائے۔ ہم یقین رکھتے ہیں کہ ملک کی نگہبانی کرکے حضور کی اطاعت بھی کرتا رہیگا۔ اور معاہدہ کی رو سے جو رقم
معینہ ہوگی اس میں سر مو تفاوت نکریگا۔ اور بے کم و کاست ہر سال دار السلطنت کو پہونچاتا رہیگا۔ بادشاہ نے فرمایا کہ ہم سمجھتے ہیں کہ اوسکو ملک کی خواہش نہیں۔ اب تک

ہماری خدمت میں حاضر نہوا - اوسکی بے پروائی ہکو روک - یہی ہے کہ اتنی بڑی ولایت بلا وجہ کیوں سپرد کیجائے - غرض بادشاہ نے فریق اول کی درخواست منظور فرما کر دابشلیم مرتاض کو حضور میں طلب کیا - تمام مراتب نگہبانی ملک حکومت سمجھا کر خراج سالانہ کی ایک رقم معین کرلی - اور دار السلطنت میں ہر سال بھیجنے کا معاہدہ لکھوا لیا - اُس نے عرض کی کہ حسب الحکم نذر و یاقوت محاصل معدنیات معہ خراج مہینہ ہر سال حضور میں بھیجدیا جایا کریگا - لیکن دابشلیم میرا دشمن جانی وہی دابشلیم مجکو یا ملینان حکومت کرنے سے مجبور نکرے - ورنہ سارا کیا دھرا برباد ہو رہیگا - مجکو بار بار اسی بات کا خوفناک سین جی کہائی دے رہا ہے - مکہ کی عید تشریف بری سلطان وہ ضرور ادہر آ دہمکیگا - اور مجکو ہنوز سلطنت میں کیا اقتدار حاصل ہوا ہے - جو اُس کا مقابل بنکر کھڑا ہو جاؤں - انجام کار وہ غالب اور میں مغلوب ہونگا - اگر بادشاہ انتقام نفیس توجہ فرما کر دابشلیم کو مقید کرلے تو بے کہتکے ہر سال یہاں کا زر و جواہر برابر خراج خراسان و کابل خزانہ سلطانی میں داخل ہوتا رہیگا - یہ سنکر سلطان نے فرمایا کہ اگرچہ غزنی چھوٹے تین برس کا زمانہ گذر چکا ہے - اور چہ مہینے زیادہ سہی - مگر جہاد سے قدم پیچھے نہ ہٹیگا - فوراً کوچ کا حکم دیا -

اِس امر سے اہالیان سومنات دابشلیم مرتاض کو نفرین کرنے لگے کہ بادشاہ محض تیری درخواست سے ادہر متوجہ ہوا - ورنہ کبھی ارادہ نہ تھا - یہ سمجھے کہ جسکو اللہ نے عزت عطا فرمائی ہے تیرے کئے ذلیل نہوگا - یہ بات بھی بادشاہ کے کان تک پہونچگئی - چونکہ ارادہ مصمم کرلیا گیا تھا - اوسکی ہمت عالی نے فسخ عزیمت پسند نفرمایا - اور بدستور منزل بمنزل کوچ کرتا ہوا اوسی ملک میں پہونچگیا - فتح سومنات نے دبدبہ جاہ و جلال سلطانی کا لوگوں کے دلوں پر سکہ بٹھا دیا تھا - اور نام سنکر حواس پریشان ہوتے تھے - جاتے ہی غازیان اسلام کے ایک ہی حملہ نے ولایت دابشلیم فتح کرلی - اور راجہ کو مقید کرکے دابشلیم مرتاض کے سپرد کیا - اُس نے عرض کیا کہ ہمارے دین آئین میں حاکم مغلوب کو قتل کرنا جائز نہیں اِس ملک کا یہ طریقہ ہے کہ جب کسی دشمن پر فتح حاصل ہوتی ہے تو حاکم مغلوب زیر تخت مکان تنگ و تاریک میں مقید رکھا جاتا ہے - اور سارے ابواب عیش و نشاط مسدود کردیئے جاتے ہیں محض ایک سوراخ سے آب و دانہ بقائے زیست کیلئے پہونچایا جاتا ہے - فی الحال غلام کو اسقدر اقتدار کہاں کہ ایسے زبردست دشمن کو مقید رکھ سکوں مناسب یہی ہے - کہ حضور سواری کے ساتھ دار السلطنت لیجائیں - ہر وقت حصول موقع منگوا لیا جائیگا - غرض بادشاہ کی سواری اُدہر روانہ ہوئی اور دابشلیم مرتاض ولایت سومنات پر حکومت کرنے لگا عرصہ قلیل میں اقتدار بھی حاصل ہوگیا - فوج فراہم ہوئی - دولت نے ترقی کی - ہندوستان کے عمدہ عمدہ تحفے اور زر و جواہر وغیرہ ارکان دولت اور حضور میں بھیجکر سب کو رضامند کرلیا - معاہدہ کی رو سے معدنوں کا جواہر اور خزانہ بھی بھیجا کرتا تھا - جب سلطنت پر پورا قابض ہوگیا - فوراً درخواست بھیجکر دابشلیم راجہ کو طلب کیا - اگرچہ سلطان محمود بیگناہ کو پنجہ دشمن میں سپرد کرنا پسند نفرماتا تھا - مگر ارکان دولت کو دابشلیم نے طرفدار بنا لیا تھا - سبنے متفق ہوکر عرض کیا کہ حضور جیسا یہ مشرک ہے ویسا ہی وہ کافر - فرق اتنا کہ وہ مطیع اسلام اور وہ نافرمان - ہمارے نزدیک گوشت خر و دندان سگ سے زیادہ کوئی مناسبت نہیں پائی جاتی - علاوہ اوس کے دابشلیم مرتاض کے نزدیک منتظم نفاذ الوعد ثابت ہونگے - اور سلطنت سومنات کا قبضہ مفت ہاتھ سے جاتا رہیگا - غرض بمشورہ ارکان دولت راجہ دابشلیم - دابشلیم مرتاض کے ملازموں کو سپرد کیا - اور [illegible] شاہان ہند کے نام الگ الگ فرمان روانہ کئے - کہ دابشلیم مقید صحیح و سالم سرحد سومنات تک پہونچا دیا جائے - الغرض جب یہ سرحد سومنات میں داخل ہوا شہر سے ایک منزل فاصلہ پر اوسوقت تک روک دیا - کہ دار السلطنت میں زیر تخت ایک محبس خانہ تعمیر ہوگیا - شاہان سومنات کا یہ قاعدہ تھا کہ جب دشمن مقید کیا جاتا - بادشاہ معہ ارکان دولت ایک منزل جاکر اِس طریقہ سے وہ شہر میں لایا جاتا - چنانچہ قیدی کے سر پر طشت رکھکر پیادہ یا سواری کے آگے آگے دوڑایا لیجاتا - اور خود بادشاہ تخت پر جلوس فرماکر قیدی کو محبس خانہ معینہ میں بھجوا دیتا - لیجانے والے سند گستوہ پر بٹھا دیتے - اور باہر آکر تمام ابواب مسدود کردئے جاتے - دابشلیم مرتاض بنا بر ادائے رسوم معینہ باہر آیا -

چونکہ قیدی ہنوز منزل معینہ تک نہ پہونچا تھا - بادشاہ معہ ارکان دولت شکار میں مصروف ہوا - جب ٹھیک دوپہر ہوگئی اور گرم ہوا نے تھپیڑوں سے مار مار کر ہر ذی روح کو گوشہ عافیت میں پہونچا دیا - خود بادشاہ اور لشکری ادہر اودہر متوجہ ہوکر آرام گاہیں ڈھونڈھنے لگے - جس کو جہاں موقع ملا پڑ رہا - دابشلیم مرتاض ایک گھنے سایہ دار درخت کے نیچے زین پوش بچھا کر لیٹا - اور سرخ رومال مکھیوں سے محفوظ رہنے کیلئے مونہہ پر ڈال دیا - ذرا قدرت خدا کا تماشا ملاحظہ کرو کہ زمانہ نے کیسا پلٹا کھایا جو دابشلیم قید خانہ میں رکھنے کو بلوایا گیا تھا - وہ تخت سلطنت پر متمکن ہوا - اور دابشلیم مرتاض بعوض اوسکے قید خانہ میں مقید ہوگیا) کہتے ہیں کہ جانوران شکاری چھوٹے گئے تھے - دہوپ کی شدت اور بھوک نے ایسا پریشان کیا کہ کسی چیز کا امتیاز باقی نہ رہا - ایک طائر تیز منقار سخت چنگل نے بلے بھوکہ کے سرخ رومال کو پارۂ گوشت تصور

کرکے اِس زور سے پنجہ مارا کہ رومال کے ساتھ دابشلیم مرتاض کی ایک آنکھ نکال لیگیا - یہ بیچارا آنکھ کے ساتھ علاج بھی کھو بیٹھا - اسی عرصہ میں دابشلیم مقید بھی وہاں آپہنچا اراکان دولت اِدہر اُدہر سے جمع ہو گئے - اور دیکھا کہ بادشاہ حال آنکھ کھو کر معیوب ہو گیا - قابل سلطنت نہ رہا - اب سوائے اُس دابشلیم کے لائق سلطنت شخص غالث ناممکن - بامر مجبوری متفق ہو کر دابشلیم مقید کو مژدہ سلطنت سے آگاہ کیا - اور قیدی کے کپڑے اوتروا کر لباس شاہانہ پہنایا - اور سوار کرا کر وہی لگن اور لوٹا دابشلیم معیوب کے سر پر رکھا گیا - اور دابشلیم مرتاض مقید ہو کر قید خانہ میں پہونچایا گیا - اور دابشلیم مقید سلطنت کا قابض و متصرف ہوا - فاعتبروا یا اولی الابصار

حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کبھی خلاف نہیں ہوئی - فرمایا ہے - من حفر بیرا لاخیہ فقد وقع فیہ -

اسی مضمون کو خواجہ خسرو نے فارسی میں نظم کیا ہے - ہر کہ بیرہ بہر کسے چاہ کند ٭ از پیئے خود زیر زمین راہ کند

جب نہروالی کی سلطنت راجہ بہیم دیو کو ملی - سلطان معزالدین سام جو شہاب الدین مشہور تہا - اپنے بہائی کا نائب ہو کر سنہ ۵۶۹ ہجری میں حکومت غزنی کرنے لگا - اور سنہ ۵۷۰ ہجری میں ولایت اوچہ پر لشکر کشی کر کے قوم قرامطہ کو ہزیمت دی - اور سلطنت کا قابض ہو گیا - بعد اُس کے ملتان فتح کیا - پھر براہ ریگستان وارد گجرات ہوا - راجہ بہیم دیو سے لڑائی ہوئی - ایسا کشت و خون ہوا - کہ انجام کار سلطان کو ہزیمت ہوئی - اور بمشکل غزنی پہونچا - سنہ ۵۸۹ ہجری میں سلطان قطب الدین ایبک (ترکی میں چہہ انگلی والے کو کہتے ہیں) بادشاہ کا نائب ہو کر ہندوستان آیا - اور دہلی کو دارالملک قرار دیا - جب ہی سے دہلی پایۂ تخت معین ہوا - اور بعد اُسکو لشکر کشی کر کے راجہ بہیم دیو سے انتقام لیا -

جب سدراجی سنگ سولنکی کا زمانہ آیا - اُس نے مالوہ - برہان پور وغیرہ مسخر کیا - اکثر قلعہ اور تالاب اُس کے تعمیر کئے ہوئے اب تک موجود ہیں - قلعہ بہروچ - دہوئی وغیرہ اور پٹن کا تالاب سہنس لنگ - اور بہیم کا نم کا تالاب پختہ جس کے ارد گرد تمام پتھر لگایا ہوا ہے - مسجد ہیوا پا ورکٹ عمارت رودر مال جو گجرات میں مشہور و معروف تہے اُسی کے شوق بت پرستی نے تعمیر کردی تہی - رودرمال کسی زمانہ میں بہت بڑا بت خانہ تہا - جب سدراجی سنگ نے رودرمال کا ارادہ کیا - نجومیوں سے تاریخ و ساعت بنیاد دریافت کی - سے بنے بالاتفاق بڑے سوچ بچار کر زائچہ لگایا - اور عرض کیا کہ اِس عمارت کو بادشاہ دہلی علاؤالدین سے نقصان پہونچنے کا بادی پوتہیوں سے دریافت ہوتا ہے - راجہ کو شک سا پیدا ہوا - کسی ذریعہ سے سلطان علاؤالدین سے جو اب تک تخت نشین نہوا تہا - اِس امر کا عہد و پیمان لیا گیا - معاہدہ کیوقت بادشاہ نے یہ کہا کہ اگرچہ منہدم نہ کیا جائیگا - مگر آثار شریعت شریف تو ضرور قائم ہونگے - جب علاؤالدین تخت سلطنت پر متمکن ہوا - سید ہیوپر لشکر کشی کر کے حسب معاہدہ بتخانہ رودرمال میں جہاں بت بزرگ تخت خدائی پر بٹھایا گیا تہا - اُٹھا دیا گیا - اور مسجد و منبر و مینار قائم کرنے جو اب تک موجود ہیں - اضلاع گجرات میں اکثر بتخانے اور تالاب اسی راجہ کے تعمیر کئے ہوئے موجود ہیں -

سلطنت قوم باگہیلہ یا واگہیلہ

خاندان سولنکی سے خاندان واگہیلہ میں سلطنت منتقل ہونا یوں بتایا گیا ہے کہ لکہومول دیو سولنکی کے آخری راجہ کو کوئی لڑکا لائق سلطنت نہ تہا - آخر میں گجرات کی سلطنت خاندان واگہیلہ میں منتقل ہوئی - اِس خاندان کے چہہ راجاؤں نے ایکسو چہبیس ۱۲۶ برس سلطنت کر کے خاتمہ کر دیا -

راجہ دہول مولدیو	راجہ بیسل دیو (بیسل نگر اسی کا آباد کیا ہوا ہے)	بہیم دیو	ارجن دیو	سارنگ سال	راجہ کرن
۱۲ سال ۵ ماہ	۳۴ سال ۶ ماہ	۴۲ سال	۱۰ سال	۲۱ سال	۶ سال

ابتدائے ظہور اسلام ملک گجرات اور اسلام ہی کے طفیل سے سلطنت گجرات حاصل ہونا مسلمان بادشاہان دہلی کو

یہ امر خدا ہی کو منظور تھا کہ سرحد گجرات سے ظلمت کفر دور ہو۔ اور روشنی اسلام ہر طرف پھیلائی جائے۔ تاہم ہر امر کیلئے ایک سبب ضروری اور لازمی ہے اللہ کو جب گجرات میں اسلام شایع کرنا منظور ہوا تو سلطان علاءالدین خلجی کو ہندوستان کی سلطنت مرحمت فرمائی۔ یہ بادشاہ۔ خداترس۔ رعیت پرور تھا۔ فرماں برداری شرع شریف ہمیشہ ملحوظ رکھتا تھا۔ بادشاہ ہوتے خود مطیع علما تھا۔ کوئی کام بدون مشورہ علما کے نہ کرتا۔ علماء کی سوسائٹی نے متفق ہوکر بادشاہ کا خطاب المجاہد فی سبیل اللہ مقرر کرکے خطبہ میں پڑھنے کا حکم دیا تھا جمعہ جمعہ اسی خطاب سے خطبہ پڑھا جاتا۔ اس زمانہ میں تخت گجرات پر راجہ کرن حکومت کر رہا تھا۔ بادشاہ کو اشتیاق ملک گیری پیدا ہوا۔ الغ خان نامی سردار جو گجرات میں الپ خاں مشہور ہوا، اور نصرت خاں جالندھری کو معہ لشکر جرار بسمت گجرات روانہ کیا۔ سرداران مذکور نہروالہ میں پہونچے۔ راجہ کرن سے لڑائی شروع ہوئی۔ ہرچند راجپوتوں نے کوئی بات اوٹھا نہ رکھی۔ مگر غازیان دیندار کی شمشیر زنی نے چھکے چھڑا دیئے۔ ایسی تلوار چلی کہ ہندی لشکر کا ستھراؤ ہوگیا۔ راجہ کرن مجبور ہوکر تن تنہا جانب دیوگڈھ وچاندہ بھاگ کھڑا ہوا مسلمانوں نے نہروالہ پر قبضہ کیا۔ غارت گری میں بہت مال ومتاع لشکر اسلام کو ملا۔ اور راجہ کرن کی بیوی اور بچے وغیرہ متعلقین سب پر قبضہ ہوگیا۔ خزانہ اور اساس سلطنت تو پہلے ہی ہاتھ لگ چکا تھا۔ رنواس کی مستورات بھی مقید ہوگئیں۔ غازیان اسلام کو خبر لگی کہ بعد سلطان محمود بت پرستوں نے سومنات میں از سرنو بت پرستی جاری کی ہے۔ لگے ہاتھ اُدھر بھی متوجہ ہوا۔ اور سومنات کا بتخانہ منہدم کردیا گیا۔ سارا مال واسباب اور راجہ کرن کی دولت معہ جورو لڑکیوں کے جمع کرکے دہلی روانہ کیا۔ اس لوٹ میں کبھا بیٹ کے خواجے بھی نہ بچے تھے۔ راجہ کرن کی لڑکی دیولدیٔ رانی جو ہنوز خوردسال تھی مگر حسن وجمال اللہ نے ایسا دیا تھا کہ مستورات چین وچگل پر سبقت لیگئی تھی۔ شاہزادہ دیکھتے ہی فریفتہ ہوگیا۔ بادشاہ نے دیولدیٔ رانی کو شاہزادہ خضر خاں سے منعقد کردی۔ اور اسکی ماں سے آپ نکاح کیا۔ امیر خسرو دہلوی نے خضر خاں اور دیولدیٔ رانی کی عشق بازی میں ایک کتاب بزبان فارسی منظوم کرکے ساری کیفیت بیان کردی ہے۔ امیر خسرو فرماتے ہیں کہ جب دیولدیٔ رانی گرفتار ہوئی۔ ہنوز خوردسال تھی۔ الغ خاں نے اپنی فرزندی میں قبول کرکے بحکم سلطان خضر خاں سے بیاہ دی۔ اسی کتاب کے چند اشعار بطور نمونہ لکھے ہیں۔ نظم

دول رانی کہ ہست اندر زمانہ
بنام آں پری چوں دیوہ داشت
یکے علت درو بگذشتم از کار
چو رانی بود صاحب دولت وکام

زطاؤسان ہندستاں یگانہ
فسون بندہ زان ویوش نگہداشت
کہ دیول را دول کردم بہنجار
دول رانی مرکب کردمش نام
حطاب ایں کتاب عاشقی بہر

بہ رسم ہندوی ایں نام دبابش
چناں رسم بدل کردم مراعات
دول چوں جمع دولتہاست درجمع
جو نام خان بنام دوست ختم شد
دول رانی خضر خاں ماند در دہر

دراول بود دیولدیٔ خطابش
کہ از ہندی علم بر زد بہندات
دریں نامہ است دولتہا بسی جمع
فلک درظل ایں ہردو علم شد

بعد فتح نہروالہ الغ خاں کے قبضہ میں حکومت گجرات سپرد ہوئی۔ اسی زمانہ سے گجرات میں ناظم مقرر ہو ہوکر آنے لگے۔ پٹن کی جامع مسجد سنگ پتھر کی تعمیر کی ہوئی اسی الغ خان کی ہے۔ اور عوام میں مشہور ہے کہ شمار ستونوں میں اکثر غلطی واقع ہوتی ہے۔ خیال کیجیے کہ کس قدر ستون ہونگے جو شمار کرنے والا عاجز ہو

ہے۔کہتے ہیں کہ سابق میں اِسی جگہ بتخانہ تھا۔ الغ خاں نے مسمار کرکے مسجد کی بُنیاد ڈالی۔ اوس زمانہ میں یہ مسجد آبادی کے بیچوں بیچ تھی۔ اَب جو حجھو تو شہر سے کہیں دور ویرانہ میں دکھائی دیتی ہے۔ واقعی پٹن کی عظمت باعتبار آبادی بہت زیادہ ہوگی۔ اکثر آثار عمارات منہدمہ صاف بتا رہی ہیں۔ کہ کم از کم تین کوس کے دور قطر میں ضرور آباد ہوگا۔ اکثر جگہ علامات قلعہ و برج پائے جاتے ہیں۔ اگرچہ بہت دن گذر جانے سے تغیر و تبدل ضرور ہوا۔ تاہم بعض بعض کھنڈروں کے علامات لگلے راجاؤں کی شان و شوکت کی گواہی دے رہے ہیں۔ پُرانی عمارتوں میں ہر جگہ سنگ مرمر پایا جاتا ہے۔ یقین ہے یہ پتھر اجمیر وغیرہ بلاد سے منگوایا گیا ہوگا۔ ابتک بعض جگہ تھوڑی سی زمین کھودنے سے سنگ مرمر نکل آتا ہے۔ احمدآباد کی اکثر مساجد وغیرہ عمارات میں لگایا گیا۔ وہ اسی جگہ کا منگوایا گیا تھا۔ الغ خاں نے بیس سال تک گجرات کی صوبہ داری کا انتظام نہایت استقلال کے ساتھ کیا۔ آخر عمر میں بادشاہ نے دہلی بُلوالیا۔ ملک نائب خواجہ سرا وزیر کو نہ معلوم کس وجہ سے الغ خاں کے ساتھ عداوت تھی۔ بادشاہ کو بدظن کرکے بیچارے کو بڑہاپے میں قتل کرا دیا۔ اور شہزادہ خضر خاں بھی اسی کی بدذاتی سے قلعہ گوالیار میں مقید ہوگیا۔ چند دن گذرے تھے کہ بادشاہ مرض استسقا میں مبتلا ہوا۔ انجام کار اکیس سال سلطنت کرکے ملک عدم کو روانہ ہوگیا۔ شعر

جو در راہِ رحیل آمد روا رو + چہ جمشید و چہ پرویز و چہ خسرو

اکثر علمائ کا بیان ہے کہ بادشاہ ملک نائب کے زہر سے فوت ہوگیا۔ اور خضر خاں اگرچہ مستحق ولیعہدی تہا۔ اسی کی بدذاتیوں نے محروم رکہا۔ ملک نے خضر خاں شہزادہ کو قید کرکے بادشاہ کے خون ناحق سے دامن تر کر چکا۔ پہر تو کسیکا خوف نرہا۔ چہوٹے شہزادے شہاب الدین کو برائے نام سلطنت پر قائم کرکے تمام ملک کا قابض و متصرف ہوگیا۔ اگرچہ خضر خاں مقید تھا۔ تاہم اسکو ایک نوع کا کھٹکا رہا کرتا۔ چند معتمدوں کو بھیجکر خضر خاں کی آنکھوں میں میل پھروا دئے۔ تب مطمئن ہوا۔ خضر خاں کو نابینا کرنے سے فرقہ غلامان علائے برافروختہ ہوا۔ آخر ایک مہینہ چند روز کے بعد موقع پاکر ملک نائب کو قتل کر دیا۔ شعر

اگر بد کنی چشم نیکی مدار + کہ ہرگز نیارد گز انگور بار

سلطان قطب الدین مبارک شاہ بن سلطان علاء الدین کا احوال

امرایان سلطنت و اعیان خلافت نے متفق ہوکر قطب الدین کو قید سے رہا کیا۔ اسوقت اسکا سن اٹھارہ برس کا ہو چکا تھا۔ موروثی سلطنت پر قائم ہوا۔ جب الغ خاں ملک نائب کی شرارت سے قتل کیا گیا۔ اوسی زمانہ سے گجرات کا انتظام تبتر بتر ہوگیا۔ ہرطرف بغاوت ہونے لگی۔ سلطان عال نے ملک کمال الدین کو حکومت گجرات سپرد کرکے روانہ کیا۔ یہ وہاں پہونچا تہا کہ باغیوں نے ہرطرف سے ہجوم کرکے شہید کیا۔ پہر تو روز بروز بغاوت ترقی کرنے لگی۔ سلطان نے بمشورۂ دولت خواہان عین الملک ملتانی کو بہ لشکر جرار تعین کیا۔ اُس نے گجرات پہونچتے ہی ایسا انتظام کیا کہ ساری بغاوت فرو ہوگئی۔ اور ملک میں امن کی دہائی پھر گئی۔ ادہر سلطان نے اپنے خسر ملک دینار کو ظفر خاں خطاب دیکر گجرات کا ناظم مقرر کیا۔ اوس نے گجرات میں پہونچتے ہی عرصہ تین چار مہینے میں قرار واقعی انتظام کرکے جسقدر روپیہ تحصیل کا داخل ہوا تہا۔ سارا سمیٹ کر دہلی بھجوا دیا۔ خزانہ پہونچنے کے بعد بادشاہ نے حضور میں بُلوا کر بلا جرم قتل کر دیا۔ اور مقتول کا سارا مال و اسباب حسام الدین نامی کو جو خسرو خاں کا بہائی اور بادشاہ کا منظور نظر تھا۔ سپرد کرکے جانب گجرات روانہ کیا۔ حسام الدین اور خسرو خاں دونوں ہمو بہا بچے مسلمان نزادے تہے۔ بلکہ اصلیت انکی قوم پروار راجپوت سے تہے۔ نہ جانے کس بات نے اونکو مسلمان کیا تہا۔ اگرچہ مسلمان ہوئے مگر ہنوز بدذاتی اور شرارت اصلی باقی تھی۔ گجرات میں آتے ہی حسام الدین نے اپنی ہمقوم پرواروں کو بُلوا بُلوا کر باغی ہونے کا ارادہ کیا۔ امرائے ہمراہی کو اس کے ارادۂ فاسد کی کچھ خبر ملی تھی متفق ہوکر گرفتار کرلیا۔ اور سلسل و مطوق حضور میں بھجوا دیا۔ بادشاہ نے بعوض اس کے وحید الدین قریشی کو جو نہایت مرد شجاع اور تجربہ کار تھا۔ گجرات کی صوبہ داری مرحمت فرمائی

اس نے حسام الدین کی ساری خرابیاں دور کرکے ملک میں امن و امان قائم کیا۔ آخر زمانہ سلطنت میں بادشاہ نے وجیہ الدین کو گجرات سے بلوا کر منصب وزارت و خطاب تاج الملک مرحمت فرمایا۔ یہ کیفیت دیکھکر خسرو خاں ہندو بچہ نومسلم نے گجرات کی صوبہ داری کا فرمان بادشاہ سے حاصل کیا۔ تب بھی مطمئن نہوا۔ و بہوس سلطنت بادشاہ کو قتل کرکے تخت پر بیٹھ گیا۔ اور تمام پرواروں کو بلوا بلوا کر اپنے پاس رکھا۔ اور اپنا خطاب ناصر الدین مقرر کیا۔ سلطان قطب الدین کا زمانہ سلطنت چار برس اور چار مہینے سے زیادہ نہوا۔ بادشاہ کے یوں مارے جانیکی کیفیت سے اکثر لوگ آگاہ ہوئے۔ اور تو کسیکی جرات نہوئی۔ امرایان علائی سے غازی الملک نامی کو خسرو خاں کی شجاعت اور جوانمردی نے گدگدا کر آمادہ کر دیا۔ اکثر امرا و اطراف کے لشکر کو فراہم کرکے ناصر الدین سے مقابلہ کیا۔ دستور ہے کور نمکی سے کبھی رسوخ نہیں ہوتا۔ عین ہنگامہ آرائی میں غازی الملک نے کور نمک کو گرفتار کیا۔ اور سارے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کرکے ایک ایک ٹکڑا تمام ممالک محروسہ میں تقسیم کر دیا۔

جب سلطان علاء الدین کی اولاد نہ رہی۔ امرا نے متفق ہوکر غازی الملک کو غیاث الدین تغلق شاہ خطاب دیکر سنہ ۷۲۰ ہجری میں تخت پر بٹھلایا یہ بادشاہ آخر زمانہ سلطنت میں گجرات روانہ ہوا۔ اور تاج الدین جعفر کو نظامت سپرد کی۔ چار برس اور کئی مہینے گذرے تھے کہ دفعتہً ایک مکان کی چھت گری۔ چھ آدمی اور بھی بادشاہ کے ساتھ شہید ہوئے۔

سلطان محمد بن سلطان غیاث الدین تغلق شاہ کی کیفیت

باپ کے مرنیکے بعد محمد شاہ تخت پر بیٹھا۔ یہ بادشاہ بڑا ذہین تھا۔ عرصہ قلیل میں بہت علم تحصیل کیا۔ خیالات وسیع تھے۔ اسکا ثبوت کتب تواریخ سے پایا جاتا ہے اور عجیب و غریب باتیں اس سے ظاہر ہوتی تھیں۔ ایکمرتبہ ملک مقبل نامی مخاطب بخان جہاں نائب ناظم گجرات مسمی بخنا اور ڈباڑی بچہ خزانہ و سرکاری طویلہ کے خاص خاص گھوڑے براہ بڑودہ و ڈبھوئی لئے ہوئے دہلی آرہا تھا۔ راہ میں چھوٹے چھوٹے زمیندار ٹھاکروں نے لوٹ لیا۔ ملک مقبل نہفا بھاگتا ہوا نہروالہ پہونچا یہ خبر سنکر سلطان غضبناک ہوا۔ فوراً لشکر تیار کرکے گجرات پر چڑھائی کی۔ دو برس تک قیام رکھکر سرکشوں کی خاطر خواہ گوشمالی کی۔ اسی حملہ میں قلعہ کرنال فتح ہوگیا۔ کچھ کا راجہ کھینگار مطیع فرمان ہوا۔ وقت مراجعت نظام الملک کو نظامت گجرات سپرد کی۔ اثنائے راہ میں بادشاہ بیمار ہوا۔ قضا کے فرشتے آپہونچے دار السلطنت بھی نصیب نہوا۔ یہ بادشاہ ستائیس برس سلطنت کرکے قبر میں سو رہا۔

سر الپ ارسلاں دیدی ز رفعت رفتہ بر گردوں ٭ بیا اکنوں بخاک اندرتن الپ ارسلاں بینی

سلطان فیروز ابن عم سلطان محمد کا احوال

سلطان فیروز دو طرح تعلق رکھتا تھا۔ ایک تو خود بادشاہ کا چچازاد بھائی اور دوسرا بادشاہ نے فرزندی میں مان لیا تھا۔ ان دونوں حقوق نے مسالوں کا اجماع کر دیا۔ ۲۴ محرم سنہ ۷۵۲ ہجری کے روز سلطان فیروز تخت پر بیٹھا۔ رسوم تاج پوشی ادا ہوئیں۔ تخت پر بیٹھتے ہی اس نے تمام ممالک محروسہ میں حتیاط مراتب دینداری اور انتظام ملکی و مالی کے فرمان جاری کئے۔ اکثر ملک فتح ہوئے۔ جب خود بادشاہ نگرکوٹ تسخیر کرتا ہوا۔ وارد گجرات ہوا۔ نظام الملک کو معزول کرکے ظفرخاں کو نظامت سپرد کی۔ سنہ ۷۷۳ ہجری میں ظفرخاں گجرات میں فوت ہوا۔ بادشاہ نے اس کے بڑے بیٹے کو ظفرخاں خطاب دیکر قائم مقام کیا۔ اس عرصہ میں

شمس الدین معافی خواستگار ہوا۔ کہ گجرات کی اصل جمع کے علاوہ چالیس لاکھ ٹکے اضافہ اور تین سو ہاتھی۔ دو سو گھوڑے عربی اور چار سو غلام ہر سال نذرانہ بھیجا جائیگا۔ نظامت گجرات میرے نام معین کر دیجائے۔ بادشاہ نے فرمایا کہ ظفرخاں کا نائب شمس الدین انور خاں یہ اضافہ منظور نہ رکھیگا۔ تو تمہارے سپرد انتظام کر دیا جائیگا۔ جب شمس الدین انور خاں نے اضافہ قبول نکیا۔ نظامت گجرات شمس الدین کو سپرد ہوئی۔ چند ہی روز میں یہ بہلا مانس ایسا خود فراموش ہو گیا کہ خلاف معاہدہ ساری باتیں کرنے لگا۔ بغاوت تک نہ چھوڑی۔ بادشاہ نے لشکر بھیجکر قتل کروا دیا۔ اور نظامت ملک مفرح سلطانی کو تفویض ہوئی۔ عرصہ قلیل میں فرحت الملک راستی خاں خطاب ہوا۔

سلطان فیروز شاہ اڑتیس ۳۸ برس نو مہینے سلطنت کر کے ۷۹۰ھ ہجری میں گوشہ لحد میں سو رہا۔

جہاں اے برادر نماند بکس ✤ دل اندر جہاں آفرین بند و بس
چو آہنگ رفتن کند جان پاک ✤ چہ بر تخت مردن چہ بر روئے خاک

سلطان غیاث الدین فتح خان بن فیروز شاہ کا احوال

بعد رحلت فیروز شاہ غلامان فیروزی نے بادشاہ کے پوتے سلطان غیاث الدین کو فیروز شاہ خطاب دیکر تخت پر بٹھایا۔ یہ بادشاہ نوجوان آدمی تھا۔ غلبۂ جوانی انتظام سلطنت کی جانب متوجہ ہونے نہ دیتا تھا۔ اکثر اوقات لہو و لعب میں مصروف رہا کرتا۔ یہ سب کچھ تھا۔ مگر ایک بات ایسی تھی جس نے اسکو جان سے مروا ڈالا۔ بندگان خدا کی محافظت تو درکنار۔ اور بیچاروں پر طرح طرح کے ظلم روا رکھتا تھا۔ انجام کار ملک رکن الدین نائب سلطنت نے ۷۹۱ھ ہجری میں قتل کروا دیا۔ عبرت کے لئے سر اوس کا دربار شاہی کے سامنے لٹکا دیا۔ چھ ماہ اٹھارہ دن بادشاہت نصیب ہوئی

فیروز شاہ کی اولاد سے ابوبکر شاہ اور محمد شاہ بن فیروز شاہ کا احوال

بعد قتل سلطان غیاث الدین خاندان شاہی سے ابوبکر نامی منتخب کیا گیا۔ اوسکی سلطنت کو ڈیڑھ برس گذرا تھا کہ محمد شاہ بن سلطان فیروز نے قابو پاکر مقید کیا۔ اور آپ تخت پر بیٹھ گیا۔ ابوبکر قید ہی میں مر گیا۔ اس عرصہ میں گجرات اور کھمبایت سے رعایا کی فریاد آنے لگی۔ یہی پکار ہو رہی تھی کہ دست تطاول جور و ظلم نے ہم کو ملیامیٹ کر رکھا ہے۔ خدا کے واسطے ہماری خبر لو۔ بادشاہ نے دوسری ربیع الاول ۷۹۳ھ ہجری کے روز تخت سلطنت خالی کر کے قبر میں سو رہا۔

آغاز سلطنت سلاطین گجرات بیان کیا جاتا ہے انتخاب مرات سکندری

اس کتاب کا مدعائے اصلی یہ رکھا گیا ہے کہ سلاطین گجرات کی سلطنت ختم ہو کر اکبر بادشاہ کے زمانہ سے جو ناظمان صوبہ کے عہد حکومت میں واقعات گذرے اور اُسی صدموں سے ملک گجرات ذرخیز سیر حاصل سلاطین ماضیہ کا کس مشقت اور جانفشانی سے آراستہ کیا ہوا برباد اور ویران ہونیکی پوری پوری کیفیت کا بیان کرنا مدعائے اصلی مانا گیا تھا۔ مگر جبکہ اگلے راجاؤں کی مختصر کیفیت بیان کر دی گئی تھی تو لامحالہ سلسلہ کلام اس بات کو نہیں پسند کرتا کہ سلاطین گجرات کا احوال بیچ سے اٹھا دیا جائے۔ اگرچہ واقعات سلاطین مذکور اکثر دانشمندان سلف نے ہر موقع اور محل پر جدا جدا تحریر کئے ہوئے ہیں۔ چنانچہ تاریخ مظفر شاہی

اور تاریخ منظومہ احمد شاہی جلوئے مشیرازی نے کس شیریں کلامی سے بیان فرمائی ہے اور تاریخ محمود شاہی سلطان محمود بیگڑہ کے زمانہ کی اور تاریخ بہادر شاہی سلطان بہادر کی سلطنت کی بھری پڑی ہیں مگر کوئی تواریخ ایسی دستیاب نہ ہوئی جس سے کل سلاطین گجرات کی مفصل کیفیت دریافت ہو سکے ۔ مگر تاریخ مراۃ سکندری جو سلاطین مذکور کی سلطنت منتقل ہونے سے چالیس برس بعد تصنیف و تالیف کی گئی ہے البتہ اس میں سلاطین مذکور کا مفصل احوال پایا جاتا ہے

اس کتاب میں بادشاہان گجرات کی مفصل کیفیت لکھنے کی گنجائش نہ تھی تاہم ہر ایک بادشاہ کی کیفیت بسبیل اختصار جس سے سلسلۂ کلام منقطع نہو جائے خود لکھدی گئی ۔ اور شایقین کو سلاطین ما ضیہ کا مفصل احوال دیکھنا منظور ہو تو مراۃ سکندری ملاحظہ فرماویں ۔

مترجم ۔ اگرچہ مراۃ سکندری ابتک قدیم لباس عجمی پہنے ہوئے آراستہ ہے ۔ مترجم کا ارادہ ہے کہ بعد اختتام ترجمہ ہذا اسکا بھی لباس قدیم بدل دیا جاوے بشرطیکہ حیات مستعار بیوفائی نکرے ۔

کیفیت سلاطین گجرات

ظفر خاں کا باپ وجیہ الملک اسلام قبول کرنے سے پہلے ہندو بچہ سدھارن نام قوم ٹانک زمرۂ کھتریوں میں شمار کیا جاتا تھا ۔ اسکا نسب نامہ رامچندر سے منتہی ہے ۔ یہ وہی رامچندر جسکی اہل ہنود پرستش کرتے ہیں ۔ اس کے مسلمان ہونیکی کیفیت تاریخ مراۃ سکندری میں مرقوم ہے ۔

سلطان غیاث الدین تغلق شاہ کا چچا زاد بھائی سلطان محمد بن فیروز شاہ سنہ ۷۹۰ ہجری میں تخت نشین ہوا ۔ ظفر خاں بن وجیہ الملک کی دن دونی رات چوگنی ترقیاں ہونے لگیں ۔ گجرات میں راستی خاں کے ظلم کی پکار ہو رہی تھی ۔ بادشاہ نے ظفر خاں کو اعظم ہمایوں خطاب دیکر گجرات کی صوبہ داری عطا فرمائی ۔ ظفر خاں نے دوسری ربیع الاول سنہ ۷۹۳ ہجری کو پا تراب کیا ۔ دلی شہر کے باہر حوض خاص نامی تالاب پر مقیم تھا ۔ کہ بادشاہ بذات خود تشریف لایا اور خیمہ سرخ جو مخصوص بادشاہ کیواسطے تھا ظفر خاں کو مرحمت کرکے رخصت کیا ۔ ظفر خاں چند منزل آگے گیا تھا ۔ کہ تاتار خاں اپنی لڑکے کے ہاں بیٹا پیدا ہونیکی خوشخبری ملی ۔ وقت رخصت بادشاہ نے تاتار خاں کو متبنےٰ قرار دیکر اپنے پاس رکھ لیا تھا ظفر خاں اس مژدہ روح افزا سے بہت خوش ہوا ۔ بلکہ سفر گجرات مبارک سمجھکر پے در پے کوچ کرتا ہوا سرحد ناگور میں پہونچا ۔ رعایائے کھمبایت بیدادی راستی خاں سے فریاد کناں دلی جاتی تھی ۔ خان اعظم کی خبر سنکر ناگور ہیں ٹھیرے ۔ خان اعظم ہمایوں نے بہر نوع اطمینان دلاکر ہر ایک کو رخصت کیا ۔ جب پٹن پہونچا ۔ راستی خاں کے نام پروانہ روانہ کیا ۔ کہ پچھلی باتوں کو ترک کرکے بادشاہی فرماں برداری کرتے رہوگے تو تمہاری نسبت عمدہ خیال کئے جائینگے ۔ ورنہ جو ہونا ہے اس سے تم بھی بے خبر نہیں ۔ مگر راستی خاں کچھ ایسا مغرور ہو رہا تھا کہ پروانہ کا کچھ بھی جواب نہ دیا ۔ اور تیاری کرکے خان اعظم کا مقابلہ کیا ۔ آخرالامر پٹن تعلقہ کے کانبھو گاؤں کے قریب معرکہ آرائی ہوئی ۔ راستی خاں مارا گیا ۔ ظفر خاں بفتح و فیروزی پٹن پہونچا ۔ سنہ ۷۹۴ ہجری میں یہ لڑائی واقع ہوئی تھی ۔ اسی جگہ ایک گاؤں آباد کرکے نام اسکا جیت پور رکھا ۔ جیت ہندی میں فتح کو کہتے ہیں ۔ جب راستی خاں کے ظلم و ستم کی جڑ کٹ گئی ۔ تمام رعایائے شکستہ دل کی تسلی و تشفی کرنے لگا ۔ رعایائے اہلی اشاعت دین نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ملحوظ خاطر تھا ۔ شب و روز اسی کی کوشش کرتا رہا ۔ رعایا سے ایسے برتاؤ جاری کئے ۔ کہ گجرات بھر میں خان اعظم کی نیکنامیاں مشہور ہو گئیں ۔ خبر ملی کہ ابتک بتخانہ سومنات آباد ہے ۔ لشکر جرار تعین ہوا کہ جسطرح ممکن ہو بتخانہ مسمار کر دیا جائے ۔

ظفر خاں کو گجرات کی نظامت میں چار برس کا زمانہ گذرا تھا ۔ کہ دفعتہً سنہ ۷۹۶ ہجری میں سلطان محمد شاہ کے انتقال کی خبر شایع ہوئی ۔ یہ تو ادھر سوچ کر رہا تھا اور دہلی میں بادشاہ متوفی کا بیٹا ناصر الدین محمود شاہ اپنے باپ کی جگہ تخت نشین ہوا ۔ عہدۂ وزارت اقبال خاں کو سپرد کیا ۔ ظفر خاں کا بیٹا

تاتار خان

تاتارخاں جو اُسوقت تک دہلی میں بادشاہ کے پاس حاضر تھا۔ مگر کسی وجہ خاص سے اقبال خاں کو اُسکا موجود ہونا کھٹک رہا تھا۔ اسی خوف سے تاتارخاں بھاگ کر گجرات میں باپ کے پاس چلا آیا۔ اور باہم مشورہ کر کے اقبال خاں سے بنظر انتقام لشکر فراہم کرنے لگے۔ اس عرصہ میں حضرت صاحبقران امیر تیمور گورگان کی نواح دہلی میں آنیکی خبر شایع ہوئی۔ کسی ملک میں بادشاہ جدید کا قدم رکھنا موجب فساد ہوجاتا ہے۔ خاص دہلی اور اطراف وجوانب کا سارا انتظام درہم و برہم ہوگیا۔ ملک بھر میں تہلکہ عظیم واقعہ ہوا۔ ناصرالدین محمود شاہ بخوف صاحبقراں دہلی سے بھاگ کر گجرات میں آیا۔ مگر جس اُمید پر آیا ہوا تھا وہ صورت نہ پیدا ہوئی۔ آخر مالوہ چلا گیا۔ جب صاحبقراں دہلی سے سمرقند تشریف لیگئے۔ اقبال خاں موقعہ پاکر قابض ہوگیا۔ یہ خبر سنکر تاتارخاں نے پدر بزرگوار ظفرخاں سے عرض کیا کہ فضل ایزدی سے ہمکو کس بات کی کمی ہے۔ کافی لشکر موجود ہے۔ خزانہ معمور۔ لیاقت حاصل۔ پھر کیوں چپکے بیٹھے ہیں۔ چاہتا ہوں کہ پھر ایسا موقعہ نہ ملیگا۔ دہلی پر لشکر کشی کر کے اقبال خاں سے انتقام لیا جائے۔ آخر آپ جانتے ہیں کہ سلطنت کسیکی میراث تو ہوتی نہیں جس نے تلوار پکڑی۔ وہی حاکم ہو بیٹھا۔ سلف سے اسطرح چلا آیا ہے۔ ہرچند بیٹے نے سمجھایا مگر ظفرخاں ایک کا دو نہوا۔ وارثِ بچپن کا ہے وہ دوراندیشی منظور نہ کیا۔ جب دیکھا کہ تاتارخاں دارالسلطنت میں رہکر اس کا مزہ حاصل کرچکا ہے۔ میرا کہنا نہ مانیگا۔ اور میں چند روزہ زیست کے لئے حقوق ولی نعمت کیوں تلف کرنے دونگا۔ بوڑھا ہوچکا ہوں۔ آج نہیں تو کل قبر میں سو رہونگا۔ بعد میرے مالک ملک ودولت یہی ہوگا۔ بہتر ہے کہ اپنے سامنے سپرد کردیا جائے۔ یہ سوچکر تمام مال ودولت فوج ولشکر تاتارخاں کو سپرد کر کے آپ گوشہ نشین ہوگیا۔ اور صحیح قول یہ ہے کہ جب ظفرخاں نے بیٹے کی مخالفت کی تاتارخاں کو ہوس سلطنت نے باپ کو قید کرنے پر مجبور کیا۔ آخر موقعہ پاکر ظفرخاں کو مقید کر کے قصبہ اساول میں تخت نشین ہوا۔ پہلے پہل کفار تھا دو سے چھیڑ چھاڑ کی۔ اقبال یاور تھا۔ فتح کرتا ہوا لگے ہاتھ جانب دہلی روانہ ہوا۔ اپنا نام محمد شاہ رکھا۔ جب دہلی میں اُس کے آنیکی خبر شایع ہوئی۔ اقبال خاں متوحش ہوا۔ خدا کو یہ بات منظور نہ تھی۔ اثنائے راہ میں محمد شاہ بیمار ہوا۔ ہرچند اطبائے حاذق علاج کرتے رہے۔ مگر قضا آچکی تھی۔ کسی طبیب کی دوا نے فائدہ نہ بخشا۔ آخرالامر شعبان کے مہینے میں سلطنت دنیاوی کو چھوڑکر گوشہ لحد میں جا سورہا۔ اہالیان گجرات یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ جب تاتارخاں نے طمع دنیاوی باپ کی عزت وحرمت کو بالائے طاق رکھکر بادشاہ ہوگیا۔ اکثر مقربان درگاہ کو یہ امر ناگوار خاطر گذرا تھا۔ اور ظفرخاں سے باطناً موافقت رکھتے تھے۔ محمد شاہ کی علالت باعث ہوپڑی۔ زہر سے بادشاہ کا کام تمام کیا۔ اور بعضوں کا یہ قول ہے کہ زہر کی کارروائی ظفرخاں کے اشارے سے کی گئی تھی۔ غرض کچھ بھی ہو محمد شاہ کے مرنے کے بعد لاش پٹن لاکر دفن کیا۔ اور خدایگان شہید کے لقب سے یاد کرنے لگے۔

اعظم ہمایوں یعنے ظفرخاں لشکر میں آیا۔ ارکان دولت وافسران فوج نے بیٹے کا پُرسا دیکر سلطنت کی مبارکباد ظاہر کی۔ اور بدستور اطاعت کرنے لگے۔ ظفرخاں ہر ایک کو اعلیٰ اقدر مراتب اطمینان دلاکر جانب دارالحکومت متوجہ ہوا۔ کہتے ہیں کہ خان اعظم ہمایوں صدمہ مفارقت لخت جگر سے ہمیشہ گریاں رہا کرتا۔

جب خاندان فیروزشاہی سے ایک متنفس بھی وارث سلطنت نہ رہا۔ اور اقبال خاں لڑائی میں خضرخاں کے ہاتھ مارا گیا۔ ارکان دولت نے متفق ہوکر عرض کیا کہ سلطنت دہلی یوں برباد ہوچکی۔ اب رہا گجرات۔ اگر حضور توجہ نفرمائینگے تو نہ معلوم کیا انجام ہوگا۔ اور کن مشقتوں کا آباد کیا ہوا ملک مفت جاتا رہیگا۔ بجز ذات والاصفات یہ ملک اور کسے سنبھالے نہ سنبھلیگا۔ موقعہ وقت اسی کا مقتضی ہے کہ بسم اللہ کیجئے تخت سلطنت کو رونق بخشیں۔ غرض ارکین دولت کے کہنے سے محمد شاہ مرحوم کے انتقال سے تین برس بعد ۸۱۰ ہجری میں بمقام شیرپور میں تخت پر جلوس فرمایا۔ اور مظفر شاہ لقب مقرر کر کے خطبہ وسکہ جاری کیا۔ اپنے پوتے احمد خاں کو ولیعہدی مہر کی۔ اس بادشاہ کا تمام دارومدار سلطنت سپہگری دین مبین وطرح شرع متین پر رکھا گیا تھا۔

۸۱۳ ہجری میں احمد خاں کے اپنے دادا مظفر شاہ کو زہر پلانے کی اور بہت سے اسباب بیان کئے گئے ہیں مگر صاحب مرات سکندری نے یہ قول معتبر مانا ہے کہ کولیان قصبہ اساول نے پیشہ راہ زنی اختیار کیا تھا۔ بادشاہ نے اپنے پوتے احمد خاں کو کولیوں کی تنبیہ کو لئے مع لشکر جرار رخصت کیا۔ احمد خاں نے بیرون پٹن خان سرور نامی تالاب کے کنارے پاتراب کیا۔ اور علماء پٹن کو بلوا کر استفتا پیش کیا۔ کہ اس امر میں علما کا کیا فرمان ہے کہ زید نے عمر کے باپ کو بلا جرم وقصور کسی ذریعہ سے مار ڈالا ہو تو عمر کو قصاص لینے کا استحقاق حاصل ہے یا نہیں۔ علماء نے متفق ہوکر فتوائے استحقاق لکھدیا۔ احمد خاں دوسرے دن دفعتہ شہر میں آیا اور بادشاہ حال مظفر شاہ اپنے جد بزرگوار کو مقید کیا اور زہر کا پیالہ لیکر سامنے آیا۔ بادشاہ نے فرمایا۔ اے نور نظر لخت جگر کیوں جلدی کرتا ہے جو کچھ ہے وہ سب تیرا ہے۔ اور بجز تیرے میرا کوئی وارث نہیں۔
احمد خاں نے کہا کہ بس اب وقت آ پہونچا۔ بہتر یہی ہے کہ پیالہ نوش فرماویں۔ یہ سنکر بادشاہ چپ ہوگیا۔ اور پھر کہنے لگا کہ خیر تیری یہی مرضی ہے تو مجھکو کچھ عذر نہیں۔ مگر چند نصیحتیں میری یاد رکھ۔ کہ آئندہ تجکو سودمند ہو رہینگی۔
اول یہ کہ اس سے دوستی کی امید مت رکھ جس نے تجکو اس کام پر آمادہ کیا۔ بلکہ وہ قتل کیا جائے تو انسب ہوگا۔ دوسرے یہ کہ شراب پینے سے احتراز کر۔ چونکہ سابق بادشاہ محذور ہوتے آئے ہیں۔ تیسرے یہ کہ شیخ ملک اور شیر ملک کو ضرور قتل کر چونکہ یہ دونوں شریر النفس فتنۂ روزگار ہیں۔ علاوہ اس کے اور بہت سی نصیحتیں کرکے بادشاہ نے زہر کا پیالہ نوش کیا۔ فوراً روح پرواز کرگئی۔ ۸۱۳ ہجری کا ماہ صفر تھا کہ بادشاہ نے دنیائے دنی سے انتقال کیا۔ اٹھارہ سال حکومت گجرات اور تین برس ۹ مہینے ۱۶ روز سلطنت کے شمار ہوئے۔
ابتدائے تخت نشینی مظفر شاہ ۸۱۰ ہجری سے لیکر ۹۸۰ ہجری تک ایکسو ستر برس تک تیرہ[۱۳] یا چودہ[۱۴] بادشاہوں نے علی الترتیب گجرات میں کسی قدر دھام سے سلطنت کی۔ شعر۔ ہرکہ آمد بجہاں اہل فنا خواہد بود ✢ آنکہ پاینده و باقیست خدا خواہد بود۔

احمد خاں ملقب بہ سلطان احمد کی سلطنت کا بیان

خاندان سلاطین گجرات کا یہ طریقہ تھا کہ جو لڑکا پیدا ہوتا اس کے نام پر لفظ خان زیادہ کردیا جاتا۔ اور جب سلطنت حاصل ہوتی ——— تو بلقب سلطان مشہور کیا جاتا۔ سلطان مظفر جب راہی ملک عدم ہوا اور سلطان احمد ۱۴ رمضان ۸۱۳ ہجری کے روز تخت سلطنت پر متمکن ہوا۔ اسکا چچازاد بھائی موجود بن فیروز خان جو بڑودہ کا حاکم تھا۔ مدعی کھڑا ہوا۔ اطراف وجوانب کے اکثر زمیندار شریک تھے۔ اور سب یہی کہتا تھا کہ انا خیر منہ یعنے استحقاق سلطنت بہ نسبت احمد خاں مجکو زیادہ حاصل ہے۔
ادہر سے احمد خاں سلطان احمد نے بھی تیاری کی۔ دونوں کا مقابلہ ہوا۔ یہ بادشاہ اور وہ ایک زمیندارانہ حیثیت رکھتا تھا۔ ہم نبرد نہو سکا۔ مجبور ہوکر بھاگ کھڑا ہوا۔ کہیں اور نہ گیا۔ قلعہ بھڑوچ میں متحصن ہو رہا۔ تاہم دبدبہ سلطانی سے خوف زدہ ہوکر انجام کار بادشاہ سے ملاقات کرکے اطاعت قبول کی۔ بادشاہ لشکر لئے ہوئے قصبہ اساول میں تشریف لایا اور آسا بھیل زمیندار قصبہ اساول کا استیصال کردیا۔ چند روز دریائے سابرمتی کے کنارے سیر وشکار میں مصروف رہا۔ بادشاہ کو یہاں کی ہوا اور آب دریا مطبوع طبع ہوگیا تھا۔
آخر الامر باجازت حضرت بدر المحققین شیخ احمد کھٹو قدس سرہ احمد آباد کی بنیاد کا کام شروع کیا۔ اس شہر کے عرض وطول وغیرہ کی کیفیت انشاء اللہ خاتمہ میں تحریر ہوگی۔
۸۱۴ ہجری میں ایڈر پر لشکر کشی کی۔ راجہ غضب سلطانی سے بھاگ گیا۔ مگر بار وگر عذرات چند پیش کرکے تقصیر معاف کرالی۔ اور پیشکش معقول منظور کرلیا۔
مشہور ہے کہ گجرات کی ظلمت کفر بحیثیت طولانی نہروالہ یا پٹن سے لیکر بھڑوچ تک علاء الدین کی کوششوں سے میٹ مٹا کر تمام میں روشنی اسلام پھیلائی گئی تھی مگر اطراف وجوانب قریات وقصبات ویسے ہی ظلمت سے بھرے پڑے تھے۔ اونکو سلاطین گجرات کی شائستہ کارروائیوں نے روشن کردئے۔ چنانچہ ہر ایک بادشاہ نے فرض منصبی ادا کیا۔
ملک سورٹھ کا نامی اور مشہور قلعہ گرنار کافروں سے بھرا پڑا تھا۔ ۸۱۷ ہجری میں بادشاہ نے چڑہائی کی۔ اگرچہ راؤ مندلیک نے مقابلہ کیا۔ مگر برش شمشیر غازیان دیندار سے بھاگ کر قلعہ بند ہوگیا۔ اگرچہ اس حملہ سے اوسوقت یہ قلعہ بچ گیا تھا۔ تاہم قلعہ جوناگڈہ جو اوسی کے دامنہ میں واقعہ تھا۔ ملازمان شاہی کے تصرف میں آگیا۔ اور اکثر معبد ان

ملک

ملک سورٹھ مطیع فرمان ہو کر پیشکش قبول کر چکے تھے

سنہ ۸۱۶ ہجری کی جمادی الاول میں سدھپور کا بتخانہ منہدم کر دیا گیا۔ سنہ ۸۱۹ ہجری میں قصبہ دھار پر چڑھائی کی۔ اور پہلی ماہ ذیقعد سنہ ۸۲۱ ہجری کو ولایت سوکہیڑہ یعنی سنکہیڑہ تاخت و تاراج کر دیا گیا۔ اور ۲۲ ماہ صفر سنہ ۸۲۲ ہجری کو سنگہیڑہ کا قلعہ بنوا کر مسجد تعمیر کی۔ اور قاضی خطیب اور ملاں وغیرہ معین کر کے مراسم شرع نبوی مروج کرنیکی تاکید اکید کر دی گئی۔ اسی سال موضع مانگنی پرگنہ سنکہیڑہ کا حصار تعمیر ہوا۔ نگہبانی کے لئے سوار و پیادے تعین کئے گئے۔ اس عرصہ میں بادشاہ کے حقیقی چچا شمس خان دندانی حاکم ناگور کا مراسلہ آیا۔ بادشاہ نے کوچ فرما کر دار السلطنت کی جانب معاودت کی۔ شمس خان کو دندانی اس لئے کہتے تھے کہ دانتوں کا چوکڑا کسیقدر دہانہ دہن کے باہر نکلا ہوا تھا۔

سنہ ۸۲۳ ہجری میں تمام ممالک مقبوضہ کا انتظام ایسا کیا کہ جائے شکایت باقی نہ رہی۔ بتخانے مسمار کر کے مسجدیں بنوائی گئیں۔ اور اکثر قصبوں کے حصار تعمیر ہوئے۔ زمیندار ظالم یا حاکم سرکش کی ایسی گوشمالی ہوئی کہ بار دگر نافرمانی کی جرأت نہ ہوئی۔ اور جو زیادہ سرکش تھے وہ نیست و نابود کر دئے گئے۔ قصبہ یالا سنور متعلقہ پرگنہ کا جتہ کا قلعہ اسی بادشاہ کا تعمیر کیا ہوا اب تک موجود ہے اور کوہستان میں قصبہ دہا دواآباد کر کے قلعہ بنوا دیا۔ قصبہ کاریٹھ کا قلعہ سلطان علاء الدین کے زمانہ میں الغ خان کا تعمیر کیا ہوا۔ کہیں کہیں ناقابل ہو جانے سے از سر نو درست کیا گیا۔ اور سلطان آباد نام رکھا۔ سنہ ۸۳۰ ہجری میں بار دگر ایڈر پر لشکرکشی کی۔ راجہ بہاگ کر پہاڑی میں روپوش ہوا۔ ایڈر سے دس کوس کے فاصلہ کنار دریائے ہاتھی متی حسب سنہ گجرات پر ایک شہر آباد کر کے اردگرد پتھر کی شہر پناہ بھی تعمیر کر دی گئی۔ بادشاہ نے بنظر حفاظت احمد نگر کو مستقر خلافت قرار دیا۔

اکثر اوقات بادشاہ بذات خود احمد نگر میں رہا کرتا۔ سنہ ۸۳۳ ہجری میں حسب اتفاق فوج کا ایک دستہ اسباب رسد لینے کو جا رہا تھا۔ راہ میں ایڈر کا راجہ پونجا لشکر پر حملہ آور ہوا۔ سردار لشکر نے طرح دیکر ایک ہاتھی کو پونجا کے تعاقب میں دوڑایا۔ جب ہاتھی راجہ کے پیچھے ہو لیا۔ سوار بھی ادہر ادہر سے لپٹے ہو کر ہاتھی کے پیچھے پیچھے چلے جاتے تھے۔ اتفاقاً پونجا ایک درہ کوہ میں گھسا۔ درہ ایسا تنگ واقعہ ہوا تھا کہ ایک سوار بدشواری جا سکتا تھا۔ اوسکی ایک بازو دیوار پہاڑ ملحق تھے۔ اور دوسری جانب ایک غار نہایت عمیق تحت الثریٰ سے باتیں کر رہا تھا۔ پونجا کو گھیر کر ملک الموت نے درہ میں پہونچا دیا۔ یہ آگے آگے اور ہاتھی پیچھے پیچھے چلے جاتے تھے۔ اس عرصہ میں فیلبان نے ہاتھی کو للکارا۔ پونجا کا گھوڑا ہاتھی سے ڈر کر بھاگنے لگا۔ نہ جانے کیسی ٹھوکر کھائی کہ پونجا سمیت گھوڑا غار میں گرا۔ ملک الموت منتظر کھڑی تھی۔ اٹھا کر پونجا کو لیتے ہوئے چلی گئی۔

دوسرے روز ایک گھسیارے نے پونجا کا سر دربار میں حاضر کیا۔ بادشاہ نے دو برس تک مملکت غیر کی جانب توجہ نفرمائی۔ امرائے دیانت پیشہ و وزرائے امانت اندیشہ کی تدابیر نیک سے لشکر کا ایسا انتظام کیا گیا کہ نصف تنخواہ ہر سپاہی کو نہی جاگیر سے اور نہی نقد خزانہ عامرہ سے دلایا جاتا تھا۔ چونکہ تمام تنخواہ نقد لینے سے بیجا مصارف کا احتمال رہتا تھا۔ اور جب تنخواہ سے بچت نہ رہی۔ تو بوقت ضرورت بے سرو سامانی سپاہی کو محتاج کر دینے سے نگہبانی و حفاظت ملک میں بے پروائی واقعہ ہونیکا اندیشہ تھا۔ اس لئے نصف تنخواہ جاگیر میں لگا دی گئی۔ چونکہ علاوہ تنخواہ جاگیر سے اور بہت سے فائدے متصور تھے۔ چنانچہ گھاس۔ لکڑی۔ غلہ وغیرہ کفایت سے ملسکتا تھا۔ اور علاوہ اس کے آپ خود زراعت کی طرف متوجہ ہو یا کوئی مکان بنانے کا ارادہ کرے تو اور زیادہ زیادہ فوائد ہونیکا احتمال رکھا گیا تھا۔ اور باقی نصف تنخواہ جہاں کہیں تعین کیا گیا ہو۔ اوسی جگہ ماہ بماہ لینے کے لئے حاضر ہے اور اگر خدانخواستہ تنگی پیش آوے خواہ سفر ہو یا حضر۔ قرض لینے کا محتاج نہو۔ چونکہ اکثر سپاہیان فوج دار السلطنت سے کہیں دور دورہ پر جایا کرتے تھے۔ یا کسی تہانہ و محل پر تعین ہوا کرتے۔ اوسوقت نصف تنخواہ زر نقد جو ہر مہینے خزانہ سرکاری سے ملا کرتے تھے۔ محتاج نہوتا تھا۔ اور نہ قرض لینے کی ضرورت واقعہ ہوتی تھی۔ آپ کے متعلقین اونکو آمدنی جاگیر سے وقتاً فوقتاً خرچ دلایا جاتا۔ اسی انتظام سے بہرحال سپاہی یا افسر نہایت خوشحال رہا کرتا تھا۔

خزانہ عامرہ شاہی کا یہ انتظام کر دیا گیا تھا کہ دو شخص تحویلدار معین تھے۔ ایک زمرۂ غلامان شاہی سے مرد لایق منتخب کر کے تعین کیا جاتا۔ اور دوسرا نجابت شہر سے شریف زادہ وہ بھی ہر طرح لایق اور نجیب الطرفین منتخب ہوتا تھا۔ یہ دو فریق اس لئے تعین کئے گئے تھے کہ باہم اضداد تھے اونکو متفق نہونے دیتی تھی۔ چونکہ احتمال تھا کہ اگر دونوں فریق شریف یا نجیب الطرفین ہوں تو باہم متعدد ہستی قرابت پیدا کر کے خیانت اختیار کریں۔ اور جو دونوں تحویلدار غلام شاہی ہوں تو بھی ہمعوں آتش در کاسہ ہونیکا احتمال تھا

اور پرگنے کے حاکموں کا بھی اسی نہج پر انتظام کیا گیا تھا - یہ قانون سلطان مظفر بن سلطان محمود بیگڑہ کے آخر زمانہ تک نہایت کر و فر سے جاری رہا - جب سلطان بہادر کا زمانہ آیا اور لشکر آفاقی[1] بہت جمع ہوا - وزرائے کفایت شعار نے آمدنی ولایت گجرات منتخب کی تو معلوم ہوا کہ بعض محال کی آمدنی ایک سے دس حصے زیادہ ہوگئی ہے - اور بعض محال آٹھ گنا اور بعض محال دوگنا ہوگیا تھا - اس لئے قانون قدیم منسوخ ہوگیا - اور اسی قانون جدیدہ نے ملک میں فتنہ و فساد برپا کیا - اس کا ذکر اپنے موقعہ پر بیان ہوگا -

سلطان احمد نے بعد اس کے یہ وتیرہ اختیار کیا کہ کبھی ایڈر کی مہم پر اور گاہے نصیر خاں حاکم آسیر کی تنبیہ کے لئے اور کبھی سلطان محمود بہمنی کی جانب اور کبھی ولایت میواڑ کی طرف ہر سال لشکر بھیجا کرتا تھا - اور کسی موقعہ پر آپ بذات خود تشریف لیجاتا - فتح و نصرت ہمیشہ مانند غلامان زرین کمر ہمرکاب سعادت انتساب رہا کرتے - ایسا اتفاق کبھی نہیں ہوا کہ مدت سلطنت میں شکست حاصل ہوئی ہو - گجرات کا لشکر کفاران منڈو و دکن و آسیر اور میواڑ پر ہمیشہ فتحمند ہوتا رہا - افسوس! ایسا بادشاہ عادل رعیت پرور لشکر نواز بھی طمانچہ اجل سے نہ بچا - ۸۴۶ھ ہجری کی دوسری ربیع الثانی کو سفر آخرت اختیار کیا - ارکان دولت و افسران لشکر نے سواری آخری مقبرہ مانک چوک تک پہنچا کر گوہر گنجینہ سلطنت کو خاک میں پوشیدہ کر دیا ؛

یہ بادشاہ ۷۹۳ھ ہجری کی ماہ ذی الحجہ کی انیسویں[19] شب کو دہلی میں پیدا ہوا - تیئیس برس کی عمر میں تخت نشین ہوا - بتیس برس چھ مہینہ بائیس روز سلطنت کر کے نزلائے پیک اجل کو حاضر حاضر کہتا ہوا چلا گیا - حضرت قطب الاقطاب شیخ رکن الدین کان شکر سے بیعت حاصل تھی - مرشد کے جذبہ باطنی نے بادشاہ کو ہمہ صفت موصوف بنا دیا تھا - زہد و تقوی عدل و انصاف اور سخاوت میں اپنا نظیر نہ رکھتا تھا - اسکی عدالت مشہور عالم تھی چنانچہ اس نقل سے صداقت پایا جاتا ہے -

نقل

ایک روز داماد سلطان بغرور جوانی و قرابت سلطانی ایسا از خود رفتہ ہوگیا کہ ناحق و ناروا کسی غریب کو قتل کر دیا - بادشاہ نے اس کو اور دیگر مثل مجرموں کے چبوترہ کوتوال بناکر عدالت میں بھجوا دیا - حاکم عدالت یعنی قاضی چیف جسٹس نے ورثائے مقتول کو خون بہا لینے پر رضامند کر کے دو سو اونٹ بقیمت ولوانیکا فیصلہ لکھکر منظوری کے لئے حضور میں مقدمہ بھجوا دیا - یہ دیکھکر بادشاہ عادل فرمانے لگا کہ اس خون کا خون بہا دلوانے سے مالداران شریر النفس کو جرأت ولانیکا احتمال ہوتا ہے - لہذا ایسے معدلت آرائی مقتضی نہیں کہ خون بہا دلاکر قاتل چھوڑ دیا جائے - سزا دینا افضل ہوگا - قاضی نے حسب الحکم مجرم کو سر بازار دار پر لٹکا دیا - مردہ شبانہ روز آویزاں رہا - دوسرے روز مدفون کیا گیا - بادشاہ کی عدالت اور سیاست مدن کا یہ حال دیکھکر تمام بدمعاشوں کی جان نکل گئی - اور انتہائے سلطنت تک کسی اوباش کو خون کرنیکی جرأت نہوئی -

نقل دوسری - ایک روز بادشاہ محل کے جھروکہ سے دریائے سابر کا تماشہ ملاحظہ کر رہا تھا - برسات کے دن دریا میں پانی کا چڑہاؤ - دور سے کالی کالی چیز دکہائی دی - حکم ہوا کہ تیراک جاکر بہتے ہوئی شئے کو نکال لائیں - حسب الحکم چند تیراک دوڑائے گئے - ایک مٹکا بستہ لاکر حاضر کیا - جب کھولا گیا تو کسی مقتول کا لاشہ نکلا - بادشاہ دیکھکر متعجب ہوا - اور فوراً سارے شہر کے کمہار حاضر کئے گئے - حکم ہوا کہ یہ مٹکا کس کا بنایا ہوا ہے - اور کس کے ہاتھ فروخت کیا گیا ہے - ہیبت سلطانی ایسی غالب تھی کہ بامر مجبوری ایک کمہار نے اقبال کیا - کہ یہ مٹکا میرا بنایا ہوا ہے - اور فلاں موضع کے فلاں مقدم کو بقیمت فروخت کیا گیا تھا - جب مقدم دربار میں حاضر

[1] آفاقی کے لغوی معنی [illegible] کے
ترکی پنجاب کو [illegible]
ایران توران - خراسان
البستان - روم وغیرہ سے
دولت عربی جمع ہوے تھے
[illegible] آفاقی
[illegible]
اقلیم روبی ہوگا - ۱۲

ہوا تحقیقات ہونے لگی۔ دریافت ہوا کہ فلاں بقال کو بطمع مال قتل کرکے اسی صورت دریا میں بہا دیا گیا تھا۔ جب مجرم اقبالی ثابت ہوا۔ دار القضا میں پہنچا یا گیا۔ قاضی صاحب نے حد شرعی جاری کی۔ بادشاہ کے زمانہ سلطنت میں سوائے اس خون کے کوئی بندۂ خدا ناحق و ناروا قتل نہ کیا گیا تھا۔ بادشاہ کی طبیعت موزوں واقعہ ہوئی تھی حضرت قطب الاقطاب سید برہان الدین بن سید جلال مخدوم جہانیاں قدس اللہ روحہا کی مدح کا ایک شعر تمثیلاً لکھا گیا ہے۔ شعر

قطب زمانہ ما برہان بس است ما را ٭ برہان او ہمیشہ چوں نامش آشکارا

سلطان محمد بن سلطان احمد شاہ کا بیان

سلطان احمد کے تیجے کے روز سلطان محمد شاہ باپ کی جگہ تخت نشین ہوا۔ یہ بادشاہ امورات سلطنت میں پست حوصلہ ثابت ہوا۔ اکثر بیٹھے بیٹھے امورات اہم میں اس کی عقل رسا معذور رہتی۔ اس نے اپنا دار و مدار عیش و عشرت پر رکھا تھا۔ اسکی زر بخشی نے ساری خلق اللہ کو گرویدہ کر لیا تھا۔ لوگوں نے اس کا نام سلطان زر بخش رکھا۔ جلوس کے پہلے برس ایڈر پر لشکر کشی کی گئی تھی۔ راجہ ہیبت سلطانی سے بھاگ کر کوہستان میں روپوش ہوا۔ بار دگر بذریعہ ایلچی معافی مانگی۔ اور لڑکی بطریق ڈولا بادشاہ کی خدمت میں بھیجی۔ وہ ایسی حسین تھی کہ خود بدولت دیکھکر لٹو ہو گئے۔ اس کی شفاعت سے ایڈر کا ملک مرحمت ہوا۔ ایڈر سے ملکے ہاتھ ولایت باگڑ تاخت و تاراج کرتا ہوا دار السلطنت میں داخل ہوا۔ سنہ ۸۴۹ ہجری میں عارف ربانی عالم سبحانی قطب المشائخ شیخ احمد کہٹو المعروف بہ گنج بخش قدس سرہ نے دار فانی سے کوچ فرمایا۔ اسی بادشاہ نے حضرت کے مزار پر مقبرہ اور مسجد وغیرہ عمارات تعمیر کی تھیں۔ یہ بادشاہ سنہ ۸۵۴ ہجری میں جانپانیر تشریف لیگیا۔ بوقت واپسی ساتوی پرگنہ کے موضع کوٹھرہ میں دفعۃً طبیعت علیل ہو گئی۔ ارکان دولت متواتر کوچ کرتے ہوئے دار السلطنت میں بادشاہ کو لیکر حاضر ہوئے کسی طبیب کا معالجہ سود مند نہوا۔ آخر الامر ۱۰ محرم سنہ ۸۵۵ ہجری کے روز سفر آخرت اختیار کی۔ مقبرہ مانک چوک میں باپ کے پہلو میں مدفون ہوا۔ مدت سلطنت نو برس اور کئی مہینے اور بقول دیگر سات برس اور چار مہینے۔ بادشاہ کے مرنیکا سبب صاحب مرات سکندری نے اور نہج پر بیان کیا ہے۔

سلطان جلال خاں ملقب بہ قطب الدین بن محمد شاہ کا احوال

جب بادشاہ کا انتقال ہوا شاہزادہ جلال خاں نڈیاد میں تشریف رکھتا تھا۔ ارکان دولت نے طلب کرکے سنہ ۸۵۵ ہجری کے محرم مہینے میں تخت نشین کیا۔ حسب رسوم قدیم لشکر اور امرا کو انعام سے سرفرازی بخشی۔ اس عرصہ میں سلطان محمود خلجی حاکم مالوہ بارادہ گجرات دار الحکومت سے روانہ ہوکر نواح سلطان پور میں داخل ہوا۔ اور کوچ ہائے متواتر بڑودہ جاکر غارت گری کرنے لگا۔ یہ بڑودہ میں تھا کہ مخبروں کے ذریعہ سے سلطان قطب الدین کا ارادہ مقابلہ قصبہ خانا پور متصل دریائے مہی تشریف لانا معلوم ہوا۔ بڑودہ سے نکلکر براہ کپڑ بنج اسی قصبہ میں پہونچا۔ فریقین کا مقابلہ ہوا۔ خلجی ہزیمت پاکر چلا گیا۔ یہ لڑائی سنہ ۸۵۶ ہجری کی ماہ صفر کی پہلی تاریخ واقعہ ہوئی تھی۔ اسی سال ماہ ذی الحجہ کی آٹھویں تاریخ کو حضرت قطب الاقطاب برہان الدین نے جنکا لقب قطب العالم مشہور تھا دنیائے فانی سے رحلت فرمائی۔ کسی طالب العلم نے مادۂ تاریخ یوم الترویۃ کہا تھا۔ نقل ہے کہ جب سلطان محمود حدود گجرات میں داخل ہوا بعض اہل قلم کو کسی وجہ خاص نے بادشاہ کی نظروں سے گرا دیا تھا۔ بامید ملازمت خلجی سے ملاقات کی۔ اور فرد حساب ملک گجرات محمود کے ملاحظہ سے گذری۔ معلوم ہوا کہ دو حصہ کا ملک فوج اور بادشاہی خالصہ میں معین کیا گیا ہے۔ اور ایک حصہ ائمہ و سادات علما وغیرہ مستحقین کے لئے خیرات رکھا گیا ہے یہ دیکھکر محمود خلجی فتح گجرات سے محروم ہو گیا۔ اور کہنے لگا کہ سلاطین گجرات کے پاس دو طرح کا لشکر موجود ہے۔ ایک سپاہ خوش حال جو ہمیشہ کمر باندھے تیار رہا کرتی ہے۔ اور دوسرا سادات عظام و مشائخ کرام و ائمہ و فقرا کی فوج راتوں کو تیر دعا بقائے سلطنت کے لئے برسانے کو مستعد ہے۔ پھر کون ایسا ہوگا جو ایسے لشکر پر فتح حاصل کریگا۔ اسی بنا پر محروم ہو کر واپس چلا گیا۔ اور سلطان قطب الدین بفتح و فیروزی داخل احمد آباد ہوا۔ جب دشمن کا کھٹکا نہ رہا عیش و عشرت میں مصروف ہوا۔ سلطان محمد نے حضرت شیخ احمد کہٹو کے روضہ متبرکہ کا کام جاری کیا

تہا۔ مگر اوسکی عمر نے وفاداری نہ کی۔ اور اتبک عمارت ناتمام تھی۔ سلطان قطب الدین نے انجام کو پہنچا دیا۔ علاوہ اس کے کانکریہ تالاب اور نگینہ باڑی اور کہانڈول کی عمارتیں اس عمدگی اور خوبصورتی سے بنائی گئیں کہ دیکھنے والے دیکھہ دیکھکر تعریف کرتے تہے۔ مؤلف مرات سکندری کہتا ہے کہ یہ ساری عمارات میری دیکھی ہوئی تھیں۔ مگر اب سوائے کانکریہ تالاب اور نگینہ باڑی کے کہانڈول حویلی کا نشان تک باقی نہ رہا۔

بعد چند روز دریافت ہوا کہ رانا کوبہل حاکم قلعہ چتوڑ ضلع ناگور میں فساد کر رہا ہے۔ رعایا کو جان مال دونوں کا نقصان ہو رہا ہے سنہ ۸۶۱ ہجری میں سلطان قطب الدین باتفاق سلطان محمود خلجی چڑہ دوڑا۔ اور قلعہ آبو تسخیر کرتا ہوا چتوڑ کی اطراف دیہات تہلکہ عظیم برپا کر دیا۔ رانا گھبرا کر چالیس ہزار سوار کی جمعیت سے قلعہ کے باہر آیا۔ پانچ، وہ ایسی لڑائی پڑی کہ مسلمانوں نے راجپوتوں کے دانت کھٹے کر دئے۔ رانا بھاگ کر قلعہ بند ہوا۔ وکیلوں کو بادشاہ کی خدمت میں بھیجکر استدعا کی۔ کہ آئندہ ضلع ناگور محفوظ رہیگا۔ بادشاہ براہ بندہ نوازی میرے ملک سے دست بردار ہو کر تشریف لیجاویں پیشکش سالانہ حضور میں پہنچا رہیگا۔ بادشاہ نے رانا سے معاہدہ لکھوا لیا۔ اور جانب دارالسلطنت کوچ فرمایا۔ سلطان محمود مالوہ چلا گیا۔ کچھہ دن نہ گذرے تہے کہ رانا نے خلاف معاہدہ بار دگر ناگور پر حملہ کیا۔ آدہی رات کیوقت مخبروں نے وزیر عماد الملک ملک شعبان کو خبر پہونچائی۔ بادشاہ کو پالکی پر سوار کر کے دونوں وقت چل لشکر اسلام ہوا سبب وجہ کو خبر ملی اوسوقت اپنے ملک کو واپس چلا گیا۔ بادشاہ ... کو ... کرتا ہوا دارالسلطنت کو ... ہوا۔

یہ بادشاہ آٹھہ برس چھہ مہینہ تیرہ دن سلطنت کر کے سنہ ۸۶۳ ہجری کی ماہ رجب کی تیسری تاریخ کو سلطنت چھوڑ کر چلا گیا۔ مقبرہ مانک چوک میں اپنے باپ کے پہلو میں دفن ہوا۔ اوسکی وفات کی نسبت اور بہی سبب بیان کئے گئے ہیں۔ مرات سکندری بلاحظہ کرنے سے معلوم ہونگے۔

سلطان قطب الدین کا چچا سلطان داؤد ولد احمد شاہ کی سلطنت

سلطان قطب الدین کے انتقال کے بعد امرا وزرا نے سلطان داؤد بن احمد شاہ کو تخت نشین کیا۔ تاریخ تخت نشینی ۱۰ رجب تھی۔ اِس بادشاہ کو اللہ نے لیاقت جہانگیری سے محروم رکھا تہا۔ امورات سلطنت کی طرف متوجہ نہوا۔ اور ایسے کام کرنے لگا جس سے علاء الملک نے باتفاق امرا سلطان قطب الدین کا چھوٹا بہائی فتح خان جو مخدومۃ الملک اور حضرت شاہ عالم قدس سرہ کے ظل حمایت میں پرورش پایا تہا۔ تخت نشین کیا۔ شادیانے بجنے کی آواز سلطان داؤد کے گوش زد ہوئی۔ براہ کہڑکی شیخ اودہن رومی کی خانقاہ میں چلا گیا۔ حضرت کے زمرۂ مریدوں میں داخل ہو کے۔ باقی ایام زندگی وہیں بسر کئے۔ مدت سلطنت ایک مہینہ اور ۲۰ دن شمار ہوئے ہیں۔

سلطان محمود بیگڑہ کی سلطنت

کہتے ہیں کہ سلطان محمود بارہ شعبان سنہ ۸۶۳ ہجری کے روز تخت سلطنت آبائی پر بٹھایا گیا۔ اہل گجرات کے نزدیک بیگڑہ نام ہونے کے دو سبب بیان کئے گئے ہیں۔ ایک یہ کہ بادشاہ کی مونچھیں مانند شاخ نرگاؤ موٹی و دراز اور پیچدار تہیں۔ اِس صفت کے بیل کو اہل گجرات بیگڑہ کہتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ گجراتی زبان میں بے دو کو کہتے ہیں اور گڈ کا معنی قلعہ۔ محمود نے قلعہ جوناگڑہ اور چانپانیر تین شبانہ روز میں مفتوح کئے تہے۔ اسوجہ سے بیگڑہ مشہور ہوا۔ مولف مرات سکندری کہتا ہے کہ سلاطین گجرات میں ایسا نامور بادشاہ نہیں گذرا۔ تمام باتیں اسکی قابل قدر اور یادگار روزگار رہیں۔ عدل و احسان میں اپنا نظیر نہ رکھتا تہا۔ جہاد کا اہتمام ایسا کیا

کا محتاج تک کسی سے نہوا۔ رعایت احکام اسلام اور مسلمانوں کے اموال ہمیشہ ملحوظ خاطر تھے۔ بچپنے کے زمانہ سے لیکر بوڑہا ہونے تک اُنکی رائے میں غلطی واقع نہوئی۔ ساری عمر حواس خمسہ میں کسی نے اختلال نہ دیکہا۔ اور اور بادشاہوں سے اللہ نے درازی عمر بھی عنایت فرمائی تھی۔ قوت اور توانائی کی مثلیں بہت موجود ہیں شجاعت ایسی تھی کہ نام سنکر بڑے بڑے بہادروں کا زہرہ پانی ہوجاتا تہا جیسی قوت و طاقت تھی ویسی اشتہا بھی رکھتا تھا۔ چنانچہ ایکوقت گجراتی وزن کا ایک من کہانا کہاتا تہا جسکا ایک سیر پندرہ بہلولی تھا۔ اور رات کو پلنگ کے دونوں بازو دو قاب سموسوں کے بھرے ہوئے رکہے جاتے تھے۔ جس کروٹ سے بیدار ہوتا اوسی قاب سے ایک مشت سموسا اٹہاکر کہالیتا۔ صبح ہوتے ہوتے دونوں قابیں صاف ہوجاتیں۔ اور پھر صبح کو بعد ادائے نماز ایک پیالہ شہد اور ایک پیالہ گھی اور ڈیڑہ سو سنہلی کیلے کا ہر روز ناشتہ ہوا کرتا تہا۔ بادشاہ بارہا مرتبہ فرماتا تہا کہ اگر پروردگار عالم محمود کو دولت سلطنت عطا نہ فرماتا تو اسکی شکم سیری کیونکر ہوتی۔ اور قوۃ باہ ایسی تھی کہ کسی عورت کو تاب ہمبستری نہوتی مگر ایک حبشن نوجوان دراز قد مشرف ہوا کرتی۔ اِس بادشاہ نے تیرہ برس دو ماہ کے سن میں تخت پر جلوس فرمایا حسب رسوم ابا و اجداد لشکر و امرا کو خلعت و انعام سے مالا مال کردیا۔

آپکی تخت نشینی کو چند مہینے گذرے تھے کہ بعض امرائے مفسد عماد الملک ملک شعبان وزیر دولت کے حاسد بنکر حضور میں بدگوئی کرنے لگے۔ بظاہر دوستی کے برتاؤ اور پوشیدہ حسد کے پھپولے پھوڑتے تہے۔ اونکا مدعا یہ تہا کہ وزیر کو بادشاہ کی نظر عنایت سے گرادیا جائے۔ آخر ویسا ہی ہوا۔ رات دن کے کہنے سننے سے بادشاہ کو بھی شک سا پیدا ہوا۔ جب مقید کروالیا تب حسد کے جلوتروں نے پیچہا چھوڑا۔ بداندیش اپنی کر گذرے تہے۔ اگر فیلخانہ کا داروغہ عبد اللہ نامی خدا لگتی نہ کہتا تو بیچارے عماد الملک کا نجانے کیا انجام ہوتا۔ ایک رات بداندیشوں کی بھیڑ سے دربار خالی تہا۔ داروغہ نے موقعہ پاکر وزیر عماد الملک کی خیر خواہی اور امرائے بداندیش کی افترا پردازی حضور میں ثابت کردیں یہ دیکہکر ملازمان خاص حضوری داروغہ صاحب کے شریک ہوئے۔ بادشاہ کا شک بھی رفع ہوگیا۔ اوسیوقت عماد الملک کو قیدخانہ سے رہائی دیگئی۔ خلعت بھی ملا۔ اعزاز میں ترقی ہوئی۔ نظروں میں وقار زیادہ ہوا۔ یہ دیکہکر امرائے بددین کی جان نکل گئی۔ وہ سمجہے ہوئے تہے کہ عماد الملک کی رہائی ہم پر ضرور آفت ڈہا ہولی پڑی ہوگی۔ اور ویسا ہی ہوا۔ صبح ہوتے ہی بدخواہوں کی گرفتاری کا حکم چہوٹا۔ بلکہ ساتھ ہی یہ بھی تاکید دی گئی تھی کہ جب گرفتار ہوجائیں۔ فوراً اُسا روں کے مکان تاراج کردئے جائیں۔ مگر نہ معلوم کسنے اُنکو آگاہ کیا۔ سب کے سب اپنی فوج لیکر قلعہ ارک پر حملہ کرنیکے ارادے سے آپہنچے اوسوقت حضور میں تین سو آدمی سے زیادہ جمعیت موجود تھی بادشاہ نے حکم فرمایا کہ فیلخانہ سے پانچ سو چہ سو ہاتھی نمک حراموں پر چھوڑ دئے جائیں۔ ہاتھیوں کا حملہ اللہ کی پناہ۔ ایک بھی نہ ٹھیرا جمعیت پریشان ہوگئی۔ پھر اُنکی گرفتاری دشوار نتھی۔ بہادران محمودی نے ایک ایک کرکے چن لیا۔ جیسے شیر بکریوں پر گرتا ہے نمک حراموں میں سے ایک بھی زندہ نہ بچا۔ اُس روز سے داب سلطانی کا ایسا سکہ بیٹہا کہ تا بقائے سلطنت کسی کو مجال عدول حکمی نہوئی۔ جب اُن کا خاتمہ ہوگیا۔ مقربان درگاہ سے ۱۵۲ امیروں کو خطاب دئے گئے۔ جاگیریں ملیں منصب کی ترقیاں ہوئیں بادشاہ کے پاس امیروں کا لشکر ازسر نو جمع ہوگیا۔ تمام قلمرو گجرات میں امن و امان کی دُہائی پھر گئی۔ بادشاہ نے امرا کے لئے ایک قاعدہ معین کیا تہا۔ کہ جو امیر یا عہدہ دار کسی لڑائی میں شہید ہوجائے۔ خواہ اجل طبعی سے فوت ہو تو اوسکی جاگیر اُس کے بیٹے کے نام منتقل کردیجائے۔ اور بر تقدیر اولاد ذکور نہو۔ لڑکی نصف جاگیر کی مستحق ہوگی۔ اور خدا نخواستہ لاولد ہو تو متعلقین کے لئے تنخواہیں معین کردیجائیں۔ تا کسیکو شکایت باقی نہ رہے۔ ایک روز کسی نے حضور میں ظاہر کیا کہ فلاں امیر مرحوم کی اولاد صاحب لیاقت نہیں حکم ہوا۔ دولت سلطانی سے لایق ہو رہیگا۔ من بعد کسیکو ایسے الفاظ ناشایستہ عرض کرنیکی جرأت نہوئی۔

اسی بادشاہ نے مسافروں کے آرام کے لئے سرائیں اور طلبا کیواسطے مدرسے اور عام مسلمانوں کے لئے مسجدیں تعمیر کروادیں۔ پھر ایک اشتہار جاری ہوا کہ ہمارے لشکر کا سپاہی تک کسی سے قرض نہ لیوے۔ بوقت ضرورت سرکاری خزانچی سے جو خاص اسی بات کیلئے علیحدہ مقرر کیا گیا ہے بقدر احتیاج قرض لیکر حسب وعدہ ادا کرتا رہے یہ امر اس غرض سے کیا گیا تہا کہ بادشاہ بزبان خود فرمایا کرتا کہ قرضدار سپاہی جہاد میں جی چرانا رہیگا۔ کبھی اُس سے کار نمایاں ظہور میں نہ آئیگا۔ سرزمین گجرات میں اکثر میوہ دار درخت اسی بادشاہ کے حکم سے لگائے گئے ہیں۔ کسی شہر یا قصبہ خواہ گاؤں میں کوئی مکان یا دوکان ویران بادشاہ کے ملاحظے سے گذرتی فوراً آباد ہوجاتے

شاہ

شکستہ کی ترمیم اور خالی کے لئے کوئی مکین تجویز کیا جاتا۔

سنہ ۸۶۶ ہجری میں نظام شاہ والی دکن نے درخواست بھیجی کہ میرے ملک پر سلطان محمود خلجی حاکم مالوہ بلا سبب حملہ کیا چاہتا ہے بادشاہ نے اسیوقت کوچ فرمایا۔ یہ خبر خلجی کو پہونچی کہ سلطان محمود بہ نفس نفیس برہان پور ہوتا ہوا ادھر تشریف لاتا ہے۔ شہر بیدر کے محاصرہ سے دست بردار ہو کر مالوہ چلا گیا۔ نظام شاہ نے ایلچی بھیجکر بادشاہ کا شکریہ ادا کیا۔ کہ محض حضور کی توجہ نے یہ آفت سر سے ٹالی۔ امیدوار ہوں کہ زیادہ تکلیف نہ فرماکر یہیں سے مراجعت ہو تو انسب ہوگا۔ بادشاہ حسب الخواہش نظام شاہ پلٹ آیا۔ سنہ ۸۷۰ ہجری میں تیاری لشکر کا حکم ہوا۔ بادشاہ کا ارادہ تھا کہ جوناگڈھ اور گرنار تسخیر کرتے ہوئے لگے ہاتھ راؤ منڈلیک کا بھی قلع قمع کر دیا جائے۔ جب لشکر کی تیاری ہونے لگی حضور سے داروغہ خزانچی کو حکم پہونچا کہ پانچ کروڑ روپیہ کا سونا خالص سواری کے ساتھ تیار رکھا جائے اور سلح خانہ کے داروغہ کو حکم دیا گیا کہ مصری الیمانی مغربی اور خراسانی ہر جا قسم کی ایکہزار سات سو تلواریں ہر ایک کا قبضہ سونے کا پانچ سیر سے چار سیر تک کا بنایا جائے۔ اور تین ہزار آٹھ سو تلواریں احمد آبادی بعض اعلیٰ درجہ کی تلوار کا قبضہ پانچ سیر چاندی کا اور معمولی تلوار کا قبضہ چار سیر چاندی سے کم نہو علاوہ ان کے ایکہزار سات سو خنجر و کٹاریں ہر ایک قبضہ ڈہائی سیر سے تین سیر تک سونے کا بنایا جائے۔ اور داروغہ اصطبل خاص کو حکم دیا گیا کہ دو ہزار عربی اور ترکی گھوڑے سواری کے ساتھ حاضر رہیں۔ اس تیاری کے ساتھ سلطان محمود بہ نفس نفیس مع ارکان خلافت روانہ ہوا۔ اور جاتے ہی قلعوں کے محاصرے کئے گئے۔ راؤ منڈلیک نے مقابلہ نہ کیا۔ محاصرہ کو چار ہی دن گذرے تھے کہ بادشاہ نے سونے اور چاندی کی قبضہ والی تلواریں اور خنجر اور کٹاریں اور گھوڑے لشکر کو تقسیم کر دئے۔ اس حوصلہ کا بادشاہ گجرات کی سلطنت میں پیدا نہوا۔ سارا لشکر ملک سورٹھ میں بھیجا گیا۔ لشکر نے ملک کو خوب لوٹا۔ دولت سے سارا لشکر مالا مال ہو گیا۔ جب یہ کیفیت دیکھی۔ راؤ منڈلیک نے بذریعہ وکلاء امان مانگی۔ بادشاہ نے منظور فرماکر کسی مصلحت سے یورش قلعہ موقوف رکھی اور محاصرہ اٹھا کر دارالخلافت چلا آیا۔

سنہ ۸۷۲ ہجری میں بادشاہ کو خبر پہنچی کہ راؤ منڈلیک پوجا کرنے کو سوار ہوتا ہے۔ سر پر چتر شاہی اور بدن میں لباس مرصع بیش بہا پہنکر جایا کرتا ہے۔ یہ سنکر حمیت سلطنت کو ناگوار گذرا۔ حکم ہوا کہ چالیس ہزار سوار جرار بھیجے جائیں۔ یا تو چتر وغیرہ ان سے چھین لیا جائے۔ خواہ راؤ کا ملک تاراج کر دیا جائے۔ ادہر لشکر روانہ ہوا۔ اور ادہر راؤ کو بھی خبر لگ گئی۔ چتر و خلعت معہ زرائق پیشکش لائق پہلے سے خدمت میں بھیجدیا۔ بادشاہ کا یہی منشاء تھا۔ لشکر بیچ راہ سے لے لیوا کر واپس پھرا۔ بادشاہ نے سارا زرائق خواہ انیث شاہی کو تقسیم کر دیا۔

سنہ ۸۷۴ ہجری میں بادشاہ نے قلعہ جوناگڈھ و گرنار کی تسخیر کا ارادہ مصمم ہوا۔ ہنوز لشکر نہ پہونچا تھا۔ کہ راؤ منڈلیک بلا طلب حاضر ہوا عرض کیا کہ غلام کی کون سی قرار واقعی باعث تحریک اعلام ہوا کرتی ہے۔ بظاہر کوئی گناہ نہیں پایا جاتا۔ فرمایا کہ کفر سے زیادہ اور کون گناہ ہوگا۔ اب رہا امان بلا شرط قبول اسلام نہ دیا جائیگا۔ ایک اسلام قبول کرنے سے ساری باتوں کا فیصلہ ہے۔ راؤ سمجھ گیا اور راتوں رات بھاگ کر قلعہ بند ہوا دوسرے روز سے لڑائی شروع ہوئی۔ جب قلعہ والوں کے پاس آذوقہ نہ رہا راؤ نے نہایت عجز و انکساری سے امان مانگی۔ ادہر وہی جواب دیا گیا۔ آخر الامر راؤ دست بستہ خدمت میں حاضر ہوا۔ اور قلعہ کی کنجیاں حوالہ کر کے کلمہ توحید پڑھا۔ یہ فتح سنہ ۸۷۵ ہجری میں حاصل ہوئی۔

حالات سکندری میں مرقوم ہے کہ راؤ منڈلیک قلعہ سپرد کر کے بادشاہ کے ساتھ احمد آباد آیا۔ اور حضرت شاہ عالم قدس اللہ سرہ کی خدمت میں اسلام سے مشرف ہوا۔ تا دم زیست آپ ہی کا ہو رہا۔ مسلمان ہونے کے بعد خان جہاں نام رکھا گیا۔ اسکی پرستش گاہوں سے سونے چاندی کی جو مورتیں ملیں۔ سب کو تڑوا کر فوج کو تقسیم کر دیں۔ کہانے پینے کے لئے جاگیر عنایت فرمائی۔ جب مر گیا تو کالوپور دروازے کے رستہ پر سید ہی طرف مدفون ہوا۔

ملک سورٹھ اسی غرض سے تسخیر کیا گیا تھا۔ کہ ظلمت کفرستان برطرف ہو کر روشنی اسلام پہیلائی جائے۔ ہر شہر و دیار سے علماء و فضلاء و قاضیوں کو بلا بلا کر ہر جگہ تعین کر دئے۔ تاکہ اعلام شرع محمدی بلند کر کے سارے ملک میں مراسم دین نبوی جاری ہو جائیں۔ بادشاہ بذات خود بہمہ تن متوجہ ہوا۔ شہر پناہ نہایت مستحکم

جب بادشاہ کی توجہ کامل دیکھی ہر ایک رئیس نے ایک ایک مکان سکونت کے لئے تیار
بنوایا گیا - اور قلعہ کے اندر بڑی بڑی کوٹھیاں اور عالیشان عمارتیں تعمیر ہوگئیں - جب ملک سورٹھ سے خاطر خواہ اطمینان ہوا - نظر اٹھا کر دیکھا
کیا - تھوڑے عرصہ میں شہر ایسا آباد ہوگیا کہ احمد آباد کہئے تو مناسب نہ ہوگا - مگر بادشاہ نے مصطفےٰ آباد نام رکھا -
تو معلوم ہوا کہ ملک سندھ ظل عاطفت سلطانی سے اب تک محروم ہے - ۸۸۰ ہجری میں چڑھائی کردی گئی - لونڈی غلام اس کثرت سے ہاتھ لگے - کہ جوناگڈھ آباد ہوگیا -
جگت سانکودہر بھی اسی سال تسخیر ہوا - اس کے تسخیر ہونیکا ایک سبب ایسا پیدا ہوا جس سے بادشاہ کو لامحالہ فوج بھیجنی پڑی تھی - کہتے ہیں کہ ملا محمود سمرقندی
معہ اہل و عیال سمندر کی راہ سے کہیں جارہا تھا - کفاران جگت نے مسلمان سمجھکر گرفتار کرلیا - جب کسی تدبیر سے رہائی میسر نہوئی - سلطان محمود کو کسی ذریعہ سے آگاہ کیا
بادشاہ کفاروں کے لئے ایسا موقعہ ڈھونڈا کرتا - خبر ہوتے ہی لشکر کو کمر بندی کا حکم ہوا - بادشاہ کی ایلغار مشہور تھی اور فوج بھی حملوں کی عادی ہورہی تھی - جاتے ہی نعرہ
اللہ اکبر بلند ہوا - کفاران جگت کے چھکے چھوٹ گئے - کچھ بھی بنائے نہ بنی - مسلمانوں نے سب کو تہ تیغ کرلیا - سارا دار و مدار بتخانوں پر رکھا گیا تھا - غازیان
دیندار نے بتخانوں میں گھس گھس کے سارے بت اور بت خانوں کو مسمار کردیئے - بادشاہ نے دوگانہ شکرانہ ادا کیا - سابق میں بادشاہان سلف سے کسیکو ایسی فتح حاصل نہوئی
تھی جس جگہ ناقوس اور گھنٹے بج رہے تھے - اب وہاں اللہ اکبر کی صدائیں بلند ہوئیں خزانہ بیشمار از قسم زر نقد و جواہر و ملبوسات غازیان اسلام کے ہاتھ آیا -
ملا محمود سمرقندی معہ اہل و عیال قید سے رہا ہوا - اور بادشاہ کو دعائیں دیتا ہوا چلا گیا - جگت سنکودہر فرحت الملک ملک طوغان کو مرحمت ہوا - لشکر
جوناگڈھ روانہ ہوئے - بادشاہ کی سواری سمت جوناگڈھ روانہ ہوئے -
میں آدھ قتہ ختم ہوچکا تھا - اطراف و جوانب سے ہم پہونچا کر بادشاہ کی سواری سمت جوناگڈھ روانہ ہوئے -
۸۸۱ ہجری میں فخر الاولیا حضرت شاہ عالم قدس سرہ نے دار فانی سے کوچ فرمایا - تاج خاں نریالی حضرت کے زمرۂ مریدوں میں اور امرائے
محمود شاہی میں شمار کیا جاتا تھا - مرقد شریف پر گنبد عالی تعمیر کروایا - روز جمعہ ۱۳ - جمادی الاول سنہ مذکور کے روز سلطان مصطفےٰ آباد میں رونق افروز ہوا - اسی
عرصہ میں مخبروں نے ظاہر کیا کہ قزاقان ملبار نے فی زمانا یہ وتیرہ اختیار کیا ہے کشتیوں میں سوار ہو کر بنادر گجرات میں آنے جانے والوں کو غارت کرتے ہیں - اگر
ان کا انسداد نہ کیا جائیگا آئندہ بنادر کی راہیں بند ہو جانیکا احتمال رہتا ہے - بادشاہ فوراً گھوگہ میں تشریف لایا - اور چند کشتیاں بکار آمد مرتب کرکے تجربہ کار ہشیار کا
ایک گروہ تعینات کیا گیا - اور خود بدولت سر سواری کھمبایت ہوتے ہوئے سرکھیج تشریف لایا - زیارت حضرت شیخ الاولیا سے مشرف ہو کر تین روز تک قیام
رکھا - چونکہ زیادہ جہاد میں بعض امرا کو درجہ شہادت حاصل ہوا تھا - اور بعض اجل طبعی سے قبر میں سو رہے تھے - اون کی اولاد کو روبرو طلب فرما کر حسب ضابطہ اولاد ذکور کے
نام پوری جاگیر اور اولاد اناث کے نام نصف جاگیر بحال کردی گئی - اور بعض لاولد کے ورثا و متعلقین کے لئے علی قدر مراتب تنخواہیں معین ہوگئیں اور جاگیر خالصہ میں
شریک کردی - جب اس امر ضروری سے فرصت حاصل ہوئی - دار السلطنت میں رونق افروز ہوا -
بادشاہ کو ایک مدت سے تسخیر قلعہ چانپانیر مرکوز خاطر ہے مگر اس عرصہ میں ملک سورٹھ وغیرہ کفرستان کی ظلمت مٹانے میں اسقدر فرصت نہ ملی جو چانپانیر
کا عزم کیا جاتا - اکثر اوقات بعزم سیر شکار اوسی جانب تشریف لیجاتا - اتفاقاً ایک روز شکار کرتے ہوئے کنارہ دریائے واترک پہونچا - یہ وہ دریا ہے جو احمد آباد سے
بارہ کوس فاصلہ پر مابین مشرق و جنوب بہہ رہا ہے - اس دریا کی آب و ہوا کچھ ایسی مرغوب طبع ہوئی کہ بادشاہ کا جی لگ گیا - چند روز سیر و شکار میں مصروف رہکر
آخر کار بنیاد و بنائے محمود آباد قائم کردی - اور ہر بستی کے آباد کرنیکا کام شروع ہوا - اور ہر بادشاہ نے خاص اپنے رہنے کے لئے دریا کنارے ایک پختہ نہایت مضبوط
پتھر کا بنا کر عمارت عالیشان لائق شاہان اولوالعزم تعمیر کردی - مورخ نے عمارت تو نہیں مگر کچھ کچھ ایسی علامات دیکھی تھیں جس سے ایک دبدبہ سلطنت مترشح
ہوتا تھا - جب بادشاہ کو تعمیر سے فرصت ہوئی تسخیر قلعہ چانپانیر کا ارادہ کیا - اللہ کو منظور تھا - عرصہ قلیل میں دوسری ذیقعدہ ۸۸۹ ہجری کے روز
فرمانرواں سے اولیائے دولت محمود شاہی کو سپرد ہوگیا - تاریخ فتح قلعہ کلمہ افتتح و لفظ ذیقعدہ سے پائی جاتی ہے - بادشاہ کو آب و ہوائے
چانپانیر کچھ ایسی طبع ہوئی - کہ ایک شہر نہایت عظیم الشان آباد کرکے پائے تخت قرار دیا - اور نام محمد آباد رکھا گیا - شہر کی آبادی کے ساتھ

ایک مسجد عالیشان نہایت وسیع و خوشنما تعمیر کردی حصار شہرپناہ بھی بنوایا گیا۔ جب بادشاہ نے دارالسلطنت ویسا ہی تخت قرار دیا۔ تو لامحالہ
اراکین سلطنت اور بڑے بڑے سوداگر اور اکثر نامی اہل حرفہ نے ایک ایک عمارت اپنے لئے تعمیر کی۔ سواد شہر میں عمدہ عمدہ باغات بنائے گئے۔ سب میں
اعلیٰ درجہ کی زیب و زینت سے باغ بہا لول نامی آراستہ کیا گیا تھا۔

سنہ ۸۹۱ ہجری میں بادشاہ مصطفیٰ آباد تشریف لیگیا۔ چندے قیام فرماکر محمود آباد رونق افروز ہوا۔ سنہ ۸۹۲ ہجری میں ولایت سورٹھ مع قلعہ
جوناگڑھ شہزادہ خلیل خاں کو مرحمت ہوئی۔ اس عرصہ میں عراق و خراسان سے سوداگروں کا قافلہ عراقی اور ترکی گھوڑے مع سامان لئے ہوئے گجرات
آرہا تھا۔ قریب آبو سروہی والے راجہ نے حملہ کرکے سارا قافلہ غارت کیا۔ یہاں تک نوبت پہونچی کہ سوداگروں کے پاس پھٹے پرانے کپڑے
تک نہ رہے۔ سوداگر بصد داد و فریاد و فغاں بارگاہ سلطانی میں حاضر ہوئے۔ بادشاہ دین پناہ رحم دل نے [illegible] حکم ہوا کہ قافلہ والوں کے اسباب
تلف شدہ کی قیمت از روئے فرد حساب خزانہ عامرہ سے ادا کر دی جائے۔ سروہی والے راجہ سے سمجھ لیا جائیگا۔ قافلے والے بادشاہ کی جان و مال کو
دعائیں دیتے ہوئے چلے گئے۔ حضور سے ایک فرمان تہدید آمیز سروہی والے کو بھیجا گیا۔ دوسرا لشکر کو کوچ کا حکم ہوا۔ فرمان میں تحریر تھا کہ تم نے
خیانت باطنی سے دو دریا کے مسافروں کو غارت کرکے تمام مال و اسباب ان کے لوٹ لئے ہیں۔ بمجرد فرمان سارا سامان بلا
تغلب بخدمت حضور میں بھیجدیا جائے۔ ورنہ رایات عالیات سروہی کی غارتگری کو مستعد ہو چکی ہیں۔ فرمان پہنچتے ہی راجہ خوف کے
لرزنے لگا۔ اور فوراً تمام مال و اسباب مع پیشکش لائق حضور میں بھجوادیا۔ ہنوز لشکر سلطانی سروہی [illegible] پہونچا تھا۔ کہ وکلا راجہ حاضر
دربار ہوئے۔ اور نہایت عجز و انکساری سے معافی مانگنے لگے۔ بادشاہ نے رحم فرماکر مراجعت کی۔ اور محمدآباد میں رونق افروز ہوا۔ پھر چار برس تک
کسی ملک پر لشکرکشی کا اتفاق نہ ہوا۔ نو مہینے محمدآباد میں قیام فرماکر فقط تین مہینے فصل [illegible] میں احمدآباد تشریف لایا۔ عادل خاں حاکم آسیر کا معمولی پیشکش
بروقت نہ پہنچا۔ سنہ ۹۰۰ ہجری میں لشکر کو کمربندی کا حکم ہوا۔ [illegible] عادل خاں نے سمجھا کہ بغیر پیشکش بھیجے جان
نہ بچیگی۔ فوراً تیاری کرکے معمولی پیشکش اور خدمت لائق حضور میں بھجوا عرض کیا کہ اس سال کچھ ایسے ہی اتفاق پیش آئے جس سے پیشکش بروقت خدمت بندگان عالی میں نہ
پہونچ سکا۔ [illegible] معافی کا خواستگار ہوں۔ بادشاہ نے معذرت منظور فرمائی۔ اور لشکر جانب نذربار روانہ کرکے خود بدولت و اقبال قلعہ تھالنیر کی سیر کرتا ہوا نندربار
تشریف لایا۔ چند روز قیام فرماکر جانب محمدآباد کوچ کیا۔

سنہ ۹۰۳ ہجری میں ولایت [illegible] پر لشکرکشی کی گئی تھی۔ مگر فرنگیوں کی باہمی اختلال سے مراجعت فرماکر جانب [illegible] تشریف لایا۔ اس [illegible] میں
چند روز قیام فرماکر سنہ ۹۰۴ ہجری میں جانب دارالملک کوچ کیا۔ بادشاہ کی لڑکی کا نواسہ عالم خاں [illegible] نے اپنی والدہ کے ذریعہ سے حضور میں عرض کیا کہ
عادل خاں بن مبارک حاکم قلعہ آسیر و برہانپور آج سات برس کا زمانہ ہوتا ہے کہ حکومت سے دست بردار ہوکر گوشہ لحد میں سو رہا۔ اور دنیا سے لاولد اٹھ گیا۔
امرائے ناحق شناس نے متفق ہوکر اولاد ملک راجا خاں زادہ سے ایک کو منتخب کرکے حاکم برائے نام بنالیا ہے۔ اور سارے ملک کی حکومت آپ کر رہے ہیں۔
اگر بادشاہ کی بندہ نوازیاں مجھ ایسے سچے مستحق کو خاک ذلت سے مسند عزت پر بٹھادیں عجب نہ ہوگا۔ چونکہ نسبت تمام حال آپکا فدوی سچا مستحق مانا جاتا ہے۔
بادشاہ نے درخواست منظور فرماکر عالم خاں مذکور کو حکومت قلعہ آسیر و برہانپور مرحمت فرمائی۔ جب بادشاہ کی سواری نذربار جاتی تھالنیر میں پہونچی۔ بعد
عید الضحیٰ چار ہاتھی اور تیس لاکھ تنکے بخشش دیکر خطاب عادل خاں مرحمت فرمایا۔ ملک لاڈن خلجی کا مولد موضع [illegible] متعلقہ سلطان پور و نذربار تھا۔ انعام دیا گیا۔
بلکہ [illegible] مراتب خسروانی خطاب خانجہاں مرحمت ہوا۔ اور حکم دیا گیا کہ عادل خاں کی رفاقت میں ہمیشہ حاضر رہے۔ علاوہ اس کے بعض امرا بھی تعینات ہوئے۔ عادل خاں
رخصت لیکر آسیر چلا گیا۔ بادشاہ کی سواری دارالملک میں رونق افروز ہوئی۔

اسی سال نجباء کے سادات سے سید محمد جونپوری نامی احمد آباد میں آئے۔ شاہ جمال پورہ میں تاج خاں بن سالار خاں غریبالی میں فروکش ہوا چند ہی روز گزرے تھے کہ سید صاحب امام آخری الزماں مہدی علیہ السلام بن بیٹھے اور خلق اللہ کو اپنی طرف متوجہ کرنے کی کوشش کرنے لگے۔ علمائے وقت ان کے جھوٹے دعوے سے برافروختہ ہوئے۔ اور باتفاق ان کے فتوائے قتل تحریر کیا گیا۔ یہ سنکر سید صاحب چلتے پھرتے نظر آئے۔ اور سیدھے پٹن جا کر دم لیا۔ پٹن میں آپکی کچھ رونق ہوئی۔ آخر کسی تقریب سے پالن پور تشریف لیگئے۔ مسلمانوں نے سید صاحب کی متابعت اختیار کی۔ اور آپکو سچے مہدی کہنے لگے۔ چنانچہ مسلمانان پالن پور اب تک اسی مذہب پر قائم ہیں۔[1]

سنہ ۹۱۶ ہجری کی ذی الحجہ مہینے میں بادشاہ پٹن تشریف لے گیا۔ یہ آخری سواری تھی۔ سامنے علماء و فضلا کو بلا کر زبان مبارک سے فرمایا کہ میں خوب سمجھ چکا ہوں۔ کہ میرا پیمانہ عمر لبریز ہو چکا ہے۔ اس وقت میں تم سے رخصت ہونے آیا ہوں۔ یہ سنکر علماء کو تاب باقی نہ رہی۔ بے اختیار رونے لگے۔ سچ ہے سلطان محمود ایسا بادشاہ عادل رعیت نواز غریب پرور۔ حق شناس۔ اپنی زبان سے ایسے کلمے کہے اور سنکر رونا نہ آئے۔ خود بادشاہ علماء کو تسکین دینے لگا۔ تین روز رہکر چوتھے روز مراجعت فرمائی۔ اور سیدھا سرخیج تشریف لایا۔ حضرت شیخ احمد کھٹو عرف گنج بخش قدس سرہ کی زیارت سے مشرف ہو کر روضہ کے باہر جو خاص اپنے لئے قبہ مدفن بنا رکھا تھا۔ بنظر عبرت ملاحظہ کیا۔ اور احمد آباد آتے ہی بیمار ہوا۔ تین مہینے تک بیماری کا طول کھنچا۔ جب وقت قریب آیا۔ بڑودہ سے شہزادہ خلیل خاں کو طلب فرما کر اپنے سفر آخرت سے آگاہ کیا۔ تیسری رمضان المبارک یوم دوشنبہ سنہ ۹۱۷ھ کے روز وقت نماز عصر تخت سلطنت سے اٹھکر تابوت میں جا لیٹا۔ ارکین دولت نے اسی مقبرہ میں جو حین حیات تعمیر کر رکھا تھا۔ گوہر گنجینہ سلطنت کو درج لحد میں پوشیدہ کر دیا۔ یہ بادشاہ آٹھویں رمضان سنہ ۸۴۹ ہجری کو پیدا ہوا۔ چوّون (۵۴) برس سلطنت کر کے ۶۷ برس کی عمر میں دنیا کو چھوڑ کر چلا گیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

خلیل خاں ملقب بہ سلطان مظفر حلیم کی سلطنت

ساتویں رمضان سنہ ۹۱۷ ہجری وقت نماز جمعہ شاہزادہ خلیل خاں نے تخت سلطنت آبائی پر جلوس فرمایا۔ اپنا نام سلطان مظفر رکھا۔ بزرگوں کی رسمیں زندہ رکھیں۔ امراء و وزراء وغیرہ ارکین سلطنت کو علی قدر مراتب انعام عطا فرمائے۔ آپ کے زمانہ شہزادگی میں جو لوگ زمانے رفیق تھے سب کو منصب و جاگیریں اور خطاب مرحمت فرمائے۔ امرائے محمود شاہی بھی حسب قدر مراتب سرفراز کئے گئے۔ اسی سال ماہ شوال میں شاہ اسمٰعیل والئے ولایت عراق و خراسان کا ایلچی مسمی میر ابراہیم خزانچی وارد گجرات ہوا۔ ارکان دولت نے استقبال کر کے دربار شاہی میں حاضر کیا۔ ایلچی مذکور آداب شاہانہ بجا لایا۔ اور جو ہدیہ اور تحفے لایا ہوا تھا حضور میں پیش کئے۔ ازاں جملہ فیروزہ کا پیالہ نہایت خوبصورت اور نازک تھا۔ اقسام اقسام کے ملبوسات زریں بیش بہا اور ایک صندوقچہ جواہرات کا بھرا ہوا سامنے رکھ دیا۔ علاوہ اس کے تیس گھوڑے عراقی عمدہ عمدہ ایک سے ایک بہتر تھا۔ میدان دربار میں کھڑے کر دئیے۔ وقت رخصت مظفر شاہ نے ایلچی کو معہ ہمراہی خلعت شاہانہ سے سرفرازی بخشی۔ سابق میں بڑودہ ایک قصبہ تھا۔ اسی بادشاہ نے اسکو شہر بنایا اور دولت آباد نام رکھا۔

اس عرصہ میں فرمان روایان مالوہ سلطان محمد و سلطان محمود کے باہمی جھگڑوں سے بربادی مندو کی خبریں حضور میں متواتر پہنچیں۔ اور یہ بھی ظاہر ہوا کہ سلطان محمد مالوہ سے بھاگ کر قریب محمد آباد عرف چانپانیر اس سلطنت کی پناہ میں کسی جگہ مقیم ہے۔ حکم ہوا کہ فرماں روائے مذکور کی تمام ضرورتوں کا انتظام کر دیا جائے۔ بلکہ اطمینان دلایا جائے۔ کہ انشاء اللہ بعد انقضائے ایام برسات رایات عالیات جانب مالوہ بلند کئے جائینگے۔ دامادِ سلطان عادل خاں حاکم آسیر برہان پور معہ فرزندوں کے ملازمت سے مشرف ہوا۔ چند روز بعد رخصت لیکر چلا گیا۔ اسی عرصہ میں سلطان محمد مندوے کو شاہ اسمٰعیل والئے عراق کے ایلچی کے آدمیوں سے کچھ یوں ہی سی گفتگو واقعہ ہوئی۔ اگرچہ کم رتبہ کا مگر بادشاہ تھا۔ ایلچی کے آدمیوں کی گفتگو ناگوار طبع ہوئی۔ آزردہ ہو کر چلا گیا۔ اور اسکا رخصت لئے بغیر چلا جانا بادشاہ کو بھی خلاف مرضی واقعہ ہوا۔ ایلچی مذکور رخصتی خلعت تک حاصل کر چکا تھا۔ شاہ اسمٰعیل کے واسطے تحفہ

[illegible]

تحائف وبکر رخصت کیا۔ ۹۱۸ھ ہجری کے شوال مہینے میں متواتر خبر آگئی کہ سلطان محمد مندوے کے یوں بے سروسامان مالوہ پلٹ آنیکی خبر سُنکر سلطان محمود نے اگرچہ حقیقی بہائی تھا۔ لشکر کفار
بے انتہا فراہم کرکے تعینات کیا۔ اول تو سلطان محمد کے پاس اتنا لشکر نہ تھا جو محمود کے لشکر کا کلہ بکلہ جواب دیتا۔ کچھ یوں ہی سی جہپا جہپی میں ہزیمت پاکر واپس چلا گیا کہتے ہیں کہ سلطان محمود کا
دیوان و مدارالمہام میدنی رائے ہندو بچہ تھا۔ اوسکو مسلمانوں سے قلبی عداوت تھی سلطان محمد کے جانیکے بعد سلطنت میں ایسا دباؤ ڈالا کہ بادشاہ کوئی چیز نہ تھا۔ بے مرضی اس کے کوئی کام خود
بادشاہ نکر سکتا تھا میدنی رائے نے رفتہ رفتہ رسوم بت پرستی جاری کرکے اسلام کو مٹا رکھا تہا۔ بادشاہ ایسا مجبور کہ سب کچھ دیکھ رہا تہا مگر دم نہیں مار سکتا تہا۔ لوگ کھلم کھلا کہہ رہے تہے کہ اگر چندے
یونہی رہا تو محمود کو بہی محمد کے سلطنت مالوہ سے ہجرت کرنیکی ضرورت واقع ہوگی جبتک دونوں بہائی متفق علیہ تہے مدنی رائے کو کوئی چیز نہ تہا۔ اسی غرض سے باہم لڑوا کر سلطان محمد کو خارج کروا دیا
اور پھر محمود پر ایسا قبضہ کیا کہ برائے نام بادشاہ رکہا گیا۔ یہ کیفیت سُنکر بادشاہ کو تاب باقی نرہی۔ لشکر تیار کرکے محمد آباد سے مالوہ کا رخ کیا گودرہ پہنچکر زیادہ فوج کی بھرتی ہو رہی تھی کہ راجہ ایڈر کے باغی
ہونیکی خبر ملی۔ مہم مالوہ ملتوی رہی۔ اور لشکر ایڈر کیجانب روانہ ہوا۔ چلتے وقت فوج کو یہ حکم دیا گیا تھا کہ سب سے پہلے ایڈر کے بت خانے اور کفار کے مکان منہدم کردئے جائیں جبتک یہ نہوگا بت پرستی کبھی
نہ مٹیگی۔ بادشاہ کی تشریف آوری سُنکر راجہ بہت گھبرایا۔ اور تو کچھ بن نہ پڑی۔ ندامت مٹانیکی غرض سے معمولی پیشکش سے بھی کچھ زیادہ رقم زر نقد اور جواہرات بیش بہا معہ عرضداشت بادشاہ
ظل اللہ کیخدمت میں بھجوا کر تقصیرات گذشتہ وحرکات ناشائستہ کی معافی مانگی بادشاہ نے مہربانی فرماکر ایڈر کا دہاوا موقوف رکہا اور پیشکش لیکر مراجعت فرمائی۔ یہ واقعہ ۹۱۹ھ ہجری میں گذرا
تہا جب سواری گودرہ میں رونق افروز ہوئی شہزادہ سکندر خان کو محمد آباد روانہ فرماکر جانب مالوہ کوچ کیا۔ دوحد میں قلعہ کی تعمیر کا حکم فرماکر سواری آگے بڑہی۔ راہ میں خبر لگی کہ سلطانی دشمن و فتنہ انگیز
میدنی رائے سلطان محمود کو لیکر چندیری چلا گیا۔ بادشاہ نے بہت افسوس کیا اور فرمایا کہ ہمارا یہ منشاء نہ تہا کہ مالوہ تسخیر کر لیا جائے البتہ اس غرض سے لشکر کشی کی گئی تھی کہ سرغنہ باغیان یعنی میدنی
رائے کو معہ گروہ متابعین سزا معقول دیکر دونوں بہائیوں میں صفائی کرا دیجائے چونکہ یہ شاہان اسلام میں شمار کئے جاتے ہیں۔ مناسب نہیں کہ اسلامی سلطنتیں باہم لڑتی رہیں بادشاہ مدت سے دہار کے
آہو خانہ کی تعریفیں سُنکر مشتاق ہو رہا تہا۔ بلحاظ موقع مناسب تشریف لیگیا۔ واقعی آہو خانہ کی عمارت اور محل وا دہ دونوں چیزیں قابل دید تہیں بادشاہ بہت محظوظ ہوا۔ مراجعت فرماکر
محمد آباد تشریف لایا۔ ۹۲۰ھ ہجری میں بذریعہ عرضداشت خبر دریافت ہوئی کہ ایڈر کا راجہ بہیم رائے فوت ہوگیا۔ اگرچہ اسکا بیٹا بہارا مل موجود تہا۔ مگر متوفی کا بھتیجا رائے مل بحمایت رانا سانگا والی چتوڑ
سچے مستحق کو معزول کرکے آپ قابض ہوگیا۔ بلکہ اسکو ایڈر سے بھی نکال دیا۔ بادشاہ نے فرمایا کہ رائے بہیم اس سلطنت کی اجازت سے راجہ بنایا گیا تہا چتوڑ والے کی مجال نہیں کہ بدون ضمانت
ہمارے رائے مل غاصب کو حکومت ایڈر سپرد کرے۔ ایک فرمان بنام نظام الملک جاگیردار احمد نگر روانہ کیا گیا۔ تاکید تحریر تہا کہ بمجرد ورود فرمان بہر عنوان غاصب نکال دیا جائے۔ اور مستحق وراثت قائم
مقام رہے۔ نظام الملک نے تیاری کرکے ایڈر پر لشکر کشی کی رائے مل غاصب بھی لڑنے کو تیار ہوا۔ ۹۲۲ھ ہجری میں فریقین کا مقابلہ ہونے لگا کبہی رائے مل غالب ہوتا کبہی نظام الملک
یہ دونوں میں باہم کشتم پشتم ہو رہے تہے کہ اس عرصہ میں امرائے مالوہ حبیب خاں وغیرہ بخوف میدنی رائے نمک بحرام طریقہ دین اسلام کو منڈو سے برطرف کرکے رسوم کفرانہ پر نو جاری کر رہا ہے
مسلمانوں پر ظلم و بیداد کی کوئی حد نرہی۔ اکثر اہل اسلام شہید کئے گئے اور یقین ہے آجکل سلطان محمود بھی قتل کردیا جائیگا۔ اور بر تقدیر جان سے نہ مارا۔ زندہ در گور نظر بند تو ضرور رہیگا۔ ہم
نمک خواران قدیم سے دیکھا نہ گیا۔ بہاگ کر حضور کی حمایت میں آرہے ہیں یہ سُنکر بادشاہ نے فرمایا۔ انشاء اللہ بعد برسات کافر الکفر کی خبر لیجاویگی۔ ادہر منڈو میں یہ کیفیت گذری
کہ جب میدنی رائے مسلمانوں پر ہاتھ صاف کرنے لگا سلطان محمود سمجہا کہ نمک حرام کی نیت بخیر نہیں۔ سارا ملک دولت خزانہ لشکر سب ہی کچھ اُس کے قبضہ میں ہوگیا۔ اگرچہ بظاہر نہ معلوم کس
بات سے فی الحال میرا متعرض نہیں مگر مجکو نظر بندی کے اسباب دکہائی دے رہے ہیں۔ ابھی ابھی نکلجانا میرے حق میں بہتر ہوگا۔ ایک روز آدہی رات کیوقت دو گھوڑے بہم پہنچا لایا ایک
پر آپ اور دوسرے پر حرم کو سوار کرکے اس پھرتی سے جانب گجرات روانہ ہوا کہ کسیکو کانوں کان خبر نہوئی۔ جب بادشاہ کو ایسی حالت سے آنیکی خبر ملی۔ فوراً خیمہ خرگاہ معہ لوازمہ سلطنت
تیار کروا کر بہجوا دیا اور خیر مقدم کی خوشخبری کہہ سنائی۔ چوتھی ماہ ذیقعدہ ۹۲۳ھ ہجری کو مہم منڈو کی تیاری ہوکر لشکر روانہ ہوا۔ پندرہویں شعبہ کو موضع دیولہ میں سلطان محمود منڈو سے ملاقات
ہوئی لشکر شاہی سلطان محمود کو ہمراہ لئے ہوئے منزل بمنزل سرحد منڈو میں داخل ہوا۔ قلعہ کے اطراف جوانب لشکر کا پڑاؤ ہوا۔ مورچہ بندیاں ہونے لگیں۔ میدنی رائے نے اہالیان قلعہ منڈو کو کہلا
بھیجا کہ جبتک رانا سانگا پہنچے تم شاہی لشکر سے ٹال ٹول کرکے ایک مہینہ نکالدو۔ یہ کہکر میدنی رائے دہار سے چتوڑ روانہ ہوا جاتے ہی رانا کو جواہر بیش بہا جو خزانہ محمود شاہ سے لگئے تہے رانا کو دیکر
پُہسلا لیا۔ بلکہ کئی عمدہ ہاتہی اپنے ساتھ لیگیا تہا۔ رانا کو پیش کئے رانا لالچی تہا میدنی رائے کو لیکر منڈو کیطرف متوجہ ہوا۔ یہ سارنگ پور پہنچا تہا کہ بادشاہ کو قلعہ والوں کی چالسازی کہل گئی

رانا کی روک تھام کیلئے عادل خاں آسیری اور قوام الملک کو معہ امرائے شجاعت پیشہ روانہ کرکے لشکر سلطانی نے قلعہ پر حملہ کیا۔ اس حملہ میں شجاعان وفادار و جوانمردان تہور شعار کی تلوار وانے ۱۹ ہزار کفار کا استیصال کر دیا۔ بعض کہتے ہیں کہ چالیس ہزار کفار واصل جہنم ہوئے۔ دوسری ماہ صفر یوم دوشنبہ کو قلعہ مفتوح ہوگیا۔ لشکر اسلام کے ۵۷ سردار نامی نے درجۂ شہادت حاصل کیا۔ انکی تفصیل تاریخ مظفر شاہی و مرات سکندری میں مرقوم ہے کسی شاعر نے تاریخ فتح منڈو کا ایک قطعہ لکھا ہے جس کے آخر مصرعہ سے سنہ ثابت ہوتی ہے۔ قطعہ۔ مظفر شاہ کرد فتح منڈو کہ اول تخت گاہش دہار باشد۔ اگر پرسند از تاریخ فتحش بہ پیشانی ہمہ کفار باشد۔ اور یہ عربی مصرعہ بھی تاریخ بتا رہا ہے۔ قد فتح الملك و سلطاناً

سلطان مظفر شاہ کا منڈو میں سیر کیلئے تشریف لیجانا اور سلطان محمود کے ہاں مہمان بننا وغیرہ کیفیت مرات سکندری میں مفصل مرقوم ہے۔

بادشاہ کے واپس آنیکے بعد ۹۲۵ھ ہجری میں پھر خبر آئی کہ مابین سلطان محمود منڈو و رانا خوب لڑائی پڑی سلطان محمود زخمی ہوکر گرفتار ہوگیا۔ بادشاہ نے منڈو کی حفاظت کیلئے لشکر روانہ کیا۔ جب سلطان محمود کی زخم درست ہوکر التیام ہوا۔ رانا نے اسکی لڑکی کو لیا اور بیٹے کو رہن اپنے پاس رکھکر بادشاہ کو رخصت کیا۔ ۹۲۶ھ ہجری میں رانا نے ایڈر پر چڑھائی کی۔ احمد نگر وغیرہ کے جاگیرداروں کو ہزیمت ہوئی۔ رانا دلیر ہوکر بڑنگر و بیسلنگر تاخت و تاراج کرنے لگا۔ اس عرصہ میں خبر ملی کہ لشکر سلطانی احمد آباد و پٹن سے گوشمالی کے لئے آرہا ہے پے در پے کوچ کرتا ہوا چتوڑ پہونچا ۹۲۷ھ ہجری کے ماہ محرم میں بادشاہ نے رانا کی گوشمالی کیلئے غلام خاص ملک ایاز کو ایک لاکھ سوار کا افسر مقرر کرکے اور ایک سو ہاتھی باربرداری کیلئے دیئے قوام الملک کو بیس ہزار ہاتھی قلعہ شکن کی جمعیت سے دونوں سرداروں کو رخصت کیا۔ ملک ایاز کے ساتھ جو سامان دیا گیا تھا صاحب مرات سکندری مفصل بیان کرتا ہے۔ ایک ادنی غلام کے جاہ و جلال سے سلاطین گجرات کا تمول و قدرت کا پتہ لگایا جاتا ہے الغرض یہ بہیری شان۔ افواج قاہرہ نے بانگہڑ سے کافروں کو لوٹنا اور قتل کرنا شروع کیا یہ اطلاع پاکر کہ ادھر رانا کا لشکر تیار تھا جب چتوڑ کی حد میں پہنچے سلطان محمود خلجی منڈو سے مدد لشکر آیا۔ افواج قاہرہ کا بابِ تیاری آنا سنکر رانا کی جان نکل گئی۔ سرداران لشکر اسلام کی باہمی نفاق نے رانا کو صاف بچا لیا۔ ورنہ خود اعلیٰ چتوڑ کی کیا نوبت ہوتی یہ دیکھکر رانا نے عذر معذرت پیش کرکے صلح کرلی لشکر سلطانی احمد آباد چلا آیا اگرچہ رانا کے ساتھ صلح کرنے سے بادشاہ ملک ایاز سے آزردہ خاطر ہوا۔ مگر اب موقعہ نکل چکا تھا خاموش ہو رہا اور فرمایا کہ انشاء اللہ برسات گذرنے پر رانا کی خبر لیجاویگی۔ ملک ایاز رخصت لیکر سورٹھ چلا گیا۔ ۹۲۸ھ ہجری میں سلطان بارادہ تسخیر قلعہ چتوڑ محمد آباد سے احمد آباد تشریف لایا۔ ادھر تیاری ہو رہی تھی کہ رانا کا لڑکا حسب قرارداد پیشکش معینہ لئے ہوئے حاضر ہوا اسلئے لشکر کشی موقوف رہی۔ ۹۳۱ھ ہجری میں شہزادہ بہادر خاں جاگیر کی شکایت سے آزردہ ہوکر ڈونگرپور چلا گیا چند روز قیام فرماکر چتوڑ گیا واں عزت اور پھر دہلی میں باکرام لیا۔ شاہ دہلی سلطان ابراہیم لودھی کو پانی پت میں ظہیرالدین بابر بادشاہ سے لڑائی پڑی تھی۔ بادشاہ دہلی شہزادہ کیساتھ باعزاز پیش آیا شہزادہ کی شجاعت و جوانمردی نے بادشاہ کے دل میں سکہ بٹھا دیا۔ وہاں کے لوگ فریفتہ ہوگئے اگرچہ بادشاہ کو اتنی جوانمردی سے بیحد غیرت پیدا ہوئی مگر مہمان ہونیکا خیال مانع ہوا شہزادہ بھی سمجھ گیا۔ فوراً رخصت لیکر جونپور چلا گیا۔ شہزادہ کے ہاتھ سے رانا کے بھتیجے کا مارا جانا وغیرہ کیفیت مرات سکندری میں مفصل مرقوم ہے۔ شہزادہ جونپور کی حد میں پہنچا تھا کہ سلطان مظفر کے مرنیکی خبر سنکر عازم گجرات ہوا۔

جسوقت بہادر خاں شہزادہ کے آزردہ ہوکر چلے جانیکی خبر بادشاہ سلطان مظفر نے سنی۔ ارکان دولت کو حکم ہوا کہ بہر صورت شہزادہ کو خوشامد کرکے پھیر لایا جائے حسب الحکم آدمی روانہ ہوئے مگر بادشاہزادہ سرحد سے نکل گیا تھا۔ اسی عرصہ میں بادشاہ بیمار ہوا ۹۳۲ھ ہجری میں محمد آباد سے دولت آباد عرف بڑودہ تشریف لایا۔ اور کچھ پہلے طولانی احمد آباد آکر محل کہنہ بھدر کو رونق بخشی۔ بادشاہ کی علالت دیکھکر ارکان دولت کو مایوسی ہوگئی۔ شہزادہ سلطان سکندر ولیعہد مقرر ہوا شہزادہ لطیف خاں کو یقین ہوگیا کہ سکندر خاں کی ولیعہدی مجکو زندہ نہ چھوڑیگی۔ بال بچوں کو لیکر غرہ جمادی الآخر کے روز بڑودہ چلا گیا۔ بعض کا یہ قول ہے کہ لطیف خاں بادشاہ کے اشارہ سے نکل گیا۔ اس کے دوسرے روز بادشاہ نے ولیعہد کو چند نصیحتیں فرمائیں جو امورات سلطنت کے متعلق بہت ضروری سمجھی جاتی تھیں۔ اس کے بعد بادشاہ بیس روز تک زندہ رہا۔ ۲۲ جمادی الآخر روز جمعہ تمام ارکان دولت و علمائے شہر کو طلب کرکے کلمات رخصت بیان فرمائے۔ ٹھیک نماز جمعہ کے وقت داعی حق کو لبیک لبیک کہتا ہوا خالی ہاتھ چلا گیا۔ مقبرہ سلطان محمود بیگڑہ واقعہ سرکھیج میں مدفون ہوا۔ ۱۴ برس ۹ مہینے سلطنت کے شمار کئے یہ بادشاہ سید محمد طاہر بڑودہ والا کا مرید تھا۔ اس بادشاہ میں تمام صفتیں موجود تھیں زہد و تقویٰ حد درجہ کا پہنچا ہوا تھا۔ عالم ولیا علیم تو سارے عالم میں مشہور تھا اسکی حلیمیت نے دنیا بھر میں سکہ بٹھا دیا تھا۔ شجاعت و سخاوت میں یگانۂ دہر سمجھا جاتا تھا اپنی ساری عمر میں کبھی نشہ نہ پیا تھا۔ تمام خصائل پسندیدہ کی مفصل خبر مرات سکندری بتا رہی ہے سیاست میں جو بادشاہ کیلئے واجب مانا گیا ہے حلیمیت کو پٹہ نہیں لگتا۔ اسی بادشاہ کے زمانہ میں زراعت کی بیحد ترقی کی گئی تھی کہ پرگنہ جہالاواڑ کی

رعایا چراگاہ مویشی کی شکایت کرنے لگی۔ حکم دیا گیا کہ چراگاہ کے لئے زمین چھوڑ دی جائے۔ واللہ اعلم بالصواب

سکندر خان ملقب بہ سلطان سکندر شاہ کی کیفیت

باپ کے مرنے کے بعد بیٹا تخت نشین ہوا۔ رسوم تخت نشینی ادا ہوتے ہی فوراً محمد آباد چلا گیا۔ ۲۵ جمادی الآخر ۹۳۲ ہجری کو حسب رسوم بزرگان محمد آباد میں جلوس فرمایا۔ زمانہ شہزادگی کے ہم جلیس امرا زادوں کو علی قدر مراتب خطاب مرحمت ہوئے۔ کہتے ہیں کہ طویلہ خاص سے ایک ہزار سات سو گھوڑے ملازمان خاص کو تقسیم کر دیئے۔ اگرچہ اس حرکت سے امرائے مظفر شاہی کو بیحد صدمہ گذرا۔ اور وزیر عماد الملک ملک شعبان از حد آزردہ ہوا۔ چونکہ عماد الملک اگرچہ زمرۂ غلامان شاہی میں شمار کیا جاتا تھا۔ مگر سلطنت کی تربیت سے عہدہ وزارت تک پہنچا دیا تھا۔ خوش قدم اس کا لقب تھا مگر سلطان سکندر نے انجام بینی نفرما کر عہدہ وزارت سے محروم رکھا۔ اس عرصہ میں شہزادہ لطیف خان کی سلطان پور و نذربار کی پہاڑیوں میں روپوش ہونیکی خبر ملی۔ اور یہ بھی کہا گیا کہ راجہ بھیم اس کے پلہ پر ہو گیا ہے علاوہ اس کے اکثر امرائے سلطنت کے ساتھ خط و کتابت جاری ہے۔ سلطان سکندر نے بنظر حفظ ماتقدم لطیف خان کو گرفتار کرنے یا حدود گجرات سے باہر نکال دینے کیلئے معتمد خاص شرزہ خان کو تعین کیا۔ جب لطیف خان کا مقابلہ ہوا عین معرکہ میں شرزہ خان مارا گیا۔ قیصر خان اسی مہم پر مامور ہوا۔ ادہر امرائے مظفر شاہی سلطان سکندر کی حرکات سے بددل ہو رہے تھے اور یہ بھی جانتے تھے کہ عماد الملک کا سلطنت سے علیحدہ رہنا کسی روز برا دن دکھائے گا۔ بعض تو کنارہ کش ہو کر جاگیروں میں جا رہے۔
عماد الملک کو ہوس وزارت نے ولی نعمت کے خون کا پیاسا کر دیا۔ اس دن سے اسی کی ٹوہ میں لگا رہتا۔ القصہ دو ماہ تجربہ کار جاسوس نگیاں لٹے ہوئے سپاہیوں کو اپنے ساتھ متفق کر کے قابو کا منتظر ہو رہا تھا۔ حسب اتفاق ایک روز بادشاہ چوگان بازی سے تھک کر شیش محل میں آرام فرما رہا تھا۔ پچھلی رات کو چالیس پچاس سواروں کا ٹولہ ہمراہ لیکر در دولت سلطانی پر حاضر ہوا۔ عماد الملک نے رومال سے منہ چھپا لیا تھا۔ در دولت پر چند آدمی حاضر تھے۔ سواران بازی گاہ چوگان بازی کے تھکے ماندے اپنے اپنے گھر سو رہے تھے۔ عماد الملک سراپردہ سلطانی کے قریب پہنچا۔ حاجب نے اندر جانے کو منع کیا۔ یہ کب کسی کی سننے والا تھا۔ دس سواروں کو باہر کھڑا رکھا۔ ملک بہار تاجی کو ہمراہ لیکر اندر گھسا۔ اور بادشاہ کو خواب راحت سے خواب مرگ میں پہنچا دیا۔ صبح ہونیکے بعد لاشہ موضع ہالول میں قریب محمد آباد مدفون ہوا۔ یہ واقعہ جگر فرسا ۱۴ شعبان ۹۳۲ ہجری کو ظہور میں آیا۔
عماد الملک ولی نعمت زادے کے خون ناحق سے دامن تر کر چکا۔ حرم سرائے سلطانی سے پانچ چھ برس کا ایک لڑکا نصیر خان نامی اٹھا لایا۔ اور اپنی گود میں بٹھا کر تخت نشین کیا۔ نام اسکا سلطان محمود رکھا گیا۔ حسب قدیم لوگوں کو انعام و خطاب ہوئے عماد الملک مختار و کلی انتظام کرنے لگا۔ امرائے سلطنت اس حرکت ناشدنی سے آزردہ ہو کر جاگیروں پر چلے گئے۔ چونکہ وزیر سے بدلہ لینے کا موقعہ حاصل نہ تھا انجام کار شہزادہ بہادر خان کی تجویز ہونے لگی۔ چند لوگ امراء نے طلب کیا۔ سلاطین گجرات میں بیگناہ قتل ہونیکا سہرا سب سے پہلے سلطان سکندر کے سر باندھا گیا۔

بہادر شاہ کی سلطنت کا بیان

شہزادہ بہادر خان پہلے ہی جاگیر سے آزردہ ہو کر چلا گیا تھا۔ اس کے جانیکے بعد سلطان مظفر نے سکندر خان کو ولیعہد مقرر کیا۔ اور یہی سلسلہ پر بسا کہ ہو پڑا۔ ادہر یکہ بہادر کو اتنا کھٹکا کافی ہو گیا جب سلطان مظفر کے مرنے کی خبر ملی ادہر آنیکی تیاری کر رہا تھا کہ سلطان سکندر کی شہادت کا غل ہوا۔ ساری باتیں چھوڑ کر مراسم تعزیت ادا کئے تین روز تک ماتم داری میں مصروف رہا۔ بعد رسم ایام تعزیت کے بیدرنگ محمود نگر میں پہنچا جہاں امرا مجموعہ عماد الملک جاگیروں میں جا بیٹھے ہوئے تماشہ دیکھ رہے تھے بہادر شاہ کے آنیکی خبریں سن سنکر اسی مقام پر آ حاضر ہوئے۔ بہادر خان محمود نگر سے امرا کو لئے ہوئے ۲۶ ماہ رمضان کو داخل احمد آباد ہوا۔ چار روز توقف کر کے عید کے دن عیدگاہ میں تشریف لیگیا۔ خطبہ اپنے نام پڑھوا لیا۔ تب اطمینان ہو بیتیس آدمی منصب و خطابات سے سرفراز ہوئے۔ دوسری شوال کو جانب محمد آباد روانہ ہوا۔ یہ خبر سنکر عماد الملک پریشان ہوا۔ مآل کار سوچنے لگا

مسلوم

معلوم ہوا کہ نصیر خاں ہنوز بچہ ہے اور بہادر خاں ناتجربہ کار۔ یہ اس سے سر نہ ہوگا لطیف خاں بلایا جائے تو کچھ امید پڑتی ہے۔ اسی اُدھیڑبن میں لطیف خاں کو طلب کیا۔ مگر بہادر خاں کی بہادری و شجاعت کا سکہ بیٹھا ہوا تھا اُس سے دونوں کو چھوڑ چھاڑ کر خانہ نشین ہو بیٹھا۔ اس عرصہ میں سلطان بہادر دریائے مہی عبور کرکے لشکر کو وہیں چھوڑا اور آپ بہ تیم ایلغار قصبہ ہالول میں جا مقام لیا۔ پہلے سلطان سکندر کی زیارت کی اور پھر تاج خاں کو تین سو سواروں کی جمعیت سے عماد الملک کو گرفتار کرنے کے لئے مامور فرمایا۔ تاج خاں نے عماد الملک کا مکان تاراج کیا۔ وہ بھاگ کر ایک شیعہ کے گھر روپوش ہوا۔ اس عرصہ میں بادشاہ معہ لشکر داخل دارالسلطنت محمد آباد ہوا۔ خبر ملی کہ ابتک عماد الملک گرفتار نہیں کیا گیا۔ جاں نثاران درگاہ بھیجے گئے۔ فوراً گرفتار کرکے حاضر کیا گیا۔ عماد الملک چونکہ بڑے رتبہ کا غلام تھا۔ اس کیلئے سزاوار تجویز ہوئی۔ گروہ شرکا عماد الملک کو بقول جیسی کرنی ویسی بھگتنی۔ سب کو سزائیں دی گئیں۔ لطیف خاں عماد الملک کے بلانے سے آرہا تھا۔ یہ خبر سنکر پلٹ گیا۔

۱۴۔ ماہ ذیقعدہ کی شب کو حسب رسوم قدیم تخت پر جلوس فرمایا۔ امرائے جاں نثار درباریٔ لیاقت شعار کو بیش بہا خلعتیں اور گھوڑے مرحمت ہوئے۔ اور فوج بھر کو ایک سال کی تنخواہ انعام دیگئی اور ڈیڑھ سو ملازموں کو عمدہ عمدہ خطاب مرحمت ہوئے۔ قدرت خدا سے اوسی سال پانی نہ برسا۔ قحط نے ڈراونی صورت دکھلائی۔ بادشاہ نے بنظر پرورش بندگان خدا صدہا لنگرخانے شہر میں جاری کئے۔ ہر لنگرخانے سے پکا ہوا کھانا ملا کرتا تھا۔ اور جب بادشاہ کسی دن سوار ہوتا۔ سائل کو ایک اشرفی سے کم نہ دیتا تھا۔ لطیف خاں نے زمینداران ضلع سلطان پور و نذربار کو جمع کرکے لڑائی کی تیاری کی۔ ادھر سے فوج سلطانی پہنچ گئی۔ عین معرکہ میں لطیف خاں زخمی ہوکر گرفتار ہوگیا۔ لڑائی موقوف ہوگئی۔ فوج سلطانی لطیف خاں کو لیتی ہوئی آتی ہی تھی راہ میں مرغ درہ میں لطیف خاں کا مرغ روح پرواز کرگیا۔ لطیف خاں کا بکھیڑا یوں تمام ہوا۔ نصیر خاں زہر سے مارا گیا۔ سارے مدعی ٹھکانے لگے۔ بہادر شاہ کو کسی کا کھٹکا نہ رہا۔ اطمینان سے سلطنت کرنے لگا۔

۱۵۔ ماہ ربیع الاول ۹۳۳ھ ہجری کو بادشاہ کھمبایت تشریف لے گیا۔ ہنوز تماشائے سیر دریا سے مطمئن نہ ہوا تھا کہ ملک ایاز حاکم ملک سورٹھ کے لڑکوں میں باہم فساد برپا ہونیکی خبر سنی۔ سیر و تماشہ ملتوی رکھکر عازم جوناگڈھ ہوا۔ اور فریقین کو زمانہ کے نشیب و فراز سمجھا کر اتفاق کے مضبوط رشتہ سے دونوں کو باندھکر وقت مراجعت بندر دیو میں ایک مہینہ قیام رکھا۔ اور بندر مذکور مجاہد بہلیم کو سپرد فرماکر احمد آباد تشریف لایا۔ رانا سانگا کا لڑکا مسمی بکرماجیت حاضر ہوا۔ ملازمت سلطانی حاصل کی۔ برابر تین مہینے تک احمد آباد میں قیام رکھا۔ اور کھمبایت کی سیر کرتا ہوا محمد آباد تشریف لایا۔ پھر محمد آباد سے روانہ ہوکر ناودت والے راجہ کی گوشمالی کرتا ہوا سورت پہنچا۔ اور سورت سے ایک رات و ایک دن کے عرصہ میں محمد آباد پر رونق افروز ہوا۔ اسی سال بندر بھڑوچ کا شہر پناہ تعمیر کرنیکا حکم دیا گیا۔ اور بعد اس کے جانب باگڈ لشکر کشی ہوئی۔ مقام میکرتیج میں ڈونگرپور والے راجہ نے ملازمت حاصل کی۔ وہاں سے پٹن ہوتا ہوا احمد آباد آیا۔ اور احمد آباد سے بطریق ایلغار ایک ہی روز کی مسافت میں محمد آباد جا پہونچا۔ اس زمانے میں بہادر شاہی ایلغار ضرب المثل مانے گئے تھے۔ اگر سارے ایلغاروں کی پوری پوری کیفیت لکھی جائے تو اصلی مطالب فوت ہوتا ہے۔ چونکہ اوراق صدر میں بھی شرط لکھی گئی ہے کہ احوال سلاطین گجرات منتخب مختصر تحریر کیا جائیگا۔ مفصل کا اشتیاق مدنظر ہو تو تاریخ سکندری ملاحظہ فرماویں۔ مترجم بھی اس امر کو پہلے ظاہر کرچکا ہے کہ اگر حیات مستعار نے بیوفائی نہ کی تو انشاء اللہ بعد تتمیم ترجمہ مرأت احمدی سکندری کا ترجمہ شروع ہوگا۔

۹۳۵ھ ہجری میں حسب التماس محمد خاں عادل خاں آسیری جو بادشاہ کا بھانجا تھا (کسی مہم میں کمک کا خواستگار ہوا) ایک لاکھ سوار اور نو سو ہاتھی کوہ پیکر کی جمعیت سے جانب دولت آباد روانہ کیا۔ بھلا خیال کیجئے کسکی مجال تھی جو اس لشکر کا مقابلہ کرتا۔ فوراً مہم سر ہوگئی۔ بادشاہ نے ماہ شعبان میں دارالسلطنت کی جانب مراجعت فرمائی۔

۹۳۶ھ ہجری ماہ محرم کی دوسری تاریخ کو دکن پر چڑھائی ہوئی۔ یہ سنکر شاہان دکن و راجہ بگلانہ مسمی بہرجی نے راہ میں بادشاہ کی ملازمت حاصل کی۔ حسب الحکم سلطانی بندر چیول و احمد نگر کے اطراف و جوانب کی بستی غارت کردی گئی۔ دکن کے اکثر شہروں میں بہادر شاہ کے نام سے خطبہ پڑھا گیا۔ قلعہ منڈو کی تسخیر کا ارادہ ہوا۔ چند روز محاصرہ رہا۔ پھر لڑائی شروع ہوئی۔ مگر قلعہ فتح نہوا۔ انجام کار ۲۹ شعبان کو بادشاہ بذات خود بہادروں کو ہمراہ لیکر قلعہ پر چڑھ گیا۔ قلعہ کا فتح ہونا تھا۔ کہ سلطان محمود بھاگ کر محل میں روپوش ہوا۔ بہادر شاہ نے قلعہ فتح کیا۔ مگر محمود خلجی سے معترض نہوا۔ وہ اسیطرح محل میں رہا کیا۔ بادشاہ قلعہ کے سیر تماشے میں مصروف رہا۔ جب ساری برسات ختم ہوئی سلطان محمود خلجی اپنے لڑکوں سمیت بہادر شاہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ بادشاہ نے ہمراہی سرداروں میں سے الف خاں۔ آصف خاں۔ اقبال خاں کو منتخب کیا۔ کہ محمود خلجی کو معہ فرزندوں کے بحفاظت

تمام احمد آباد سپرد کئے جائیں۔ ان کے سنگلنے سے پہلے راجہ پال کولیوں کی جمعیت لیکر سرحد پر موجود ہوں منتظر تھا۔ کہ اس عرصہ میں تینوں سردار بھی پہنچے۔ فریقین کا مقابلہ ہوا۔ راجہ پال اس غرض سے لڑ رہا تھا کہ غلجی کو بچا کر لے جاوے۔ آخر کار نتیجہ یہ ہوا کہ بیچارہ محمود چلن معرکہ میں مارا گیا۔ لڑائی ختم ہوئی۔ اس روز سے سارا ملک مالوہ سلطان بہادر کے قبضہ میں آگیا۔

۹۳۷ھ ہجری کی ماہ صفر میں سلطان بہادر شاہ قلعہ آسیر و برہان پور کی سیر کو تشریف لے گیا۔ نظام الملک بہادر نگر کو چتر شاہی عنایت فرما کر خطاب نظام شاہ کی سرفرازی بخشی۔ اس دن سے آج تک نظام شاہ مشہور ہوا۔ اور محمد خاں آسیری کو خطاب محمد شاہ عنایت کیا۔ بادر گر سلطان بہادر منڈو تشریف لایا۔ اور کسی مصلحت سے اوجین پر چڑھائی ہوئی۔ جب راجہ کے مقید ہونے کی خبر ملی۔ بادشاہ بطریق ایلغار منڈو سے اوجین آیا۔ یہ ملک دریا خاں ماٹھ دلی کو سپرد ہوا۔ اور آگے آتے بڑھا ہے متواتر سارنگ پور پہنچا۔ اور ملو خاں کو جاگیر میں سپرد کر کے بھلسہ پہنچ گیا۔ یہ اس کے قلعہ رائے سین جو کنارہ دریا واقعہ تھا۔ خیام فلک احتشام برپا ہوئے۔ امراء کو مورچے تقسیم کر دیئے۔ قلعہ سہلدی کے بھائی رائے سین کے قبضہ میں تھا۔ لشکر شاہی میں رومی خاں نامی کو فن آتشبازی میں دستگاہ کامل حاصل تھی۔ ایک ہی ضرب توپ سے قلعہ کا ایک برج گرا کر رستہ بنا دیا۔ دوسری جانب سے بارہ ہزار کہتی پیادوں نے باران تیر برسا کر ایک اور برج کو چھلنی کر دیا۔ سہلدی یہ کیفیت دیکھ کر عرض پیرا ہوا۔ کہ مجکو اسلام سے مشرف کیجئے قلعہ بھی حاضر ہے اور میں بھی غلام ہوں۔ اور اپنے بھائی لکھمن سین کو بلوا کر حضور میں حاضر ہوا۔ دونوں بھائی مشورت کرنے لگے۔ لکھمن نے کہا کہ مفت قلعہ کیوں دیئے دیتے ہو میں نے اپنے لڑکے بھوپت کو رانا کے پاس بھیجا ہے۔ وہ عنقریب فوج کو کمک کچھ نہیں تو تیس چالیس ہزار لئے ہوئے آتا ہی ہوگا۔ چند روز ٹال ٹول کرتے رہو۔ سہلدی کو بھی یہ بات پسند آئی۔ بادشاہ سے عرض معروض کر کے رخصت حاصل کی۔ اور چلتے وقت کہدیا کہ آج نہیں تو کل قلعہ پر بادشاہی علم کا پھریرہ اڑتا ہوا دکھائی دیگا۔ جب دو ایک روز حسب معاہدہ قلعہ سے کوئی اثر نہ ظاہر ہوا۔ اور مخبروں سے خبر ملی کہ رانا کا لڑکا تعداد کثیر لئے ہوئے ادہر آرہا ہے بادشاہ نے محمد شاہ آسیری اور عماد الملک کو بھوپت کی روک تھام کیلئے تعین کیا۔ عماد الملک نے حضور میں عرض کیا۔ کہ رانا کا لشکر بہت زیادہ ہے۔ بادشاہ نے اختیار خاں کو محاصرہ کی حفاظت سپرد کی اور آپ بذات خود سوار ہوا۔ مع چالیس گھوڑے تھے کچھ پانی تھیں۔ جو ایک شبانہ روز میں سترکوس کا دھاوا مار کر لشکر ہراول کو جا ملا یا بادشاہ کی سواری میں فقط تیس سوار ہمراہ تھے۔ (خدا جانے وہ کیسے لوگ ہونگے۔ جو اتنی بڑی مہم اور بھر جان جوکھوں کے کام میں ذرا بھی نہ جھجکتے تھے) جب رانا کو خبر ہوئی ایک منزل پیچھے ہٹا اور معتمد خاص کو حضور میں بھیجکر عذر چند در چند اور گناہ ظاہر کئے۔ اس سے یہ مقصد تھا کہ بادشاہ بنفس نفیس لشکر میں موجود ہے یا نہیں۔ اس عرصہ میں کسی مخبر نے رانا کو خبر دی کہ ا لغ خاں گجرات سے چھتیس ہزار سوار و پیادوں کی جمعیت کے علاوہ توپخانہ و بیشمار ہاتھی لئے ہوئے ادہر آرہا ہے۔ یہ سنکر رانا پھر نہ ٹھہرا۔ سیدھا چتوڑ کے قلعہ میں جا کر دم لیا۔ اگرچہ بادشاہ نے رانا کا پیچھا نہ چھوڑا۔ مگر رانا اس سے پہلے قلعہ چتوڑ میں پہنچ گیا تھا۔ بادشاہ نے فرمایا۔ خیر اب نہیں تو بعد فراغت مہم رائےسین دیکھا جائیگا۔ اور بادشاہ قلعہ رائے سین کی جانب متوجہ ہوا۔ جب اہالیان قلعہ کمک رانا سے محروم ہوئے چونکہ اب تک امید کھونٹے پر کود رہے تھے۔ مایوس ہو گئے تھا۔ کہ قلعہ مفتوح ہوا۔ اسکی مفصل کیفیت مرآت سکندری میں مرقوم ہے۔

بعد فتح قلعہ رائے سین سارا ملک جو سہلدی کے قبضہ میں تھا مع چندیرے بھلسہ کے سلطان عالم لودی کو مرحمت فرمایا۔ چونکہ یہ بھی بجائے خود ایک بادشاہ تھا اور ہمایوں شاہ کے تحت حکومت کالپی چھوڑ کر بارہ ہزار سواروں کی جمعیت سے حمایت سلطانی میں آ بسر کر رہا تھا علاوہ انکے اقربائے سلطانی میں معزز و ممتاز مانا جاتا تھا بغرض مظہر پرورش سارا ملک مفتوحہ بخش دیا۔ اور محمد شاہ آسیری کو فرمان بھیجا گیا کہ رانا نے قصبہ کاکروں سلطان محمد کے زمانہ میں قبضہ کر لیا تھا ہم چاہتے ہیں نزد شمشیر اس سے چھین لیا جائے۔ اور خود بہادر شاہ کی سواری ہاتھیوں کے شکار کو جانب گونڈ وارہ روانہ ہوئے اس مرحلہ میں اکثر عمدہ عمدہ ہاتھی شکار کئے گئے۔ لیکن اس کے قلعہ کا تو ایک ہی روز کے عرصہ میں فتح کر کے الپ خاں کو سپرد کیا۔ اور ہوشنگ آباد اور اسلام آباد کے علاوہ بعض مضافات ضلع مالوہ بھی سلطان بہادر کے حملہ سے بچے۔ ان

سب کو تسخیر کر کے قلمرو گجرات میں شریک کرے۔ بعد اس کے بادشاہ کی سواری سارنگپور پہونچی۔ دوسرے روز مراجعت فرما کر قصبہ کالر (وان) میں پہونچی۔ محمد شاہ آسیری
اب تک تسخیر کالرون کی تدبیر کر رہا تھا۔ بادشاہ کے جاتے برابر مفتوح ہوگیا۔ حسب الحکم سلطانی عماد الملک نے مندسور مسخر کیا۔ بعد اس کے بادشاہ کی سواری محمد آباد رونق افروز
ہوئی۔ چند ہی دن گذرے تھے کہ بندر دیو میں فرنگیوں کے جاگزیں ہونے کی خبریں متواتر آئیں اور ساتھ کے ساتھ ہی یہ بھی کہا گیا کہ بڑی تیاری سے بندر پر حملہ ہوگا۔ بادشاہ
بطریق ایلغار راتوں رات کھمبایت تشریف لایا۔ جاسوسوں نے فرنگیوں کو آگاہ کیا۔ فوراً چلتے پھرتے ہو گئے۔ بادشاہ اونچے مستقیم بندر دیو میں تشریف فرما ہوا۔
مہم چتوڑ کے لئے بڑی بڑی دو توپیں قلعہ شکن اور چھوٹی چھوٹی معمولی ایک سو توپیں محمد آباد میں روانہ کر کے آپ بذات خود احمد آباد رونق افروز ہوا۔ اور ایک ہی
روز کے عرصہ میں بہ ہم ایلغار محمد آباد پہونچا۔ اور محمد شاہ آسیری کو فرمان روانہ کیا گیا۔ کہ بہت جلد مہم چتوڑ پر روانہ ہو جائے۔ اور وزیر خداوند خاں کو جو قلعہ مانڈو میں
مقیم تھا۔ فرمان بھیجا گیا۔ کہ لشکر موجودہ کو ہمراہ لیکر محمد شاہ آسیری کے ساتھ چتوڑ چلا جائے۔ اور آپ محمد آباد سے سوار ہو کر تین روز کے عرصہ میں مانڈو پہونچا۔
سرداران مذکور متفق ہو کر چلنے کی تیاریاں کر رہے تھے۔ کہ بادشاہ آ پہونچا۔ اور بحکم سلطان آگے بڑھے۔ مندسور پہنچے تھے کہ رانا کے وکیلوں نے نہایت
انکساری سے ظاہر کیا۔ کہنے لگے کہ رانا کہتا ہے کہ میں بندہ درگاہ ہر طرح سے تابعدار ہوں۔ تعمیل احکام کو اپنا اعزاز سمجھتا ہوں۔ بار بار یہ سے قلعہ پر کیوں چڑھائی
ہوا کرتی ہے۔ بندہ نافرمان کی گت میرے لئے کیوں بنائی جائے۔ امیدوار ہوں کہ غلام و بندہ پر رحم فرما کر تسخیر قلعہ کی تیاریاں ملتوی کر دی جائیں ہر چند وکیلوں نے
کوئی بات اٹھا نہ رکھی۔ مگر ایک بھی منظور نہ ہوئی۔ فوج نے قلعہ کا محاصرہ کیا۔ جب اہالیان قلعہ بہت تنگ ہو گئے۔ رانا سانگا کی رانی سے دیکھا نہ گیا۔ شفاعت کرنے
کھڑی ہو گئی۔ نہایت عاجزی سے ہاتھ جوڑ کر عرض کرنے لگی۔ بادشاہ کو اسکے حال پر رحم آیا اور اس شرط سے معافی منظور ہوئی کہ جو تاج سلطان محمود خلجی کا تاج مرصع
جسکی قیمت کا اندازہ کرنے میں جوہری مجبور تھے۔ رانا لوٹ کر لے گیا تھا۔ وہ سب چیزیں پیشکش حاضر کر دی جائیں۔ ابھی ابھی محاصرہ اٹھا دیا جائیگا ورنہ یہ سمجھ رکھو کہ
قلعہ کی اینٹ سے اینٹ لڑا دیجاویگی۔ رانی نے ساری چیزیں مع پیشکش پانچ لاکھ روپیہ نقد اور سو گھوڑے دس ہاتھی حضور میں حاضر کر دیے۔ بادشاہ محاصرہ اٹھا کر تشریف لیگیا
حسب الحکم برہان الملک اور مجاہد خاں کثیر التعداد فوج کے ساتھ قلعہ رنتھنبور کو روانہ ہوئے۔ اور ملک شمشیر الملک بارہ ہزار سوار لیکر اجمیر کیطرف متوجہ ہوا اور بادشاہ چار
روز کے عرصہ میں چتوڑ سے مندسور تشریف لایا۔ دوسرے روز لشکر شاہی کو مانڈو چلنے کا حکم ہوا۔ دو روز کے بعد آپ بھی سوار ہو کر ایک شبانہ روز میں راہ لپیٹ سمیٹ کر مانڈو
پہونچا۔ (مانڈو اور مندسور کے درمیان ساٹھ کوس کا فاصلہ ہے) چند روز قیام رہا۔ محمد شاہ فاروقی آسیر والی کو جمعیت تمامی سرداران گجرات نظام الملک کہنی کی
جانب روانہ کیا۔ محمد شاہ کو نظام الملک کے ساتھ قصبہ بیر کی سرحد میں مقابلہ ہوا یہ کیفیت محمد شاہ نے حضور میں تین قاصدوں کے ساتھ روانہ کی۔ عرضی آتے برابر فوج
سے بارہ ہزار سوار منتخب ہوئے اور بہ ہم ایلغار قصبہ بیر میں جا پہونچا۔ لڑائی ہو رہی تھی۔ بہادر شاہ کا آنا غضب ہو گیا۔ دکہنی فوج کے جمے ہوئے قدم اکھڑ گئے نظام الملک
فوج کی بھاگڑ سے مجبور ہوا۔ آخر تھک کر جھک مار کر بارگاہ سلطانی میں حاضر ہوا۔ از سر نو گوشوارۂ اطاعت کان میں ڈالا گیا۔ بادشاہ نے رحم فرما کر سارا ملک اوسی کو
بخشا۔ سواری سمت مانڈو روانہ ہوئی۔ نظام شاہ چند منزل سواری کے ساتھ ساتھ حاضر رہا۔ پھر رخصت لیکر چلا گیا۔

منڈو آنیکے بعد پھر دوبارہ تسخیر قلعہ چتوڑ کا ارادہ ہوا۔ ہنوز تیاریاں ہو رہی تھیں کہ سلطان حسین مرزا کا پوتا محمد زمان مرزا جو ہمایوں شاہ کا عزیز قریب تھا۔
کسی وجہ خاص سے آزردہ ہو کر براہ مستقیم گجرات چلا آیا۔ اور رفاقت بہادر شاہ حاصل کی۔ یہ بات باعث ملال ہمایوں شاہ واقعہ ہوئی۔
کئی مرتبہ فریقین میں خط و کتابت ہوئی۔ مگر کسی خاص امر کا فیصلہ نہ ہوا۔ ہمایوں شاہ یہ کہتا تھا کہ حسین مرزا ہمارے پاس بھیجدیا جائے یا اپنی قلمرو سے اخراج ہو۔
بہادر شاہ کو ایک بھی بات پسند خاطر نہ ہوئی چنانچہ اسکی مفصل کیفیت مرات سکندری میں مرقوم ہے بلکہ نقل نامہ ہمایوں شاہ بھی مندرج کر دی گئی ہے۔
بس یہی بات پرخاش بین ہر دو بادشاہ رنجش واقعہ ہوئی۔ تسخیر قلعہ چتوڑ کی تیاریاں ہو رہی تھیں۔ رومی خاں کو مہتمم قرار دیا گیا۔ بلکہ اُس سے یہ وعدہ کیا گیا تھا۔ کہ بعد
حصول فتح قلعہ مہتمم کو سپرد کر دیا جائیگا۔ ادہر چتوڑ پر محاصرہ ہو رہا تھا کہ ہمایوں بادشاہ کے بارادۂ تسخیر قلعہ گوالیار تشریف لانے کی خبر پہونچی۔ بہادر شاہ جنگ چتوڑ

ملتوی رکھ کر منتظر رہا کہ چتوڑ فتح ہو ... ہمایوں شاہ کا ارادہ منکشف ہو گیا۔ تاتارخاں لودھی کو حکم دیا گیا۔ کہ تیس ہزار سوار کی جمعیت براہ ختنہ بیانہ و دہلی جا کر ... ہمایوں شاہ عازم گجرات ہو ... سے تسخیر کرے۔ الغرض ہمایوں شاہ گجرات سے دست بردار ہو کر معاودت کرے گا۔ یہ سب کچھ سمجھا سمجھا کر روانہ کیا تھا ... مشیت ایزدی ... وابستہ ہیں۔ خدا کو منظور نہ تھا۔ تاتارخاں کی غلط فہمی نے وہ موقعہ ہاتھ سے کھو دیا چنانچہ ہنڈال مرزا برادر ہمایوں شاہ سے لڑائی میں شکست ہوئی۔ ادھر قلعہ چتوڑ فتح ہو گیا۔ مگر بے سوچے شاہ نے رومی خاں کو قلعہ داری چتوڑ سے محروم رکھا۔ اس کا بددل ہونا اور بھی غضب ہو گیا۔ جیسے سونے پر سہاگہ۔ رومی خاں کی آزردگی نے رنگ دکھلایا۔ اس نے بطور پوشیدہ بہادر شاہ کی ساری کیفیت تحریر کر کے ہمایوں شاہ کو گجرات کی ترغیب دلوا کر آمادہ کیا۔ ہمایوں شاہ کا آنا اور رومی خاں کا کھلے خزانہ تو نہیں مگر پوشیدہ کا ... بہادر شاہ کو ... کی تفصیل کیفیت مرآت سکندری بتلا رہی ہے۔ بہادر شاہ مجبور ہو کر مخصوص چند آدمیوں کے ساتھ چتوڑ سے منڈو پہنچا۔ یہ قلعہ بھی ہمایوں شاہ نے فتح کر لیا۔ بہادر شاہ بہ ہزار خرابی بچ بچا کر دشمن سے نکل کر چانپانیر چلا گیا۔ اختیار خاں و راجہ نرسنگ دیو زخمی کو قلعہ سپرد کر کے آپ بخط مستقیم کھمبایت اور سورٹھ ہوتا ہوا بندر دیو میں جا دم لیا۔ ہمایوں شاہ کے پیچھے رومی خاں کھڑا ہو گیا تھا۔ چانپانیر بھی تسخیر کر لیا۔ اور پھر احمدآباد آیا۔ گویا سارا ملک گجرات بات کی بات میں تسخیر ہو گیا مرزا عسکری ہمایوں شاہ کا بھائی حفاظت احمدآباد کے لئے تعین ہوا اور قاسم بیگ کو بھڑوچ اور یادگار ناصر مرزا کو پٹن و بابا بیگ جلائر کو چانپانیر سپرد فرما کر بادشاہ دارالخلافہ آگرہ تشریف لے گیا۔ چونکہ ان ایام میں بادشاہ کی عدم موجودگی سے شیر خاں افغان ملقب بہ شیر شاہ نے آگرہ میں فساد برپا کیا تھا۔

جب امرائے بہادر شاہی کو یہ کیفیت دریافت ہوئی بہت ہی ناگوار طبع گذرا۔ حاکم رن تھنبو ملک امین نس اور قلعہ دار چتوڑ ملک برہان الملک بنیانی اور حاکم قلعہ امید ملک شمشیر الملک نے متفق ہو کر قریباً دس ہزار سوار کی جمعیت باہم پہنچا۔ سرحد پٹن سے بہادر شاہ کی خدمت میں عرضداشت روانہ کی کہ اگر حکم ہو تو یادگار ناصر مرزا سے لڑائی شروع کر دی جائے۔ بہادر شاہ نے جواب لکھا تو فتح لازم ہے۔ اور ... عنقریب پہنچا چاہتے ہو۔ قلیل میں بادشاہ ملحق ہوا۔ یادگار ناصر مرزا و بدیہ بہادر شاہی سے بھاگ کر احمدآباد آیا۔ پٹن پر یوں قبضہ ہو گیا۔ اب ... احمدآباد ... بہادر شاہ کی خبریں سن سن کر سب طرف سے لشکر فراہم ہو گیا۔ مقام محمودآباد میں مرزا عسکری سے مقابلہ ہوا۔ بیگانہ ملک میں حکومت کرنا کچھ دل لگی ہے۔ اور پھر بہادر شاہی حملہ ضرب المثل مشہور عالم تھے۔ بیچارا مرزا عسکری بھاگ کر ہمایوں بادشاہ کی خدمت میں چلا گیا۔

بہادر شاہ سب طرح سے مطمئن ہو کر چانپانیر تشریف لے گیا۔

بادشاہ کو اس امر کا نہایت افسوس تھا کہ اس کی غیبت میں فرنگیوں نے بندر دیو میں ایک قلعہ تعمیر کر لیا تھا۔ اوسی کی آڑ میں ہر وقت فساد کیا کرتے ہر چند ان کے دفعہ کرنے کی تدبیریں سوچا کرتا۔ مگر اوس وقت تک کوئی بات ذہن نشین نہ ہوئی تھی۔ فرنگی وندناتے ہوئے بندر دیو کی حکومت کر رہے تھے۔ وجہ بنائے قلعہ مذکور مرآت سکندری میں مفصل مرقوم ہے۔

بہادر شاہ کی پالیسی ایسی تھی کہ فرنگیوں کا پورا داؤں چل جاتا۔ مگر سارے امورات تقدیر الٰہی سے وابستہ ہیں۔ بادشاہ نے دھوکہ کھا کر با معدود سے چند ملازموں سے فرنگیوں کی ملاقات کی۔ اور پھر بندر دیو میں بادشاہ کو تنہا پا کر مکر و دغا شہید کر کے لاش دریا میں پھینک دیا۔ اس دن سے یہ جزیرہ فرنگیوں کے قبضہ میں ہو گیا۔ یہ سانحہ ہوش ربا رمضان کی تیسری ۹۴۳ھ ہجری میں واقع ہوا۔ اختیار خاں وزیر سلطنت نے تاریخ شہادت سلطان البر شہید البحر لکھی۔ گیارہ برس سلطنت کر کے ۳۱ برس کے سن میں شہادت حاصل ہوئی۔

سلطان بہادر کی لاولدی نے اس کے بھانجے محمد شاہ فاروقی حاکم قلعہ آسیر برہانپور کو ولیعہد مقرر کر کے ارکین سلطنت سے معاہدہ کر دیا تھا وقت شہادت محمد شاہ ستر ہزار سوار کی جمعیت سے بحکم سلطانی نواح اوجین میں مقیم تھا۔ ارکان دولت نے ایک عرضی روانہ کی۔ کہ بادشاہ نے تخت سلطنت سے منصب شہادت درجہ اعلیٰ حاصل کیا۔ آپ چونکہ ولیعہد ہیں سلطنت سنبھالیں اس عرصہ میں مرزا محمد زماں کو ہوس سلطنت نے بندر دیو سے تیس کوس کے فاصلہ قصبہ اونا کے اطراف میں آمادہ فساد کر دیا۔ امرائے گجرات نے تنبیہ کے لئے عماد الملک کو تعین کیا۔ فریقین کا مقابلہ ہوا نتیجہ جنگ عماد الملک کے پلے رہا

جب اُمرائے گجرات کا موبینہ محمد شاہ فاروقی کو ملا کیفیتِ شہادت سلطان سنکر از حد رنجیدہ ہوا کیسی سلطنت اور کس کا سنبھالنا کسی بات پر متوجہ نہوا۔ اور ساری باتیں چھوڑ کر بیت الحزن میں جا بیٹھا۔ بادشاہ کے الم مفارقت سے شب و روز آہ و زاری کرتا رہا۔ آخرکار شہادت کے سترویں روز جان عزیز قربان کردی جب اُمرا کو یہ کیفیت معلوم ہوئی۔ باہم مشورہ کرنے لگے۔ کہ اب کیا انتظام کیا جائے۔ آخرکار یہ فیصلہ ہوا کہ محمود خاں بن لطیف خاں بہادر شاہ کا بھتیجا وارث سلطنت موجود ہے۔ مگر بادشاہ نے محمد شاہ آسیری کو سپرد کرکے ضلع خاندیس کے قصبہ بیاول میں مقید کر رکھا تہا۔ اور شمس الدین نگہبانی کے لئے مامور تھا۔ امرائے گجرات نے محمود خاں کو طلب کیا سلطنت گجرات کا دبدبہ بہادر شاہ کے زمانہ تک کس کروفر سے جاری تہا۔ جب سلطان بہادر ہمایوں شاہ سے شکست کھا کر بھاگا۔ اسی دن سے سلطنت میں فساد ہونے لگے۔ چند ہی دن گذرے تھے کہ بہادر شاہ کی شہادت نے دبدبہ کا خاتمہ کر دیا۔ شاہان دکن و سندھ اور فرنگ نے جسکی مفصل کیفیت دفعہ دوم میں تحریر ہو چکی ہے۔ پیشکش بھیجنا موقوف کر دیا۔

محمود خاں بن لطیف خاں بن سلطان مظفر حلیم کی سلطنت کا احوال

محمود خاں بن لطیف خاں گیارہ برس کے سن میں تخت سلطنت پر بٹھایا گیا۔ سال جلوس ۹۴۳ھ ہجری تہا۔ لقب اسکا سلطان محمود ثانی رکھا گیا۔ تمام قلمرو گجرات میں سکہ اور خطبہ جاری ہو گیا۔ دریا خاں کو وزارت سلطنت سپرد ہوئی۔ اور مجلس کرامی کے نام سے سرفراز کیا گیا۔

عماد الملک اور دریا خاں مل جل کر عہدہ وزارت کا انجام دینے لگے تہے۔ اور بادشاہ خورد سال کی حفاظت بھی اُن ہی کے ذمہ رکھی گئی تھی۔ بادشاہ کی خورد سالی مداخلت اُمورات سلطنت کی مانع تھی علاوہ اُمرائے مذکور شخص ثالث بار یاب نہوتا تہا۔ بادشاہ کا کہانا پینا لباس وغیرہ اشیائے ضروریہ ان ہی کے قبضہ قدرت میں رکھا گیا تہا۔ اگرچہ اس انتظام سے بادشاہ کو بڑا اذیت ہوتی تھی۔ مگر زیادتی ادراک رسائی عقل و فہم برداشت کرنے پر مجبور کرتی تھی۔ بادشاہ دل بہلانے کو اکثر سیر و شکار میں مصروف رہا کرتا۔ امور سلطنت و مہم مملکت سے کچھ سروکار نہ تھا۔ اگرچہ بادشاہ خورد سال تھا مگر زمانہ معطلی میں ہر امر کے غور کرنیکا موقعہ خوب ملگیا تھا۔ گاہ گاہ تخلیہ میں اُمرائے مذکور کو یہ بات ضرور کہدیتا۔ کہ جس بادشاہ کو تنہا ایسے وزیر ملجائیں تو امورات سلطنت کی دردسری کیا ضرورت ہے۔ کبھی یہ کہہ بیٹھتا۔ کہ مکہ معظمہ کیسی جگہ ہوگی۔ اور مدینہ منورہ کیسا مقام ہوگا۔ اُمرائے مذکور بادشاہ کی باتوں سے مطمئن ہو کر بفراغ خاطر سلطنت کر رہے تہے سلطان محمود اپنے فہم و فراست و تقاضائے مصلحت وقت نادان بنا ہوا تہا۔ اگر کسی بات میں جو کچھ ملاحظہ فرماتا یا دیکھتا بطرز خیال عارفانہ وزرا سے کہدیتا۔ وہ اسکی باتیں سن سنکر حیران ہوتے تہے۔ ایک روز دریا خاں کو خرخشہ پیدا ہوا کہ کسی حیلہ سے عماد الملک کو عہدہ وزارت سے دور کر دیا جائے تو ساری باتیں حسب منشا درست ہو جائینگی۔ ایک روز بادشاہ کو یہ بہانہ شکار دریائے مہی کے کنارے فرد کش کیا۔ اور اطراف و جوانب سے لشکر فراہم کرکے عماد الملک کو حکم دیا گیا۔ کہ بادشاہ چاہتے ہیں چند روز کے لئے جاگیر پر چلے جاؤ۔ بامر مجبوری عماد الملک سمت جہالاواڑ چلا گیا۔ دریا خاں بادشاہ کو لئے ہوئے عماد الملک کے تعقب میں نواح برہان پور میں داخل ہوا اور مبارک شاہ کو پیغام بھیجا کہ عماد الملک کو گرفتار کر کر حوالہ کرے۔ مگر مبارک شاہ نے کچھ پرواہ نہ کی۔ انجام کار بعد رد و بدل بسیار حوالے قصبہ وانگری میں لڑائی شروع ہوئی۔ مبارک شاہ قلم ستعداد کا حاکم تھا شکست کھا کر قلعہ آسیر میں پناہ گزین ہوا۔ اسکا اثاثہ سلطنت اور نامی ہاتھی بادشاہ کو ملے۔

عماد الملک پھر بھاگ کر قلعہ پانڈو میں قادر شاہ حاکم مالوہ کے پاس جا پہونچا سلطان محمود کچھ مدت تک برہان پور میں مقیم رہا۔ صلح کے پیغام اُدہر سے آرہے تہے۔ آخر اس بات پر فیصلہ ہو گیا۔ کہ برہان پور اور آسیر میں سکہ و خطبہ سلطان کے نام کا جاری رہیگا۔ معاہدہ ہونیکے بعد دریا خاں سلطان محمود کو لیکر احمد آباد آیا۔ عماد الملک کا کانٹا نکل گیا تھا۔ بے کھٹکے ساری گجرات میں حکومت کرنے لگا۔ سلطان محمود بیتور نظر بند تہا۔ دریا خاں عیش پسند اور تماشا

دوست آدمی تھا۔ اکثر اوقات مصروف لہو ولعب ہوا کرتا۔ عہدۂ نگہداشت سلطان عالم خاں لودی کے سپرد کر رکھا تھا۔ چونکہ یہ دریا خاں کا معتمد خاص و ملازم با اختصاص
تھا۔ دریا خاں جب وزیر مطلق العنان ہوا۔ زر بخشی انعام اور وظیفوں کی بھرمار سے خلق اللہ کو گرویدہ بنا لیا۔ امرا کی کچھ تخصیص نہ تھی۔ بلا امتیاز شخصیت انعام دیئے جاتے
تھے۔ کہتے ہیں کہ اکثر اوقات زمینوں کے فرمان بلاقید اسم لکھوا لکھوا کر مہر وغیرہ سے مکمل کر کے تیار رکھے جاتے تھے۔ کہ بروقت ضرورت مستحق کو انتظار باقی نہ رہے۔ اور فوراً
دیدیئے جائیں۔ دریا خاں اس وتیرہ سے پانچ برس تک عیش و عشرت میں مصروف رہا۔ بادشاہ کو گھڑی گھڑی کی خبریں وقتاً فوقتاً ملتی رہتی تھیں۔ مگر تغافل فرماتا رہا۔ الغرض دریا
دریا خاں ہر چند بادشاہ کے دلی ارادوں کو ٹٹولتا رہا۔ مگر بادشاہ کی بردباری اور حلیمیت سے پتا نہ لگا۔ گاہ بگاہ کہہ دیتا کہ اس سلطان کے معاملے میں سخت حیران
ہوں۔ نہ جانتے یہ عاقل کامل ہے یا نادان جاہل۔ کچھ پتہ نہیں چلتا۔ عالم خاں لودی محافظ بادشاہ دریا خاں کی کسی حرکت ناجائز سے بد دل ہو کر رخصت لے جاگیر پر چلا گیا۔
یہ کیفیت مفصل مرآت سکندری میں مرقوم ہے۔ اس عرصہ میں خبر ملی۔ کہ عماد الملک نے مالوہ میں قادر شاہ سے بدرجہا خصوصیت پیدا کی ہے۔ یہ سنکر آزردہ ہوا۔
اور ایک فرمان بنام قادر شاہ اس مضمون کا روانہ کیا۔ کہ عماد الملک کو گرفتار کر کے ہمارے پاس بھیج دیا جائے۔ خواہ ملک سے خارج۔ جب حسب مراد قادر شاہ کا جواب
نہ آیا۔ دریا خاں نے بارادۂ لشکر کشی بادشاہ کو کہا اندرون محل میں باتراب کر دیا اور اطراف ممالک محروسہ میں فرمان بھیج بھیج کر لشکر جمع کرنا شروع کیا۔ دریا خاں نے یہ معمول
رکھا تھا کہ ہر روز بوقت دو پہر دن چڑھے دربار میں حاضر ہوتا اور دو ایک گھڑی ٹھیر کر شہر میں واپس جاتا اور دن بھر عیش و عشرت میں مصروف رہتا۔ جہتک بادشاہ خورد سال
بے حقیقت تھا جو کچھ گذرتا تھا۔ برداشت کرتا۔ ایک روز دریا خاں نے خود بادشاہ اور سید مبارک بخاری کو محفل راگ و رنگ کی شرکت کا مدعو کیا۔ رات بھر محفل سرور ناچ
برپا رہی۔ دریا خاں پچھلی رات کو محفل سے اٹھا اور ایک رنڈی کو لیکر خلوت خانہ میں چلا گیا۔ بادشاہ اور سید صاحب محفل میں بیٹھے رہے۔ اس حرکت ناشدنی سے سلطان محمود
از حد آزردہ ہو کر سید صاحب سے شکایت کرنے لگا۔ کہ آپ نے ملاحظہ کیا یہ غلام نمک حرام نے دربار شاہی کی پروا نہ کی۔ اور مجلس میں شراب پی اور رنڈی کو لیکر سو رہا۔
سید صاحب نے عرض کیا کہ قبلۂ عالم ہنوز صبر و تحمل و بردباری کو کام فرمائیگا۔ دیکھئے تو پردۂ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہے۔ اتفاقاً بادشاہ کی پوری پوری کیفیت عالم خاں لودی
کو قصبہ دہندہ قریب محمد آباد سے تین کوس کے فاصلہ پر واقع ہے۔ دریا خاں سے آزردہ ہو رہا تھا۔ مخفی بادشاہ کو اطلاع کی۔ کہ غلام کو اچھی طرح معلوم ہے
کہ خاطر مبارک جس امر سے پریشان رہا کرتی ہے اس کے دفع کرنے میں حسب الحکم جان و مال سے دریغ نہ کیا جائیگا۔ بشرطیکہ حضور یہاں تشریف لادیں۔ سلطان محمود
بلا تردد چڑھ پڑا۔ عالم خاں لودی سے معاہدہ لیکر مطمئن ہوا۔ عالم خاں لودی نے ایک ... دو سو سوار بادشاہ کے لینے کو بھیجے۔ ... فاصلہ پر ٹھیرے
رہے۔ رات کو موقعہ پا کر محل کہا اندرون سے پوشیدہ ... بادشاہ نکلکر چلا گیا۔ صبح ... دریا خاں کو معلوم ہوا کہ سلطان محمود ہاتھ سے جاتا رہا سلطنت
خالی ہو گئی۔ اور تدبیر کرنی چاہئے۔ چونکہ ملک اور خزانہ اس کے پاس موجود تھا ... اولاد سے ایک لڑکا پیدا کر کے سلطان مظفر نام رکھا اور برائے
نام سلطنت پر قائم کیا۔ تمام قلمرو میں سکہ و خطبہ جاری ہو گیا۔ ... فوج ہمراہ لیکر باہر آیا۔ راہ میں فریقین کا مقابلہ ہوا۔ سخت لڑائی پڑی۔ سلطان محمود
پسپا ہوا۔ اور دریا خاں مظفر و منصور بادشاہ ... سلطان محمود ثانی کا ستارۂ اقبال اور ہونہار بادشاہ تھا۔ باوجود مغلوبیت ہر طرف
سے جوق جوق لشکر فراہم ہو گیا۔ بلکہ طرف داران دریا خاں ... دیکھ کر ... احمد آباد ... ہر چند اہالیان قلعہ شہر میں آنیکو مانع ہوئے مگر یہ کب کسی کی
ماننے والا تھا۔ جبراً شہر میں در آتا ہوا چلا آیا۔ سپاہ و رعایا کی تسکین کرنے لگا۔ مگر فریقین کچھ ایسے برداشتہ خاطر ہو رہے تھے کہ دریا خاں کے کہنے سننے کی اصلاً پرواہ نہ کی
اور سید ہے سلطان محمود ثانی کے پاس چلے۔ احمد آباد میں دریا خاں کو معلوم ہوا۔ کہ اہالیان شہر گرفتار کر کے سلطان کے پاس لیجائیں تو غضب ہی ہو جائیگا۔ اپنی بیوی
اور بال بچے مال و خزانہ سب سمیٹ کر چپا نیر بھیجوا دیا۔ اور آپ برہان پور میں مبارک شاہ کے پاس چلا گیا۔ یہ واقعہ ۹۵۰ ہجری میں واقعہ ہوا۔ اس کے جانیکے بعد
سلطان محمود احمد آباد میں آ موجود ہوا اور تخت پر تشریف لے گیا۔ اور قلعہ پر قبضہ کر کے دریا خاں کی جو رو بچے مال و خزانہ سب کا سب ضبط کر لیا۔ منصب وزارت برہان الملک
بنیانی کو اور سپہ سالاری عالم خاں لودی کو مرحمت ہوئے۔ بادشاہ اطمینان سے رہنے لگا۔ اسی روش سے تین مہینے بسر ہوئے۔ اور فلک کج رفتار سیدھا چلتا رہا۔

ایک روز عالم خاں لودہی نے عرض کیا کہ دریا خاں نے محض بنظر اغراض نفسانی عماد الملک جیسے خیرخواہ کو درگاہ سلطانی سے دور کر رکھا تہا۔ حکم ہو تو فرمان بھیجکر بلوا لیا جائے۔ بادشاہ نے التماس منظور فرمائے۔

سابق میں چرچی چٹیہ مار تہا بین بادشاہ و عالم خاں لودہی واسطہ ہوکر پیغام لاتا لیجاتا۔ اسی ذریعہ سے خطاب محافظ خاں حاصل کیا۔ مقرب معتمد درگاہ مانا گیا ہے۔ مگر اوسکی کم ظرفی نے اسقدر پہولا دیا کہ عوام میں صاحب اقتدار نہایت ہونا کیا چاہتا تھا۔ اسی عرصہ میں عماد الملک حاضر ہوا۔ بھڑوچ و سورت دونو پرگنیں جاگیر میں مرحمت ہوئی۔ رضا لیکر انتظام کے لئے چلا گیا۔

بحسب اتفاق ایک روز بادشاہ نشہ شراب میں چکچور ہو رہا تہا۔ موقعہ پاکر محافظ خاں عرف چرچی نے عرض کیا۔ کہ بعض امرائے قدیم برطرف ہوکر بعوض اون کے نوجوان ہوشیار بحال کئے جائیں تو انسب ہوگا۔ اور جبتک اوروں کا علاج کیا جائے سلطان علاء الدین لودہی برادر سلطان سکندر بادشاہ دہلی جو زمانہ بہادر شاہ میں ملازم درگاہ ہوکر یہیں کا ہو رہا تہا اور دریا خاں سے جو لڑائی واقعہ ہوئی اس کے ساتھ شجاعت علیخاں بھی شریک تھا۔ بالفعل یہ دونوں قتل کر دئے جائیں۔ بادشاہ حالت نشہ میں اسکی ہاں میں ہاں ملا کر محل میں چلا گیا۔ غلطی اسقدر واقع ہوئی کہ کسی وزیر یا امیر معتبر سے استصواب نہ کیا۔ غرض دونوں سردار قتل کرکے زیر دار ڈالدئے گئے۔ بادشاہ تین روز تک محل سے باہر نہ آیا۔ اور نہ کسیکو باریابی حاصل ہوئی۔ عالم خاں لودہی نے عماد الملک سے کہا کہ سلطان علاء الدین کا لاشہ تین روز سے زیر دار پڑا ہے تم بادشاہ سے دفن کرنیکی اجازت حاصل کرو تو بہتر ہوگا۔ جب عماد الملک دربار میں حاضر ہوا چرچی محل سے باہر آیا۔ اور عماد الملک سے مخاطب ہوکر کہنے لگا کہ آپ تو رخصت لیکر جاگیر کو تشریف لیگئے تہے۔ بایں عجلت واپس آنیکی کیا وجہ ہوئی۔ عماد الملک نے کہا۔ خیر یہ اور بات ہے۔ مگر بالفعل حضور سے اجازت تدفین و تکفین لاشہ سلطان علاء الدین لینے کی بڑی ضرورت ہے۔ یہ سنکر اس نے کہا کہ آج تو یہ دو نمکحرام قتل کئے گئے ہیں۔ تم دیکہو گے عنقریب اور بہی کئی ایک آپ کے ساتھ شریک کر دئے جائینگے۔ یہ سنکر عماد الملک غصہ سے لال بنگیا۔ اور کیفیت چرچی عالم خاں لودہی سے بیان کرکے کہنے لگا کہ اگر چند روزہ زندگی منظور ہو تو جاگیروں میں چلے جاؤ۔ ورنہ سب سے پہلے چرچی قرم ساق کی خبر لو اور پھر سلطان کو نظر بند کر رکہو۔ عماد الملک تو اوسیوقت جاگیر پر چلا گیا۔ ادہر عالم خاں اور وجیہ الملک وغیرہ امرانے متفق ہوکر باہم عہد کیا کہ تاوقتیکہ چرچی نمک حرام کو جان سے نہ ماریں۔ بادشاہ کو ہرگز سلام نکریں۔ اور سلطان علاء الدین و شجاعت علی خاں کے لاشوں کو ٹہکانے لگاکر بہیئت مجموعی بہروالی مسجد میں جا بیٹھے۔ اور بادشاہ کو محصور کر لیا۔ تین روز تک حالت محصوری رہی۔ جب محلسرا کا پانی پورا ہو گیا۔ بادشاہ نے گھبراکر سبب اجتماع الروس دریافت کیا۔ سب نے متفق اللفظ وہی بات ظاہر کی۔ کہ چرچی اگرچہ حضور میں معتمد مانا گیا ہے مگر لیاقت دربار سلطانی اب تک حاصل نہیں۔ اسکی بعض حرکات نالایق سے اکثر فتنہ برپا ہونیکا احتمال رہتا ہے۔ انسب ہوگا کہ چرچی ہم بندگان درگاہ کے حوالے کر دیا جائے۔ بادشاہ نے درخواست منظور نفرمائی اور امرا کو اجازت بار عام دیکر حضور میں طلب فرمایا۔ زمرہ امرا سے نہ معلوم کس کس کو چرچی سے رابطہ دوستی وابستہ تہا۔ اس نے از روئے خیرخواہی اشارہ کر دیا کہ فی الحال مجلس امرا میں تیری موجودگی باعث از دیاد فساد ہو پڑیگی۔ مگر وہ مغرور اسقدر رہا ہوا تہا کہ دوست کے کہنے پر ذرا متوجہ نہوا۔ اور جب سب امرا حاضر ہوئے یہ تخت سلطانی کے پیچہے کہڑا ہو گیا۔ عالم خاں لودی کی نگاہ ولد الزنا پر جا پڑی۔ مارے غصہ کے بے اختیار ہوکر ملازموں کو اشارہ کیا۔ چرچی بخوف جان زیر تخت پوشیدہ ہوا۔ مگر ملازمان عالم خاں زیر تخت سے جہونٹے پکڑکر گہسیٹ لائے۔ سارے امرا کہڑے ہوئے تہے ہی۔ شپا شپ تلواریں پڑنے لگیں۔ سلطان ہرچند منع کرتا رہا۔ مگر کسی نے نہ سنا۔ آخر بذات خود خنجر پکڑکر تخت سے کودا۔ لوگوں نے بیچ بچاؤ کرکے بادشاہ کو الگ کیا۔ مگر نہ معلوم کس کے ہاتھ سے ذرا سی نوک خنجر شکم سلطان میں در آئی۔ خون بہنے لگا۔ امرانے ہاتہوں ہاتھ بادشاہ کو محلسرا میں پہنچا دیا۔ زخم دوزی کرکے حفاظت کرنے لگے۔ بادشاہ مثل سابق نظر بند کر دیا گیا۔ زمرہ امرا میں یہ چار آدمی مقرب سمجہے جاتے تہے۔ عالم خاں لودی۔ وجیہ الملک۔ مجاہد خاں۔ مجاہد الملک۔ بادشاہ کی نگاہداشت احمد آباد آنیکے بعد مثل سابق انہی کے سپرد ہوئی۔ مگر ان دو باتوں نے امرا میں باہم نا اتفاقی پیدا کر دی۔ ایک بادشاہ کی حفاظت اور دوسری طمع حکومت۔ ایک روز

باہم مسئلہ متنازعہ فیہ چھیڑا گیا۔ بعض کہتے تہے کہ اسطرح سلطان کی حفاظت کہانتک کی جائے۔ نہ معلوم یہ اونٹ کس کروٹ بیٹھنے والا ہے۔ اس سے پیشتر اس جھگڑے کو پاک کردیا جائے تو کیا۔ یعنی بادشاہ کو نابینا کرکے کسی اور لڑکے کو خاندان شاہی سے بٹھادیا جائے۔ تو انسب ہوگا۔ دوسرا فریق یہ کہنے لگا۔ کہ اسکی بھی کیا ضرورت ہے مُفت دردسری مول لیکر مطیع فرمان رہنا ہے بہتر یہ بات ہے کہ بادشاہ کو بیچ سے نکالکر ملک باہم تقسیم کرلیا جائے۔ پہر نہ زق زق ہے نہ بق بق ہر کوئی اپنی قسمت کی حفاظت کریگا۔ یہ خبر تاتار الملک نے حضور میں پہنچادی۔ بادشاہ نے پچھلی رات سواروں کو حکم دیا کہ افسر امرا عالم خاں لودی اور وجیہ الملک کے مکان لوٹ کر غارت کردئیے جائیں حکم ہوتے ہی اُنکو خبر کسی ذریعہ سے دونوں افسروں کو ملگئی۔ فوراً چلتے پہرتے نظر آئے۔ اُن کے بھاگنے کی کیفیت مرات سکندری میں مفصّل مرقوم ہے۔ اُن کے جانے سے بادشاہ کی نظربندی دور ہوگئی۔ افضل خاں بنباتی وزیر سلطان بہادر کو عہدۂ وزارت سپرد ہوا۔ خداوند خاں آصف خاں وغیرہ کے رتبے بڑہائے گئے

عالم خاں لودی یہاں سے نکلکر بھڑوچ پہونچا۔ عماد الملک موجود تہا۔ اُس سے دریاخاں کی کیفیت دریافت ہوئی کہ . . بحال پریشان دکن میں کسی جگہ تنگی سے اوقات بسری کررہا ہے۔ باہم مشورہ کرکے بلوالیا گیا۔

دریاخاں۔ عالم خاں اور عماد الملک کی باہم یکسوئی ہونیکی خبر بادشاہ کو ملی۔ سُنکر ازحد پریشان ہوا۔ اِس عرصہ میں عماد الملک کا عریضہ حضور میں گذرا۔ لکہا تہا۔ کہ عالم خاں و دریاخاں قدیم غلاموں میں شمار کئے جاتے ہیں۔ اور ہیں بھی۔ جب اِس سلطنت سے اونکی نسبت کچھ انتظام نہوگا تو لامحالہ شیر شاہ بادشاہ دہلی کے پاس ضرور جارہینگے۔ اُن کا یوں چلے جانا باعث بدنامی سلطنت ہوگا۔ فدوی چاہتا ہے کہ سرحد پر اُن کے لئے جاگیریں تجویز کیجائیں۔ تو دونوں باتیں حاصل ہیں۔ پرورش بھی ہوگی اور ملک کی نگہبانی کرتے رہینگے۔ بادشاہ اِس بات سے بہت خوش ہوا۔ مگر عالم خاں لودہی کیساتھ اہل وعیال اور بھائی کے مفرور ہونے سے حضور میں حاضر نہوا۔ چونکہ یہ اونکی تلاش میں مصروف تہا۔ اُن کے نہ آنے سے بادشاہ زیادہ متردد ہوا۔ کہ مبادا تینوں افسر متفق ہوکر چڑہائی کرینگے تو سنبھلنا دشوار ہوجائیگا۔ آخر گھبراکر سید عریشہ نامی بخاری اولاد حضرت قطب عالم کو فرمایا۔ دیکر عماد الملک کے بُلانے کو روانہ کیا۔ عماد الملک جمعیت دس بارہ ہزار سوار چانپانیر میں حاضر ہوا۔ سلطان نے ازراہ بندہ نوازی سرفراز فرمایا۔

بعد چند روز ایک دن آدہی رات کو کسی نے آواز دی کہ بادشاہی حکم ہوا ہے کہ عماد الملک کو لوٹ لیا جائے۔ اگرچہ اسکی اصلیت نہ تھی مگر بدمعاشوں نے ہجوم کرکے عماد الملک کا سارا لشکر لوٹ لیا۔ یہ بیچارا بہزار خرابی تھک کر سید مبارک کے پاس چلا گیا۔ یہ سُنکر سلطان ازحد پریشان ہوا۔ اور تجویز کرکے بانیان فساد کو معقول سزائیں دیں۔ عماد الملک کا ہرچند اطمینان کیا گیا۔ مگر وہ کسی اور بات پر راضی نہوا۔ بجز اس کے کہ رخصت زیارت عتبات عالیات حاصل ہو۔ بادشاہ نے مجبور ہوکر رخصت کیا۔ اور سورت تک باحترام پہونچادیا۔

رمضان کی ۲۷۔ ۹۵۰ھ ہجری کو نہ معلوم کس حاسد نے عمود عمر عماد الملک کو جڑ سے گرادیا۔ بحکم حضور سید مبارک نے چڑہائی کرکے عالم خاں لودی دریاخاں کو شکست فاش دیکر سرحد گجرات سے نکالدیا۔ دونوں شیر شاہ کے پاس چلے گئے۔ بار دگر سلطان کا اقتدار بڑہنے لگا۔ عبدالکریم نامی کو اعتماد خاں کا خطاب ملا۔ علاوہ اُس کے اور امرائے جدید بھی عمدہ عمدہ خطابوں سے سرفراز ہوئے۔ اعتماد خاں آدمی تہا چالاک حسن کارروائی سے مقرب درگاہ ہوا۔ رفتہ رفتہ مُعاملہ سلطانی کے تمام کام ویکہنے بھالنے لگا۔ سلطنت میں از سرِ نو دبدبہ پیدا ہوگیا۔ کسی امیر یا سپاہی کو نافرمانی یا عدول حکمی کا حوصلہ نہوا۔ بادشاہ کو ہوس تسخیر مالوہ پیدا ہوئی کہ اِس امر میں آصف خاں وزیر سلطنت سے مشورہ لیا گیا۔ اُس نے عرض کی کہ مالوہ کی دردسری کیا ضرور ہے۔ اِس سے بڑہکر ایک ملک ایسا ہے کہ جسکی آمدنی ۲۵ ہزار سوار کی جاگیر ہوسکیگی۔ چنانچہ سامنے گجرات میں ملک دو حصوں پر منقسم ہے ایک تلپد جسکا مالک بادشاہ وقت سمجھا جاتا ہے اور دوسرا وانٹہ وہ چہارم حصہ ہے جو آجتک گراسیوں کے قبضہ میں چلا آتا ہے۔ گراسیہ خاص کوئی قوم نہیں اس میں راجپوت اور کولی وغیرہ سب شامل ہیں۔ اِس زمین کی مالگذاری سرکار میں وصول نہیں ہوتی۔ گراسئے حسب قسمت وصول کرلیتے ہیں۔ بادشاہ نے وانٹہ ضبط کرنیکا حکم

فرمایا - پیتھر سنگر ایڈر - سروہی - ڈونگرپور - بانس بلہ - لوناواڑہ - راج پیپلہ - مہی کانٹہ - ہلود وغیرہ اضلاع کے گراسیوں نے فساد برپا کیا - جب ہر جگہ تھانہ دار مقرر کئے گئے - گجرات بھر میں گراسئے راجپوت اور کوئی نام کو باقی نہ رہے مگر سد و تھے چند وہی جو سرکار میں مالگذاری دیتے رہے اُن کے لئے بھی ایک خاص علامت معین کر دی گئی تھی کہ جس کے سینہ سے بازو پر داغ ہوتا قتل کر دیا جاتا - اسی بادشاہ کے عہد دولت میں اسلام نے وہ عروج پایا تھا کہ سوائے اہل اسلام کے کسی قوم کی وقعت نہ سمجھی جاتی تھی - چنانچہ کیسا ہی ہندو صاحب ثروت کیوں نہ ہو احمدآباد میں گھوڑے کی سواری نصیب نہ ہوتی - تمام کفاروں کے لئے ایک علامت رکھی گئی تھی - جبتک استعمالی کپڑوں پر قریب شانہ سرخ کپڑے کا پیوند نہ لگایا جاتا عمدہ ہی پوشاک کیوں نہ ہو بے پیوند لگائے پہنکر باہر آنیکی قدرت نہ تھی - بت پرستوں کو ماتھے پر قشقہ یا تلک لگانے کا مجاز نہ تھا - ہنود کے تہوار - دیوالی - ہولی وغیرہ تمام شہر میں نہ کئے جاتے تھے -

کہتے ہیں کہ سلطان محمود ثانی کو برہان بے ایمان آبدار نے زہر دیکر شہید کیا - گراسئے راجپوت اور کوئی برہان کی صورت کا بت بنا کر پرستش کرنے لگے - اور کہتے تھے کہ اسی کے طفیل ہم کو مہلکہ عظیم سے نجات ملی - ہم تو اسی کو نعوذ باللہ خدا کہینگے - اسی بادشاہ کے عہد دولت میں علمار فضلا مشائخ - فقرا کی اسم وار تفصیل مرات سکندری میں مندرج ہے - یہ بادشاہ بالذات فقیر دوست تھا - ہمیشہ فقرا کی خدمت کیا کرتا - اور مسافروں کی خبرگیری - جگہ جگہ عمدہ عمدہ سرائیں تعمیر کروا کر نگہبان معین کر رکھے تھے - اُن کا یہی کام تھا کہ مسافروں اور فقیروں کی ضرورتوں کا انتظام کر دیا جاتا - نہ کسی کو گدائی کرنے کی نوبت نہ آتی - جبتک جی چاہے رہیں - کوئی متعرض نہ ہوتا تھا - کسی روز بادشاہ کے خاصہ میں کوئی عمدہ لذیذ کھانا ر کھا جاتا تو حاضرین دربار سے ارشاد ہوتا کہ ایسا کھانا فقیروں کو میسر آتا ہوگا - عرض کرتے کہ یہ کھانا سوائے بادشاہوں اور رئیسوں کے کسی کو نصیب نہیں ہوتا - بحکم حضور داروغہ باورچی خانہ ویسا ہی کھانا اسقدر پکوا کر تمام شہر کے غربا و مساکینوں کو کھلا یا جاتا - کہ سیر ہو کر کھا لیتے - اور سردی کی فصل میں عمدہ عمدہ قبائیں اور لحاف اہل زہد و تقوی کے لئے بنائے جاتے جو مسجد اور مدرسے کے رہنے والے تھے - بعض قلاش ایسے بھی سمجھتے کہ لحافوں کو فروخت کر کے پھر شکایت کرتے تب حکم ہوتا تھا کہ بڑے بڑے وسیع لحاف بنائے جائیں جن میں دس دس بیس بیس آدمی کی گنجائش ہو تاکہ ایک متنفس کو حق ملکیت نہ ہونے پائے - اور فروخت کرنے کی بھی جرأت نہ ہو - علاوہ اس کے ہر گلی کوچہ محلہ کے نکڑ پر رات رات بھر لکڑیوں کا انبار سلگایا جاتا جس کے سہارے غربائے بے سروسامان جاڑے کی راتیں بسر کرتے - ہر فصلی میوہ پہلے فقیروں کو تقسیم کیا جاتا -

سنہ ۹۵۲ ہجری میں بادشاہ کو امرائے متغلبہ سے پورا پورا اطمینان ہو گیا - محمودآباد کو قیام گاہ بنایا - آہو خانہ تعمیر ہونے لگا - طول دو فرسنگ اور عرض ایک گھوڑے کی دوڑ کا میدان مسطح گھیر لیا گیا تھا - جس کے ہر گوشہ پر چاروں طرف ایک ایک بنگلہ خوشنما تعمیر کیا گیا - اور دیوار جہت پیٹے ہر چیز منقش و مطلا تھی اور ہر ایک قصر کے دروازے سے بازار لگا ہوا تھا - اور بازار میں ہر ایک دوکان پر ایک ایک پریزاد ماہرو چاند کا ٹکڑا اسباب فروخت کرتی تھی - کبھی کبھی سلطان محمود پریزادوں کا جھمگھٹا لئے ہوئے شکار میں مصروف ہوتا -

ماہ ربیع الاول میں پہلی تاریخ سے بارہویں تاریخ تک مجلس میلاد شریف جناب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر روز منعقد ہوا کرتی - شہر کے جمیع علمار فضلا مشائخ کبار سادات عظام فقرا وغیرہم بارگاہ سلطانی میں حاضر ہو کر شریک مجلس ہوتے تھے - ذکر احادیث پڑھا کرتا - بعد اختتام ہر قسم کا کھانا کھلایا جاتا تھا - بارہویں کو بادشاہ بذات خود کمر بستہ اہل مجلس کی مہمانی میں مصروف ہوتا - یہ طریقہ اس خاندان میں سلطان مظفر حلیم کے زمانہ سے شروع ہوا -

سنہ ۹۶۱ ہجری کے ایام مولود میں بارہویں کو حسب قوانین مستمرہ اہتمام مجلس انعام دینے سے فارغ ہوا طبیعت پر کسیقدر گرانی معلوم ہوئی - آرام فرمایا - جب نیند کا غلبہ کم ہوا اور کسیقدر کسل بھی جاتی رہی - پانی طلب کیا - برہان نام آبدار نے نہ جانے کس غرض سے پانی میں زہر ملا کر پلا دیا - بادشاہ پیتے ہی سو گیا - ادھر زہر نے

(ادارۂ اسلامی [illegible])

پورا اثر کیا۔ بادشاہ کو بیچینی ہونے لگی۔ اُٹھتے اُٹھتے اضطراب ہو کلیجہ اور قلب ٹکڑے ہونے لگا۔ برہان سے فرمایا کمبخت یہ کیسا پانی تھا۔ جس نے میرے قلب و جگر میں آگ سی لگادی۔ نمکحرام بے ایمان نے کہا کہ حضور ساے دن کے تھکے ماندے تھے۔ اس سے یہ کیفیت ہوئی ہوگی۔ تھوڑی دیر آرام فرمائیے طبیعت درست ہو جائیگی۔ پہر رات گذری ہوگی کہ سلطان نے آرام فرمایا۔ جب اسکو ثابت ہو گیا کہ بادشاہ سو رہا ہے سینہ پر چڑھکر حلق پر خنجر براں رواں کیا۔ یہ بادشاہ ۹۲۱ہجری میں پیدا ہوا۔ گیارہ برس کے سن میں سلطنت ملی۔ قریباً ۱۸ برس سلطنت کی۔ ۲۸ برس کے سن میں ۱۲ ربیع الاول شب جمعہ کو درجہ شہادت حاصل ہوا۔ لاشہ محمود آباد سے سرکیج لاکر قبہ محمود بیگڑہ میں دفن کیا۔

مورخ صاحب نے ان الفاظ سے تاریخ لکھی ہے۔ مگر جب شمار کیا تو غلطی واقعہ ہوئی۔ شاید کاتب کی غلط فہمی ہوگی۔ ورنہ ایسا مورخ اور اتنی بڑی غلطی ممکن نہیں۔ سلطان شہادت یافتہ

القصہ برہان بے ایمان قرون ولی نعمت سے دامن تر کر چکا کسیقدر رات باقی تھی۔ درباریوں کی جماعت جو کئی روز سے اس کے ساتھ شریک تھی بلائی گئی۔ ان میں جملہ چند بدمعاش منتخب ہوئے۔ مسلح کرکے ایک حجرے میں بٹھا دیا۔ اور سمجھا دیا کہ جو امیر یا سردار تمہارے حجرے میں قدم رکھے فوراً تہ شانہ عدم میں اوتار دیا جائے۔ اُدہر ایک اوباش اعظم الوزرا آصف خاں کے پاس بھیجا گیا کہ چلئے حضور یاد فرماتے ہیں وہ خالی الذہن چلا آیا۔ برہان نے تعظیم کرکے اوسکو حجرے میں بیٹھنے کو بھیجا۔ جیسا ہی اندر گھسا۔ بدمعاشوں نے چار طرف سے حملہ کرکے مار لیا۔ پھر خداوندخاں کو بھی آصف خاں کے پاس بھجوا دیا اور اعتماد خاں کو بلوایا وہ کہا کہ تا وقتیکہ طلب کرنا خالی از علت نہوگا۔ نہ آیا۔ بعد افضل خان وزیر کو بلوایا جب وہ آیا۔ برہان کہنے لگا کہ خوش آمدے وصفا آوردے۔ آؤ میرا ہاتھ تہامو۔ تاکہ تمہاری آرزو پوری ہو۔ افضل خان اس بات سے کچھ چونکا مگر پھر بھی دہوکہ کہا گیا۔ یہ بھی مثل اوروں کے قتل ہو گیا۔ جب برہان قتل امرا سلطانی سے فارغ ہوا۔ اول توشکخانہ سے لباس شاہی نکلوا کر پہنا۔ اور گلوئے جواہر کفار بادشاہ کے گلے سے اوتار کر اپنے گلے میں ڈالا۔ اور کرسی جواہر نگار جو خاص بادشاہ کے بیٹھنے کیلئے تہی آپ بیٹھکر مونہہ دہونے لگا۔ لکن آفتابہ جواہر نگار آگے رکہا۔ مونہہ دہوتے دہوتے سلطنت کا انتظام شروع ہوا۔ سلطانی خاصے گھوڑے مع سامان طلائی و نقرئی کھلوا کر اپنے معاونوں کو تقسیم کر دئے۔ وہ لیلوا کر چلتے پھرتے ہو گئے۔ برہان کے پاس چند رفیق باقی رہگئے تہے کہ اس عرصہ میں بادشاہ کے قتل ہونیکی خبریں عوام میں مشہور ہو گئیں۔ رومی سپاہیوں کا سردار عماد الملک اور حبشیوں کا سرگروہ الغ خاں بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ پہلے خزانہ شاہی کو مقفل کرکے پہرہ بٹھا دیا۔ پھر برہان کی طرف متوجہ ہوئے۔ اس عرصہ میں برہان شاہی ملبوس پہنے ہوئے رفقا کے ساتھ باہر آیا۔ شیروان خاں بھی جو نامی سرداروں میں شمار کیا جاتا تہا۔ دیکھکر کہنے لگا کہ اے شیروانخاں اچھے آئے۔ مجھے تمہاری بھی تلاش تھی۔ اس نے جواب دیا حضور حاضر ہوا۔ یہ کہکر گھوڑے کو ٹھکرایا اور تلوار سونتکر ایسا ہاتھ مارا کہ ایک برہان کے دو کر دئے۔ اور ان لوگوں نے برہان کے رفقا کو دہر لیا ایک بھی نمکحرام زندہ نہ بچا۔

اُمرائے عظام اعتماد خاں وغیرہ اوسوقت موجود نہ تہے سید مبارک نے بلوا کر اُمرا میں باہم اتفاق کروا دیا۔ امور سلطنت کے مشورے ہونے لگے اعتماد خاں سے پوچھا گیا کہ تمکو بہ نسبت ہمارے حرم سلطانی سے وقفیت تمام حاصل ہے۔ بتلائیے۔ بادشاہ شہید کا کوئی لڑکا ہو تو تخت نشین کیا جائے اور در حالت عدم وارث کوئی حرم حاملہ ہو تا وقتیکہ وضع حمل انتظار کیا جائے۔ اور انتظام امورات سلطنت بحالت موجودہ جاری ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ زمام اختیار سلطنت سلسلہ خاندان محمودیہ میں باقی رہے

[illegible] سلطان بہادر شاہ [illegible] سلطان شہادت یافتہ ۹۶۱ [illegible] ثابت ہو سکے۔ ویسے کاتبوں کی غلط فہمی سے بھی [illegible] ضرورت واقعہ ہوئی۔ واللہ اعلم بالصواب ۱۲

اعتماد خاں نے کہا کہ سلطان شہید کو نہ کوئی لڑکا ہے نہ کسی حرم کو حمل۔ امرائے کہا کہ شاہی خاندان سے کوئی لڑکا لائق سلطنت ہو تو بتاؤ۔ اعتماد خاں کہنے لگا کہ فی الحال ایک لڑکا احمد خاں نام زمرۂ اقربائے سلطان محمود احمد آباد میں رہتا ہے۔ وہ البتہ قابل سلطنت ہے۔ امیروں کے کہنے سے رضی الملک گھوڑبہل میں سوار ہو کر ایک پہر کے عرصہ میں احمد آباد آیا۔ احمد خاں کسی بنئے کی دوکان پر کبوتروں کا دانہ دامن میں لئے ہوئے کھڑا تھا۔ رضی الملک گھوڑبہل میں سوار کرکے محمود آباد لایا۔

سلطنت احمد خاں بن لطیف خاں نبیرہ سکر خاں بن سلطان احمد بانیٔ احمد آباد

پندرھویں ربیع الاول ۹۶۱ھ ہجری کے روز سید مبارک نے باتفاق اُمرائے جلیل القدر و خوانین صاحب تمکین محمود آباد میں احمد خاں کو تخت سلطنت پر متمکن کیا اور سلطان احمد نام رکھا۔ بادشاہ کو سید صاحب نے اپنے زمرۂ مریدوں میں داخل کرکے عہدۂ وزارت اعتماد خاں کو سپرد کیا۔ جب رسوم تخت نشینی ادا ہو گئی اُمرانے باہم یہ مشورہ کیا کہ پھر ایسا موقعہ نہ ملیگا۔ جبتک سلطان خورد سال ہے اور حد بلوغت کو نہیں پہونچا۔ امورات سلطنت سے ہنوز نابلد ہے۔ سارا ملک اور خزانہ باہم تقسیم کرکے اپنی اپنی جاگیر قسمتی میں رہکر سرحد کی حفاظت کرتے رہیں۔ اسکی پوری تفصیل مراتِ سکندری میں مندرج ہے۔

جب مبارک شاہ والی آسیر و برہانپور کو خبر تخت نشینی احمد شاہ و تقسیم ولایت پہونچی۔ فوراً بارادۂ تسخیر گجرات لشکر کشی کرکے دریائے نربدا کے کنارے محاذی بھڑوچ فرودکش ہوا۔ امرائے گجراتی یہ خبر سنکر سلطان احمد کو ہمراہ لئے ہوئے مبارک شاہ کے مقابلہ میں خیمہ زن ہوئے۔ دونوں لشکروں میں دریائے نربدا حائل تھا۔ طرفین کے ایلچیوں نے آمد و رفت شروع کی۔ انجام کار گفتگو یہ ہوا کہ سید مبارک کی کارروائی سے صلح ہو گئی۔ ادہر مبارک شاہ ادہر سلطان احمد مرکز اصلی کو روانہ ہوئے۔

سابقاً اُمرائے گجرات میں نا اتفاقی پیدا نہ تھی۔ اور اسی سے سلطنت پر اغیار دستِ تصرف کوتاہ رہتا تھا۔ فی زمانناً مبارک شاہ کے مقدمہ نے اُمرا کے دو فریق کردئے۔ ایک گروہ نے اعتماد خاں کی سرداری منظور کی۔ دوسرا ناصر الملک کی طرفداری میں کھڑا ہو گیا۔ سید مبارک مرد شجاع و دانشمند تھا۔ اعتماد خاں کی جانب داری کرنے لگا۔ راہ چلتے چلتے دونوں فریق باہم ایک دوسرے کو بنظر تعصب دیکھنے لگے۔ جب قریب بڑودہ پہونچے فیما بین سید مبارک و ناصر الملک لڑائی ہونے لگی۔ اعتماد خاں کی بے توجہی اور عدم استعانت سے سید مبارک کے عزیز و اقارب اکثر مارے گئے۔ چونکہ ادہر ناصر الملک کے طرفدار بڑے بڑے امرا ہو گئے تھے۔ سید صاحب شکست کھا کر اپنی جاگیر کپڑبنج چلے گئے۔ اُن کے جانے سے اعتماد خاں بہت کمزور ہو گیا۔ ناصر الملک سے بدون لڑے بھڑے بھاگ کر سید مبارک کے پاس چلا گیا۔ پھر تو ناصر الملک سلطان احمد کو ہمراہ لیکر بےکھٹکے احمد آباد آیا۔ اور باستقلال تمام انتظام امورات سلطنت کرنے لگا۔ چونکہ مد مقابل باقی نہ رہا تھا۔

جب دو مہینے گذر چکے ہر چند سید مبارک و اعتماد خاں چلے گئے تھے۔ تاہم ناصر الملک کو اطمینان کلّی نہ تھا۔ کپڑبنج پر لشکر کشی کرکے بھیل پر گنہ کے مکند گاؤں میں فرودکش ہوا۔ سلطان کی حفاظت کی ذمہ داری اُلغ خاں حبشی اور عماد الملک رومی کی نگرانی میں رکھی گئی تھی اور واقعی یہ دونوں سردار نہایت جری اور بہادر بھی تھے۔ ناصر الملک کی کج ادائی سے بنظر حفظ ما تقدم باہم مشورہ کیا کہ مبادا ناصر الملک نے سید صاحب اور اعتماد خاں پر فتح حاصل کی اور کیوں نکر کامیاب ہم اُس کے شریک رہینگے۔ تو خواہ مخواہ سید صاحب کو پسپا ہونا پڑیگا۔ اور جب اُن سے اطمینان ہوا تو لا محالہ ضرور ہماری بھی خبر لیگا۔ اسی غرض سے پہلے پہل ہماری حمایت سے یہ دو سرداران جلیل القدر کا کانٹا نکالنے کو مستعد ہو گیا ہے۔ ہمکو لازم ہے اُس کے ارادے سے سید صاحب کو پوشیدہ آگاہ کر دیا جائے غرض کسی معتمد کے ذریعہ سے سید صاحب کو خبر دی گئی۔ دوسرے روز وقت صبح سید صاحب سے مقابلہ ہوا۔ فوراً یہ دونوں سردار سلطان احمد کو ہمراہ لیکر لشکر

مقابل

مقابل ہیں چلے گئے۔ اون کے جانے سے ناصر الملک کا قدم اکھڑ گیا۔ معاً بھاگ کھڑا ہوا۔ یہ کیفیت مفصل تاریخ سکندری میں مرقوم ہے

سید مبارک و اعتماد خاں بادشاہ کو لیکر بفتح و فیروزی احمد آباد میں داخل ہوئے اور پھر ناصر الملک کا تعاقب اختیار کیا۔ وہ بھاگ کر کوہستان پال میں پوشیدہ ہو گیا۔ چلتے وقت اعتماد خاں نے اپنی طرف سے اختیار الملک کو نائب مقرر کیا تھا۔ اُس نے حسن خاں دکنی و فتح خاں بلوچ سے اتفاق کر کے سلطان دس سال کے بچہ سا ہو نامی کو سلطنت پر بٹھائے نام قائم کر کے فساد برپا کیا۔ جب یہ خبر سید مبارک کو ملی۔ بھڑوچ سے پلٹ کر محمود آباد آیا۔ یہ لشکر امرائے باغیہ ساہو سلطان جدید کو ہمراہ لیکر باہر نکلے۔ احمد آباد سے چار کوس کے فاصلہ پر موضع روپرہ میں فریقین کا مقابلہ ہوا۔ ساہو معہ امرائے باغیہ بھاگ گیا۔ اور سید مبارک سلطان احمد کو ہمراہ لیکر بفتح و فیروزی داخل احمد آباد ہوئے۔

جس وقت سانہے بکھیڑوں سے فرصت حاصل ہوئی حسب قرارداد سابق ملک باہم تقسیم کر کے اپنی اپنی جاگیر کو چلے گئے۔ اعتماد خان حضوری میں حاضر رہا اور امورات سلطنت کا انجام دینے لگا۔

افسوس زمانہ اتنی فرصت نہیں دیتا کہ چند روز اطمینان سے بسر ہوں۔ ہر وقت ایک نہ ایک شعبدہ تازہ دکھاتا ہے۔ امرا نے چاہا کہ ملک تقسیم کر کے چند روز جاگیروں میں مزے اڑا دیں۔ مگر آسمان کو اس کا رشک پیدا ہوا اور اُن کا کیا دھرا سب برباد کر دیا۔

سابقاً یہ بات بیان ہو چکی ہے کہ دریا خاں اور عالم خاں لودہی آزردہ ہو کر شیر شاہ بادشاہ دہلی کے پاس چلے گئے تھے۔ دریا خاں تو وہیں کا ہو رہا۔ مگر عالم خاں لودہی سے ایک امر ایسا سرزد ہوا جس نے وہاں سے نکالا۔ بمجبوری سید مبارک سے توسل پیدا کر کے احمد آباد آیا۔ اعتماد خان و عماد الملک اُس کے آنے سے آزردہ ہوئے۔ آخرش عالم خاں لودہی کی فتنہ انگیزی سے سید مبارک کے ساتھ لڑائی واقعہ ہوئی۔ اور امرا سلطان کو ہمراہ لیکر سید کے مقابلہ میں کھڑے ہو گئے۔ جب دونوں لشکر صف آرا ہوئے۔ عالم خاں کی فتنہ پردازی امرا کو ثابت ہو گئی۔ سلطان کو ہمراہ لیکر سید مبارک سے ملگئے۔ عالم خاں بھاگ کر کوہستان پال میں چلا گیا۔ ہر چند امرا نے تعاقب کیا۔ مگر اُن کے ہاتھ نہ آیا۔ چار ناچار واپس آ گئے۔

مبارک شاہ آسیری کو گجرات کے امرا کا باہمی نفاق دریافت ہونے سے بارہ گجرات پر لشکر کشی کی۔ مگر بے نیل مرام واپس چلا گیا۔ اِس عرصہ میں بادشاہ سلطان احمد نے ایک رسالہ باڈی گارڈ کا ملازم رکھا۔ وہ ہمیشہ بادشاہ کی حضوری میں رہا کرتا۔ لیکن سلطنت اعتماد خاں اور عماد الملک کے قبضہ قدرت میں ہو چکی تھی۔ کبھی سلطان کی حفاظت ملازمان اعتماد خاں کی ذمہ داری میں رکھی جاتی۔ اور کبھی مردمان عماد الملک کی نگرانی میں ہوا کرتی۔

افسوس مشیت ایزدی زوال دولت سلاطین و امرائے گجرات مقتضی ہو گئی۔ خداوند عالم کو جب کسی خاندان کا زوال دولت منظور ہوتا ہے تو پہلے سے اُس کے خیالات بدل دیئے جاتے ہیں اور یہی اسباب بربادی کے ہیں۔ معاہدہ ایک ایسی چیز ہے جس پر تمام امورات دنیاوی کا دارمدار رکھا گیا ہے۔ اور جبتک معاہدہ پر فریقین ثابت قدم رہتے ہیں کبھی ضرر نہیں پہونچتا۔ یہ بات عقلاً و نقلاً ثابت مانی گئی ہے۔ امرائے گجرات جبتک استحکام معاہدہ کی پیروی و پابندی کرتے رہے اچھی طرح ونذناتے ہوئے سلطنت پر قبضہ رہا۔ اور جس روز سے عہد شکنی ہونے لگی۔ نفاق باہمی نے حکومت کی ساری باتیں ملیا میٹ کر دیں۔ بات یہ ہوئی کہ عماد الملک اور اعتماد خاں سلطنت کے رکن اعظم تھے۔ جبتک اُن میں اتفاق رہا۔ غیر کو سلطنت کی طرف نظر بد سے دیکھنے کی جرات نہ ہوئی۔ انجام کار رفتہ رفتہ یہ صورت پیدا ہو گئی کہ جب کسی معاملہ کی نسبت فریقین میں معاہدہ کیا جاتا۔ تو ذرا سی رد و بدل یا تغیر واقعہ ہونے سے فوراً عہد شکنی ہو کر باہم لڑنے بھڑنے کو تیار ہو جاتے۔ بلکہ بارہا ایسا اتفاق پیش آیا کہ فریقین میں تلوار چلکر بندگان خدا کا مفت خون بہایا گیا۔ ہر چند سید مبارک اصلاح ذات البین کرتے رہے مگر انجام کار فائدہ متصور رہوا۔ سلطان احمد اعتماد خاں کی زبردستیوں سے نہایت تنگ ہو رہا تھا۔ الگ ہو کر عماد الملک سے متفق ہو گیا۔ اعتماد خاں آزردہ ہو کر سید مبارک کو ہمراہ لئے ہوئے احمد آباد آیا۔ سید صاحب نے فریقین کو سمجھا کر بکلمات نصائح سودمند غبار خاطر کو پاک و صاف کر کے باہم اتفاق کرا دیا۔ اور بدستور سابق عہدہ

وزارت اعتماد خاں کو سپرد ہوا۔ یہ امر خلاف مزاج سلطان احمد واقعہ ہوا۔ وہ چاہتا تھا کہ عہدۂ وزارت عماد الملک کو تفویض کیا جائے۔ عماد خاں سے بخوف جان متوہم ہو کر چند رفقائے خاص کو ہمراہ لیے ہوئے سید پور چلا گیا۔ یہ پورہ متصل محمود آباد سید مبارک کا آباد کیا ہوا تھا۔ اگرچہ سید صاحب بادشاہ کے بے موقع اور تحقیق آنے سے آزردہ ہوئے مگر سلطان کہ ہنوز ناتجربہ کار تھا کچھ نہ کہا۔ رفقائے سلطانی کو سرزنش کرنے لگے کہ بادشاہ کو اسطرح تحقیق لیکر چلے آنا مناسب نہ تھا۔

اس عرصہ میں ایک نامی سردار مسمی حاجی خاں ملازم اسلام شاہ بادشاہ دہلی پانچہزار سوار اور ڈیڑھ سو ہاتھی کی جمعیت سے بعض ہمایوں بادشاہ کے بیٹے پر تسخیر گجرات کا ارادہ کرکے دہلی سے روانہ ہوا۔ راہ میں رانا سے مقابلہ پڑا۔ عین معرکۂ جنگ میں رانا شکست کھا کر بھاگا۔ حاجی خاں مظفر و منصور ہوا تب گجرات متوجہ ہوا۔ اعتماد خاں اور عماد الملک کو اوسکے آنیکی خبر ملی۔ نفاق باہمی نے بد ظنی کر رکھا تھا۔ حاجی خاں کا آنا باشارہ سید مبارک کے سلطان احمد تصور کرکے باہم مشورہ کیا کہ جبتک حاجی خاں سید مبارک سے نہیں ملا اور اون کا لشکر بھی اطراف و جوانب سے اونکی پاس فراہم نہیں ہوا۔ سید صاحب کا علاج کردیا جائے تاکہ حاجی خاں یہ کیفیت سنکر خود بخود واپس چلا جائیگا۔ دونوں سردار تیس ہزار سوار اور توپخانہ جنگی ہمراہ لیکر قریب محمود آباد فروکش ہوئے۔ بعد ہ سید کے پاس رواد وقت ایلچیان لیاقت شعار صورت صلح آشتہ بزم دیکار بہ جلوہ گر ہوئی۔ انجام کار طرفین سے اعلان جنگ دیا گیا۔ ایکہی مقابلہ میں افسر لشکر سید مبارک نے جام شہادت نوش کیا۔ سید پورہ تاراج ہو گیا۔

سرداران گجرات کا قاعدہ سے یہ دستور چلا آتا تھا کہ باوجود عداوت اندرونی خصومت باطنی اسکے کبھی دو فریق میں لڑائی واقعہ ہوتی تو الاکہ ایک فریق پسپا ہوکر دس بارہ کوس پیچھے ہٹ جاتا۔ اور فریق ثانی باوجود غلبۂ اسکے تعاقب اہل و عیال کا متعرض نہوتا تھا۔ پھر چندے دونوں فریق متفق ہو کر داخل احمد آباد ہوتے۔ لوگوں کے کہنے سننے سے باہم صفائی ہو جاتی۔ اور پھر ایکدیگر کو مستعد ہو جاتے تھے۔ اسی بناپر سید میراں ولد سید مبارک معہ اہل و عیال کنارہ کش ہوکر کیہر سچ چلا گیا۔ امرا بادشاہ کو لیکر احمد آباد آگئے۔ بعد چند روز اعتماد خاں اور عماد الملک نے سید میراں کو کیہر سچ سے بلوالیا۔ جب وہ احمد آباد آیا۔ بار دگر باہمی دونوں میں خصومت پیدا ہوئی۔ اعتماد خاں کو یہ گمان ہوا کہ بادشاہ عماد الملک سے پوشیدہ سازش رکھتا ہے۔ اور اسی بنا پر اس نے اپنے لڑکے چنگیز خاں کو بھروچ سے بلوالیا ہے۔ اعتماد خاں نے بھی اپنی حمایت کے لئے الغ خاں حبشی کو جونا گڈھ سے طلب کیا۔ اور شہر کے باہر خیمہ برپا کرکے عماد الملک کو کہلا بھیجا کہ شہر خالی کرکے جاگیر میں چلا جائے۔ عماد الملک نے دیکھا کہ میرا اسکی جوابدہی نہیں کرسکتا۔ الغ خاں حبشی کو ہمراہ لیکر چلا گیا۔ اور الغ خاں کو بڑودہ میں چھوڑکر آپ بخط راست بھروچ پہونچا۔

اعتماد خاں نے اپنے ملازم معتمد کو بادشاہ کی نگہبانی پر مقرر کیا۔ اور بفراغت تمام حکومت کرنے لگا۔ حاجی خاں بعد شکست سید مبارک اعتماد خاں کا شریک ہوا۔ مگر نصف کڑی پرگنہ جاگیر میں کرکے رکھا۔ موسیٰ خاں وغیرہ امرا اپنی اپنی جاگیر کو چلے گئے۔ اس عرصہ میں متواتر اخبار سے دریافت ہوا کہ عماد الملک کو اس کے خسر پورہ اختیار خاں نے سورت میں دغا سے مارا۔ عماد الملک کے بیٹے چنگیز خاں نے اپنے ماموں اختیار خاں کو گرفتار کرکے قتل کیا۔

اعتماد خاں نے بھروچ پر چڑھائی کی تھی مگر ڈنٹن اور رود ندی کے ہنگاموں نے کامیاب ہونے دیا۔ ساتھ ہی گئے چھوڑ کر پلٹ کر احمد آباد چلا آیا۔ اسکی پوری کیفیت مرات سکندری میں مرقوم ہے۔ اسی زمانہ میں مرحوم آفاقی گجرات میں کثرت سے جمع ہو گئے تھے۔ اکثر ہنگاموں میں شریک ہو جاتے۔ بادشاہ کا رجحان طبیعت انکی طرف زیادہ پایا جاتا تھا۔ بادشاہ نہایت کمظرف و تنگ حوصلہ آدمی تھا۔ اکثر اوقات حالت نشہ میں تلوار کھینچکر کیلوں کے درختوں پر چوٹ لگاکر کہتا۔ کہ عماد الملک کا سر یوں قلم کیا گیا۔ اور اعتماد خاں کے یوں دو ٹکڑے ہوئے۔ وغیرہ امراؤں کے نام سے لیکر ہاتھ صاف کرتا۔ یہ خبریں اونکو بھی ملا کرتیں۔ سن سنکر اعتماد خاں متفکر رہتا۔ کہ مبادا بادشاہ کی حرکات ناشائستہ کا نتیجہ برا پیدا ہوا تو سلطنت میں بڑا فساد پیدا ہوکر ہر گروہ کس سے تسخیر کیا ہوا سارا

ملک مفت ہاتھ سے جاتا رہیگا۔ چونکہ شاہان دہلی تیزی نظروں سے دیکھ رہے ہیں۔ وجیہہ الملک اعتماد خاں کا مشیر خاص و معتمد با اختصاص تھا وہ یہ کہتا۔ کہ علاج واقعہ قبل از وقوع ہو جائے تو سارے جھگڑوں کا خاتمہ ہے۔ امراء اپنی اپنی کر رہے تھے اور بادشاہ کو استقدر دسترس حاصل تھا کہ شہر سے دو دو تین تین کوس شکار کے بہانہ باہر چلا جاتا اور کبھی ناوقت اعتماد خاں کے گھر آبیٹھتا۔ اعتماد خاں بخوف دبدبۂ سلطانی اعزاز سے پیش آتا۔ ہرچند وجیہہ الملک ایسے موقعہ پر قتل سلطان کی ترغیب دیتا مگر اعتماد خاں ٹال دیا کرتا تھا ایکروز وجیہہ الملک نے بادشاہ کو کہلا بھیجا کہ میں خوب سمجھتا ہوں اعتماد خاں کو حضور کی نسبت برے خیالات پیدا ہو چلے ہیں۔ اگر سلطان عہدۂ وزارت غلام کو عطا فرماوے تو اعتماد خاں کا کام تمام کر دیا جائے۔ بادشاہ چونکہ ناتجربہ کار نادان محض تھا اسکی جعلسازی میں پھنس گیا اور فوراً درخواست منظور کرلی۔ وجیہہ الملک نے یہ ساری مخفی باتیں اعتماد خاں سے کہدیں۔ وہ کہنے لگا تاوقتیکہ کانوں کان نہ سنوں ہرگز معتبر نہ ہونگا۔ وجیہہ الملک نے بنابر اثبات دعوے اعتماد خاں کو رات کیوقت اپنے ہاں ایک حجرے میں پوشیدہ بٹھلا دیا (یہ مکان قریب بہادر تھا) اسی حجرے سے لگا کر ایک تخت بادشاہ کیلئے بچھوا رکھا اور بادشاہ کو پیغام بھیجا کہ غلام بخوف جواسیسان اعتماد خاں علانیہ حاضر نہیں ہو سکتا۔ اگر خود بدولت و اقبال میرے کلبۂ احزاں کو رونق بخشیں تو زہے قسمت۔ ایک تخت حضور کیلئے مرتب کر رکھا ہے۔ اسی پر اجلاس فرما کر غلام کیساتھ معاہدہ فرماویں تو اطمینان ہو۔ بادشاہ چونکہ نادان محض و جاہل مطلق تھا یہ دوسری مرتبہ دھوکا کھایا۔ خوشی خوشی چلا آیا۔ بادشاہ کو قضا گردن پکڑ کر کھینچ لائی۔ یہ تخت نہ تھا تختۂ تابوت تھا فوراً بیٹھ گیا وجیہہ الملک نے وہی باتیں دوہرائیں۔ بادشاہ بیوقوف تھا بیدھڑک وہی معاہدہ حرف بحرف کہہ بیٹھا۔ اعتماد خاں اسی حجرے میں سن رہا تھا غصہ سے آگ ہو گیا۔ اور باہر آکر بادشاہ سے کہنے لگا کہ میں نے تیرے ساتھ کونسی برائی کی تھی جو میرے خون کا پیاسا ہوا۔ سنتے ہی بادشاہ کے ہوش پراگندہ ہو گئے اور پنجۂ دشمن میں پھنسا دیکھکر زندگی سے مایوس ہوا۔ اعتماد خاں کے غلاموں نے ایک شلاق مار کر بادشاہ کا کام تمام کیا۔ اور لاشہ اٹھا کر ریگ سابر میں پھینکدیا۔

یہ سانحہ پانچویں شعبان المعظم سنہ ۹۶۸ ہجری کو واقعہ ہوا۔ کسی نے مادہ تاریخ بیگناہ مقتول شد۔ لکھا ہے۔ صبح ہوتے ہی خبر منتشر ہوئی کہ بادشاہ فرار ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد لاشہ کا پتہ لگا آخر یہ ثابت ہوا کہ کسی ملازموں سے یہ حرکت ناشدنی واقعہ ہوئی۔ لاشہ حسب دستور سلطان احمد ثانی احمدآباد کے روضہ میں مدفون کیا گیا۔

۵

شکوۂ تاج سلطانی کہ بیم جاں دراں درج است ٭ کلاہ دلکش است اما بہ ترک جان نمی ارزد

قبل از شہادت سلطانی بیرام خاں پٹن میں قتل کر دیا گیا تھا مفصل کیفیت اکبرنامہ میں مندرج ہے۔ مجملاً یوں بیان کیا جاتا ہے کہ بیرام خاں باجازت بادشاہ ہندوستان اکبر شاہ زیارت حرمین الشریفین کو جاتے جاتے وہیں چندروز کیلئے ٹھہر گیا اوس زمانہ میں موسیٰ خاں حاکم پٹن تھا پٹھانوں کا ایک گروہ موسیٰ خاں کے مقابلہ میں کھڑا ہو کر ملک میں فساد کر رہا تھا۔ ازانجملہ ایک پٹھان مبارک خاں لوحانی کا باپ بیرام خاں کیساتھ جنگ ماچھی واڑہ میں مارا گیا تھا وہ اپنے باپ کا قصاص لیا چاہتا تھا اور دوسری وجہ یہ تھی کہ ایک کشمیری عورت سلیمان خان بن شیر خان کی جورو لڑکی کو لئے ہوئے بیرام خاں کیساتھ گجرات جانیوالی تھی۔ اور خانصاحب اپنے لڑکے کا عقد اس لڑکی سے کرنا چاہتے تھے۔ پٹھانوں کو یہ بات منظور نہ تھی۔ ان دو وجوہ سے سارے پٹھان آمادہ فساد ہو رہے تھے۔ بیرام خاں زمانہ قیام پٹن میں ہمیشہ سیر و تماشا سے دل دریا میں کیا کرتا۔ ایکروز عجیب الاتفاق گول نام تالاب کی سیر کو تشریف لیگیا۔ تالاب کے وسط میں ایک بنگلہ بہت عمدہ خوشنما تعمیر کیا ہوا تھا۔ اکثر لوگ کشتیوں میں سوار ہو کر سیر و تماشا کرتے تھے۔ خانصاحب بھی کشتی میں بیٹھکر تشریف لیگئے۔ اس عرصہ میں اوسی گروہ افغاں کے تیس ۳۰ چالیس ۴۰ آدمی کنارے پر آ کھڑے ہو گئے۔ وقت معاودت خانصاحب سمجھے کہ حضرات افغاں ملاقات کو تشریف لائے ہیں آپنے سبکو اپنے پاس بلوایا سب سے پہلا مبارکخاں

آگے بڑھا اور بالعوض مصافحہ خنجر خونخوار پشت پر رسید کیا یہ تو سینہ سے پار ہوگیا اوپر سے تلوار کے زبردست ہاتھ نے خانصاحب کا کام تمام کیا۔ بیرام خاں کے منہ سے کلمہ اللہ اکبر جاری ہوا۔ اسی کلمہ کیساتھ جان بھی پرواز کرگئی۔ مبارک خاں کے ساتھی یہ کیفیت دیکھکر ادھر ادھر متفرق ہوگئے۔ جماعت فقرا نے لاش بیرام خاں مقبرہ شیخ حسام الدین میں دفن کیا۔ شہادت بیرام خاں روز جمعہ ۱۴ جمادی الاول سنہ ۹۶۸ ہجری واقع ہوئی۔ قاسم ارسلان نے مادہ تاریخ نظم کیا۔

بہرام بطوف کعبہ چوں بست احرام ❊ درراہ شد از شہادتش چوں کار تمام
درواقعہ ہاتفے پئے تاریخش ❊ گفتا کہ شہید شد محمد بیرام

چندروز بعد خانجہاں بکوشش حسین قلیخاں لاش بیرام خاں نقل کرکے مشہد لیگیا۔ ادھر بیرام خاں قتل ہوا ادھر اوباشوں نے مقتول کا سارا اسباب لوٹ لیا۔ وقت غارت گری خواجہ ملک مع جماعت ہمراہی آپہونچا۔ بیرام خاں کی بیوی اور خوردسال لڑکے عبدالرحیم کو جو ہنوز بتاریخ چھ برس کا تھا۔ لیکر صاف نکل گیا۔ آگے ہاتھ احمدآباد پہونچا کر چھپا لیا تھا۔ چار مہینے بعد اکبر بادشاہ نے آگرہ بلوالیا۔

سلطنت سلطان مظفر عرف نتھو آخری سلطان گجرات کا احوال

بعد قتل سلطان احمد ثانی سنہ ۹۶۸ ہجری کے شعبان مہینے میں سلطان مظفر تخت پر بٹھایا گیا۔ بعض مورخ کہتے ہیں کہ اولاد سلاطین گجرات سے ایک متنفس بھی اس قابل نہ رہا کہ وراثت موروثی سنبھالے۔ اعتماد خاں وزیر اعظم تھا۔ نتھو نام ایک لڑکے کو لا حاضر کیا اور حلفیہ کہنے لگا کہ یہ لڑکا سلطان محمود ثانی کا شکم جاریہ سے پیدا ہوا چنانچہ جب اسکی والدہ حاملہ ہوئی۔ بادشاہ نے مجھے سپرد کی اور فرمایا کہ اسکا حمل ساقط کردیا جائے مگر مدت حمل پانچ مہینے سے کچھ زیادہ ہوچکی تھی۔ اسقاط ملتوی رہا اور یہ لڑکا پیدا ہوا۔ میرے ہاں بطور مخفی پرورش پاتا رہا۔ اب سوائے اسکے اور وارث سلطنت باقی نہیں۔ امرا نے متفق ہوکر تخت نشین کیا۔ سلطان مظفر نام رکھا گیا۔ بعد چندروز اعتماد خاں نے بنظر انتقام فتح خاں پٹن پر لشکر کشی کی۔ حاکم پٹن موسیٰ خاں و شیر خاں سے مقابلہ ہوا۔ امرائے گجرات قتل سلطان احمد ثانی سے اعتماد خاں کیساتھ بد دل ہو رہے تھے۔ امرا کی نااتفاقی نے اعتماد خاں کو وہ دن دکھایا کہ فتح کے بدلے شکست لیکر پسپا پلٹا۔ چند روز بعد خجالت مٹانے کو پھر تیار ہوا۔ امرا سب کے سب ناراض تو تھے ہی کسی نے شرکت کی ہامی نہ بھری اور جاگیریں جاری رہے اعتماد خاں نے ادھر ادھر سے فوج جمع کرکے چڑھائی کی مقابلہ میں موسیٰ خاں زبردست ثابت ہوا اور اعتماد خاں اپنا سامنہ لیکر چلا آیا۔ یہ لڑائیاں سنہ ۹۶۹ میں واقع ہوئی تھیں۔ الحاصل امرائے گجرات میں نااتفاقیاں پھیلتی گئیں۔ ایک کا دوسرے سے میل ملاپ اٹھ گیا۔ باہمی کشیدگی نے سبکو الگ کردیا۔ اعتماد خاں بھی تھک کر شہر سے کہیں چلا گیا۔ چنگیز خاں پسر عماد الملک وزارت کی جگہ خالی دیکھکر آبیٹھا۔ اوسکو حبشیوں نے قتل کیا۔ اندرونی لڑائی جھگڑوں سے نتیجہ یہ ہوا کہ ایسی بڑی باعظمت سلطنت کا خاتمہ ہوگیا۔ زوال سلطنت کی مفصل کیفیت مرآت سکندری میں مرقوم ہے۔ ان صفحات میں ضروری اور مختصر باتیں لکھی گئی ہیں۔ اگرچہ سلطنت کا خاتمہ اکبر بادشاہ کے تسخیر کرنے سے پورا پورا ہوگیا تھا۔ مگر نسل خاندان شاہی کا چراغ ابتک روشن تھا۔ وہ مرزا عزیز کوکلتاش کے دوسرے مرتبہ زمانہ صوبہ داری میں مطابق سنہ ۱۰۰۰ ہجری میں گل کردیا گیا۔ یہ کیفیت آگے چلکر بیان کیجائیگی۔

اگرچہ گجرات پر بڑے اور بادشاہوں نے تسخیری حملے کئے مگر کسیکو کامیابی نہوئی۔ چونکہ روز ازل سے اسکا سہرا اکبر بادشاہ کے سر پر

باندھا گیا تھا۔ اوسکی اولوالعزمی اور عالی ہمتی نے عرصۂ قلیل و بضاعت مختصر سے کامیابی حاصل کی۔ اکبر بادشاہ کے زمانہ سے لیکر احمد شاہ کے عہد سلطنت تک وقتاً فوقتاً بعض ناظمان صوبہ اصالتاً حاکم رہے اور بعض نے بذریعہ وکلا کارروائیاں کیں وغیرہ ہر ایک ناظم کی کیفیت فرداً فرداً تحریر کیگئی ہے"

مرات احمدی کا اصل اصول مقدمات دفتری اور مالی پر رکھا گیا ہے۔ حضور دار السلطنت سے جو احکام بنا بر انتظام صوبہ دیوان کو نامزد ہوتے رہے۔ وہ اوسکے زمانہ عملداری میں لکھے گئے ہیں۔ اکثر فوجدار اور تحصیلدار وغیرہ کا احوال دریافت نہوا۔ اور جو کچھہ ہوا ہے طول کلام کی مناسبت سے معذور رہا۔ مگر جنکا سلسلہ واقعات سے وابستہ تھا وہ تمام لکھدیے گئے۔ نظامت اور وزارت یہ دونوں عہدے ایک ہی شمار کئے جاتے تھے اور دراصل ہیں بھی توام اُن سے کنارہ کشی نہو سکی"

بیان سلسلہ علیہ تیموریہ

سبحان اللہ کیا بزرگ خاندان حضرت صاحبقران امیر تیمور گورکان کا دنیا میں شمار کیا جاتا ہے۔ آپ کے آبائے کرام و اجداد عظام حضرت آدم ابوالبشر علیہ السلام تک سب کے سب شاہنشاہ زمان و تاج بخش بادشاہان بنی نوع انسان صفحۂ ہستی پر گذرے ہیں گویا خیاط ازل نے کارخانۂ قضا و قدر میں خلعت جہانبانی و چار قب کشورستانی انھیں نامداران جہاں کے بہ اندازۂ قد و قامت سی سلا کر رکھا تھا جو ہر ایک صاحب تخت و تاج کے جسم اطہر میں ٹھیک درست و زیبندہ ہوا۔ واہب علی الاطلاق خلاق زمین و آسمان نے سچ پوچھیے عدالت و شیوۂ پسندیدہ سخاوت اسی خاندان کے بزرگوں کو عطا فرمایا تھا۔ سچی بات تو یہ ہے کہ تواریخوں کے صفحہ پر گہری نظر سے دیکھا جائے تو اور بادشاہان روئے زمین و والیان ممالک ہفت اقلیم اسی خاندان کے خوشہ چیں معلوم ہونگے۔ برخلاف اور بادشاہوں کے ایک عالم ممالک ایران و توران و روم و شام عرب حبش وغیرہ بلاد سے جنے اس درگاہ کی نیازمندی حاصل کی وہ ہمیشہ مستفیض و مستفید ہوتا رہا۔ باوجود عظمت و شوکت و وسعت مملکت کبھی کسیکی زبان سے کلمۂ غرور نہیں نکلا۔ بلکہ ادنیٰ ملازم کو بہ نظر حقارت ملاحظہ نہیں فرمایا۔ ہمیشہ ہمت والانہمت بر رواج دین مبین حضرت سید المرسلین مصروف رہا کی۔

نقل ہے کہ جسوقت صاحبقران ثانی شاہجہان بادشاہ غازی نے تخت طاؤسی مرصع کار ایک کروڑ روپیہ کی تیاری کا بنوایا۔ یہ روپیہ ملک مصر کے کئی برسونکا خراج ہوگا۔ جب تخت تیار ہوا شاہ جہاں بادشاہ نے جلوس فرما کر دو رکعت نماز شکرانہ کی ادا کرکے خدائے عزوجل کی بہت کچھہ ثنا صفت بیان کی بلکہ زبان مبارک سے ارشاد ہوا کہ فرعون بادشاہ مصر نے تخت عاج پر جلوس کرکے ازراہ غرور و تکبر دعوے انا ربکم الاعلیٰ کیا تھا۔ الحمد للہ کہ یہ نیازمند درگاہ بے نیاز ایسی مملکت وسیع کا مالک تخت و تاج ہے۔ لیکن دعوے عبودیت معبود حقیقی سے افتخار حاصل ہے۔ سبحان اللہ کیسے پاک اعتقاد والے بادشاہ تھے۔ اُمید کرتا ہوں کہ پروردگار عالم اس سلسلہ کو تا قیام قیامت اورنگ جہانبانی پر قائم و پائندہ رکھے۔ اور گردش فلکی و انقلاب زمانہ غدار سے محفوظ رکھے۔ اگرچہ ولایت ایران و توران کے بادشاہونکا تنزل ہوگیا مگر فضل الٰہی سے ہندوستان کی سلطنت ابتک اپنے خاندان میں قائم و برقرار ہے۔ یہ امر محض انہیں بزرگونکی نیک نیتی کا سبب ہے"

پوشیدہ نہو کہ سنہ ۸۰۱ ہجری میں حضرت صاحبقران امیر تیمور گورکان نے ہندوستان کو مسخر کیا اور اُسی سال کے آخر میں ہندوستان سے ولایت سمرقند کو تشریف لیگئے۔ ناصر الدین سلطان محمود بن محمد شاہ بادشاہ دہلی امیر تیمور صاحبقران سے ہزیمت پاکر گجرات میں ظفر خاں کے پاس آیا۔ اوسوقت تک ظفر خاں بادشاہ بالاستقلال نہوا تھا۔ اس سے حسب مراد توقع حاصل نہوئی۔ مایوس ہوکر مالوہ چلا گیا۔ یہ احوال مرات سکندری میں مفصل مرقوم ہے"

جب ہندوستان کی سلطنت ظہیرالدین محمد بابر بادشاہ کو ملی - دارالملک کابل سے ہندوستان آیا ۹۳۲ھ ہجری میں دلی و آگرہ فتح کیا - اور اکثر مشرقی ملکوں پر قبضہ ہوا - مملکت گجرات میں سلطان مظفر حلیم کا آخر زمانہ تھا - بعد اسکے سلطان سکندر ہوا - اور پھر سلطان بہادر کی نوبت آئی - پانچ برس سلطان بہادر کی سلطنت سے گذرے تھے کہ چھٹی جمادی الاول ۹۳۷ھ ہجری کو بابر بادشاہ دارالسلطنت آگرہ میں عالم فانی سے ملک جاودانی کو روانہ ہوا -
جسم مطہر بابر شاہ کو آگرہ سے کابل لیجا کر دفن کیا - ہندوستان میں فقط چھ برس سلطنت کی ۔

نصیرالدین محمد ہمایوں بادشاہ غازی بن ظہیرالدین محمد بابر شاہ کی سلطنت کا احوال - یہ بادشاہ ۹ جمادی الاول ۹۳۷ھ ہجری کے روز آگرہ میں تخت سلطنت پر متمکن ہوا - تاریخ جلوس "خیر الملوک" لکھی گئی - اوسوقت گجرات میں سلطان بہادر بڑے زور و شور سے سلطنت کر رہا تھا - ۹۴۱ھ ہجری میں بہادر شاہ نے قلعہ چتوڑ فتح کیا - حضرت ہمایوں بادشاہ کو محمد زماں مرزا کی وجہ سے سلطان بہادر کے ساتھ رنجش پیدا ہوگئی تھی لشکر کشی کر کے قلعہ چانپانیر لے لیا - اور سلطان بہادر کو شکست دی اور آپ احمدآباد آیا - یہ حال مختصر سابق میں تحریر ہوا ہے مفصل اکبرنامہ و مرات سکندری سے دریافت کرو - جب ہمایوں کی مخالفت سے دشمنوں نے زور پکڑا بمقتضائے مصلحت وقت آپ ایران چلا گیا - پھر وہاں سے لوٹ کر اوسط ماہ ذیحجہ ۹۶۲ھ ہجری میں بار دگر ہندوستان کو باغیوں سے اپنے قبضہ میں لیا - اوسوقت سلطان بہادر کا انتقال ہو کر سلطان محمود ثانی بھی مارا گیا تھا - سلطان احمد ثانی نبیرہ شکر خاں کا زمانہ تھا - تیرھویں ربیع الاول ۹۶۳ھ ہجری میں ہمایوں بادشاہ نے دلی میں انتقال کیا - اوسکے مقبرہ ہمایوں میں دفن کیا گیا - یہ مقبرہ اسی بادشاہ کا تعمیر کیا ہوا تھا - اس نے پچیس ۲۵ برس دو مہینے اور دو روز ہندوستان میں سلطنت کی ۔

اجلاس جلال الدین محمد اکبر بادشاہ غازی

۹۶۳ھ ہجری کی دوسری ربیع الثانی یوم جمعہ کو قریب دوپہر کے خطہ کلانور کی عیدگاہ میں تخت نشین ہوا - اوسوقت گجرات میں سلطان احمد نبیرہ شکر خاں کی سلطنت کا تیسرا برس تھا اور ۹۸۰ھ ہجری میں مظفر ثانی کی سلطنت کو تیرھواں ۱۳ برس تھا کہ ملک گجرات فتح ہو کر ممالک محروسہ میں شامل ہوگیا - اکبر بادشاہ اکاون ۵۱ برس دو مہینے نو روز سلطنت کر کے بارھویں ۱۲ جمادی الثانی ۱۰۱۴ھ ہجری کے روز اس دنیا سے کوچ فرما کر دار آخرت کو روانہ ہوا - اکبرآباد کے سکندرے میں دفن ہوا - اس بادشاہ کے زمانہ میں نو آدمی گجرات کی صوبہ داری پر سرفراز ہوئے تھے ۔

ابوالمظفر نورالدین محمد جہانگیر بادشاہ کی سلطنت

۱۰۱۴ھ ہجری کی ۱۴ جمادی الثانی پنجشنبہ کے روز اکبرآباد کے قلعہ میں جہانگیر بادشاہ نے جلوس فرمایا - سلطنت کے اکیسویں ۲۱ برس کشمیر کو تشریف لیگیا - وہاں سے لوٹتے وقت قریب دارالسلطنت لاہور مقام بھمبر کی گھاٹی میں انتقال کیا - مقبرہ اوسکے گردنواح میں تعمیر ہوا - فقط اکیس ۲۱ برس ایک مہینہ بادشاہت کی - اس بادشاہ کے زمانہ میں بیس ۲۰ آدمی گجرات کی صوبہ داری پر مامور ہوئے تھے

سلطنت شاہجہاں بادشاہ

۱۰۳۷ھ ہجری کی ۱۲ جمادی الثانی پنجشنبہ کے روز اکبرآباد کے قلعہ میں اس بادشاہ نے جلوس فرمایا - بتیس ۳۲ برس سلطنت اور سات برس اکبرآباد کے قلعہ میں اعتکاف کر کے ۱۰۷۶ھ ہجری کی ۲۶ تاریخ ماہ رجب شب دوشنبہ کو تین گھڑی رات گذرے اس دار فانی سے جہاں باقی کو روانہ ہوا - اس بادشاہ

کو اکبر آباد کے مقبرہ مشہور تاج گنج میں دفن کیا۔ اس کے عہد دولت میں بارہ آدمی گجرات کی صوبہ داری پر مقرر ہوئے۔

سلطنت اورنگ زیب بادشاہ عالمگیر

یہ بادشاہ اول قریب باغ اعزا میں ۱۰۶۸ھ ہجری کی ذیقعدہ کی پہلی تاریخ۔ اور دوسری مرتبہ دارالخلافت شاہجہان آباد میں ۲۴ رمضان ۱۰۶۹ھ یکشنبہ کے روز تخت نشین ہوا۔ پچاس برس دو مہینے چار دن سلطنت کرکے صوبہ دکن کے احمد نگر میں تاریخ ۲۷ ذی قعدہ روز شنبہ ۱۱۱۸ھ ہجری کے روز رحلت فرمائی۔ اس بادشاہ کا جنازہ احمد نگر سے خلد آباد میں لاکر حضرت برہان الدین اولیا کے روضہ میں دفن کیا۔ یہ مقام احمد نگر سے سات کوس کے فاصلہ پر واقع ہے۔ دس آدمی اسکے زمانہ میں گجرات کی صوبہ داری پر تعین ہوئے۔

عالمگیر کے بیٹے محمد قطب الدین معظم شاہ عالم بادشاہ کی سلطنت

بعد انتقال عالمگیر معظم شاہ کو اپنے بھائی محمد اعظم سے لڑائی واقع ہوئی۔ مظفر و منصور ہوکر اکبر آباد کے باغ دہرا میں ۱۹ ربیع الاول ۱۱۱۹ھ کے روز تخت نشین ہوا۔ اس بادشاہ نے فقط چار برس نو مہینے سلطنت کرکے ۱۱۲۴ھ محرم کی انیس ۱۹ تاریخ کو لاہور کے قریب منزل عقبا میں رحلت فرمائی لاشہ دہلی میں لاکر حضرت خواجہ قطب الدین چراغ دہلی کے بازو میں دفن کیا۔ فقط ایک شخص گجرات کی صوبہ داری پر آیا تھا۔

بہادر شاہ کے بیٹے معز الدین محمد جہاندار شاہ کی سلطنت

یہ بادشاہ ۱۱۲۴ھ ہجری کی بیسویں محرم کو دارالسلطنت لاہور میں تخت نشین ہوا۔ محض دس مہینے بیس روز بادشاہت کرکے دار آخرت کو روانہ ہوا۔ شاہجہان آباد میں ہمایوں کے مقبرہ میں دفن کیا۔ فقط ایک ہی شخص گجرات پر مامور ہوا تھا۔

معین الدین محمد فرخ سیر

یہ بادشاہ اپنے چچا جہاندار شاہ سے فتح حاصل کرکے تیرھویں محرم ۱۱۲۴ھ کو اکبر آباد کی نواح میں تخت نشین ہوکر خطبہ و سکہ اپنے نام جاری کیا۔ جہاندار شاہ کی سلطنت کا زمانہ اسکے عہد میں شریک کیا تو چھ برس اور پچیس دن ہوئے۔ دونوں چچا بھتیجے نے اتنے روز بادشاہت کرکے ایک کے بعد دوسرا دار آخرت کو چلا گیا۔ یہ بادشاہ نے مکاشف ہونے کے بعد ۱۱۳۱ھ ہجری کی آٹھویں ربیع الاول کے روز شہادت کا درجہ حاصل کیا۔ اسکو ہمایوں بادشاہ کے مقبرہ میں مدفون کیا۔ اسکے زمانہ میں پانچ آدمی گجرات کی صوبہ داری پر سرفراز ہوئے۔

محمد رفیع الدرجات کی سلطنت الملقب شاہجہان ثانی

یہ بادشاہ محمد رفیع الشان کا بیٹا بہادر شاہ کا پوتا ۱۱۳۱ھ ہجری کی آٹھویں ربیع الاول کو شاہجہان آباد کے قلعہ میں تخت نشین ہوا۔ اس بادشاہ کو عارضہ تپ دق نے ایسا دق کیا کہ آخر اسی سال ۲۳ رجب کو بیچارہ ہار کر سلطنت چھوڑ کر دار آخرت کو چلا گیا۔ مگر مرتے وقت سلطنت اپنے بڑے بھائی محمد رفیع الدولہ کی سپرد کی۔ یہ بھی اپنے بڑے جد ہمایوں کے مقبرہ میں سویا۔ فقط ساڑھے چار مہینے سلطنت کی اس عرصہ قلیل میں کسی قسم کا تغیر و تبدل [illegible]

ابوالمظفر تاج الدین محمد شاہ بادشاہ

یہ بھی بہادر شاہ کا پوتا محمد جہاں شاہ کا بیٹا تھا۔ جب شاہجہاں ثانی نے رحلت فرمائی۔ آگرہ سے وزیر سلطنت قطب الملک سید عبداللہ خاں و امیر الامراء سید حسین علیخاں نے اپنے بھائی دلی کے صوبہ دار سید نجم الدین خانکو تحریر کیا کہ جسقدر عجلت ہوسکے شاہی خاندان سے ایک شہزادہ کو جلد روانہ کرو۔ قاصد کے پہونچتے ہی شاہزادہ محمد روشن اختر بن محمد جہاں شاہ ابن بہادر شاہ کو گھٹا ٹوپ دار ہاتھی پر سوار کرا اکبر آباد روانہ کیا۔ منزلیں قطع کرتا ہوا آگرہ پہونچا۔ اور ۱۵ ذیقعدہ ۱۱۳۱ھ کو تخت سلطنت پر جلوس فرمایا۔ اور اپنا لقب محمد شاہ رکھا (اسی کا تخلص بیا نتھا) اکتیس ۳۱ برس سلطنت کر کے ۱۱۶۱ھ کی ربیع الثانی میں فردوس بریں کو روانہ ہوا۔ مرقد خواجہ نظام الدین اولیا کے قرب میں واقع ہوا۔ اس بادشاہ کے عہد سلطنت میں چھ آدمی گجرات کی صوبہ داری پر سرفراز ہوئے۔

مجاہد الدین احمد شاہ بن محمد شاہ بہادر کی سلطنت

یہ بادشاہ احمد شاہ ابدالی کیساتھ لڑائی فتح کر کے لوٹا تھا کہ اس عرصہ میں سلطنت کا مژدہ ملا اسی جگہہ مقام کر کے موضع کوندرہ تعلقہ پانی پت میں یکم جمادی الاول ۱۱۶۱ھ ہجری سہ شنبہ کے روز تخت پر جلوس فرمایا۔ وزراسے نااتفاقی پیدا ہوئی انجام کار دسویں شعبان ۱۱۶۷ ہجری کے روز مجبور ہو کر معتکف ہوا فقط چھ برس تین مہینے نو دن سلطنت کی۔ فقط راجہ تخت سنگھ گجرات کی صوبہ داری پر سرفراز ہوا تھا۔

ابوالعدل عزیز الدین محمد عالمگیر ثانی کی سلطنت

دسویں شعبان ۱۱۶۷ ہجری یکشنبہ کے روز قریب دوپہر کے دارالخلافت شاہجہان آباد میں تخت طاؤسی کو جلوس سے منور کیا۔ پانچ برس سات مہینے ۲۷ یوم سلطنت کر کے آٹھویں ماہ ربیع الثانی ۱۱۷۳ ہجری پنجشنبہ کے روز وزیر نے شہید کیا اور دیہلوے کے تصرف سے گجرات پر کوئی صوبہ نہیں بھیجا گیا

شاہجہان بادشاہ کی سلطنت

جس روز عالمگیر ثانی کو وزیر نے شہید کیا۔ اوسی روز قریب شام دارالخلافت شاہجہان آباد کے قلعہ میں یہ بادشاہ تخت سلطنت پر متمکن ہوا

ملک گجرات میں مرزاؤں کا فساد برپا کرنا اور اکبر بادشاہ کا گجرات تسخیر کر کے قلمرو میں شامل کر دینا اور اسی زمانہ سے سلاطین گجرات کی سلطنت کا خاتمہ ہو جانا وغیرہ

یہ بات دانشمندوں سے تو پوشیدہ نہیں مگر جنکو اللہ نے ذرا بھی عقل عطا فرمائی ہے وہ بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ ابتداے آفرنیش سے اس وقت تک جس سلطنت کا خاتمہ ہوا اوسکا دارمدار امرا و ارکین سلطنت کے باہمی نفاق و حسد پر رکھا گیا۔ یہ دونو چیزیں ایسی ہیں کہ انجام کا کفران نعمت

کی شمر ہو جاتی ہیں۔ شکر نعمت کے بدلے کفر نعمت کرنے لگتا ہے۔ چنانچہ پروردگار نے قرآن مجید میں صریح فرمایا ہے کہ وان شکرتم لازیدنکم ولان کفرتم ان عذابی لشدید۔ جب کفران نعمت ہوا تو لامحالہ زوال دولت ہو رہیگا۔ اور دوسرا یہ مضمون اسطور پر بیان کیا گیا ہے ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتے یغیروا ما بانفسہم یعنی پروردگار ہمارے لئے تغیر تبدل کرنا نہیں چاہتا تاوقتیکہ ہم خود ایسے ایسے اسباب پیدا کر نیکی کوشش نکریں"

سلطنت گجرات میں سلطان احمد ثانی احمد آباد سے لیکر سلطان بہادر شاہ کے زمانہ آخر تک ڈنکے کی چوٹ حکومت کرتے رہے۔ یہ چید بادشاہ بڑی دھوم دھام سے کفرستان گجرات میں اسلامی پھریرے اڑا گئے معاصروں سے کسیکو یہ قدرت نہتی کہ نظر بھر کر دیکھ سکے۔ جب انکی یہ کیفیت تو زمیندار بیچارے کس شمار قطار میں تھے۔ بعد زمانہ سلطان بہادر ارکین گجرات میں حسد و نا اتفاقی نے ڈراونی صورتیں دکھا دکھا کر تفرقہ ڈالدیا امرا بادشاہ کے خون کے پیاسے ہوئے۔ اور بادشاہ بھی درپئے آزار رہے آخر دیوان قضا سے فرمان جاری ہوا کہ سلاطین گجرات وارکین سلطنت کا بوریا بدھنا اوٹھا کر یہ خطہ بموجب آیہ کریمہ توتی الملک من تشاء مشرع الملک ممن تشاء بنام نامی فخر دودمان حضرت امیر تیمور صاحبقران جلال الدین محمد اکبر بادشاہ غازی کو سپرد کردیا جاتے۔ کیفیت اوسکی یوں بیان کی گئی ہے۔ کہ:-

محمد سلطان مرزا نامی اولاد امیر تیمور صاحبقران کو صاحب حق سمجھکر اسی خاندان کے کسی بادشاہ نے پرگنہ اعظم آباد متعلقہ سرکار سنبھل جاگیراً وسے رکھا تھا۔ اپنے بال بچوں کو لیئے وہیں رہا کرتا اوسکو اللہ نے چار لڑکے عطا کئے تھے۔ ابراہیم حسین مرزا۔ محمد حسین مرزا۔ مسعود حسین مرزا۔ عاقل حسین مرزا جس زمانہ میں اکبر بادشاہ پنجاب تشریف لیگیا محمد سلطان مرزا بوڑھا ہوگیا تھا مگر لڑکے نوجوان تھے۔ ہوس سلطنت اعظم آباد سے نکلکر ملک کو تاخت تاراج کرنا شروع کیا۔ اکثر بادشاہی جاگیرداروں کو قتل اور مال و اسباب ہڑپ کرتے ہوئے دہلی جا محاصرہ کیا۔ ان کے محاصرہ سے خلق اللہ کا بہت کچھ نقصان ہوا۔ اور تمام ملک میں ہر جگہ فساد ہونے لگا۔ حضرت عرش آشیانی نے خبر سنکر پنجاب سے مراجعت فرمائی۔ ہنوز دلی سے کسیقدر فاصلہ پر تھے کہ مرزا زادوں نے محاصرہ اٹھا کر مالوہ پہونچے۔ حاکم مالوہ محمد قلی برلاس سے لڑ بھڑ کر مالوہ چھین لیا۔ ہنڈیا تک عملداری ہوگئی۔ اکبر بادشاہ نے لشکر جرار مرزا زادوں کے تعاقب میں روانہ کیا۔

اسوقت گجرات میں محمود ثانی سلطنت پر قائم تھا۔ برہان بے ایمان نے بادشاہ کو زہر دیکر شہید کیا۔ امرا نے اولاد سلطان احمد بانی احمد آباد سے ایک لڑکا خورد سال تجویز کرکے برائے نام تخت نشین کیا۔ اوسکا نام سلطان احمد ثانی رکھا گیا۔ جب سن تمیز کو پہونچا اعتماد خاں نے قتل کروایا۔ بعد اوسکے ایک خورد سال لڑکا پیدا کیا اور سلطان محمود ثانی کی اولاد ثابت کرکے تخت پر بٹھایا گیا سلطان مظفر نام رکھا۔ اگرچہ یہ لڑکا اولاد سلاطین ماضیہ سے نتھا تاہم اعتماد خاں کی حلفیہ باتوں سے ثابت مانا گیا تھا بعض امرا جو اس راز سے واقف تھے وہ بھی خاموش ہو رہے۔ آخر رفتہ رفتہ طنطنت از بام ہوگیا مظفر شاہ کو تخت نشین کرکے سارا ملک امرا نے تقسیم کرلیا تھا۔ چنانچہ احمد آباد کھمبات وغیرہ گجرات کا بڑا حصہ اعتماد خاں نے اپنے حصے میں رکھا تھا۔ پٹن موسیٰ خاں و شیر خاں کو دیا گیا۔ سورت بھڑوچ بڑودہ چانپانیر چنگیز خاں پسر عماد الملک کو ملا۔ دھولقہ و دہندوقہ وغیرہ سید حامد نبیرہ سید مبارک کو دیا گیا۔ سورٹھ مع جوناگڈھ امین خاں غوری کو ملا۔ بایں تفصیل سارا ملک تقسیم کرکے جاگیر و ملی رہنے لگے۔ بیچاری رعایا پر ظلم و ستم کی کوئی حد نتھی غریب رعایا کی فریاد و نالہ نے یہ اثر پیدا کیا کہ امرا باہم لڑنے لگے۔ اودھر مالوہ میں مرزا زادوں نے بادشاہی لشکر کا اپنی طرف آنا سنکر مالوہ چھوڑ دیا اور سیدھے چنگیز خاں کی پناہ میں آرہے چنگیز خاں اعتماد خاں کیساتھ احمد آباد پر مقابلہ کر رہا تھا۔ مرزا زادوں سے کسیقدر تقویت پیدا ہوگئی۔ بھڑوچ گیراً دیا گیا۔ اسی عرصہ میں حبشی جھوجھار خاں نے چنگیز خاں کو قتل کیا۔ مرزا زادوں کی بن پڑی۔ بھڑوچ پہلے ہی لیچکے تھے لگے ہاتھ سورت اور چانپانیر پر قبضہ کرلیا۔ اسی نے فی الجملہ

ہر طرح کی تقویت ہو گئی۔ اعتماد خاں احمد آباد میں سلطنت کر رہا تھا۔ سلطان مظفر اگرچہ بادشاہ تھا مگر کسی قسم کا اختیار حاصل نہ تھا بحیثیت سلطنت مجبور ہونے سے
نہایت تنگ ہو رہا تھا۔ شیر خاں فولادی نے مظفر کو سلطنت کے ہرے باغ دکھلا کر پٹن بلوا لیا اسکا یہ ہو نتیجہ تھا کہ لشکر فراہم ہو گیا۔ شیر خاں مظفر کو ہمراہ لیکے تعداد
کثیر سے احمد آباد پر حملہ آور ہوا۔ اعتماد خاں قلعہ بند ہو کر لڑنے لگا۔ اور مرزا زادوں کو ترغیب دیکر بلوایا اور ایک عرضداشت اس مضمون کی اکبر بادشاہ کی خدمت میں روانہ
کی کہ فی زمانہ مدعیان سلطنت نے ملک بھر میں فساد برپا کر رکھا ہے۔ رعایا کو جان و مال دونوں کا نقصان ہو رہا ہے۔ خصوصاً مرزا زادوں کی خفتہ پروازیاں کہی
نہیں جاتیں۔ رایات عالیات خاک گجرات پر سایہ فگن ہوں تو سارے فساد دور ہو کر ملک میں امن و امان ہونے کی امید پڑتی ہے ورنہ چند ہی دنوں میں ویران
ہو جائیگا۔ اکبر بادشاہ نے فوراً تیاری کر کے روز شنبہ ۸ صفر سنہ ۹۸۰ ہجری کے روز امرائے عظام خان کلاں سید محمود بارہہ قلیچ خاں۔ صادق خاں
شاہ فخر الدین وغیرہ کو بجمعیت بہادران شیر و آزما بہم ہراول روانہ کیا۔ اور بادشاہ ۲۲ ربیع الاول سنہ ۹۸۰ھ کو اجمیر سے گجرات کی طرف متوجہ ہو کر ناگور میں پہونچا
فوج ہراول سروہی میں پہونچ چکی تھی۔ راجہ سروہی جسکا نام مانسنگھ دیورہ کو نہ جانے شاہی لشکر سے کیا عداوت تھی بظاہر خیر مقدم کے بہانے چند راجپوتوں کو
خان کلاں کی خدمت میں بھیجے وقت ملاقات دوستانہ برتاؤ کئے گئے بات چیت کر کے جانے لگے۔ خانصاحب حسب رسوم ہند ہر ایک کو رخصتی پان دینے
کھڑے ہوئے۔ ایک راجپوت بد اندیش آگے بڑھا اور کٹار کھینچکر خانصاحب کی پشت گردن پر رسید کیا۔ زخم تین انگشت گہرا پڑا تھا کہ خانصاحب کے ملازم خاص
بہادر خاں نے راجپوت کو اٹھا کر زمین پر دے مارا جبتک سنبھلے اوروں نے تلوار سے کام تمام کیا۔ اوسکے ساتھ والے بھی زیر شمشیر دھر لئے گئے۔ ایک
زندہ پلٹ کر نہ گیا یہاں تلوار چل رہی تھی کہ بادشاہ کی سواری آ پہونچی گویا سروہی والے کے حصے کی قیامت آ گئی۔ یہ بے اعتدالی دیکھکر بادشاہ نے
لشکر والوں کو حکم فرمایا کہ سب ادبار راجپوت قتل کر دئے جائیں۔ بہادران تیغ زن کی دہشت سے اکثر راجپوت بھاگ بھاگ پہاڑوں میں روپوش ہو گئے اور
جن بدبختوں کو قضا نے اندھا بنا کر بت خانہ کے اردگرد پوشیدہ کر رکھا تھا۔ اسلامی تلوار نے اچھا توڑ کر دیا ایک بھی زندہ نہ رہا۔ جب حضور کی سواری حد
پٹن میں پہونچی شاہ فخر الدین معہ تسلی نامہ اعتماد خاں کے پاس بھیجا گیا۔ موکب ہمایوں حد واڑلیہ میں رونق افروز ہوا۔ خبر ملی کہ شیر خاں فولادی
و بدیہ سلطانی سے محاصرہ اٹھا کر جانب سورٹھ چلا گیا اور اپنے لڑکے محمد خاں و بدر خاں کو پٹن بھیجا ہے تا بال بچوں کو لیکر کسی محفوظ جگہ میں پوشیدہ کر دئے
جائیں سنا گیا ہے کہ بال بچے ایڈر کیطرف آ رہے ہیں اور ابراہیم حسین مرزا اعتماد خاں کی کمک کو آتا تھا راہ میں خبر سنکر پلٹ گیا اور اعتماد خاں ارادہ
آستاں بوسی چلنے کی تیاری کر رہا ہے۔ بادشاہ نے راجہ مان سنگھ کو حکم فرمایا کہ شیر خاں فولادی کے بال بچے جلد گرفتار کر لئے جائیں۔ اگرچہ راجہ مذکور بہت
جلد پہونچا مگر وہ لوگ خبردار ہو کر کسی پہاڑی میں پوشیدہ ہو چکے تھے سوائے مال و اسباب کے اور کچھ پتہ نہ لگا۔ پہلی ماہ رجب سنہ مذکور کے روز بادشاہ
کی سواری پٹن میں رونق افروز ہوئی۔ حکیم عین الملک اعتماد خاں اور میر ابوتراب کے لینے کو بھیجا گیا۔ جب بادشاہ کی سواری پٹن سے موضع جھوٹانہ میں پہونچی
سلطان مظفر گجراتی کے شیر خاں سے الگ ہو کر اسی نواح میں پوشیدہ ہو جانے کی خبریں متواتر آ گئیں۔ میر خاں چوبدار اور بریدبیشہ و لشکر وغیرہ کو تاکید
دیگئی۔ کہ مظفر کو تلاش کر کے حاضر کر دیا جائے۔ حسب الحکم فرداً فرداً تجویز کرنے لگے سب سے پہلے میر خاں کو مظفر کا چتر اور سائبان ملا۔ عرصہ قلیل میں
اوسی اطراف کے کسی کشت زار سے گرفتار کر کے حاضر کیا گیا۔ بادشاہ نے کمال مہربانی سے جان بخشی فرمائی اور کرم علی کو سپرد کیا گیا۔ مرات سکندری والے
کا یہ قول ہے کہ مظفر شیر خاں سے الگ ہو کر بادشاہ کی خدمت میں اسوقت حاضر ہوا تھا کہ امرائے گجرات شرف ملازمت سے محروم تھے سید حامد بخاری
اور الغ خاں حبشی معہ متوسلین حاضر ہوئے۔ بعد اسکے شاہ فخر الدین و حکیم عین الملک نے میر ابوتراب کو حضور میں حاضر کیا اور عرض پیرا ہوئے کہ اعتماد خاں
نے حاضر ہونے سے پہلے میر ابوتراب و وجیہہ الملک و مجاہد خاں کو حضور میں اسلئے بھیجا ہے کہ بادشاہی مہربانی اور مراعات سے مطمئن ہو کر مراجعت کریں
بار دگر بحکم حضور شاہ فخر الدین و حکیم عین الملک اعتماد خاں کے اطمینان کیلئے روانہ ہوئے۔ جب احمد آباد پہونچے امرائے فریقین میں بحث ہوا کریہ

تصفیہ کیا گیا کہ ملک گجرات میں سکہ اور خطبہ اکبر بادشاہ کے نام نامی و اسم گرامی سے پڑھا جائیگا۔ یہ تصفیہ ہو کر امرائے گجراتی مع رو سار اکبری قصبہ کڑی میں داخل ہوئے۔ اعتماد خاں نے شاہ فخرالدین و عین الملک کو میر ابوتراب کے ساتھ پیشتر روانہ کیا۔ دوسرے روز بادشاہ کی سواری موضع چھوٹانہ سے روانہ ہوئی خواجہ جہاں و میر ابوتراب کو حکم ہوا۔ کہ اعتماد خاں کو حضور میں جلد حاضر کریں اوسروز بادشاہ ہاتھی پر رونق افروز تھا۔ سارے سردار جلو میں پیادہ پا چل رہے تھے۔ کہ اعتماد خاں دوڑا ہوا آپہونچا۔ اور قدموں پر گر پڑا۔ بادشاہ نے کمال مہربانی فرما کر اطمینان دلایا۔ اسعرصہ میں بعض امرائے گجراتی۔ اختیار الملک و ملک شرق و جھوجھار خان حبشی۔ وجیہ الملک۔ مجاہد خاں وغیرہم باری باری سے قدمبوس ہوئے۔ اعتماد خاں اور چند امیروں کو حکم فرمایا کہ سوار ہو کر جلو میں چلیں۔ پیادہ پائی معاف ہو گئی۔ جب سواری کڑی میں رونق افروز ہوئی۔ صادق خاں وغیرہ امراے ہمراہی کو حکم ہوا کہ باقیماندہ امرائے گجراتی۔ سیف الملک حبشی وغیرہ جو ابتک حضور میں حاضر نہیں ہوئے محمود آباد وغیرہ سے لالا کر حاضر کروئے جائیں۔ دوسرے روز تمامی امراے گجرات حضور میں طلب ہوئے۔ حکم سنایا گیا کہ سارا ملک گجرات اعتماد خاں کو سپرد کر دیا گیا۔ تم میں سے جسکی خواہش ہو اعتماد خاں کیساتھ شریک رہے۔ بشرطیکہ حسب قانون ضابطہ جہانبانی ضامن معتبر حاضر کرے تا انتظام میں کسی قسم کا خلل پیدا نہو۔ میر ابوتراب نے اعتماد خاں کی ضمانت کرلی اور اعتماد خاں جمیع اعیان گجرات کا ذمہ دار ہو گیا۔ اب رہے حبشی تو اونکی نسبت یہ حکم ہوا کہ حبشی سلطان محمود کے غلام تھے۔ اب سے ہمارے زمرہ غلاموں میں شمار کیے جائیں ضمانت کی ضرورت نہیں مگر بنظر بعض وجوہات ہر ایک حبشی فرداً فرداً رئیسوں کی سپرد کر دئے گئے۔ دوسرے روز حاجی پور مقام ہوا۔ لشکری اوباشوں کا ایک شور و غل برپا ہوا۔ کہ بادشاہی حکم ہو گیا ہے لشکر امراے گجراتی لوٹ لیا جائے۔ پھر کیا تھا لشکری مچلے بدمعاش امرایان گجرات پر ٹوٹ پڑے۔ مال و اسباب لوٹنا شروع کیا۔ یہ بیچارے غافل پڑے ہوئے تھے۔ ورنہ بدمعاشوں کو لوٹ کا مزا ملجاتا۔ مگر اکبر بادشاہ کے عدل و انصاف نے مزہ چکھا دیا۔ جب غل غپاڑے کا شور غوغا بلند ہوا اور حضور تک خبر پہونچ گئی۔ الجنشی اور فوجی افسر و سپاہیوں کو تاکیدی حکم دیا گیا کہ اوباشان بد کردار کی بے ادبیوں کی سزائیں دیجائیں۔ بلکہ لشکر کے اردگرد احاطہ کر دیا جائے۔ تا ایک متنفس بھاگ کر دائرہ سیاست سے قدم باہر نرکھے اور گجراتی امرا وغیرہ کا سارا مال و اسباب اوباشوں سے ضبط کر کے ازروے تحقیق سچے مالکوں کو دلا دیا جائے۔ ادھر یہ کارروائی شروع کر دی گئی تھی کہ بادشاہ نے مسند عدالت پر جلوس فرما کر اذن بار عام پھروا دیا۔ ازروے انصاف پروری لشکر سے مست ہاتھی منگوا کر بدمعاشوں پر چھوڑ دئے گئے اس سرے سے اُس سرے تک بدمعاشوں کا ستھراو ہو گیا۔ لشکر بھر میں امن امان قائم ہو گیا۔

۱۴ رجب ۹۸۰ھ نوسو اسّی ہجری کو بادشاہ مع ارکین دولت گجراتی و ہندوستانی احمد آباد میں تشریف لایا اوسکا قدم رکھنا تھا کہ شہر میں امن امان ہو گیا واقعی یہ اقبال اکبری تھا کہ احمد آباد و ایسا شہر بے لڑے بھڑے یوں فتح ہو گیا۔ اگرچہ ہندوستان تمام روے زمین پر بنظر بعض اوصاف بہتر و اعلیٰ مانا گیا ہے۔ مگر گجرات خلاصہ ہندوستان سمجھا جاتا ہے۔ احمد آباد کی آبادی اس کثرت سے تھی جسمیں تین سو اسی ۳۸۰ پورے آباد تھے پورہ سے محلہ مراد ہے اور ہر محلہ میں بڑی بڑی خوشنما عالیشان عمارتیں بنی ہوئی تھیں اور ہر بازار میں ایک ایک دوکان اسباب نفیس و اشیاء نادرہ سے بھری پڑی تھی۔ گویا ہر محلہ بجاے خود ایک شہر عظیم الشان دکھائی دیتا تھا جسروز اکبر بادشاہ نے شہر میں قدم رکھا منوں سونا اور چاندی فرق مبارک پر نچھاور کر دیا گیا تھا۔ بعد چندروز امین خاں غوری کی عرضداشت مع پیشکش لائقہ حضور میں پہونچی۔ ابراہیم حسین مرزا بھی غوری کا پیرو ہوا۔ مگر چونکہ عرضداشت سے اصلاحمندی مترشح نہوتی تھی۔ درجہ پذیرائی حاصل نہوا۔

شہر احمد آباد کی حکومت اور انتظام مرزا عزیز کو کلتاش خان اعظم کو سپرد ہوا احمد آباد اور مہی کے درمیان والے تمام پرگنے جاگیر میں مرحمت ہوئے۔ اور اوسطرح کے تمام پرگنے مثلاً بھروچ بڑودہ سورت چانپانیر وغیرہ امرائے گجراتی کو تفویض کئے گئے اور اُن سے شرط کیگئی کہ مرزازادوں کا استیصال

بہ صورت کر دیا جائے چونکہ ان تمام پرگنوں پر مرزا زادوں کا تصرف باقی تھا۔ امرائے مذکور نے برضا و رغبت تمام استیصال مرزایان قبول کیا تھا۔ جب بادشاہ کو انتظام سے فرصت ہوئی یہ ارادہ ہوا کہ لگے ہاتھ سیر دریا شور کرتے ہوئے دار الخلافہ تشریف لیجاویں۔ دہم ہی شعبان روز دوشنبہ احمد آباد سے کوچ فرماکر جانب کھمبایت سواری روانہ ہوئی۔ امرائے گجراتی درستی اسباب سفر کے بہانے کر کرکے کئی روز تک احمد آباد میں مقیم رہے بادشاہ بھی انکی چالیں سمجھ گیا۔ پہلے سے حکیم عین الملک کو بوجوہات چند در چند احمد آباد میں چھوڑ رکھا تھا۔ راہ میں بادشاہ کو دریافت ہوا کہ اختیار الملک تو ما داڑہ چلا گیا اور اعتماد خاں وغیرہ از حد مضطر دہو رہے ہیں احتمال بغاوت متصور ہوتا ہے شاہباز خاں کو حکم ہوا کہ بہت جلد احمد آباد جاکر امراء کو بسبیل سنہ اولی ہمراہ لے آوے تاکہ بغی ہونیکا موقعہ نہ ملے یہ احمد آباد روانہ ہوا اور سواری کھمبایت میں رونق افروز ہوئی۔ سوداگروں کی بڑی استقبال کرکے باعزاز تمام شہر میں لے آئے۔ دوسرے روز بادشاہ جہاز میں سوار ہو کر سیر کر رہا تھا کہ شہباز خاں اعتماد خاں وغیرہ امراء کو لیکر حاضر ہوا حکم ہوا کہ فرداً فرداً مقربان درگاہ کی حراست میں سپرد کر دئے جائیں سیر دریا سے فرصت پاکر قلعہ داری کھمبایت حسن خاں خزانچی کو تفویض ہوئی اور بادشاہ خود بدولت و اقبال مرزا زادوں کی استیصال کرنیکو متوجہ ہوا۔ جب سواری قریب بڑودہ پہونچی خان اعظم مرزا عزیز کوکلتاش کو رخصت احمد آباد عطا ہوئی اور شہباز خاں یا بہادر خاں و قاسم خاں زیر کمانڈ فوج جرار جانپانیر روانہ کئیگئی بادشاہ ہنوز بڑودہ میں رونق افروز تھا کہ خبر دی گئی دریافت ہوا کہ مرزا زادوں نے قلعہ سورت کا انتظام کر کے سب کے سب جانپانیر میں فراہم ہوئے ہیں۔ اوسیوقت چند امرائے شاہی مع فوج ظفر موج مدعیونکی جانب رخصت کئے گئے۔ اسعرصہ میں دوسرے مخبر نے ظاہر کیا کہ ابراہیم حسین مرزا اتبک قلعہ بھروچ میں موجود تھا ابھی ابھی باہر آنیکو تیار ہو رہا ہے وہ چاہتا ہے کہ ملک میں فساد برپا کرے اور یہاں سے تقریباً آٹھ کوس کے فاصلہ کی راہ سے جانیوالا ہے بادشاہ کی سواری میں جسقدر امرائے عظام موجود تھے بعض تو خان اعظم کو تعین کئے گئے رہے سہے مرزا زادوں کی تنبیہ کیلئے مامور ہوچکے معدودے چند حضور میں حاضر تھے بادشاہ بامید امداد غیبی توسن اقبال پر سوار ہوا و برسم ایلغار ابراہیم حسین مرزا کیطرف گھوڑا اوٹھا دیا۔ چلتے چلتے ارشاد فرمایا کہ شہباز خاں میر بخشی قدم بڑھا کر امرائے متعینہ مرزایان کو لوٹا کر ہمارے پاس حاضر کرے اور میر محمد خان خواجہ جہاں و شجاعت خاں و صادق خاں کو تاکید کر دیگئی کہ بڑودہ رہکر نگہبانی لشکر کرتے رہیں اور احتیاط رکھنا چاہئے تاکوئی متنفس بدون حکم ہمارے پاس آنیکا ارادہ نکرے مبادا کثرت سپاہ دیکھکر ابراہیم حسین مرزا فراری ہو جائے تو ساری محنت رائیگاں ہو جائیگی اور بہ نظر تعداد قلیل مقابلہ کرنیکو مستعد ہو جائیگا خدا سے اُمید قوی ہے باین جمعیت قلیل مدعی کو سزائے معقول دیجائیگی بادشاہ سب مراتب سمجھا کر قریباً دو تین گھڑی رات باقی ہوگی کہ سوار ہو کر روانہ ہوا ملک شرق گجراتی اس غرض سے ہمراہ لیا گیا تھا کہ آمد و رفت کی راہوں سے وقفیت تمام حاصل تھی بادشاہ مع مقربان درگاہ صبح سے شام تک غنیم کی تلاش کرتا رہا مگر کہیں سراغ تک نہ ملا جب دو گھڑی دن باقی رہا ملک شرق گجراتی کوئی وقفونکا گیا ہوا ہانپتا کانپتا ابھی حاضر ہوا اور یوں عرض کرنے لگا کہ پیر و مرشد ابراہیم حسین مرزا دریائے مہی کا بیکانیر گھاٹ اُتر کر قصبہ سرنال میں بیٹھا ہوا آنکھوں دیکھا ہے کسقدر جمعیت سپاہ اسکے پاس موجود ہے سرنال یہاں سے چار کوس فاصلہ پر ہے بادشاہ نے مقربان درگاہ سے مشورہ پوچھا جلال خاں ہاتھ جوڑکر عرض کرنے لگا کہ امدادی فوج اتبک نہ معلوم کتنی دور ہوگی جاں نثاروں کا گروہ جمعیت غنیم سے بہت کم اور بیرون کا لڑ دیا رات ہوچکی ہے البتہ شبخون مارا جائے تو انسب ہوگا بادشاہ کو یہ رائے پسند نہوئی اور فرمایا کہ شبخون ناموس سلطنت کو زیبا نہیں اور دن کا کام رات پر چھوڑ دیا جائے یہ بھی مناسب نہوگا اتنا ہی فرماکر گھوڑے کی باگ اٹھالی اور ملک شرق رہبر ہوا جب تھوڑی دور گئے قصبہ سرنال ایک ٹیلہ پر دور سے نظر آیا قریب کنار دریائے مہی پہونچکر جاں نثاروں کو تیاری اسباب جنگ کا حکم ہوا انکا گروہ چالیس سواروں سے زیادہ نتھا۔

یہ بھی ایک قضیہ اتفاقیہ واقعہ ہوا بلکہ ساری باتیں اقبال شاہی سے ظہور میں آئیں۔ بادشاہ نے انہیں چالیس جاں نثاروں سے حملہ کرنیکا ارادہ کر لیا تھا۔ قدرت خدا سے لشکر امدادی آپہونچا۔ بادشاہ غضبناک ہو کر فرمانے لگا کہ یہ لوگ ہمارے ساتھ شریک نہ کئے جائیں مقربان درگاہ

سبب دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ ناواقفیت سے اسقدر بھٹکا کہ بروقت نہ پہونچا یہ سنکر بادشاہ کو رحم آیا شریک ہونیکی اجازت دیگئی جمعیت ہمراہی کہیں
دوسو سوار سے زیادہ تھی۔ دریا سے بھی عبور کرتے وقت راجہ کنور مان سنگہ چند سواروں کو لیکر آگے بڑھا۔ ابراہیم حسین مرزا قصبہ کے ٹیلے سے تماشا دیکھہ رہا تھا
ساتھہ والوں سے کہنے لگا کہ دیکھو بادشاہ ہند کا دبدبہ کس سرعت سے ہماریطرف لپکا آرہا ہے اور سپاہیونکو تیار ہونیکا حکم دیکر ایک توپ بلندی پر رکھی گئی
جب لشکر شاہی دریا عبور کر چکا۔ دیکھا کہ قصبہ کے ارد گرد گہرے گہرے قدرتی درے واقعہ ہیں جنکو اصطلاح گجرات میں کوتر کہتے ہیں اور اس اضلاع میں بھی کے
کونتر مشہور عام ہیں۔ بہادران شجاعت شعار پیش دستی کرکے دو دو چار چار متفرق ہوگئے اور انھیں درونکی راہ سے دھاوا شروع کیا اور بادشاہ خود بدولت
اقبال چند جان نثاروں کو ہمراہ لیکر عام راستہ سے سرنال کے دروازہ پر پہونچا۔ کئی آدمی محافظان دروازہ روکنے کھڑے ہوگئے مقبل خان غلام قلماق[1]
چند بہادروں کو لیکر آگے بڑھا اور بدبختوں سے جو منہ پر چڑھا تہ تیغ دھر لیا راستہ صاف ہوگیا حضور بھی فتح و نصرت کو ساتھہ لئے ہوئے آگے بڑھے۔
قصبہ کے گلی کوچے ازدحام خلق اور ہجوم جانوروں سے بھرے ہوئے تھے۔ چونکہ شام ہونیکے قریب تھی جنگل سے کسان اور چراگاہ سے چارپائے قصبہ میں آرہے تھے
بہزار مشقت بھیڑ کے بیچ در پیچ ہوکر مخالفوں کے قریب پہونچے۔ سامنا ہوتا تھا لڑائی شروع ہوئی مخالفوں نے حملہ کرکے بابا خاں قاقشال[2] کو پس پا کرنا چاہا تھا
مگر جان نثاران دولت سینہ سپر ہوگئے۔ اور ایسی تلوار ماری کہ مخالفوں کے دانت کھٹے کردئے کئی آدمی خاک و خون میں تڑپنے لگے اور جو امراء و سپاہی درونکی
کی راہ سے الگ الگ حملہ آور ہوئے تھے وہ بھی اوسوقت آپہونچے پھر تو تلوار ذرا پھرتی سے چلنے لگی دشمنوں کے سر دھڑ سے الگ گر رہے تھے۔ عین معرکہ میں
بادشاہ بذات خود ایک جانب شمشیرزنی کر رہا تھا مخالفوں سے تین آدمی آگے بڑھے ایک نے راجہ بہگونتداس کو ٹوکا اور دو بادشاہ کیطرف لپکے راجہ نے
دشمن کا نیزہ روک کے برچھا مارا اُدھر بادشاہ خارستان ببول میں پہنسگیا تھا یہ دیکھکر دونوں نابکار حملہ آور ہوئے خانعالم و شاہ قلیخاں محرم وغیرہ
بادشاہ سے بہت قریب تھے اور چاہتے تھے کہ ولی نعمت کے سینہ سپر ہو جائیں مگر زقوم زار و خارستان ببول کی بھیڑ نے اونکو روک رکھا لیکن بادشاہ
کی پھرتی اور چالاکی نے کس استقلال سے کام لیا جونہی نابکار آگے بڑھے بادشاہ نے گھوڑے کو ذرا پیچھا ہٹا کر اشارہ کیا ایڑ لگتے ہی سن سے گھوڑا زقوم زار کے اُدھر
جا کھڑا ہوگیا بادشاہ کی یہ جوانمردی اور دلیری دیکھکر حملہ آوروں کے قدم اکھڑ گئے ابراہیم حسین مرزا ٹیلہ سے تماشہ دیکھہ رہا تھا۔ اقبال اکبری کی یاوری اور
اپنے بخت واژونکی نگونساری ثابت ہوگئی ساری تدبیروں کو ٹہیک کر راہ فرار کا سیدھا راستہ پکڑا مرزا کے ساتھہ والے جانیں بچا بچا کر بھاگنے کو تیار ہوئے
مگر بہادران شجاعت پیشہ نے دوڑ دوڑ کر ایک ایک کرکے تلوار سے چن لیا۔ باغیوں کا بڑا حصہ مارا گیا۔ رات ہوچکی تھی بادشاہ نے قصبہ سرنال میں مقام فرمایا
اور اسیوقت فتح نامہ سرج بدجھتی کے ہاتھہ لشکر میں بھیجا گیا دوسرے روز بادشاہ مظفر و منصور فتح و نصرت جلو میں دائیں بائیں حاضر تھیں قدم بقدم لشکر میں تشریف
لایا۔ سورت میں گلرخ بیگم صبیہ مرزا کامران و زوجہ محمد سلطان مرزا کے قلعہ بند ہوکر لڑائی کی تیاری کرنیکی خبریں متواتر آرہی تھیں بادشاہ نے شاہ قلیخاں محرم
و صادق خاں کو بطریق ہراول سورت روانہ کیا۔ گلرخ بیگم بادشاہی لشکر کی خبر سنکر دونوں لڑکے ابراہیم حسین مرزا و مظفر حسین مرزا کو ہمراہ لیکر دکن چلی
گئی۔ سورت کی نگہبانی ہنربان نام شاہی ملازم کو سپرد کردی امراے اکبری نے ہرچند تعاقب کیا مگر شیرزنان کا کہیں پتہ نہ لگا بادشاہ نے قلعہ سورت کی مورچہ
بندی کا کام راجہ ٹوڈر مل کو سپرد کیا شاہم خاں جانپانیر کی حفاظت کیلئے بھیجا گیا اور قاسم خاں میر بحر محافظ سابق اس غرض سے بلایا گیا کہ مورچہ بندی
و نقب زنی کا جانب کار تھا خان اعظم مرزا عزیز کوکلتاش کے نام فرمان بھیجا گیا کہ فی زمانہ مرزا زادے ہیبت سلطانی سے کسی جگہ جم کر مقابلہ نہیں کرتے

مشہور ہیں ۱۲

[2] قاقشال ترکوں کے ایک قبیلہ کا نام ہے چنانچہ گجرات میں ملک چاوڑا واگھیلہ وغیرہ

[1] قلماق وہ قوم ہے جو خانہ بدوش رہتی ہے۔ گھر بنانا عار سمجھتی ہے۔

سپاہ وانمہار بطرف آنکلیں اور ملک میں فساد برپا کریں اسلئے احتیاطاً تاکید و سجاتی ہے کہ انتظام ملک داری سے غافل نہ رہیں اور شیر بیگ مالوہ بھیجا گیا۔ کہ قطب الدین محمد خان کو معہ سائر جاگیرداران مالوہ خان اعظم کی کمک کیلئے احمد آباد روانہ کرے

فتح قلعہ سورت

ساتویں رمضان سنہ مذکور دوشنبہ کو اکبر بادشاہ نے فوجکو سورت پر حملہ کرنیکا حکم فرمایا۔ اہالیان قلعہ محض تین چیزوں کی بھروسہ پر اکبر الیسے اولوالعزم بادشاہ کیساتھہ مقابلہ کرنیکو تیار ہوگئے تھے۔ ایک اسباب رسد کثرت سے قلعہ میں بھرا ہوا تھا دوسرے توپوں کی زیادتی سے گمان ہزیمت ذہن میں نہ آتا تھا تیسرے مرزا زادے اور گلرخ بیگم چلتے وقت سب طرحکا اطمینان دلا گئے تھے۔ ادھر اکبر شاہ فتحمندی کی فال لیکر ہمہ تن حملہ کرنیکو مستعد تھا چونکہ مرزا زادے معہ گلرخ بیگم سورت سے روانہ ہوئے ضروری سامان کے علاوہ جسقدر مال اسباب تھا سب کو ہاتھیوں پر لادا کر رانا رام دیو زمیندار دھرم پور کے پاس بھجوا دیا۔ شاہی لشکر سے چند سوار اطراف وجوانب کی غارتگری میں مصروف تھے کہ مرزا زادوں کی تقدیر نے سارے ہاتھی ہلکار کرا دنکے پاس کھٹے کر دیئے لشکری ہاتھیوں کو معہ اسباب لدے لدائے لئے ہوئے بارگاہ میں حاضر ہوئے بادشاہ نے اسی بات پر اپنی فتحمندی کے شگون لئے تھے ہاتھی لانیوالے سوار انعام سے سرفراز کئے گئے ؎

اکبر بادشاہ کو کئی مشکلیں پیش آئی تھیں اگر استقلال اور اولوالعزمی سے کام نہ لیتا سارا ملک گجرات ہاتھہ سے نکل جاتا مگر وہ رستے استقلال بادشاہ کو یہی باتیں ضروری اور لازمی ہیں ملاحظہ فرمائیے کہ ادھر تو سورت پر محاصرہ کرکے دمدمی اور نقب زنی کی تیاریاں ہو رہی تھیں ادھر ابراہیم حسین مرزا سرنال سے بھاگ کر سورت ہوتا ہوا سیدھا پٹن پہونچا۔ شاہی جاسوس ہر جگہہ کی خبریں وقتاً فوقتاً پہونچایا کرتے تھے۔ اکبر و زا ابراہیم حسین مرزا کو باتوں باتوں میں اپنے بھائی محمد حسین وشاہ حسین سگے رنجیدگی پیدا ہوئی خفا ہوکر دونوں سے الگ ہوگیا اور دارالخلافہ پر حملہ کرنیکا ارادہ کیا یہ خبر بادشاہ کو دریافت ہوئی۔ سید محمود خاں بارہہ اور شاہ قلیخاں محرم وراجہ بہگوتی داس بحکم سلطانی ابراہیم حسین مرزا کے تعاقب میں روانہ ہوئے۔ تاکید ہو گئی تھی کہ بہرصورت مرزائے مذکور گرفتار کرلیا جائے۔ مگر نہ معلوم کسوجہ سے ملتان چلا گیا ادھر محمد حسین وشاہ حسین نے فولادیوں سے ملکر معاہدہ کیا کہ پہلی پہل پٹن پر حملہ کیا جائے۔ اگر بن پڑی تو سبحان اللہ چھیڑی اور دو دو رفتہ رفتہ سارا ملک گجرات تسخیر ہو رہیگا۔ اس ارادہ سے جانب پٹن روانہ ہوئے سید اعتماد خاں نے باعتماد اقبال شاہی قلعہ کا انتظام کرکے خان اعظم کو اطلاع کی۔ خانصاحب حسب الحکم لشکر کی تیاری کر رہے تھے کہ اسی عرصہ میں قطب الدین محمد خاں صوبہ دار مالوہ جاگیرداروں کو لئے ہوئے حاضر ہوا۔ شیخ محمد بخاری دہولقہ سے حضور میں جانے والا تھا مہم پٹن کی خبر سنکر خان اعظم کا شریک ہوگیا۔ خانصاحب کے پاس معقول لشکر ہوگیا۔ سبکو سمیٹ کر پٹن روانہ ہوئے۔ مرزا زادے اور فولادی پٹن پر حملہ کرنیکو تیار تھے کہ ادھر سے فوج شاہی نے دبا دبایا۔ فریقین کی مٹھبھیڑ ہوگئی۔ صف دست چپ مخالف صف دست راست شاہی پر لوٹ پڑی یہ صف قطب الدین محمد خاں کی سپرد تھی اگرچہ مخالفوں کے زبردست حملہ سے کسیقدر سپاہ متفرق ہوگئی مگر سردار مذکور نے نہایت جوانمردی اور استقلال سے کام لیا بڑھے ہوئے مخالفوں کو تلواریں مار مار کر پیچھے ہٹایا۔ یہہ اسی جوانمرد کا کام تھا ورنہ ہزیمت ہونے میں کچھ باقی نہ تھا۔ انجام کار مرزا زادے پسپا ہوئے۔ گجرات میں ٹھہرنا دشوار ہوگیا۔ سیدھے دکن چلے گئے۔ ساتھہ کے ساتھہ فولادی بھی بھاگ کر جونا گڈھ پہونچا۔ بادشاہ نے یہ خبر سنکر جناب باری کا شکرانہ ادا کیا۔ خان اعظم کو فرمان بھیجا گیا کہ اگر صلاح دولت ومناسب وقت سمجھو تو قطب الدین محمد خاں وشاہ بداغ ومراد خاں وغیرہ کو مخالفوں کے تعاقب میں روانہ کرکے تم بذات خود ہمارے پاس حاضر ہو جاؤ۔ حسب الحکم خان اعظم ۲ شوال کو حضور میں آستان بوسی سے مشرف ہوا۔ سطرح کی مہربانیاں مبذول رکھی گئیں ؎

اہالیان قلعہ سورت بحالت محصوری مجبور ہوکر بغلیں جھانکنے لگے - اور کچہ بن پڑی گوے کے فرنگیوں کو پیغام بھیجا - کہ سورت کا قلعہ ہمارے بچائے اب نہیں بچتا - قلعہ حاضر ہے بخط مستقیم ہمارے پاس چلے آؤ مگر فرنگی ایسے بیوقوف نتھے کہ انکی طمع میں پھنسکر ایک بادشاہ جلیل القدر سے بگاڑ کر بیٹھتے - باہم مشورہ کرنے لگے - کثرت رائے سے یہ قرار پایا کہ پہلے ایلچیوں کے پیرایہ میں سب مراتب تجویز کرلئے جائیں پھر جو مناسب ہوگا دیکھا جائیگا چند تجربہ کار دانائے روزگار بلباس ایلچیان آراستہ ہوئے اور اشیائے نادرہ بطریق تحفہ ہمراہ لیکر دربار اکبری میں حاضر ہوئے - دبدبہ جاہ وجلال وہیبت سلطانی سے متحیر رہے آخر یہی ہوا کہ پیشکش اور تحفے نذر کرکے عنایات شاہنشاہی سے سرفراز ہوکر چلتے پھرتے ہوگئے -

محاصرہ کو ایک مہینہ اور سترہ روز گذر چکے تھے اس عرصہ میں ودمے تیار ہوگئے اور کار نقب زنی قلعہ تک پہونچ گیا فرنگیوں کے بےنیل مرام واپس جانے سے ہمزبان کی زبان لکنت کرنے لگی - ہر طرح سے مایوسی نظر آئی - اپنے خسر ملا نظام الدین لاہری کو شفاعت کیلئے حضور میں بھیجا اوس نے عرض کیا کہ ہمزبان لشکر ظفر نشان قلعہ بندگان عالی کی سپرد کرنیکو تیار ہے - حکم ہو تو شرف آستان بوسی حاصل کرے بادشاہ نے بندہ نوازی فرماکر قاسم علیخاں اور خواجہ دولت کو بھیجکر ہمزبان و اہالیان قلعہ کو حضور میں طلب فرمایا جب حاضر ہوئے ہر ایک کو سب طرح کا اطمینان کردیا گیا - الّا ہمزبان بدزبانی اور بیہودہ گوئی کی علّت سے زبان کٹوا بیٹھا - چنانچہ اسکی بدزبانی سے سورت کے لوگ تنگ ہورہے تھے زبان کٹ جانیسے بہت خوش ہوئے دوسرے روز بادشاہ سورت میں تشریف لایا قلعہ کی سیر کرتے کرتے سلیمانی توپیں بڑی بڑی دکھائی دیں پسند فرماکر دار الخلافتہ پہونچانیکا حکم ہوا - کہتے ہیں کہ کسی زمانہ میں سلطان سلیم فرمانروائے روم نے بنادر فرنگ متعلقہ ہندوستان کے تسخیر کرنیکو لشکر جرار معہ توپخانہ روانہ کیا تھا حکام گجرات کی کم توجہی سے کامیابی حاصل نہوئی بحیثیت ہزیمت سلیمانی توپونکا واپس لیجانا دشوار ہوگیا - لشکر تو چلا گیا توپیں یہیں پڑی رہیں -

ایکروز بادشاہ محفل ندما میں نہایت بشاش تھا باہم ادھر ادھر کے تذکرے ہورہے تھے کسی نے راجپوتوں کی بہادری بیان کرکے تمثیلاً یہ بات کہی کہ بعض موقعہ پر دو شخص مقابل کھڑے ہوجاتے ہیں ایک برچھے کے دونوں سرے ہر ایک فریق اپنے سینہ پر نصب کرتا ہے اور دونوں کے ہاتہ میں تلواریں دیجاتی ہیں جس فریق نے جان پیاری نکرکے دوسرے کو بڑھکر تلوار ماری جوانمردی اور بہادری کا سہرہ اُسیکے سر پر باندھا جاتا ہے اگرچہ فریقین سے ایک بھی زندہ نہیں رہتا - کیونکہ زور کا دھکّا پڑنے سے نیزہ دونوں کے سینوں میں پار ہوجاتا ہے یہ سنکر بادشاہ کو تاب باقی نرہی - فوراً اٹھا اور شمشیر خاصہ برہنہ کرکے قبضہ دیوار پر نصب کیا اور نوک سینہ بے کینہ پر رکھکر زبان مبارک سے فرمایا کہ آؤ ہم بھی اسطرح حملہ آور ہوتے ہیں جو مد مقابل ہو ہمارے سامنے کھڑا ہوجائے - یہ کیفیت دیکھکر حضار محفل ٹھٹک کر رہ گئے مگر راجہ مان سنگہ نہایت دلیری سے کھڑا ہوگیا اور خالی ہاتہ شمشیر خاصہ پر ایسا مارا کہ تلوار اچٹ کر زمین پر گری - ایکتو راجپوتونکی جوانمردی سنکر غضبناک ہورہا تھا اسپر راجہ مان سنگہ نے تلوار گرادی سونے پر سہاگہ ہوگیا - راجہ کو اٹھاکر زمین پر دے مارا سید مظفر سلطان برادر سید عبداللہ خاں اگر جان پر نہ کھیلتا تو نہ معلوم ایک راجہ کے دو ہوجاتے مگر اس دلاور نے بادشاہ کا دست مبارک مروڑ کر راجہ کو رہا کردیا اس صدمہ سے حضور کی انگشت سبابہ جو تلوار کے اچٹنے سے زخمی ہوگئی تھی اور بھی زخم زیادہ ہوگیا پھر تو سب کے سب حضار اٹھ کھڑے ہوئے اور شیر بیشۂ شجاعت کو اور اور باتوں میں بہلاکر غصہ فرو کردیا فضل الہی سے زخم بہت جلد اندمال پذیر ہوا - سورت کی حکومت قلیچ خاں کو سپرد ہوئی - اشرف خاں میرمنشی نے تاریخ فتح قلعہ یوں نظم کی ہے کشور کشائی اکبر غازی کہ بے سخن ؁ جز تیغ او قلاع جہاں را کلید نیست ؁ تسخیر کردہ قلعۂ سورت بحملہ ؁ ایں فتح جز بیاری بخت سعید نیست ؁ تاریخ فتح شد کہ عجب قلعہ گرفت ؁ ایں راز دولت شہ عالم بعید نیست

الغرض چوتھی ذیقعد دوشنبہ کو سورت سے بادشاہ کی سواری احمد آباد جاتے جاتے بھروچ پہونچی چنگیز خانکی والدہ نے فریاد کی کہ میرے بچے کو جھوجار حبشی نے بلا جرم وقصور دوست بنکر قتل کیا - امر واقعی تھا قاتل کو ہاتھی کے پاؤں باندھکر سزا دیگئی بھروچ سے ۲۹ ماہ مذکور کو سواری احمد آباد میں رونق افروز ہوئی

از سرِ نو صوبہ کا انتظام ہونے لگا۔

اکبر شاہ کا دار الخلافت آگرہ کو روانہ ہونا۔ اور گجرات کی صوبہ داری خان اعظم کو سپرد فرمانا اور عہدۂ دیوانی وجیہ الملک گجراتی کو

اگرچہ ابتدائے تسخیر گجرات کی صوبہ داری مرزا عزیز کوکلتاش کو سپرد کیگئی تھی وقت روانگی از سرِ نو خلعت دیا گیا۔ پانچہزاری ذات۔ اور پانچہزار سوار کا منصب معین ہوا۔ بلدہ احمدآباد و پرگنہ حویلی و پرگنہ پٹلاد وغیرہ کئی پرگنے مرزا صاحب کی جاگیر میں دئے گئے۔ بڑودہ نورنگ خاں کو سپرد ہوا خان اعظم کے چچا میر محمد خاں کو سرکار پٹن مرحمت فرمایا۔ سرکار بھڑوچ معہ تعلقات قطب الدین محمد خان کو۔ دھولقہ دھندوقہ سید حامد بخاری کو اسیطرح گجرات کے تمام پرگنے امرا کو تقسیم کرکے دسویں ذیحجہ کو سواری جانب دار الخلافہ روانہ ہوئی جمیع امرا معہ خان اعظم سدھپور تک سواری میں حاضر تھے ہر ایک کو علےٰ قدر مراتب خلعتیں دیکر رخصت کیا راہ میں خبر ملی کہ اختیار الملک بخوف سلطانی بھاگ کر کہیں روپوش تھا اتفاق زمانا باتفاق زمیندار ایڈر راے نراین باغی ہوگیا ہے شیر خاں فولادی کے لڑکے بھی شریک ہیں خان اعظم احمدآباد کا جانا موقوف رکھکر اسیطرف روانہ ہوا۔ راہ میں مرزا مقیم جاگیردار احمد نگر سے ملاقات ہوئی۔ معلوم ہوا کہ باغیوں کی کثرت سے احمد نگر میں نہ ٹھہر سکا۔ خان اعظم کے ہمراہ ہولیا جب لشکر خان اعظم احمد نگر میں داخل ہوا باغیوں کی تدبیر یہ ہی تھی کہ اس عرصہ میں مخبروں نے ظاہر کیا کہ بادشاہ کے گجرات سے تشریف لیجانیکی خبر حدود دولت آباد میں سنکر محمد حسین مرزا بھاگ کر سورت پہونچا۔ قلیچ خاں نے ہوشیاری کرکے قلعہ داری کی کوئی بات اُٹھا نہ رکھی اور ایسا انتظام کیا کہ مرزا صاحب سورت کی صورت دیکھنے سے محروم ہوگئے فوراً بھروچ کو چلے۔ قطب الدین محمد خاں بڑودہ میں موجود تھا اور بھروچ کسی ایسے کو سپرد کیا تھا کہ جو مرزا صاحب کے مقابلہ میں نہ ٹھہرا۔ مرزا صاحب وندناتے ہوئے قابض ہوگئے۔ پھر تو جراءت بڑھ گئی۔ حسن خاں کی بیوقوفی نے کھمبایت بھی دلوادیا نہ لڑائی ہوئی نہ بھڑائی مرزا صاحب دونوں قلعوں کے حاکم بن بیٹھے حسن خاں بھاگ کر احمدآباد چلا گیا۔ خان اعظم کو دو مشکلیں درپیش تھیں ایک محمد حسین مرزا کی شورش دوسری اختیار الملک وغیرہ کا فساد۔ اور دونوں کا انسداد کرنا ایک ہی وقت میں ضروری تھا۔ خان اعظم نے سید احمد بخاری و سید بہاء الدین اور شیخ محمد مونگیری کو معہ اور سرداروں کے قطب الدین محمد خاں کی کومک کیلئے روانہ کیا۔ محمد حسین مرزا تین ہزار سوار کی جمعیت سے کھمبایت میں موجود تھا۔ سید احمد بخاری وغیرہ دھولقہ سے پانچ کوس اسطرف موضع اسالی کے قریب قطب الدین محمد خاں سے ملحق ہوئے۔

اُدھر اختیار الملک باغیوں کا گروہ ہمراہ لیکر کوہستان کے باہر آیا۔ خان اعظم نے معہ رفقا ایک بلندی اور مستحکم جگہ تجویز کرکے قیام کیا۔ انکو کسیقدر رقابو حاصل تھا مگر باغی خان اعظم پر حملہ کرنے سے مجبور تھے باہم مشورہ کرنے لگے کہ اسکو تو یہاں رہنے دو ہم چلکر احمدآباد پر حملہ کریں۔ بر تقدیر خان اعظم بھی آپہونچا تو دل کھولکر لڑینگے۔ ورنہ درصورت دیگر احمدآباد مفت ہاتھ لگ جائیگا۔ اس امر کی کچھ سُن گُن خانصاحب کو ملی جاسوس لگے ہوئے تھے پکی خبر دریافت کرکے کچھ دن رہے خانصاحب چل کھڑے ہوئے رات قریب تھی باغیوں کا ہیاؤ نہ پڑا کہ خانصاحب کو جا ملادیں۔ یہ اُدھر ٹھٹھک کر رہ گئے۔ اور خانصاحب وندناتے ہوئے قریب صبح احمدآباد میں داخل ہوگئے۔ ادھر قطب الدین محمد خاں سرداران کومکی کو ہمراہ لیکر وانت پیستا ہوا کھمبایت پہونچا۔ مرزا صاحب جمعیت راجہ سے حملہ آور ہوئے۔ کچھ خدا ہی کو منظور تھا جو قطب الدین محمد خاں کی لاج رکھ لی۔ مرزا صاحب کی فوج نے حملہ کرنیمیں کسر نہ رکھی تھی۔ ادھر کے سرداروں سے سید بہاء الدین کے نوجوان ہونہار لڑکے نے وہ کارنمایاں کئے کہ دیکھنے والے

دانتوں میں انگلیاں رکھتے تھے۔ نوجوان لڑکے نے اس زور سے کچ کیا کر حملہ کیا کہ دشمن کو شکست اور آپکو سعادت حاصل ہوئی۔ قطب الدین محمد خاں وغیرہ امرا اگر یہ رفتاری کو کام فرماکر اسیطرح ایک اور حملہ کرتے تو جمعیت مخالف تتر بتر ہوکر سرغنہ ضرور گرفتار ہوجاتا۔ مگر ہوا یہ کہ دشمن کی شکست کو غنیمت سمجھکر تلوار میان میں رکھ لی مخالفین قابو پاکر بھاگ کھڑے ہوئے۔ مرزا صاحب کو کہیں ٹھکانا نتھا سیدھے اختیار الملک باغی سے جاملے۔ وہ گروہ ادھر آرہا تھا یہ بھی شریک ہوکر قریب احمد آباد آیا۔ اتفاقاً خان اعظم بھی اسی شب پچھلی رات کو احمد آباد میں داخل ہوا تھا۔ اور جانتا تھا کہ باغیوں کا گروہ ضرور احمد آباد پر حملہ کریگا۔ خانصاحب نے آتے ہی احمد آباد کے سارے دروازے آمد و رفت کے بند کئے۔ اس عرصہ میں امراے متعینہ گجرات مثل قطب الدین محمد خاں مظفر و منصور شہر میں داخل ہوئے باغیوں سے لڑائی ہونے لگی مگر بندریج۔ باوجودیکہ خانصاحب کا لشکر کافی تھا۔ اگر سب ملکر ایکبار گی کچ کیا کر حملہ کرتے تو باغیوں کو دم بھر جم کر لڑنے کی جرات ہوتی مگر خانصاحب کسی مصلحت سے بتدریج لڑوا رہے تھے چونکہ چلتے وقت بادشاہ نے اشارہ فرمایا تھا کہ جب کبھی باغیوں کا ہجوم ہوجائے تو تدریجاً لڑائی جاری رکھکر فوراً ہمکو اطلاع دیجائے خبردار ایسا نہو کہ عجلت کرکے اپنا کام برباد کرو اور خود خانصاحب کو قطب الدین محمد خاں وغیرہ امرا سے پورا اطمینان نتھا۔ غرض بمشورہ دولت خواہاں حضور میں بمصحوب سلطان خواجہ عرضی بھیجی گئی۔

اکبر بادشاہ کا دار الخلافت فتحپور سے عرصہ نو روز میں احمد آباد تشریف لانا

جس وقت خبر شورش گجرات حضور میں پہونچی۔ بادشاہ کو بنفس نفیس تشریف لیجانا مدنظر تھا اور تنگی وقت و سستی اسباب سفر کی مانع تھی۔ فوراً حکم ہوا کہ خزانہ عامرہ سے ملتزمان درگاہ بقدر ضرورت روپیہ لیکر تیار ہو جائیں۔ گویا خزانہ کا دروازہ کھولدیا گیا تھا۔ لشکر ہمراہی نے حسب خواہش دامان بھرلئے اور امراے مالوہ کے نام فرمان بھیجے گئے کہ بہت جلد تیاری کرکے گجرات میں حاضر ہو دیں

سب انتظام کرکے ۲۴ ماہ ربیع الاول سنہ ۹۸۱ھ کے روز بادشاہ کی سواری فتحپور سے روانہ ہوئی۔ بعض امرا ناقوں پر اور بعض گھوڑوں پر سوار تھے۔ صبح دوشنبہ کو ٹونس میں پہونچکر تھوڑی دیر توقف کیا اور ایک پہر رات گذری ہوگی کہ قصبہ معز آباد میں سواری پہونچی سہ شنبہ کو دار الخیر اجمیر قیام ہوا۔ شرف الزیارت حضرت خواجہ ہند الولی ادا کرکے بادشاہ توسن اقبال پر سوار ہوا۔ چہارشنبہ کی صبح کو میرٹھ میں قیام فرمایا۔ تھوڑی دیر ٹھہر کر سواری آگے بڑھی۔ شب پنجشنبہ کو آدھی رات کیوقت سوجیت پہونچکر شب بسر کی صبح ہوتے ہی کوچ فرمایا۔ راہ میں جالور تعلقہ کے کسی موضع میں رات کو تھوڑی دیر آرام فرماکر جمعہ کے دن صبح ہوتے ہی سواری آگے بڑھی۔ پہر دن چڑھا ہوگا کہ جالور میں رونق افروز ہوئے۔ آدھی رات تک اسی جگہ مقام رہا۔ توسن اقبال جولاں کرتا ہوا روانہ ہوا۔ آدھی رات کا نکلا ہوا شنبہ کا پورا دن اور ساری رات اور یکشنبہ کا تمام روز سفر میں بسر ہوا۔ کہیں گھڑی بھر دم لیا۔ کسی جگہ رفع ضروریات تک قیام رکھا غرض دو دن اور ڈیڑھ رات کی گرم روی میں جالور سے قصبہ ڈیسہ میں خیام برپا ہوئے یہ قصبہ پٹن سے بیس کوس کے فاصلہ پر واقعہ ہے۔ شاہ علی لنگاہ حاکم ڈیسہ ملازم خان کلاں نے ملازمت حاصل کی۔ امراے رکاب سعادت انتساب کی یہ خواہش تھی کہ ایکروز پٹن میں قیام رکھا جائے۔ نہ معلوم کس مصلحت سے منظور نہوئی۔ حکم ہوا کہ خواجہ غیاث الدین علی جاکر پٹن سے لشکر کو سواری کیساتھ شریک کرے۔ آدھی رات کو ڈیسہ سے کوچ فرمایا دوشنبہ کے دوپہر کو قصبہ بالیسانہ جو پٹن سے پانچ کوس فاصلے پر تھا رونق افروز ہوا خان کلاں پٹن سے حضور میں حاضر ہوا اسکے ساتھ اور بھی امرا وزیر خاں و شاہ فخر الدین و طبیب خاں وغیرہ جو خبر گیری باغیاں پر متعین کئے گئے تھے مگر راستہ کچھہ ایسا پرخطر ہوگیا تھا کہ اونکا ہیاؤ نہ پڑا پٹن ہی میں ٹھہرے رہے ایسی خان کلاں کے ہمراہ

حضور میں حاضر ہوئے بادشاہ نے افواج قاہرہ کا انتظام کرکے سو سوار منتخب کرلئے باقی لشکر کو ایک کرکے آگے جانیکا حکم دیا۔ روز دوشنبہ قریب شام
بادشاہ نے بالیانہ سے کوچ فرمایا اور قراولان خاصہ سے ایک نفر احمد آباد بھیجا گیا کہ ہمارے آنیکی خوشخبری سناکر محصوروں کو ہوشیار کردئے جائیں کہ عنقریب
افواج قاہرہ کے پہونچنے کی خبر ملتے فوراً قلعہ سے باہر آکر شرکت فوج ظفر موج غنیم کا مقابلہ کرے۔ روز سہ شنبہ کو ایک پہر دن باقی تھا کہ سواری موضع چھوٹانہ
میں داخل ہوئی۔ چھوٹانہ اور کڑی کے درمیان پانچ کوس کا فاصلہ تھا۔ خبر دریافت ہوئی کہ باغیوں کا ایک گروہ ملازمان شیر خاں فولادی سے مل ملاکر
قلعہ کڑی کی پناہ میں لڑائی کی تیاریاں کررہا ہے وہ یہ سمجھا ہے کہ فوج خان کلاں پٹن سے احمد آباد جانیوالی کو یہیں روک دیجائے۔ ایک رسالہ کو حکم
دیا گیا کہ بے ادبوں کو ادب سکھا دیا جائے۔ بہادران صف شکن کی تیر و ستیوں سے بہتیرے قتل ہوئے اور باقیماندہ بھاگ کر قلعہ میں جارہے ہیں۔ رسالہ والے
قلعہ پر حملہ کرنیکی فکر کررہے تھے کہ اسعرصہ میں حضور کی سواری آپہونچی۔ تھوڑی دیر کڑی کے بازار میں دیکھ بھال کر بہادروں کو حکم فرمایا کہ رایات عالیات
باین مشقت جو یہاں سایہ افگن ہوئے اُس سے اس مختصر قلعہ کا تسخیر کرنا مراد نہ تھا بلکہ سارا دارمدار شورافزایان گجرات کے استیصال کا رکھا گیا تھا
جب بفضلہ وہ مہم سر ہوگئی تو یہ قلعہ بدون جنگ آپ ہی آپ تسخیر ہوجائیگا۔ لہذا یہ ابھی بدستور چھوڑ دیا جائے سواری آگے بڑھی۔ کڑی سے
تقریباً دو کوس مسافت طے کی ہوگی کہ ٹھہرنیکا حکم ہوا دوسری شب کو یہ اتفاق پیش آیا کہ مرزا یوسف و قاسم خان وغیرہ عقب سواری بادشاہ احمد آباد
آرہے تھے مشعلوں کی روشنی قلعہ والوں نے دیکھی یقین ہوگیا کہ فوج قاہرہ سے امان نہ ملیگی قلعہ چھوڑ کر چلدئے صبح چہارشنبہ بدستور روانہ ہوکر احمد آباد سے
تین کوس کے فاصلہ پر مقام فرمایا آصف خاں احمد آباد بھیجا گیا کہ خان اعظم کو آگاہ کرے۔ یہ ادھر روانہ ہوا اور بادشاہ سوار ہوکر تھوڑی دور گیا ہوگا
کہ مخالفوں کا جماؤ دکھائی دیا۔ ذرا ٹھہر کر جسم مبارک پر زرہ پہنی اور سلاح سے چاق و چوبند ہوکر چند قدم آگے بڑھے تھے کہ بادشاہ کی سواری کا گھوڑا
چلتے چلتے بیٹھ گیا۔ پیچھے سے راجہ بھگونت داس نے دوڑ کر مبارکباد دی اور عرض کرنے لگا کہ تجربہ کاران ہند تین باتوں سے شگون نیک لیا
کرتے ہیں۔ ایک یہ کہ ایسے موقعہ پر صاحب اقبال کے گھوڑے کا بیٹھ جانا۔ دوسرے یہ کہ عقب لشکر سے باد مراد کا چلنا۔ جو مخالفوں کے منہ پر
پڑنے والی ہے تیسرا یہ کہ زاغ و زغن کا تعداد کثیر کے ساتھ لشکر منصورہ کے ارد گرد نثار ہونا۔ سو یہ تینوں باتیں فضل الٰہی سے شامل حال
اولیائے دولت ہوچکیں اب ہمکو اطمینان ہوگیا کہ انشاء اللہ المنان فتح و نصرت ہمارا ساتھ دے رہیگی اور مخالف اوندھے منہ ضرور گر پڑیگا۔
بادشاہ راجہ کی دلائل معقولہ سے بہت خوش ہوا باغیوں کا گروہ بیس ہزار سے کہیں زیادہ تھا اور بادشاہ معدودے چند جاں نثاروں کی جمعیت سے عزم
نوروزمیں دارالخلافہ فتح پور سے دو منزلہ سہ منزلہ کی راہیں لپیٹ سمیٹ کر آندھی مینھ کیطرح آپہونچا تھا باوجود قلت موافق کثرت مخالف نگاہوں میں نہ جچتی تھی
دلجمعی اور استقلال کیا تھا پانچویں جمادی الاول روز چہارشنبہ کو قدم آگے بڑھایا یہانتک کہ باغیوں کے قریب تر جا پہونچا اوسوقت تک خان اعظم۔ اور
لشکر گجرات کا کہیں پتہ نہ تھا محض بامید امداد غیبی نقارہ بجانیکا حکم فرمایا۔ باغی شہر پر محاصرہ کئے ہوئے شیر خاں فولادی کا انتظار کررہے تھے
جب بادشاہ کی سواری قریب دریائے سابرمتی پہونچی فرمان ہوا کہ جس روش سے لشکر مرتب کیا گیا ہے اوسی نہج سے دریا عبور کرے۔
امرائے لشکر گجرات کا انتظار کررہے تھے دریا عبور کرنے میں تساہل واقع ہوا اسعرصہ میں تین ہزار سوار گجراتی لشکر کے جو سرکھیچ سے پلٹ کر
ادھر آرہے تھے دکھائی دئے بادشاہ نے غصہ سے سالی واہن و قدر قلی و رنجیت سنگھ وغیرہ کو حکم فرمایا کہ ان حرامزادوں پر فیر کردی
جائے۔ مورچے چھوڑ چھوڑ کر بلا طلب کیوں حاضر ہوئے آنیوالے سوار اشارہ پاکر پلٹ گئے۔ میدان جنگ میں نقارہ اور کرنا مانند رعد گونج
رہے تھے بعض مخالف سمجھے کہ شیر خاں فولادی آگیا اور بعض کو پٹن سے خاں کلاں کے آنیکا گمان ہوا۔ محمد حسین مرزا بحال پریشاں لشکر سے الگ
ہوکر باہر آیا شاہی لشکر کا ایک افسر سبحان قلی نامی ترک چند بہادروں کو ساتھ لیکر دریا کنارے مخالفوں کی تجویز کررہا تھا۔ مرزا صاحب نے آواز دیکر

پوچھا کہ یہ کسکا لشکر ہے سبحان قلی نے اسغرض سے یہ جواب دیا کہ شاید ہیبت سلطانی مخالفونکی جمعیت ظاہری و باطنی کو پریشان کردے اسے بیخبر نہیں جانتا شاہنشاہ زماں بالشکر گراں تشریف لایا ہے تو کس بر تہ پر مغرور ہو رہا ہے مرزا صاحب کہنے لگے کہ اے بہادر بادشاہ کا نام لیکر مجھکو ڈراتا ہے۔ اول تو بادشاہ ہند کا دبدبہ اور ہی ہے اور پھر نہ جلوس ہے نہ لشکر۔ میرے مخبر مجھکو اطلاع کر چکے ہیں کہ آج سے چودھویں روز بادشاہ فتحپور میں رونق افروز تھا۔ ترک بولا تو سچ کہتا ہے مگر خبر شورش گجرات سنکر نو روز کے عرصہ میں بادشاہ یہاں تشریف لایا یہ جواب سنکر مرزا صاحب لشکر میں چلے گئے۔ اور فوجکی صف آرائی کرنے لگے ادھر بادشاہ کیخدمتمیں یہ ساری کیفیت عرض کر دیگئی کہ ابتک مخالف بیخبر تھے خبر تشریف آوری سنکر فوج کا انتظام کر رہے ہیں بادشاہ نے حکم فرمایا کہ ہمارا لشکر بھی دریا عبور کرے۔ امراکو یہ منظور تھا کہ سب سے پہلے خان کلاں آگے بڑھے اور وہ یہ چاہتا تھا کہ جبتک لشکر احمد آباد نہ آجائے دریا کے اسطرف قدم رکھنا مناسب نہوگا۔ آخرش بادشاہ کی جلدی اور امرا کے تساہل سے کہہ اٹھا کہ حضور مخالفونکی کثرت سے جاں نثارونکا یہ منشا ہے کہ جب احمد آباد کا لشکر آجاوے اوسوقت دریا کے پار اترنا بہتر ہوگا بادشاہ نے فرمایا یہ درست ہے مگر باغیونکو ہمارے آنیکی اطلاع ہو چکی تو توقف کرنا فائدہ نہ بخشیگا اور کبتک انتظار کیا جائے اگر ہمکو محض امداد ظاہری کا بھروسہ ہوتا تو تن تنہا قدم نہ رکھتے مگر ہمارا تمام وارمدار امداد غیبی و ہمت جوانمردی پر رکھا گیا ہے یہ سنکر امرا سمجھ گئے کہ بادشاہ ہے بالذات جری بہادر کبھی ایسی باتونکو نہ مانیگا اِدھر اُدھر کی باتونمیں بہلا رہے تھے بادشاہ بھی امرا کے حیلہ حوالونکو اچھی طرح سمجھ گیا۔ انسے تو کچھ نہ کہا مگر مخصوص مقربونکو جو ہمیشہ بادشاہ کے ساتھ رہا کرتے تھے ہمراہ لیکر محض بنظر تائید ربانی بسم اللہ کہکر گھوڑا دریا میں ڈالا۔ خوبی اقبال سے دریا پایاب ہوگیا اترتے وقت بادشاہ نے خود مبارک راجہ دیپ چند کے حوالہ کر دیا تھا کہ راہ میں تھامے رہے جب طلب کیا تو معلوم ہوا کہ تیز روی میں کسی جگہ خود مبارک راجہ مذکور کے ہاتھ سے کھسک کر گر گیا بادشاہ نے فرمایا دیکھو ہمارے لئے ایک شگون نیک اور بھی پیدا ہوا یہی باتیں کر رہے تھے کہ ایک سپاہی نے کسی باغی کا سر نذر گذرانا فرمایا یہ اور بھی بہتر ہوا سواری قدم بقدم آگے بڑھی یہ حال دیکھکر خان کلاں وغیرہ امرا سب کے سب دریا اترنے لگے باغیونکا سرغنہ محمد حسین مرزا ولی نعمت کے مقابلہ میں فوج کی درستی کرنے لگا۔ صف دست راست کی سرداری ولی خاں پسر جھوجھار خاں کو سپرد کی حبشی اور ہراول مقرر ہوئے۔ افغانونکی سرداری محمد خاں پسر شیر خاں فولادی کو تفویض کرکے دست چپ پر محول کیا۔ ادھر شاہ مرزا بدخشی اور بارہ لہری کی جماعت لیکر میدان کارزار میں حاضر ہوا۔ بادشاہ بھی دریا کنارے بلندی پر کھڑا ہوا علامات فتح و نصرت ملاحظہ فرما رہا تھا آصف خاں نے حاضر ہو کر ظاہر کیا کہ خان اعظم مرزا عزیز کو ابتک اطلاع نتھی ابھی معلوم ہوگیا ہے عنقریب حاضر ہوگا لشکر کے ساتھ والے امرا مع خان کلاں سواری سے کسیقدر فاصلہ پر تھے۔ کہ گنجان درختوں سے فوج مخالف دکھائی دینے لگی بادشاہ بلندی سے اترکر آگے بڑھا شاہی لشکر کے سردار محمد قلیخاں و تیر خاں وغیرہ تیر اندازی کرتے ہوئے آگے آگے چلے جاتے تھے۔ پہلی ہی الجھن سے مخالفونکا سامنا ہوگیا۔ وہ ہزارہا یہ معدودے چند تھوڑی مار پیٹ ہی سے پسپا ہوا چاہتے تھے کہ پیچھے سے بادشاہ نے نہیب دیکر راجہ بھگونت داس سے فرمایا کہ مردار گھبراؤ نہیں ہم سمجھتے ہیں کہ مخالف امڈے ہوئے آرہے ہیں مگر اوھر تائید ربانی سب طرح سے محافظت کر رہی ہے بشرطیکہ تم بھی استقلال او ہمت و یکدلی سے دشمنونپر حملہ کر دیجو مقابل والی فوج جسکا سرخ نشان ہے تمہاری زد پر چلی آتی ہے شاید محمد حسین مرزا نے بدعوے سلطنت فوج کا سرخ نشان مقرر کیا ہے۔ مرزا صاحب چند سوارونکو ہمراہ لئے فوج سے جدا ہو کر ذرا تیز قدمی سے لپکے ہوئے آرہے تھے شاہ قلیخاں محرم و حسین خاں نے عرض کیا کہ حملہ کا یہی وقت ہے حکم ہو تو گھوڑونکی باگیں اٹھالیجائیں تاکہ مغرور کو سزائے معقول ملے ارشاد ہوا کہ ہنوز پلہ دور ہے قدم قدم چلے چلو شکار خود تمہارے دام میں گرفتار ہو رہیگا چند قدم آگے بڑھے تھے کہ دونوں فوجیں مقابل ہوگئیں۔ فوجکا انتظام سابقہ بالکل ٹوٹ گیا جنگ مغلوبہ میں شاہی لشکر کے داہنے بازو والے سوار کسیقدر پسپا ہوا چاہتے تھے۔ اور افواج مخالف امڈی ہوئی آرہی تھیں یہ دیکھکر بادشاہ کو تاب باقی نرہی تلوار کھینچکر گرنا چاہتا تھا کہ ہاپا نامی چارن کڑکا کہہ اٹھا (بھاٹ۔ چارن)۔

کر گئے۔ وقت جنگ شریک ہو کر کٹ کے کہا کرتے ہیں جنکی جرأت دلانیوالی باتیں سپاہی کو غیرت سے جوش پیدا کرا دیتی ہیں) کہ ہاں جوانمرد یہی وقت ننگ ناموس ہے مردی اور نامردی کے درمیان ایک ہی قدم کا فاصلہ ہے چنانچہ فارسی والے کا قول ہے "نامردی و مردی قدمے فاصلہ دارد" اور ہندی میں یوں کہا ہے "پگ آگے دھرے پت رہے پگ پاچھے پت جاے" وہ کون پوت ہوگا جو اپنے بزرگوں کا نام روشن کریگا اور کون کپوت ہوگا کہ باپ دادا کے کارناموں پر پانی پھیر دیگا۔ غرض بابا چارن کی غیرت دلانیوالی باتوں سے جوانان تیغ زن کو ازخود رفتہ کردیا تلواریں سونتے ہوئے نعرہ کر لسان تیغ غراں بھیڑ پر جا پڑے۔ نعرہ تکبیر اللہ اکبر نے ایک شور پیدا کردیا بادشاہ بھی جاں نثاروں کے ساتھ تیغ زنی میں مصروف تھا فوج مخالف سے برابر بان چل رہے تھے اتفاقاً ایک بان زقوم زار یعنی تھوہر کی باڑ میں جا کر پھنس گیا اوس سے کچھ ایسا شور پیدا ہوا جسکے صدمہ سے ایک ہاتھی فوج مخالف کا گھبرا کر اوسی طرف بھاگا جہاں باغیوں کا زیادہ جماؤ تھا دفعتاً پریشانی پیدا ہوگئی نہ جانے کیا بات تھی جسکو دیکھا سر پاؤں پر رکھے بھاگا جاتا تھا ایسے وقت نازک میں بادشاہ کے صاحب صرف دو جاں نثار موجود تھے ایک تارا چند دوسرا لال خاں میدان کارزار میں تلوار چل رہی تھی کہ اللہ کی پناہ بہادران صف شکن تے دست بدست اور صف بر صف الٹ دی اس عرصہ میں محمد حسین مرزا چند بدبختوں کو ہمراہ لیکر میدان نبرد میں آ پہونچا۔ بادشاہ کو یکہ و تنہا دیکھکر ایک نابکار لپکا تلوار کا ہاتھ گھوڑے کے سر پر لگایا تھا کہ گھوڑا خود بخود چراغ پا ہوگیا حضرت نے بائیں ہاتھ سے گردن پکڑ کر تھاما اور نہایت تیز دستی سے برچھا دشمن پر رسید کیا۔ نوک میں ٹوٹ کر جسم نجس میں رہ گئی اور وہ مقہور فرار ہوگیا۔ دوسرا نابکار پیدا ہوا تلوار کا ہاتھ ران مبارک پر رسید کرنا چاہتا تھا کہ نگہبان حقیقی نے بچا لیا دوسری مرتبہ جرأت نہ پڑی بھاگ کر چلا گیا۔ تیسرا اجل گرفتہ پیدا ہوا نیزہ ہاتھ میں تولتا تھا کہ گوجر نے پھرتی سے ایسا برچھا مارا کہ جگر چاک قصہ پاک ہوگیا اس عرصہ میں لشکر امرا دوڑتا ہوا آ پہونچا۔ بادشاہ نے فرمایا اے بہادرو جلد پہونچو اور بدبختوں کی خبر لو۔ حکم پاتے ہی جاں نثاروں کا گروہ تلواریں سونت سونت کر باغیوں پر جا گرا جوانان نبرد آزما کھول کر لڑے داد مردانگی دیکر بزرگوں کے نام روشن کئے۔ آبروئیں ملیں۔ عزتیں حاصل ہوئیں۔ حق نمک سے ادا ہوئے بعض نے درجہ شہادت پایا۔ زندہ رہے غازی کہلائے۔ صلہ میں جاگیریں ملیں تواریخوں میں کارنامے مندرج ہوئے غرض ایک جوانمردی سے کتنی باتیں حاصل ہوئیں۔ الغرض محمد حسین مرزا کی فوج کچھ تو تلواروں کے صدقہ ہوگئی اور جو باقی رہے سر پر پاؤں رکھکر بھاگنے لگے۔ بہادروں نے بھاگڑ فوج کا تعاقب کیا۔ بادشاہ بھی قدم بقدم چلے آرہے تھے آپکو مرزا عزیز کوکلتاش و لشکر گجرات کے نہ آنے سے تردد کمال ہو رہا تھا ساتھ والوں سے وجوہات پوچھ رہے تھے کہ اس عرصہ میں لال کلاونت نے سیف خاں کوکہ کے جاں نثار ہونیکی خبر دی بادشاہ کو ایک خیرخواہ دولت کی جدائی کا صدمہ ہوا۔ مرزا عزیز کوکلتاش کے نہ آنیکی فکر میں مستغرق تھے کہ اس خبر نے دوسرا چرکا دیا دوسرے دولتخواہ نے سرغنہ باغیوں کے گرفتار ہونیکا مژدہ سنایا اور ساتھ ہی حاضر بھی کیا گیا دیکھا کہ چہرہ پر ایک زخم پڑا ہوا ہے راجہ مان سنگھ درباری کی سپرد ہوا (درباری لقب تھا) مرزا صاحب کا گوکرشاہ مدد بھی گرفتار ہو کر حاضر کیا گیا گوکرجی مرزا صاحب کے مدار المہام تھے بادشاہ نے برچھہ کا۔ ایک ہی ہاتھ مارکے کام تمام کیا۔

مرزا صاحب نے شدت پیاس میں مان سنگھ درباری سے پانی طلب کیا فرحت خاں چیلہ مرزا صاحب کے سر پر چانٹیں لگا رہا تھا بادشاہ نے منع کیا آبدار خانہ خاصہ سے پانی پلوا دیا۔ اکبر کی اس رحم دلی پر لوگ متعجب تھے۔ عنایت الٰہی سے سارے باغی ٹھکانے لگ گئے فتح و نصرت جلوس سواری کے ساتھ حاضر تھی دن قریب دوپہر آگیا تھا اتنک ناظم صوبہ مرزا عزیز نہ حاضر ہوا مرزا صاحب راے سنگھ کی سپرد ہوئے کہ ہاتھی پر لاد کر شہر میں حاضر کرے شاہی فوج سے اکثر سپاہی اور سردار مطمئن ہو کر کسی جگہ دم لینے ٹھہر گئے تھے حضور میں سو آدمی سے زیادہ حاضر نہ تھے سواری آہستہ آہستہ احمد آباد کو جا رہی تھی کہ ناگاہ پانچہزار سے زیادہ آدمیوں کا جماؤ دکھائی دیا۔ کسیکا یہ گمان کہ مرزا عزیز کوکہ مع لشکر احمد آباد سے آرہا ہے بعض کہنے لگے کہ شاہ مرزا ہے۔ جو میدان جنگ سے بھاگ کر محمود آباد گیا ہوا تھا شاید چاق چوبند ہو کر پھر آگیا غرض ہر شخص اپنا خیال بیان کر رہا تھا بادشاہ بہ استقلال تمام سبکی باتیں سن رہا

تھا۔ جاسوسوں کو بلاکر خبر منگوائی تو معلوم ہوا کہ اختیار الملک ہے۔ یہ سنکر بعض از روئے خیر خواہی اور بعض بزدلی سے مضطرب ہوئے۔ بادشاہ نے نہایت استقلال سے از روئے شجاعت گھوڑے کو جولاں دیکر نقارہ نوازی کا حکم فرمایا لشکر ہمراہی کو اطمینان دلاکر دفع دشمن کی تدبیریں بتانے لگا۔ فوج تازہ دیکھکر نقارچی کے ہاتھ پیر سست ہوگئے کہاں کا نقارہ اور کیسی چوب دیکھا تو منہ سے جواب تک نہ نکلتا تھا۔ جوانان سبز رو آزمائے جنگ جو شعلہ خو نے تہدید فرماکر نقارچی کو دھمکایا تب کہیں گئے ہوش ٹھکانے لگے چوب اٹھاکر نقارہ بجایا۔ راجہ بھگونت داس وغیرہ نے ذرا آگے بڑھکر تیر اندازی شروع کی بادشاہ نے فرمایا بہادر کیوں جلدی کرتے ہو ذرا ٹھہرو ابھی ابھی سر مخالف قدموں پر نثار ہوگا۔ تیر اندازی موقوف رہے بار دگر راجہ بھگونت داس کی خواہش سے رائے رایسنگ نے عرض کیا کہ محمد حسین مرزا باقی فساد کو ہمارے لشکر کے آگے رکھا جائے تو بٹنے والے سرغنہ کو گرفتار دیکھکر پراگندہ ہو جائینگے۔ یہ رائے پسند ہوئی اور مرزا صاحب فوج کے آگے آگے ہاتھی پر چلے جاتے تھے اور اختیار الملک کا لشکر جوں جوں آگے آتا تھا مرزا صاحب کو دیکھہ دیکھہ پراگندہ ہوتا تھا۔ یہ دیکھکر اختیار الملک معدودے چند آدمیوں سے نکلکر بھاگنے لگا۔ قضائے الہی سے تہور کی باڑ حایل ہوئی۔ گھوڑا ٹھکرایا یہ زین سے زمین پر آیا۔ سہراب خاں ترکمان کسی فاصلے سے اختیار الملک کو تاکے ہوئے پیچھے پیچھے چلا آتا تھا زمین پر گرا ہوا دیکھا فوراً خنجر سے سر کاٹ لیا۔ یہ وہی سرکش بانی فساد تھا جسنے محاصرہ احمد آباد از حد تنگ کرکے مرزا عزیز کوکہ و قطب الدین محمد خاں کو روک رکھا تھا۔ اس لڑائی میں باغیوں کے بارہ سو آدمی قتل ہوئے اور پانسو سے زیادہ میدان جنگ میں زخمی پڑے ہوئے نظر آرہے تھے شاہی لشکر سے فقط سو جوانوں نے درجہ شہادت حاصل کیا۔ بادشاہ اختیار الملک کے عجیب و غریب واقعہ سے متحیر ہو رہا تھا سواری آہستہ آہستہ شہر کیطرف جارہی تھی اور دن بھی کسیقدر باقی تھا کہ دور سے فوج آراستہ دکھائی دی آخرش معلوم ہوا کہ مرزا عزیز کوکہ صاحب قدمبوسی کو آرہے ہیں۔ بادشاہ بہت خوش ہوا بلکہ از روئے شفقت آپ نے بغلگیر کرکے بہت کچھ اطمینان دلایا۔ سارے امرائے گجرات قدمبوسی سے مشرف ہوئے اس عرصہ میں سہراب خاں نے اختیار الملک کا سر نذر کیا۔ بادشاہ نے فرمایا ایک مینار بلند پر باغیوں کے سر نصب کئے جائیں تا خاص و عام کو عبرت ہو۔ کسیقدر دن باقی ہوگا کہ بادشاہ نے احمد آباد میں قدم رکھا سلاطین گجرات کی عمارات میں مقام فرمایا۔ اطراف ممالک میں فتح نامے روانہ ہوئے۔ اکابرین شہر نے شاہی عنایتوں سے سرفرازی حاصل کی ایسے موقعہ پر بعض غمازوں نے نہ جانے کس غرض سے یہ بات حضور میں ظاہر کی کہ مرزا عزیز کوکلتاش کو شرکت مخالف نے حضور میں حاضر ہونے نہ دیا جب مقدمہ فیصل ہوگیا تو مجبورانہ حاضر ہوا مگر وقت تحقیقات مرزا عزیز کے حسن لیاقت نے عدم شرکتی ثابت کردی بادشاہ نے کمال مہربانی فرماکر تسکین کردی۔ کسی نے شاہ وجیہہ الدین کی نسبت یہ بیان کیا کہ باغیوں کا مال حضرت کے مکان سے نکالا گیا۔ بادشاہ نے بلاکر استفسار فرمایا۔ آپ چونکہ ہر علوم سے واقف اور صاحب زہد تقویٰ تھے سچی کیفیت عرض کردی کہ آشنائی و شرم یکجائی نے مجبور کیا تھا ورنہ مجھکو بالذات ضرورت نتھی۔ بادشاہ آپکی راست گوئی سے بہت ہی خوش ہوا۔ میر غیاث الدین قادری بھی اسی علت میں گرفتار ہوکر دربار اکبری میں حاضر کئے گئے اکثر لوگوں کو گمان ہوتا تھا کہ دیکھئے قادری صاحب کیلئے کیا ارشاد ہوتا ہے مگر مولوی وجیہہ الدین صاحب علوی کی راستبازی نے انکو بھی بری کردیا شیخ عبد الغنی کا قرابتی شیخ منظفر نامی گجرات کے عہدۂ صدارت پر مامور تھا۔ کسیوقت بہ علت رشوت خواری مرزا عزیز کوکلتاش کے حضور میں حاضر کیا گیا تھا۔ آپ نے کفش کاری فرماکر رہا کردیا تھا بادشاہ نے نہایت رحمدلی سے سزائے سابقہ کافی سمجھکر چھوڑ دیا۔

ایکروز دربار اکبری میں کسی نے ظاہر کیا کہ شعرائے گجرات میں سے کسی شاعر نے تاریخ ورود موکب ہمایوں قہر بگجرات آمدہ لکھی ہے سنکر شاعر کو حاضر کرنیکا حکم ہوا جب دربار میں آیا عرض کیا کہ دشمنوں نے نہ معلوم کس غرض سے میری نسبت خلاف واقعہ بات بناکر کہدی ہے ہاں میری لکھی ہوئی تاریخ تو یہ ہے "شہ بگجرات آمدہ" بادشاہ فی البدیہہ جواب سے بہت خوش ہوا۔ خلعت دیکر رخصت کیا۔ قہر اور شہ مساوی الاعداد

سے قہر کی جگہہ شہ فی البدیہہ کہدیا۔ بادشاہ کا غصہ بھی فرو ہوگیا۔ خوش ہوکر شاعر کو خلعت دیا۔

ایکروز بادشاہ بنفس نفیس اعتماد خاں گجراتی کے مکان پر تشریف لایا۔ گجرات کے انتظام کا ایک قاعدہ مرتب کیا۔ شاہ مرزا کے بھروچ جانیکی خبریں متواتر آرہی تھیں قطب الدین محمد خاں اور نورنگ خان بحکم سلطانی لشکر کیساتھہ اسی سمت روانہ ہوئے پھر راجہ بھگونت داس اور شاہ قلیخاں محرم و لشکر خاں معیت سلطانی رخصت کیے گئے اور تاکید ہوگئی کہ ایڈر ہوتے ہوئے رانا کے ملک میں جاکر تنبیہہ کریں چونکہ اکثر اوقات رانا سے بدعہدیاں واقعہ ہوا کرتی تھیں پٹن کی حکومت حسب دستور سابق خان کلاں کی سپرد ہوئی۔ وزیر خان کی نسبت یہ انتظام کیا گیا کہ دھولقہ اور دھندوقہ جاگیر مرحمت کیا جاتا ہے بشرطیکہ اسی اضلاع میں قیام رکھے۔ بار دیگر یہ حکم دیا گیا کہ ولایت سورٹھہ امین خاں غوری کے قبضہ سے لڑ بھڑ کر تسخیر کر لیجائے۔ بعد تشریف بری حضور وزیر خاں بڑی تیاری کیساتھہ سورٹھہ جا پہونچا۔ امین خاں غوری بھی کچھہ جلوا نتہا کہ یہ کھالیتا۔ مقابلہ کرکے کھڑا ہوگیا۔ اور بڑے تلکی لڑائیاں ہوائیں۔ اکثر نامی آدمی تلف بھی ہوئے مگر ملک سورٹھہ امین خاں کے قبضہ سے نہ چھٹ سکا مجبور ہوکر واپس آیا۔ اور سید حا دارالخلافتہ روانہ ہوگیا بار دگر مرزا خاں خلف بہرام خاں کیساتھہ عہدہ نیابت گجرات حاصل کرکے وارد ہوا تھا۔ یہ کیفیت اپنی جگہہ تحریر ہوگی

ایکروز بادشاہ کے حضور میں یہہ تذکرہ کیا گیا کہ حضرت قطب الاقطاب کے اثر زبان مبارک سے کسی چیز میں تینوں جوہر لوہا۔ لکڑ۔ پتھر موجود ہیں۔ بادشاہ بٹوہ تشریف لیگیا۔ ملاحظ فرماکر اسمیں سے آدھا حصہ ترشواکر دارالخلافتہ بھجوادیا باقی آدھا اب تک بٹوہ میں آپ کے جانشین کے پاس موجود ہے

انتظام صوبہ گجرات سے مطمئن ہوکر تشریف لیجانا بادشاہ کا دارالخلافتہ آگرہ کو۔ اور صوبہ داری سپرد کرنا خان اعظم کو

بادشاہ نے گیارہ روز میں صوبہ کا تمام انتظام کرلیا۔ سولہ[۱۶] جمادی الاول روز یکشنبہ احمد آباد سے کوچ فرمایا۔ سید حامد معہ بال بچوں کے سواری میں ہمراہ تھا۔ پہلا مقام احمد آباد ہوا۔ دوسرا دھولقہ۔ ایکروز زیادہ قیام رکھکر مرزا عزیز کوکلتاش کو گجرات کی صوبہ داری کا خلعت مرحمت ہوا۔ مہم گجرات میں خواجہ غیاث الدین علی قزوینی کی جان جوکھوں کارروائی نے گجرات کی بخشی گیری کیساتھہ خطاب آصف خانی بھی دلوادیا اور حضور سے تاکید دی گئی کہ بخشیگیری سے متعلق کا کوئی کام بدون استصواب مرزا عزیز کوکلتاش نہوا کرے بخشی گیری کے علاوہ اکثر امورات کا انتظام اسی مقام میں کیا گیا۔ دھولقہ سے نکلکر ایک منزل سبج مقام فرماکر دوسرے روز بادشاہ کی سواری کڑی میں رونق افروز ہوئی۔ اسعرصہ میں خبر دریافت ہوئی کہ شیر خاں فولادی کا غلام اولیا نام سابقاً کڑی کا حاکم ہوگیا تھا مگر وقت تشریف آوری حضور داب سلطانی سے بھاگکر قصبہ بڑنگر میں (جو نکشالی دیکھا) غائب ہوگیا تھا۔ باغی اور نمک حرام کہیں سرسبز نہیں ہوتے۔ اتفاقاً راجہ بھگونتداس لشکر لئے ہوئے دارالخلافتہ جارہے تھے اولیا باغی کی خبر سنکر آپ نے بڑنگر پر حملہ کیا۔ بادشاہ یہہ خبر سنکر ٹھہر گیا کہ شاید کمک کی ضرورت ہو۔ دوسرے روز بڑنگر فتح ہونیکی خوشخبری کیساتھہ یہ بھی ظاہر ہوا کہ اولیا بہ لباس جوگیاں تبدیل وضع کرکے بھاگا جاتا تھا جاں نثاروں کی تجربہ کار نگاہوں نے پہچان کر گرفتار کرلیا اس مژدہ سے بادشاہ بہت خوش ہوا

دوسرے روز چلنے کی تیاری میں بادشاہ کو یاد آیا کہ صوبہ کا انتظام تو ہوگیا مگر جمع آمدنی ملک اب تک نہ دریافت ہوئی۔ علاوہ اسکے اور بھی کئی باتیں انتظام طلب باقی رہ گئیں تھیں اس کام کے لئے راجہ ٹوڈرمل منتخب ہوئے۔ چلتے وقت ساری باتیں رطب یابس سمجھا کر کہدیا گیا کہ انتظام جمع ملک میں رعایت اور اغراض نفسانی کا ذرا بھی لگاؤ نہو۔ یہ باتیں انصاف اور رعایا پروری کے جامہ پر دو تکے لگانیوالی ہیں۔ راجہ ٹوڈرمل

کڑی سے پلٹ کر احمد آباد آیا اور عرصہ قلیل میں سارے ملک گجرات کی جمعبندی کے پترک بنا بنا کر ایک نقل ناظم صوبہ کے دفتر میں سپرد کی اور حضور معلی کے دفترخانہ میں

بادشاہ دارالخلافتہ میں پہونچکر دو مہینے تک کہیں گیا نہ آیا۔ ایکروز شوق زیارت حضرت خواجہ ہند الولی نے اُکسا کر چلنے پر آمادہ کردیا دارالخلافتہ سے دہلی ہوتا ہوا براہ نارنول اجمیر میں تشریف لایا۔ ناظم صوبہ مرزا عزیز کوکلتاش یہ خبر سنکر احمد آباد سے اجمیر پہونچا۔ حضرت خواجہ صاحب کی زیارت کے بہانے بادشاہ عالم کی قدمبوسی بھی حاصل کی۔ چنانچہ کہا گیا ہے کہ "ایک پنتھ دو کاج" دوسرے سال بھی ناظم صوبہ مرزا صاحب نارنول میں سعادت ملازمت سے مشرف ہوئے۔ امرائے گجرات بادشاہ کے ساتھ ساتھ دارالخلافتہ تک حاضر تھے ۹۸۳ھ میں حضور نے تمام امرا کو علی قدر مراتب سرفرازی بخشی۔ اعتماد خاں سارے امرا میں سربرآوردہ و تیز عقل معاش سے بہرہ ور تھا۔ منصب ہزاری ذات مقرر فرما کر خدمت سربراہی دربار عنایت کی علاوہ اسکے جواہرات اور جڑاؤ زیور و سامان کی قیمت کا تحقیق کرنا سپرد کیا گیا تھا۔ چونکہ جوہر شناسی میں دستگاہ کامل حاصل تھی۔ اکثر جوہری اسکے سامنے کان پکڑتے تھے۔ اعتماد خاں کے لڑکے شیر خاں کو چارسو کا منصب عطا ہوا۔ الغ خان حبشی مانند شیر خاں کی معزز سمجھا گیا۔ ملک شرق گجراتی کو حکومت تھانیسر سپرد ہوئی"

وجیہ الملک گجراتی کو عہدہ دیوانی صوبہ مرحمت فرمایا

بعد تسخیر حضور سے یہ پہلا دیوان احمد آباد بھیجا گیا۔ چونکہ اکثر محالات جاگیرداروں کو دیئے گئے تھے اور جو باقی تھے وہ خالصہ شریفہ میں مقرر ہو چکے تھے خالصہ ملک کی سربراہی کیلئے وجیہ الملک تجویز ہوا اسی سال اکثر مقربان درگاہ رخصت لیکر گجرات ہوتے ہوئے براہ سمندر زیارت عتبات عالیات کیلئے روانہ ہوئے۔ مرزا صاحب بھی حضور میں طلب کئے گئے۔

مرزا خاں خلف بیرام خاں کو صوبہ داری گجرات مرحمت فرمانا اور وزیر خاں کو نیابت صوبہ اور بیاگداس کو دیوانی

خان اعظم مرزا عزیز کوکلیاش کے پہونچنے سے پہلے حضور میں ایک قاعدہ معین کیا گیا تھا کہ سرکاری نوکری والے گھوڑے داغ دیئے جائیں سب سے پہلے خان اعظم کو تعمیل کا حکم ہوا چونکہ زمرۂ امرا میں معزز و ممتاز سمجھے جاتے تھے تا دوسروں کو مجال سرتابی باقی نہ رہے اور داغ کا ضابطہ ایک حسن کے ساتھ جاری ہوجائے۔ مرزا صاحب ایسے ڈھروں پہ کب آنیوالے تھے چونکہ بادشاہ کے ساتھ آپ کو کئی نسبتوں کا استحقاق حاصل تھا۔ صاف انکار کر کے آگرہ کے کسی باغیں جابیٹھے یعنی تعلقات ریاست سے دستبردار ہو کر گوشہ نشینی اختیار کی بادشاہ کو مرزا صاحب کی اگلی خدمتوں کا زیادہ تر خیال تھا اور علاوہ اوسکے مرزا صاحب کی والدہ ماجدہ حضور کی ماور رضائی تھیں۔ انھیں دو باتوں سے بادشاہ نے بار دگر مرزا صاحب کو سمجھایا کہ تمکو اچھی طرح معلوم ہے کہ جس زمانہ سے ملک گجرات تسخیر ہوا اگرچہ بظاہر ایک صوبہ ہے مگر صدیوں تک بڑے بڑے اولوالعزم بادشاہان جلیل القدر کا تخت گاہ تھا ہمنے محض بنظر التفات قدامت تمہارے قبضہ قدرت میں سپرد کر دیا تھا۔ تمنے ہماری مہربانیوں کی قدر و منزلت نہ سمجھی اور ذرا سی باتوں میں صاف انکار کر کے الگ ہو بیٹھے اب بھی ہم چاہتے ہیں اگر سلوک ناملایم سے نادم ہو کر اقبال کرو تو صوبہ داری گجرات کہیں نہیں گئی۔ خان اعظم بڑے ہٹیلے اور ضدی تھے استغنا

ظاہر کر کے عرض کیا کہ زمرہ سپاہی سے معزول ہو کر وہ دعاگوئی میں شریک کر دیا جائے تو باقی زندگی اسی گوشہ میں بسر ہو رہے بادشاہ سمجھ گیا کہ خدی مرزا کبھی نہ مانیگا مجبور ہو کر گجرات کی صوبہ داری مرزا صاحب خلف بیرام خان کو مرحمت فرمائی چونکہ بادشاہان ذوالاقتدار کو حراست ملک اور حفاظت خلق اللہ لازم و واجب تھی مرزا خان کو منصب چار ہزاری سابق سے معین تھا اور آئندہ خانخانان کا خطاب دیا جائیگا۔ وقت روانگی وزیر خان و میر علاء الدین قزوینی و سید مظفر و پیاگداس یہہ چاروں نیسان معتبر مرزا خان کے ساتھ شریک کر دئے گئے رؤسا کو یہہ تاکید دی گئی کہ مرزا خان ہنوز کم سن ہے پہلے پہل عہدہ جلیل القدر محض باعتماد دولتخواہان سپرد کیا جاتا ہے ایسا نہو کہ تمہاری موجودگی میں دہوکا کھا بیٹھے اور مرزا خان کو نصیحتانہ سمجھا دیا گیا کہ کوئی کام بدون مشورہ وزیر خان ہرگز نہ کیا جائے چونکہ یہہ بہار اقدیم متعمد لازم ہے عہدہ امینی صوبہ یعنی دار وغہ خزانہ میر علاء الدین کو تفویض ہوا۔"

دیوانی پیاگداس بہ تغیر وجیہہ الملک

وجیہہ الملک کو تغیر کر کے منصب جلیل القدر دیوانی صوبہ پیاگداس کو مرحمت ہوا چونکہ محرر کاروان و کارگذار تھا۔ اور سید مظفر کو بخشی گری کا خلعت ہوا۔ الغرض مرزا خان بر فاقت نیسان مرقوم الصدر وارد احمد آباد ہوا چند ہی دن گذرے ہوں گے کہ بحکم حضور مرزا خان عہد نیابت وزیر خان کو سپرد کر کے گجرات سے آگرہ چلا گیا چونکہ اوسی سال ماہ ربیع الاول میں رایات عالیات عازم اجمیر تھے مرزا خان کی تقدیر اچھی تھی پہلی منزل میں شرف ملازمت حاصل ہوا ترسو خان کو پٹن کی حکومت ملی سید ہاشم اور رائے سنگھ مامور ہوگئے کہ نادوت میں قیام رکہکر اطراف وجوانب کے ڈاکو اور راہزن گرفتار کرلئے جائیں۔ چند امرا کو حکم ہوا کہ فوج شایستہ ہمراہ لیکر ایڈر جاویں اور جسطرح ممکن ہو راجہ کو گرفتار خواہ قتل کر کے قصہ پاک کریں اوسی عرصہ میں ترسو خان فوجدار پٹن کی جانفشانی سے سروہی تسخیر ہوگیے ۹۸۴ھ کے آخر ایام میں قلیچ خان متصدی بندر سورت کو قافلہ حجاج کی نگہداشت کیلئے رخصت کیا۔ ایڈر کا راجہ افواج قاہرہ کی آمد آمد سنکر پہاڑ میں پوشیدہ ہوگیا تہا مگر راجپوتوں کے ورغلانے سے باہر آکر مقابلہ کرنے لگا نتیجہ جنگ یہہ ہوا کہ صدہا راجپوت تہہ تیغ کئے گئے راجہ قتل ہوا یا بہاگ گیا مگر ایڈر تو تسخیر ہوگیا بدنظمی وزیر خان نائب صوبہ سے گجرات میں فساد پیدا ہونے کی خبر حضور میں پہونچی مونس الدولہ راجہ ٹوڈرمل کو حکم ہوا کہ جسطرح ممکن ہو عجلت سے گجرات پہونچکر حسن تدبیر سے سارے فساد فرو کر دئے جائیں اور امن و امان کی مشعلیں ہر گلی کوچہ میں روشن رہیں۔ راجہ ٹوڈرمل حسب الحکم رخصت ہو کر چلا جب نواحی جالور میں پہونچا زمیندار سروہی بذریعہ بہار خان جالوری خدمت میں حاضر ہوا پچاس ہزار روپیہ نقد اور سو اشرفی بطور پیشکش نذر کیں راجہ موصوف نے سروہی والے کو سرکار سے ایک خلعت اور سرپیچ مرصع معہ ایک ہاتھی کے مرحمت فرما کر مقرر کر دیا کہ دو ہزار سوار کی جمعیت سے صوبہ دار گجرات کی ملازمت میں حاضر رہے راجہ ٹوڈرمل صاحب احمد آباد جاتے ہوئے بھڑونچ پہنچے ناہر خان کے ذریعے سے زمیندار رام نگر حاضر ہوا۔ مبلغ چار ہزار روپئے نقد اور چار گھوڑے دو تلواریں بطور پیشکش رجوع کیں۔ راجہ صاحب نے ایک گھوڑا اور خلعت دیکر سرفراز کیا۔ ایکہزار پانسو روپیہ کا منصب راجہ کیلئے مقرر فرمایا اور تاکید دی گئی کہ ایک ہزار سوار کی جمعیت سے ناظم صوبہ کے ساتھ سرکاری نوکری میں ہمیشہ حاضر رہے۔"

ہنگامہ آرائے مظفر حسین مرزا ولد ابراہیم حسین مرزا

جس زمانہ میں پہلی مرتبہ گجرات فتح ہوا اکبر بادشاہ کی پولیٹکل کامدد وانیوں سے مرزا زادی معہ گلرخ بیگم صبیہ مرزا کامران سورت

چھوڑکر دکہن چلے گئے اگرچہ بادشاہ اوسوقت سورت مین تشریف رکھتا تھا مگر کسی مصلحت سے مرزا زادونکا تعاقب کرنا ملتوی رکھا گیا۔ گلرخ بیگم لڑکون کو لئے دکہن مین ادہر اودہر پریشان پھرتی رہی۔ اسی سرگردانی نے باہم مرزازادون مین تفرقہ ڈالدیا۔ چنانچہ ابراہیم حسین مرزا و شاہ حسین مرزا کی کیفیت گجرات کی فتح ثانی مین ناظرینا کو معلوم ہوگئی ہوگی۔ بیگم کو گجرات سے ذلیل مرام اور بیچ بہاگ کر چلے جانا بیچین کر رہا تھا وہ ہمیشہ اسی فکر مین تھی کہ کسی صورت تلافی مافات کی کوئی تدبیر ہاتھ لگے تو بہجت ہوکر بیٹھے ہون اتفاقًا بقول شخصے جوئندہ یابندہ محمد علی نام بدمعاش اور مفسدون کا سرگروہ ملگیا پھر وہ بہی کیا تھی ہزارون بدمعاش لوٹیرے جمع ہوگئے ملک کو غارت کرتے ہوئے گجرات کیطرف جھکے مگر اونکی بدقسمتی نے پہلے سے بربادی کے اسعباب پیدا کر رکھے تھے چنانچہ اکبر بادشاہ نے دارالخلافہ جاتے جاتے مقام کرٹی سے راجہ ٹوڈرمل کو جو ایک اعلی درجہ کا مدبر اور پولیٹیکل خیال کا آدمی تھا گجرات کی جمعبندی معین کرنے کیلئے روانہ کیا تھا۔ راجہ صاحب عرصہ قلیل مین احمد آباد کے تمام امورات سے فرصت پاکر پٹن تشریف لیگئے تھے جب احمد آباد مین وزیر خان نائب ناظم کو باغیونکی اطلاع ہوئی فکر کرنے لگا کہ اول تو میرے پاس اسقدر لشکر کی جمعیت نہین جو سرمیدان باغیون سے کلہ بکلہ لڑسکون اور جو کسیقدر لشکر ہے بہی تو جھگڑالو اور لڑاکو کا اوسمین برا حصہ شامل ہے۔ کیا کرون کیا نکرون اسی سوچ مین آخر یہہ صلاح ٹھہری کہ شہر کے دروازے بند کرکے قلعہ بند ہو رہون۔ راجہ صاحب ابتک پٹن مین موجود ہین گکے ہانہہ بلوالئے جائین تو سارے کام درست ہوجائینگے غرض وزیر خان قلعہ بند ہوا اور قاصد تیز رو کو پٹن روانہ کیا۔۔

اس عرصہ مین بیگم صاحبہ نواحی سلطان پور و ندربار مین داخل ہوئین۔ عارف و زاہد پسران شریف خان کے بعض ملازم اپنے آقا سے منحرف ہوکر باغیون مین شریک ہوگئے۔ اور بڑودہ کا فوجدار باغیون کو دیکھتے ہی رفوچکر ہوگیا۔ وزیر خان نائب صوبہ نے بازبہادر خان نامی سردار کو یا گداس دیوان کو تہوڑی سی فوجکے ساتھہ باغیون کو روکنے کیلئے احمد آباد سے رخصت کیا۔ پرگنہ سرنال مین فریقین کا مقابلہ ہوگیا۔ باغیونکی کثرت سے بازبہادر خان کو ہزیمت ہوئی اس سے ارباب فساد کی جرأت زیادہ ہوگئی۔ سرنال سے پلٹ کر درستی اسباب کیلئے بڑودہ پہونچے۔

پٹن مین راجہ ٹوڈرمل کو وزیر خانکی عرضداشت ملی فورًا تیاری کرکے روانہ ہوا احمد آباد آتے ہی وزیر خان کو معہ فوج تیار کرکے احمد آباد سے روانہ ہوا۔ راجہ ٹوڈرمل مرد جہان دیدہ کار آزمودہ تہا بیگم اور مرزا زادونکی گیدڑ بہبکیونکا کچھ خیال نکیا محض تیرے اقبال شاہنشاہی وزیر خان کو ساتہہ لیکر چل کھڑا ہوا۔ جب بادشاہی لشکر بڑودہ کے قریب چار کوس فاصلہ پر پہونچا باغیون کے حواس جاتے رہے بڑودہ چھوڑ کر کھمبایت چلے گئے ادہر شاہی لشکر بھی پیچھے پیچھے روانہ ہوا۔ باغیون کو حوالی کھمبایت مین عامل محالات خالصہ سید ہاشم سے مقابلہ ہوا۔ سید صاحب نے وہ وہ کارنمایان کئے کہ ارباب فساد کے چھکے چھڑادئے مگر باغیونکی کثرت نے سید صاحب کو زخمی کیا جنگگاہ سے نکل کر کھمبایت مین قلعہ بند ہوئے مخالفون نے محاصرہ کیا۔ جب شاہی فوجکی خبر سنی محاصرہ کسکا اور لڑائی کیسی چھوڑ چھاڑ کر جوناگڑہ کیجانب بہاگ چلے۔ دلاوران افواج قاہرہ نے پیچھا نچھوڑا اور اس تیز قدمی سے دوڑے کہ نواحی دھولقہ مین ٹوک کر روکدیا باغی بمجبوری لڑنیکو مستعد ہوئے۔ گلرخ بیگم اکثر ساتہہ والی عورتون کو مردانہ لباس پہنا کر گھوڑون پر سوار کراکے تیر اندازی کرنے لگی چنانچہ فارسی والا کہتا ہے ؎ زن و مرد را گروہ یکسر حشر نہ دربند است چہ شیر ماده چہ نر۔ راجہ ٹوڈرمل فوجکے سرپرست اور اعلی درجہ کے جنرل تھے افواج قاہرہ کو اس ترکیب سے لڑوایا کہ مخالفونکی بے تعداد فوج شاہی لشکر کے قربان ہوگئی اکثر زندہ

گرفتار

گرفتار کر لیے گئے اسیر عورتیں مستورات میں بلباس مردانہ گرفتار ہو کر مقید ہو گئیں رہی سہی جان بچا کر بھاگ نکلیں۔ بعد حصول فتح مال غنیمت
ہاتھی گھوڑے وغیرہ اسباب اہل بغاوت معہ اسیروں کے اپنے لڑکے دھاروجی کے ساتھ حضور میں بھیج دیا۔ وزیر خان فتح
و فیروزی احمد آباد میں داخل ہوا اور آپ بھی فوراً دار الخلافہ کو چلے۔ راہ میں ڈونگر پور کے راجہ سہل نے ملاقات کی اوسکے لیے
ڈھائی ہزار روپیہ کا منصب مقرر کر کے پیشکش ہمراہ لیکے پھر خلعت دیکر رخصت کیا چلتے وقت تاکید کر دی کہ ہمیشہ ناظم صوبہ گجرات
میں سرکاری ملازمت کرتا رہے

بار دگر ہنگامہ برپا کرنا مظفر حسین مرزا کا اور محاصرہ کرنا احمد آباد کا اور اقبال شاہنشاہی کا دہمکا دہمکا کر بھگا دینا

راجہ ٹوڈرمل کے حضور میں جانے سے باغیوں کو دربدر سلطانی کس قدر کم ہو گیا تھا ادھر ادھر سے فراہم ہو کر مظفر حسین مرزا
کو جا گھیرا پہلے پہل کھمبایت کو خان ایما بنایا چونکہ اکثر سوداگران مالدار یہیں رہتے تھے بہت کچھ زر و مال ہاتھ آیا۔ احمد آباد میں
وزیر خان کو خبر ہوئی فوج لیکر باغیوں کے مقابلہ میں چل کھڑا ہوا راہ میں باغیوں کی کثرت شکست جاتی رہی قدم آگے نہ بڑھا
اور ہمراہی لشکریوں کو جو دیکھا تو اکثر بر داشتہ خاطر ثابت ہوئے مجبوری مراجعت کر کے شہر میں آ قلعہ بند ہوا۔ اسی عرصہ میں ملازموں کا
بڑا حصہ منحرف ہو کر مخالفوں سے ملا گیا مظفر حسین کی ہمت بڑھ گئی آتے ہی قلعہ کا محاصرہ کر لیا وزیر خان کو اپنی ملازموں سے اطمینان نہ تھا سب کو
مقید کر کے قدیم نوکروں کو بلوا بلوا کر ہر ایک کی دلجوئی و تسلی کر کے حفاظت قلعہ سپرد کی مگر وزیر خان بسبب کمک ظاہری نہایت پریشان
تھا محض یاوری اقبال شاہنشاہی نظر بخدا سب کچھ کر رہا تھا تاہم اندرونی فوج کی پریشانی روز بروز بڑھتی جاتی تھی مورچوں کے ہیر
پھیر کیا کرتے اور فصیل قلعہ کی گشت لگا لگا کر مخالفوں کو دیکھ دیکھ ہمت ہار دیتے تھے ایسے موقع پر باغیوں نے بعض اہالیان قلعہ سے سازش کر کے
سیڑھیاں قائم کر دیں مخالف کمریں باندھ باندھ کر قلعہ پر چڑھنے کی تیاریاں کر رہے تھے دفعتاً دیدبانان اقبال شاہی نے بحکم قادر لم یزل نشانہ
تاک کر مارا گولی پڑتے ہی سرغنہ مہر علی کا کام تمام ہو گیا بعض مخالف قلعہ پر پہنچ گئے تھے افسر کو مرا ہوا دیکھکر ہاتھ پاؤں سست
ہو گئے ہزار خرابی جان بچا بچا کر ایسے بھاگے کہ دہشت سے پیچھے پھر کر نہ دیکھا اہالیان قلعہ کچھ ایسے سہمے ہوئے تھے کہ بھاگتے دیکھکر بھی
قدم باہر نہ رکھتے مبادا کوئی پولٹیکل کارروائی کے پیرایہ میں ظاہراً بھاگ کر دی ہو جب سب طرف سے تحقیق ہو کر اطمینان ہوا سجدہ
شکر جناب باری بجا لا کر بے فکر ہو بیٹھے۔ مہر علی کے مرنے سے مظفر حسین بیدست و پا ہو کر خاندیس چلا گیا۔ بدقسمتی گرفتاری کے اسباب لیے ہوئے
ساتھ ساتھ آ رہی تھی۔ راجی علیخان فاروقی نے فوراً گرفتار کر کے حضور میں بھیج دیا اوسی دن سے مرزا زادوں کا فساد برطرف ہو گیا

شہاب الدین محمد خان کی صوبہ داری اور بیاکداس کی دیوانی اور سلطان مظفر گجراتی کا دار الخلافہ سے بھاگ کر گجرات میں آنا

صوبہ دار

جب وزیر خان سے انتظام صوبہ داری نہ ہو سکا بادشاہ نے شہاب الدین محمد خان مالوہ کو جو منصب پانچ ہزاری ذات سابق
معین تھا گجرات کی صوبہ داری عطا فرمائی۔ امرائے دار السلطنت قاسم خان و ظاہر خان و سیف الملک و میر غیاث الدین علی نقیب

اور چچازاد بھائی نقیب خاں کی قمرخان وغازی خان علاوہ اونکے فیروزہ کمال وشیخ معظم وشیخ جنید وغیرہ بارگاہ شاہنشاہی سے تعین کیے گئے اور وزیرخان کو حکم دیا گیا کہ ایڈر جاکر قبضہ کرے۔ سال گذشتہ ۹۸۴ھ ہجری میں امرائے دارالسلطنت حج بیت اللہ کو گئے ہوئے تھے خیریت سے پلٹ آنکی خبر حضور میں پہونچی شہاب الدین محمد خان کو حکم ہوا قافلہ حجاز کا انتظام کرکے حضور میں روانہ کر دیا جائے۔

میر ابوتراب کا میر حاج بنکر زیارت حرمین الشریفین کو روانہ ہونا اور لوٹتے وقت نقش قدم جناب سرور کائنات کا ہندوستان لانا

چونکہ بادشاہ کی ہمت والانہمت امورات حسنہ کیطرف زیادہ تر مائل تھی برسوں سے یہہ قاعدہ جاری تھا کہ ہر سال اکابرین خلافت سے ایک معتبر کو میر حاج مقرر کرکے لاکھوں روپیہ نقد او قسم قسم کی پوشاکیں مجاوران مکہ شریف کیلئے بھیجی جاتی تھیں تخصیص نہ کی گئی تھی کہ جاہ دن کو ہی ملے بلکہ مسافروں کا حصہ بھی شریک ہوا کرتا تھا حسب دستور سال مذکور خلافت دوران عالیجناب میر ابوتراب میر حاج مقرر ہوئے۔ اعتماد خان گجراتی مدت سے شوق زیارت میں بیچین ہورہا تھا رخصت حاصل کرکے میر صاحب کا ہمسفر ہوگیا سعادت ازلی نے حج بیت اللہ و زیارت روضہ رسول اللہ سے مشرف کردیا وقت مراجعت نقش قدم جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ سے لیکر میر صاحب سورت میں تشریف لائے۔ آپکے ساتھہ تقریباً سات سو آٹھہ سو حاجیوں کا قافلہ شریک تھا سب کو ہمراہ لئے ہوئے اور قدم مبارک عماری میں رکھے گئے اور غلاف مقام ابراہیم اٹھا کر سورت سے روانہ ہوئے اور اوس زمانہ میں دار الخلافہ فتح پور معین تھا۔ ہر مقام سے عرضیں حضور میں بھیجی جاتی تھیں بادشاہ یہہ مژدہ سنکر بہت ہی خوش ہوا اور میر صاحب کو تاکید انتہی کیا گیا کہ نقش قدم مبارک باحترام تمام فتح پور پہونچائے جائیں اور جب ایک منزل باقی رہے فوراً اطلاع دیجائے تاہم بھی سعادت استقبال سے کامیاب ہوں۔ غرض میر صاحب نے ایک منزل پر ٹھہر کر حضور کو اطلاع کی بادشاہ نے خیمہ خاص بھجوا دیا اور خود بدولت واقبال اراکین دولت کو ہمراہ لیکر تشریف لایا نقش قدم مبارک احترام کے ساتھہ خیمہ میں رکھے گئے زیارت عام کی منادی پھر گئی صبح سے شام تک خلق اللہ کا اژدہام تھا دوسرے روز چلنے کی تیاری ہوئی نقش قدم مبارک کو بادشاہ نے دوشالے میں لپیٹکر دوش پر اوٹھا لیا اور از راہ خلوص عقیدت تقریباً سو قدم تک پیادہ اوٹھا کر چلے پھر تمام امرا وزرا نوبت بہ نوبت بارگاہ شاہنشاہی تک لئے ہوئے چلے گئے شاہی محل کی برابر مکان مخصوص ایک سال تک قدم مبارک کا زیارتگاہ معین رہا رات دن لوگوں کا میلہ ہوا کرتا تھا دوسرے سال ۹۸۹ھ ہجری میں میر صاحب نے رخصت مانگی اور یہہ بھی عرض کیا کہ حکم ہو تو نقش قدم شریف وطن مالوف احمد آباد میں لیجاکر ایک بارگاہ میں رکھے جائیں چونکہ گجرات باب بیت اللہ ہے ہر جگہ کا زوار اوسی جگہ ہوکر جاتا ہے فدوی چاہتا ہے کہ ایک گنبد عالی تعمیر کرکے زیارتگاہ بناوے لیکن تولیت خادم کے سپرد ہو۔ غرض بعد رد و بدل بسیار بادشاہ نے اجازت دی سید صاحب حسب الحکم نقش قدم شریف لیکر وارد احمد آباد ہوئے کیونکہ آپ قصبہ اساول میں تشریف رکھتے تھے حسب الایما تجویز شریف عمارت کا کام شروع کیا چنانچہ تھوڑے عرصہ میں اچھی خاصی عالیشان عمارت معہ گنبد عالی تیار ہوگئی قدم مبارک اوسی گنبد میں رکھے گئے۔ شاہی حکم سے رسالہ قدمیہ نام تصنیف ہوا اوسمیں ساری کیفیت نقش قدم شریف کی مندرج ہے اوسی زمانہ سے مدت دراز تک گنبد قدم شریف زیارتگاہ خاص و عام رہا جبکہ گجرات میں ہنگامی برپا ہونے لگی قصبہ اساول۔ دست تطاول زمانہ سے ویران ہوگیا میر صاحب کے ورثا نقش قدم مبارک قصبہ اساول سے احمد آباد میں لے آئے اب تک آپہی کے یہاں موجود ہیں مورخ بھی زیارت سے مشرف ہوا تھا۔ اوسی سال شاہ فخر الدین بحکم حضور پٹن روانہ ہوا۔ اور ترسو خان دار الخلافہ

حاجی ابراہیم خان سرہندی کو منصب صدارت گجرات تفویض ہوئی۔ آصف خان کو گجرات کی بخشی گری سپرد کرکے حکم دیا گیا کہ پہلے پہل مالوہ جاکر سارے فوج والے گھوڑے داغ دلوا کر پھر احمد آباد چلا جاوے۔ وباتفاق ناظم صوبہ شہاب الدین احمد خان وقلیچ خان لشکر گجرات کے تمام گھوڑے حسب ضابطہ داغ دیئے جائیں سلطان مظفر گجراتی مدت سے حضور میں مقید تھا موقع پاکر بھاگا۔ حدود دنتواڑی متعلقہ ریاست راجپپلہ پر چند روز تک مقیم رہا اتفاقاً قطب الدین محمد خان اوسوقت بھروچ میں موجود تھا کسی تقریب سے مظفر کو دیکھ پہچانا یہ بھی چونکا فوراً دنتواری سے نکلکر موضع گدڑی متعلقہ سودہار ملک سورٹھ میں لونا کاٹھی کے پاس چلا گیا اور وہیں بود و باش اختیار کی۔ شہاب الدین محمد خاں بھی عمدہ کاربروائیوں سے گجرات میں امن و امان قایم ہوا انکا بہت رعایا جانی رہی اس عرصہ میں فتح خان سرگروہ جو امین خان غوری کے ہاں سردار لشکر تھا نہ معلوم کس بات سے آزردہ ہوکر شہاب الدین احمد خان کے پاس حاضر ہو کہنے لگا کہ مجکو لشکر کی مدد دیجائے تو تمام سورٹھ کا ملک امین خان غوری سے لڑ بھڑ کر تسخیر کر دونگا آپکو اختیار ہے ممالک مقبوضہ میں شامل کریں اور فدوی کو زمرۂ ملازمان شاہی میں سرفرازی حاصل ہو مجکو اسی خواہش نے حضور تک پہونچایا شہاب الدین احمد خان نے چار ہزار سوار جرار کا لشکر اپنے بھتیجے مرزا خان کی زیر کمان سپرد کرکے فتح خان کو روانہ کیا۔ جب فتح خان حوالی کاٹھیا وار میں آیا امین خان غوری نے وکیلوں کو بھیجکر یہ بات ظاہر کی کہ میں پیشکش دینے کو موجود ہوں ضابطہ گھوڑے بھی داغ دیئے جاوینگے مجکو سرکاری ملازم تصور کرکے جوناگڈہ جاگیر میں مرحمت کیا جائے چونکہ یہہ میرا مسکن ہے باقی سارا ملک سورٹھہ سرکاری قبضہ میں کرلیا جائے مجکو کچھ عذر نہیں۔ مرزا خان نے کہا کہ بدون تسخیر جوناگڈہ کوئی بات منظور نہوگی متواتر کوچ کرتا ہوا جوناگڈہ جا پہونچا لڑائی شروع ہوئی۔ فتح خان پہلے ہی حملہ میں فتحیاب ہوگیا جوناگڈہ تسخیر ہونے سے امین خان بالائی قلعہ محصور ہوئے انتک کوئی لڑائی نہیں ہوئی تھی کہ فتح خان دفعتاً بیمار ہوگیا لڑائی ملتوی رہی چند روز بعد اوسی عارضہ میں قضا کی۔ مرزا خان محاصرہ اوٹھا کر منگلور چلا گیا امین خان نے جام زمیندار سے کمک طلب کی۔ جام کا وزیر چار ہزار سوار لیکر حاضر ہوا۔ امین خان قلعہ سے اوتر کر منگلور کیطرف روانہ ہوا مرزا خان بھاگ کر کوری نار پہونچا۔ امین خان بھی پیچھے پیچھے جا پہونچا انجام کار لڑائی شروع ہوئی اللہ کو منظور تھا مرزا خان کا بہت لشکر تلف ہوا پیرا و بھی لوٹا گیا مرزا خان بہزار خرابی بھاگ کر احمد آباد چلا گیا۔ شہاب الدین احمد خان نے مورا سہ وغیرہ اضلاع میں جہاں جہاں سرکشوں کا مسکن تھا قلعے تعمیر کیے بار دگر باغیوں کو فساد کرنیکا موقع نہ ملا۔ بعض پرگنوں کی رعایا عموماً و پرگنہ حویلی احمد آباد کی خصوصاً مستغیث ہورہی تھی شہاب الدین احمد خان نے از سر نو پیمایش کروا کے جمعبندی معین کردی انکا بہت جانی رہی یہہ پیمایش زمین قابل زراعت کی گئی تھی

صوبہ داری اعتماد خان گجراتی و دیوانی خواجہ ابوالقاسم اور سلطان مظفر کا خروج کرنا گوشۂ گمنامی سے

جب اعتماد خان حج کرکے حضور میں حاضر ہوا چند روز تک بدستور عہدہ سرپراہی دربار کرتا رہا مگر ہمیشہ خواہش حکومت گجرات اکسایا کرتی تھی چونکہ وقت تسخیر بادشاہ نے معاہدہ کیا تھا آخر بادشاہ کو بھی معاہدہ کا خیال آیا اور اعتماد خانکی کفایت شعاریاں بار بار حضور میں ظاہر ہوا کرتی نہیں بلکہ اوسکو اس امر کا دعوی تھا کہ گجرات کی آبادی دوگنی ہوکر جمع آمد بنسبت حال بہت کچھ زیادہ ہوگی اگرچہ بعض اراکین دولت مخالفت کرتے تھے تاہم بادشاہ نے بخیال معاہدہ سابق صوبہ داری گجرات کا خلعت دیکر رخصت کیا میر ابوتراب امین ہوا خواجہ نظام الدین کو بخشی گری مرحمت ہوئی خواجہ ابوالقاسم دو صدی پانصد سوار کا منصب اعتماد دیوانی کی خدمت پر ہوئی۔ سب تفصیل ذیل امرا و منصب اران حضور

۹۹۱ھ میں

اعتماد خان کے ہمراہ تعینات ہوئے ۔

محمد حسین شیخ میر ابو المظفر بیگ محمد یوفائی میر محب اللہ میر شرف الدین میر صالح شاہ بیگ میر ہاشم میر معصوم بھکری زین الدین کمبو سید جلال الدین بھکری سید ابو اسحاق فقیر اللہ بیگ آقا پہلوان علی سیستانی ۔ یہہ چودہ معززین سردار احمد آباد بھیجے گئے وقت رخصت ہر ایک کو خلعت و گھوڑا دیا گیا کرم علی بسر منور رمضان جو خوشبو خانہ کا داروغہ تھا شہاب الدین محمد خان کے لینے کیلئے بھیجا گیا اعتماد خان کے احمد آباد پہونچنے کے بعد شہاب الدین احمد خان معہ کرم علی جانب دار الخلافہ روانہ ہوا حاجی ابراہیم سرہندی صدر صوبہ کے کئی روز سے شکایتیں ہوا کرتی تہیں آخر رعایا کی فریاد حضور میں پہونچی بادشاہ نے سپنڈ فرما کر حضور میں طلب کیا بعد تحقیقات جرم ثابت ہو گیا مجرم کیلئے قید قلعہ رنتہنبور تجویز ہوئی ۔

مرزازادوں کے زمانہ شورش میں قلیچی قوم کی سپاہ کثرت سے شریک تھی یہہ قوم مثل کولی اور راجپوت کے سرکش اور جھگڑالو شمار کی جاتی تہی ۔ جب مرزازادوں کا استیصال ہو گیا احمد آباد میں بود و باش اختیار کر کے حاکم وقت کی نوکری کرنے لگے تھے تاہم موقعہ وقت کے منتظر تھے چنانچہ زمانہ حکومت وزیر خان میں اکثر بدمعاشوں نے فساد برپا کیا تہا ۔ پہلے کو شہاب الدین محمد خان وقت پر آپہونچا اکثر سر آوردوں کو نوکر رکھ لیا ورنہ مرزازادوں کا گیا گذرا زمانہ از سر نو عود کر آتا جب یہہ خبر حضور میں پہونچی فوراً حکم آیا کہ ایسے بدمعاش لوگوں کو ملازم نہ رکھے جائیں چونکہ رفتہ رفتہ زمانہ کی اندرونی ریشہ دوانی سے جڑیں مضبوط ہو رہی تہیں لہذا اس قوم کا بچہ بچہ ہر طرف ہو کر شہر میں نہ رہنے پائے و بعوض انکی قوم و قابل ملازم رکھے جائیں تو انسب ہو گا اس عرصہ میں بادشاہ کابل تشریف لیگیا شہاب الدین محمد خان کو برطرف کرنیکا موقعہ نہ ملا ۔ بہ ضرورت منصبوں جاگیروں میں اضافہ کر کے سب کو مطمئن کر دیا اودہر بادشاہ پیٹھ پہیر تی تہی کہ ادہر مادہ پک کر تیار ہو گیا اور تبدیلی کے حکم حضور کے آگئے ۔ اعتماد خاں کی احمد آباد آنے کی گرما گرم خبریں چلی آتی تہیں ۔ یہہ ساری باتیں قلیچیوں کو بہی دریافت ہو گئیں باہم مشورے ہونے لگے ۔ انہیں میر عابد سارے بدمعاشوں کا افسر تھا ۔ یوسف بلخی و خلیل بیگ بخشی و بیرم بیگ بیسرک وغیرہ سے کہنے لگا کہ اب چپ ہو رہنا ہمکو نقصان پہونچائیگا اعتماد خان چندہی روز میں آپہونچا تو پہر کچہہ بنائے نہ بنے گی میں چاہتا ہوں کہ اس سے پہلے شہاب الدین محمد خاں کا جہگڑا فیصل کر کے بیچ کے مستحق ریاست مظفر کو تخت پر بٹھا دیا جائے تو سارے کام درست ہو جائینگے ورنہ تمہارا احمد آباد میں رہنا دشوار ہو جائیگا ۔ اتفاقاً جہانگیر نامی مفسد نے شہاب الدین محمد خان کو سارا کچا چٹھا کہ سنایا ۔ چونکہ یہہ خود بہی دل شکستہ خاطر ہو رہا تہا ذرا بہی متوجہ نہوا اور نہ پوچہا نہ گچہا کہ یہہ کیا معاملہ ہے ادہر طرہ یہہ کیا کہ خلیل بیگ اور محمد یوسف کو کہلا بہیجا کہ تم جانتے ہو میں باہر کا ہوں میری موجودگی میں شہر چہوڑ کر تمہارا چلا جانا بہتر ہو گا یہہ سنکر وہ اور بہی خوش ہوئے اور قصبہ ماتر میں جو سابقاً انہیں کی جاگیر میں دیا گیا تہا وہاں اوٹہہ کر جا رہے ارباب فساد کو سب طرح کا موقع ملگیا بغاوت کی تیاریاں کرنے لگے اور چپکے چپکے سلطان مظفر گجراتی کو ترغیب دیکر آمادہ کر دیا ۔ میر عابد جو سرغنہ تہا بظاہر شہاب الدین محمد خان سے ملا رہا اور بعض موقعہ پر گفتگو کر کے خانصاحب کو ثابت کر دیا کہ آپکے ساتہہ دار الخلافہ کے جانیوالوں میں میرا قدم سب سے آگے ہوگا اس سے یہہ مطلب تہا کہ اسکی مہمی اور پوشیدہ کارروائیوں سے آگاہ نہوتے یہاں یہہ کہتا اور مخفی لوگوں کو ورغلا کر اپنی طرف راغب کر رہا تہا یہانتک کہ شہاب الدین محمد خان کے معتمد خاص مغل بیگ وفادار و تیمور حسن کو سبز باغ دکہا دکہا کر گرویدہ کر لیا ۔ اس عرصہ میں اعتماد خان معہ خواجہ ابو القاسم دیوان و خواجہ نظام الدین بخشی اور کرم علی ۔ پٹن میں داخل ہوئے ۔ کرم علی اعتماد خان کے وکیل قابل نامی کو ہمراہ لیکر وارد احمد آباد ہوا ۔ خبر سنکر شہاب الدین احمد خان استقبال کیلئے دوڑ گیا فرمان شاہی کا استقبال کر کے خلعت رخصتی اور گہوڑے لیکر آتہو لیے وکیل مذکور اول کو شہر میں لے آیا مضمون فرمان سے دریافت ہوا کہ صوبہ گری کا چارج وکیل اعتماد خان کو سپرد کر دیا جائے اوسی جلسہ میں

قلعہ کی کنجیان حوالہ کردین ۔ اور سارے تہانون سے اپنے نوکر بلوالیے شہاب الدین نے زمانہ عملداری مین قدیم اور جدید ملاکر اسی قلعے تعمیر کیے
تھے اور ہر جگہ تہانون مین بقدر ضرورت ملازم تعینات کر رکھے تھے اسی تہانون کے دباؤ سے راجپوت اور کولیون کو فساد کرنیکا موقعہ نہ ملتا تھا
جب سارے تہانے خالی ہوگئے کولی راجپوت گراسیے گوشۂ گمنامی سے باہر نکلے جہان موقعہ ملا غارت گری شروع کیا ۔ اکثر قلعون کو ویران کردیا
شہاب الدین احمد خان احمد آباد سے رخصت ہوکر عثمان پور مین جو دریاے سابرمتی کے اوسطرف تہا فروکش ہوا ۔ اسی عرصہ مین اعتماد خان بہاگا گیا
میر عابد پانسو باغیون کی جمعیت سے ٹہوکے نالاب پٹیہرا اور اعتماد خان کو اطلاع کی کہ آپکی صوبہ داری نے مجکو اسقدر پریشان کیا کہ مین شہاب الدین
احمد خان کے ساتھ دار الخلافۃ جانیکو مستعد ہوگیا میرا فرض منصبی بھی تہا کہ پہلے آپکو اطلاع دیجائے ۔ جو جاگیرین ہمکو دی گئین تہین اگر آپ
بحال فرمادین تو بشرط خدمت کرنیکو حاضر ہون اور بحالت عدم قبولیت ہم مین اور صحرائی آوارگی ۔ اعتماد خان نے بلا سوچے سمجھے وہ جواب
دیدیا ۔ کہ مین بدون حکم حضور جاگیرین نہین دے سکتا مگر مجکو تمہاری رعایت مدنظر ہے اپنی طرف سے کچھ انتظام کردیا جائیگا ۔ اس بے لگاؤ جواب سے
میر عابد کا اطمینان نہوا ۔ اور سب کے سب ہمت کر ہاتر چلا گیا بغاوت کی آگ سلگ کر شتابی بہڑک اوٹھی ۔ دار الخلافۃ کے سردار اعتماد خان کے
تعینات کیے گئے تہے وہ ابتک احمد آباد نہ پہونچے یہان اعتماد خان اور دیوان صوبہ اور بخشی صاحب یہہ تین آدمی صوبہ داری کا انتظام کر رہے
تہے ۔ اعتماد خان سمجھا کہ بدون معاونت شہاب الدین احمد خان فی الحال انتظام نہوگا بخشی اور دیوان صوبہ کو لیکر عثمان پور پہونچا
اور ساری کیفیت بیان کی شہاب الدین تجربہ کار آدمی تہا کہنے لگا کہ جبتک تمہارے پاس لشکر جانباز نہوگا کوئی گھڑی اطمینان سے نگذریگی میرا تو
یہی کہنا ہے کہ فی الحال باغیون کیلیے پچھلی جاگیر والا انتظام کردیا جائے پھر نہ زد رد ہے نہ لیت و لعل بڑی مشکل تو یہہ ہے کہ تم بدون رضامندی
حضور کچھ کربھی تو نہین سکتے تو پھر ایسا کرو کہ ابتک باغیون کا کوئی سرپرست موجود نہین اور نہ اسقدر زیادہ کثیر ہم پہونچی ہے ملک مین بغاوت نہین پہیلی
چند مفلوک الحال مفسدون نے فراہم ہوکر ارادہ کرلیا ہے میرے پاس بھی کسقدر لشکر موجود ہے یہہ اور تمہاری فوج بہیجی جائے تو ابہی اونکی
فساد فرو ہونیکا موقعہ ہے یہہ سنکر اعتماد خان نے کہا کہ آپ درست فرماتے ہین مگر جبتک آپ اٹھکر شہر مین تشریف لائینگے کچھ نہوگا شہاب الدین
احمد خان عذر کرنے لگا کہ تم جانتے ہو میرے پاس پیسے نتھے ادہیر اودہر سے قرض وام کرکے سفر کی تیاری کی گئی ہے آدمی میرے سب عیال دار ہین
یہہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ سارا بنا بنایا کام خراب کردون اعتماد خان کہنے لگا کہ آپ بیفکر رہین خزانہ عامرہ خالصہ سے آپکے سفر کا انتظام کردیا جائیگا
غرض اسی بحث مین چند روز گذر گئے مگر کوئی بات ٹہیک نہ پیدا ہوئی شہاب الدین سمجھ گیا کہ اعتماد خان ٹالم ٹولا کر رہا ہے وہ یہہ چاہتا ہے کہ
چند روز اسی بحث مین نکل جائین تو منصبداران کوکی پہنچ جائین گے پہر خانصاحب کو صاف جواب دیدیا جاویگا اسوقت تک میرا ذخیرہ بھی پورا
ہو رہیگا پہر نہین کا نہ ہوگا یہہ سوچکر عثمان پور سے اوٹھکر کڑی پہونچا ۔ ادہر باغیون کا گروہ ہاتر سے کاٹھیاوار روانہ ہوا ۔ چونکہ ابتک کوئی سردار
لشکر موجود نتھا مظفر کو خط وکتابت سے آگاہ کر رکھا تھا جاتے ہی ایسی باتین کین کہ مظفر مدعی سلطنت انکے ساتھ ہولیا ۔ لونیا کاٹھی مظفر کا رفیق اور
کاٹہیون کا سردار بطمع غارت گری ڈیڑھ ہزار کاٹہیون کی جمعیت سے شریک ہوا کاٹھیاوار سے نکلکر دہولقہ مین قیام کیا ۔ ابتک کوئی بات پکی نہ ہوئی
تھی کہ پہلے پہل کیا جاے بعض کہتے تہے کہ سب سے پہلے شہاب الدین احمد خانکی خبر لیجائے مظفر چاہتا تہا کہ لگے ہاتھ کھمبایت کے سوداگرون

بہت کچھ پتہ لگنے لگا احمد آباد میں اعتماد خان کو خبر ہوئی سنکر بہت پریشان ہوا۔ آدھی نہاز و دیا نہ خود سوچا اور نہ کسی سے مشورہ لیا بلکہ بعض
خیر خواہوں کے کہنے سننے پر بھی خیال نکر کے بھاگا ہوا کڑی چلا گیا۔ وہ سمجھا تھا کہ شہاب الدین کو جسطرح ممکن ہوگا سمجھا کر ساتھ لے آئیگا مگر اوسکی
نہ دو بازی نے پھر دوسری غلطی کی یعنی یہہ نہ سمجھا کہ بارہ کوس کے فاصلہ پر غنیم آگیا ہے اور میں اٹھارہ کوس سے مدد لینے جاتا ہوں جبتک واپس آؤں
دشمن کامیاب ہو رہیگا۔ جاتے وقت شہر کا اسیقدر انتظام کیا کہ اپنے لڑکے شیر خان کو تاکید کردی کہ میرے آنے تک شہر کے دروازے بند رہیں۔ میر معصوم
بھکری و شیخ ابو اسحاق آتا اور زین الدین کمبو کو دروازوں کی نگہداشتی سپرد کی علاوہ انکے مجاہد خان گجراتی کو رائکہڑ کا دروازہ سونپا اور آپ خواجہ نظام الدین
بخشی کو ہمراہ لیکر دوڑا ہوا کڑی گیا۔ اسکا جانا تہا کہ بعض احمد آباد کے مفسدوں نے اعتماد خان کے بھاگ جانے کی خبر دولقہ پہونچادی۔ باغی خود
متحیر تھے کہ اب کیا کیا جائے اس عرصہ میں تقدیر نے وہ خوشخبری سنادی کہ پچھلی ساری تدبیریں بیکار ہوگئیں فوراً تیاری کرکے روانہ ہوتے
احمد آباد آتے آتے راہ میں جمعیت بھی زیادہ ہوگئی تھی پہلا حملہ رائکہڑ دروازہ پر ہوا مجاہد خان کی کیا بساط تھی کہ باغیوں کو روک سکے بہتیری ول
اور پھر آندھی مینہ کیطرح الڈے ہوئے چلے آتے خوب لڑا اور چلی اکثر مارے بھی گئے تاہم نصرت نے باغیوں کا ساتھ دیا پہلوان علی سیستانی کوتوال
شہر مارا گیا شیر خان و میر معصوم بھکری و زین الدین کمبو بہزار خرابی جانیں بچاکر شہر سے نکل گئے۔ لشکر باغی کی بن پڑی بھرا بھرا یا شہر مفت ملگیا
خوب جی بھر کر لوٹا اور سلطان مظفر منصور و فتحمند بن داخل ہوکر نیرنگون کے مکانوں میں مسند حکومت پر متمکن ہوا اسے خوشی کے پہولا یا نہ سمایا چنانچہ
اسدن کی آرزوئیں ساری ساری راتیں بسر ہوئی تہیں ۔ اعتماد خان نے کڑی جاکر شہاب الدین محمد خان کو ہر طرح سے معاہدہ قسمیہ کرکے اطمینان
دلادیا مگر وہ فکر میں تہا کہ بعض میرے ساتھ والوں پر اعتماد کلی نہیں سب کو بلوا کر قرآن مجید کی قسم کھلوائی شمک نامی جو افسر تہا سب سے پہلے اوسنے قسم کہائی
اور وقت مخالفت عہد شکنی میں سب سے آگے جا نکلا ثابت ہوا الغرض شہاب الدین محمد خان اعتماد خان کے ساتھ احمد آباد آنے لگا آٹھ کوس کے فاصلہ پر
شیر خان اعتماد خان کا فرزند رشید و میر معصوم بھکری و زین الدین کمبو وغیرہ سے ملاقات ہوئی کیفیت سنکر اعتماد خان ششدر رہگیا اور شہاب الدین تدبیر
سوچنے لگا سب سے مشورہ طلب کیا انجام کار کثرت رائے سے یہہ قرار ہوا کہ چڑہے گہوڑے احمد آباد تک جا پہونچیں ہمکو دیکھکر مخالفون نے صف آرائی کی
نوبت پہ تقدیر لڑ بھڑ کر دیکھ لیا جائیگا اور بہ تقدیر مخالف باہر نہ آئے تو محاصرہ کہیں نہیں گیا اس عرصہ میں سرداران کومکی بھی آپہونچینگے پھر تو خاطر خواہ حسب مراد
فتح ہو رہیگی۔ یہاں تیسری غلطی واقع ہوئی انتظام تو اچہا کیا گیا تہا مگر تقدیر بھی بگڑی ہوئی مطلب اصلی فوت ہوگیا شہاب الدین محمد خان بال بچون کو
کسی محفوظ جگہ رکھکر جاتا تو ساری باتیں درست ہوجاتیں مگر ہوا کیا کہ جس حیثیت سے آرہا تہا بال بچوں سمیت وسی عثمان پور میں ٹہیرا۔ لشکری کام میں
مصروف ہوئے کوئی خیمہ برپا کر رہا تھا کوئی بار برداری سے اسباب و تار اوتار کر ٹھکانے لگاتا تہا مخالفون سے غافل ہوکر اطمینان سے سب کام کر رہے تھے
ہنوز کچھ دن چڑہا ہوگا کہ باغیوں کو خبر ہوئی لشکر کو آراستہ کرکے باہر آئے اور دریائے سابرمتی کے اوسطرف صف باندہ کر کھڑے ہو گئے ۔
مخالفون کی دو ہزار سے زیادہ جمعیت تھی بیچ میں خود سلطان مظفر کھڑا ہوا صف بندی کر رہا تہا داہنے بائیں لونیا کاٹھی کا لشکر تہا محمد یوسف بدخشی
و خلیل بیگ و نیم حسین وغیرہ سب آگے بڑہے ہوئے فوج کا انتظام کر رہے تھے۔ یہہ دیکھکر شہاب الدین احمد خان سات سو آٹھ سو کی جمعیت ہمراہ لیکر
سوار ہوا اور ایک ٹیلہ پر کھڑا ہو کر لشکر کو باقاعدہ ترتیب دینے لگا۔ اعتماد خان مخالفون کو دیکھکر گہبرایا اور سمجھا کہ بدون جان دئے مفر نہوگا۔ کچھ سوچ سمجھ

[illegible]

شہاب الدین سے کہا کہ آپ تو یہان سطرح کا انتظام کر رہے ہین عثمان پور والا گہاٹ خالی ہے ایسا ہو کہ دشمن ادہر سے گہس کر حملہ کرین۔
آپ فرماتین تو چند آدمیون سے انتظام کر دیا جائے یہہ کہکر میر ابو تراب کو ساتھ لیا اور سواران گجراتی کا رسالہ لیکر ایک گوشہ مین پوشیدہ ہو گیا
مدعا یہہ کہ وقت موقعہ یہین سے فرار ہو جاوے شہاب الدین احمد خان نے لشکر سے دو سو سوار منتخب کر لیئے اور باقی فوج جسکا سردار سمک حرام نمک اور
پابندہ سنگ کش تھا حکم کیا کہ دریا سے اوتر کر دشمنونکا مقابلہ کیا جاوے فوج کے سردار سمک وغیرہ نے مخالفون سے موافقت پیدا کر لی تھی لڑائی مین تامل
کر رہے تھے بلکہ صریحاً لشکر کو منع کرتے تھے مگر سپاہی ایسے لڑے کہ مخالفون کے چھکے چھڑا دیئے دو مرتبہ حملہ کر کے باغیون کو پیچھے ہٹا دیا مغل بیگ
اور وفادار بیگ دونون زخمی بھی ہوئے مگر آقا کی رفاقت سے منہ نہ موڑا باوجود معاہدہ قسمیہ سمک ولد الحرام آدمیون کو میر عابد وغیرہ کے پاس بھیجکر
ترغیب دے رہا تھا شہاب الدین کے ملازمون سے بدر بیگ ترکمان نے دریا کنارے ایسی تلوار ماری کہ لاشونکے پشتے بنا دیے انجام کار لڑائی مین
جام شہادت نوش کر کے حق نمک خداوندی سے ادا ہو گیا یہہ بھی ایک ملازم تہا اور سمک حرام نمک پابندہ سنگ کش بھی خانصاحب کے ملازم خاص
شمار کیے جاتے تھے۔ انھون نے تو آقا کے واسطے جان تک دریغ نکی اور یہہ نمک حرام مالک کے خون کے پیاسے ہوئے۔ اگر تن تنہا منہ کالا کر کے مخالفون سے
ملگئے ہوتے تو خانصاحب کو اسقدر مشکل پیش نہ آتی مکر کیا یہ کہ طالع کے پانسو چھہ سو سپاہیون کو بہکا بہکا کر اپنے ساتھ لیگئے۔ انکا دوسرا جانا تہا کہ باغیونکی
قوت اور جرأت زیادہ ہوگئی قدم بڑھا بڑھا کر دریا اوتر آئے اور خانصاحب کیطرف جھکے شہاب الدین محمد خان کے پاس دو سو آدمیون سے زیادہ
نتھی وہ بھی رفقا اور عزیز و اقارب بلا کر رکھے تھے۔ خانصاحب نے مخالفونکی آنیوالی فوج کو روکنے کا حکم فرمایا باران تیر ہر سمت سے آتی تھی کسی تیر نے خانصاحب
کا گھوڑا زخمی کیا مخالفونکی کثرت موافقونکی قلت مین یہہ اسی بہادر کا کام تھا کہ قدم جوانمردی جگہ سے نہ ہٹا اس عرصہ مین چو طرف سے مخالفون نے
گھیر لیا آپکے عزیز اور رفقا سینہ سپر ہو گئے اور دشمنون پر حملہ کرتے ہوئے تلوارون سے راستہ صاف کر کے خانصاحب کو نرغہ سے نکالا خدا جانے کہان کا
دشمن عبد الرحمن مجبولی نام جو آپہی کا ملازم ہو کے مخالفونکا شریک تھا۔ نامرد نے پیچھے سے تلوار ماری۔ زخم کاری نہ پڑا ورنہ کام تمام تھا جب
کوئی روکنے والا نہ رہا باغیونکا لشکر خانصاحب کے پڑاو پر ٹوٹ پڑا اور دمڑی دمڑی کر کے لوٹا تنکے تک نہ چھوڑا [illegible] مین کاٹھی اور
شہر کی ارذل قوم کے اوباش بہت جمع تھے مال و اسباب تو لوٹا مگر غضب یہہ کیا کہ خانصاحب کے بیوی بچون کو گرفتار کر کے ایذا رسانی مین کسر نہ رکھی
جب سارا شہر لوٹ لیا مظفر شاد شاد مونچھون کو تاؤ دیتا ہوا شادیانہ فتح بجاتا ہوا شہر مین داخل ہوا۔ وہ یہہ سمجہا ہوا تھا کہ سلطنت گجرات
پھر میرے ہاتھ لگی ادھر شہاب الدین محمد خان کے نمک حرام ملازم سمک وغیرہ مظفر کی خدمت مین حاضر ہوئے ملازمت سرکاری سے سرفراز کیے
گئے۔ حضرت مظفر کس غرور و تکبر سے صدر حکومت پر متمکن ہوئے خیر خواہون کو جاگیرین اور انعام و خطاب دینے لگے دوسرے روز جمعہ تھا بڑی دہوم سے
جامع مسجد مین تشریف لیگئے خطبہ اپنے نام پڑہوایا لیکن ملائی نماز سے فرصت کر کے قاصد تیز رو جونا گڈھ بھیجا گیا کہ ہمارے خیر خواہ قدیم شیرخان
فولادی کو ہمراہ لے آوے۔ فولادی دو سو تین سو سوار مفلوک کی جمعیت سے بھاگتا ہوا حاضر ہوا۔

مظفر کو سلطنت حاصل ہونے مین کسی قسم کا دغدغہ باقی نتھا اور کچھہ تہا بھی تو قطب الدین محمد خان کی طرف کا جو ان دنون سلطان پور نذربار
کی حکومت کر رہا تہا اور جانتا تہا کہ یہہ بہادر ضرور اپنے بہائی شہاب الدین کا بدلہ لیگا اسی خیال سے سرغنہ باغیان میر عابد کو حراست احمد آباد
سپرد کی شیرخان فولادی کو پٹن روانہ کیا کہ شہاب الدین محمد خان کا استیصال کرے اور آپ معہ لشکر قدیم قوت تازہ ہمت بدربار روانہ ہوا
مظفر نے اعلان کر دیا تہا کہ جسکو ملازمت کی خواہش ہو ہماری سرکار مین حاضر ہو جائے ایک ہفتہ مین اطراف و جوانب سے مفلوک الحال گجراتی
سپاہ قریب چودہ پندرہ ہزار فراہم ہو گئی تھی۔

اس عرصہ مین منصبداران حضور خواجہ ابوالقاسم و محمد حسین وغیرہ جو اعتماد خان کے ساتھہ بھیجے گئے تھے دو ہزار سوارونکے ساتھہ پٹن مین داخل ہوئے شہاب الدین محمد خان کے ساتھہ باغیونکی لڑائی اور اعتماد خانکی بیوفائی سنکر افسوس کرنے لگے۔ احمد آباد سے ہر روز کے واقعات پہونچا کرتے تھے بنظر حفظ ماتقدم قلعہ بند ہونیکی صلاح ٹھہری اور عرضداشت مین ساری کیفیت قلمبند کرکے حضور مین روانہ کی۔

قطب الدین محمد خان کو خبر شورش گجرات و ہنگامہ آرائی مظفر دریافت ہوئی سمجھہ گیا کہ خدانخواستہ بھائی صاحب پر کوئی مصیبت آپڑی تو نہ معلوم کیا کیفیت ہوئی ہوگی۔ فورًا تیاری کرکے بڑودہ آیا اسوقت گجرات بھر مین بغاوت کی ہر طرف آگ لگی ہوئی تھی جسکے دلمین کچھہ بھی اثر باقی تھا وہ اس موقع کو مغتنم سمجھکر ہتھیار اس نکالنے کھڑا ہوگیا۔ چنانچہ کلیان رائے کھنبایتی کا ملازم سید دولت نامی بہوس سلطنت کھنبایت کا قابض ہوگیا کھنبایت کی غارتگری مین لاکھون روپیہ کا مال اسباب علاوہ زر نقد ہاتھہ لگا۔ چار ہزار سوار نوکر رکھکر مظفر شاہ کو عرضی بھیجی مظفر تو ایسی ہی باتین ڈھونڈھ رہا تھا بہت خوش ہوا سید دولت کیواسطے ایک خلعت بیش بہا اور گھوڑا مرحمت فرماکر جواب لکھا کہ فی الحال اپنی جگہ باطمینان بیٹھے رہو وقت ضرورت بلوالئے جاؤگے۔ شیر خان فولادی کا غلام اولیا نام نے قصبہ جھوٹانے مین بغاوت قایم کی بیگ محمد توقبائی جو اسی اطراف مین کسی مقام پر فروکش تھا فورًا حملہ آور ہوا غلام کو تاب باقی نہ رہی مار کھاکے پیچھے ہٹا۔ شیر خان فولادی کو جبرا معلوم ہوا حسین نامی داماد فولادی کو روانہ کیا۔ خبر سنکر اولیاے دولت اکبری نے محمد حسین شیخ و خواجہ نظام الدین بخشی کو بیگ محمد کی کومک کیلیئے متعین کیا۔ بہادرونکی تلوار نے باغیونکے منہہ پھیر دئے بھاگ کر پیچھے ہٹے بیگ محمد نے دوڑکر راہ مین جالیا مجبوری میدان پکڑکر کھڑے ہوگئے فریقین مین وہ تلوار چلی کہ کشتون کے پشتے لگ گئے آخر فولادی ردگردان ہوکر پریشان ہوئے۔ دو مرتبہ کی پے در پے شکستون نے خود شیر خان فولادی کو بھڑکا دیا بھروسہ دار سپاہیونکی فوج آراستہ کرکے میدان مین کھڑا ہوگیا ادھر سے اولیاے دولت علاوہ اعتماد خان و شہاب الدین محمد سارے شریک ہوگئے چونکہ گرگ باران دیدہ کا مقابلہ تھا لڑائی ہونے لگی بہادران جنگ جو و دلاوران رستم جو بپھرے ہوئے شیر کی مانند تلوارین پکڑ پکڑکر دشمنون پر حملہ آور ہوئے وہ تلوار چلی کہ اللہ کی پناہ جوانونکی شمشیر زنی کی کہانیان اور موقعہ موقعہ دشمنون پر جھپٹنا دیکھہ دیکھہ کر ہر طرف سے صدائے تحسین و آفرین بلند ہوتی تھی بعض موقعہ پر خود شیر خان اگرچہ دشمن تھا مگر تھا تو سپاہی ہنر پسند بیساختہ واہ کہدیتا آخر نتیجہ یہہ ہوا کہ شیر خانکا داماد حسین نامی مارا گیا اوسکے گرتے ہی فوج کے پیر اوکھڑ گئے پھر کیسی لڑائی اور کہانکی تیغ زنی تلوارین پٹک پٹک کر پریشان ہوگئے اولیاے دولت مظفر و منصور پٹن مین داخل ہوئے۔

جب مظفر باراده قطب الدین محمد خان احمد آباد سے روانہ ہوا راہ مین سید دولت چار ہزار سوار کی جمعیت سے حاضر ہوا یہہ خبر کسی ذریعہ سے قطب الدین محمد خان کو ملی۔ محمد فضل و محمد بیگ یہہ دو افسرون کو تین ہزار سوار کی جمعیت سے دریائے مہی کا گذرگاہ خانا پور یا لکانیر روکنے کو روانہ کیا۔ اور تاکید کردی گئی کہ مخالف کا ناکہ دریا عبور نکرے حسب الحکم ہر ایک افسر نے ایک ایک گھاٹ روک کر مقام کیا۔ لیکن ہر گھاٹ روکے ہوئے تھے مگر خفیہ مظفر سے خط و کتابت جاری تھا۔ جب مظفر دریا کے قریب پہونچا جنگ شروع ہوئی لڑتا تک کو تھا جو جان توڑکر مقابلہ کرتا۔ یونہی سی مار پیٹ ہوکر محمد افضل و محمد بیگ دونون روپوش ہوگئے سردارون کے چلے جانے سے فوج بھی پریشان ہوگئی مظفر کا کوئی روکنے والا نہ رہا بے کھٹکے دندناتا ہوا دریا پار اوتر گیا جب بڑودہ پہونچا قطب الدین محمد خان قلعہ بند ہوکر بیٹھہ گیا اوسکے ساتھہ مخصوص و معتبر

باڈی گاڈ کا رسالہ تہا۔ مظفر نے برودہ کا محاصرہ کیا۔ محاصرہ بین مظفر کے پاس راجپوت و کولی وغیرہ کے سوار و پیادہ ملکر بیس ہزار آدمی کی جمعیت تھی باوجود کثرت مخالف قلت ہوافق قطب الدین محمد خان نے بائیس روز تک بڑودہ سنبھال رکہا چونکہ قلعہ کے دیوار بند والے مورچونکی بالذات حفاظت کرتا تہا۔ خانصاحب کو بعض ملازمونکا اعتماد تہا طاقت بشری سے کہین زیادہ نگہبانی کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نکرتا تہا اسکی جفاکشی دیکھ دیکھ کر مورچے والے خود حیران تھے آخر خانصاحب کے ملازمون سے تیئیسوین روز محمد میرک و چرکس خان رومی نے مظفر کو پیغام بھیجا کہ بڑودہ یون فتح ہونیوالا ہرگز نہین تاوقتیکہ ہم اپنی جگہ قایم ہین اور مورچے والے بدستور حفاظت و نگہبانی کرتے رہین گے اور ہیسے دیدہ و دانستہ بیرخی ممکن نہین تاوقتیکہ آپ ایسا کیجئے کہ خانصاحب کو صلح کا پیغام بھیجکر زین الدین کنبو جو شہباز خان کنبو کا قرابتی اور بحکم حضور اعتماد خان کے ساتھ بھیجا گیا تھا بعد شکست شہاب الدین محمد خان کے یہان آگیا ہے اوسی کے دم سے مورچونکی اسقدر حفاظت ہو رہی ہے ایک یہہ اور دوسرا سید جلال بھکری تیسرا خواجہ یحیی وکیل نورنگ خان اور دو ہم یہ پانچون کو خانصاحب کیطرف سے میانجی مقرر کرو اکر اپنے پاس بلوالو خانصاحب خود تنگ ہو رہے ہین فوراً بھجوا دینگے جب آ لین دو ہم اور ایک خواجہ یحیی کو مقید کرو اور سید جلال و زین الدین بھکری کا ایک لحہ زندہ رکہنا مصلحت نہوگا بعد اسکے قلعہ پر حملہ کر دیا جائے کوئی روکنے والا نہوگا خانصاحب اکیلے ٹوٹ کر بیٹھ جائین گے بہت ہوگا تو بھاگ کر چھپ رہینگے مظفر نے بموجب اشارہ اہل نفاق پیغام بھیجا قطب الدین محمد خان نے پانچون آدمیون کو صلح کا معاہدہ کرانیکے لئے بھجوا دیا۔ آنے پر ان تینون آدمی مقید ہو گئے شام ہو چکی پھر دوسرے روز صبح ہونے پر زین الدین کنبو ہاتھی کے پیر باندہا گیا۔ سید جلال کی ہنوز زندگی باقی تھی سید احمد بخاری شفیع ہو گئے چھڑوا کر اپنے گھر بھجوا دیا مظفر نے فوج کو حکم کیا کہ احمد آباد والی توپین قلعہ کے مقابل قایم کر کے چار طرف سے حملہ کرو۔

قطب الدین محمد خان نے ان لوگونکی کیفیت دیکھکر بہت پریشان ہوا تیمار نکیا تھا بھاگ جانا کچھ بڑی بات نتھی مگر ہمت جوانمردی نے پسند نکیا باہم مجبوری قلعہ ارک مین متحصن ہو گیا۔ دوسرے روز مظفر نے قران مجید کی قسم کہا کر معاہدہ کیا کہ خانصاحب میرے پاس چلے آوین جان و مال سے محفوظ رہینگے۔ خانصاحب سیدہے مسلمان تھے بیوقوف اور جاہل مطلق کے معاہدہ کا اعتماد کرکے مظفر کے پاس حاضر ہوئے۔ سامنا ہوتے ہی حاسدون اور چغلخورون کے کہنے سے مظفر نے خانصاحب کو معہ ہمشیرزادہ جلال الدین محمد خان گرفتار کر لیا بحیثیت گرفتاری خانصاحب کا ایک لحہ زندہ رہنا مناسب حال نتھا بیگناہ شہید کر دئے گئے۔

مظفر نے دو روز بڑودہ مین مقام رکہا تیسرے روز کوچ کر کے نواحی بھروچ مین پہونچا۔ والدہ اورنگ خان چند غلامون کے ساتھ بھروچ مین موجود تھی دو روز تک محاصرہ رہا تیسرے روز غلامان نمک حرام مظفر کے پاس حاضر ہوئے اور قلعہ کی کنجیان نذر کین سارا مال و خزانہ قطب الدین محمد خانکا مظفر کو ملا پندرہ روز تک بھروچ مین مقام رکھکر جشن کرتا رہا۔ اس عرصہ مین یہہ خبر ملی کہ مرزا خان خلف بیرام خان شاہی حکم سے احمد آباد آرہا ہے۔ مظفر بھی تیاری کر کے روانہ ہوا۔

صوبہ داری مرزا خان خلف بیرام خان مظفر کی شکست اور اکبر بادشاہ کی فتح وغیرہ کیفیت

جس زمانہ مین بادشاہ دورہ کرتے ہوئے ممالک شرقیہ مین پہونچے۔ گجرات مین بار دگر شورش بے ہنگام برپا ہونیکی خبرین متواتر حضور مین

[illegible]

گوش گذار ہوئین۔ اکثر امرائے حضوری کو لیاقت صوبہ داری گجرات حاصل تھی مگر بیرام قلی شہادت کے بعد مرزا خان حضور کی نوازشات سے پرورش
پا کر سپہ گری کی لیاقت حاصل کر چکا تھا۔ اور اکبر کی پالیسی ایسی تھی کہ اہل حق محروم ہو کر نا مستحقوں کو استحقاق دیئے جائیں کئی دنوں سے اسی ٹوہ میں
لگا ہوا تھا گجرات سے خبریں آنے برابر ۹۹۱ھ ہجری کے آخری ایام میں صوبہ داری گجرات کا خلعت مرحمت فرمایا حسب تفصیل ذیل امرائے حضوری
تعینات ہوئے۔ سید قاسم بارہہ۔ سید ہاشم بارہہ۔ شیر دہ خان۔ میدنی رائے۔ درویش خان۔ محمد رفیع۔ شیخ کبیر مخاطب شجاعت خان۔ نصیب ترکمان۔
وغیرہ کے علاوہ اور منصب داران تہور شعار بہادران جان نثار ونکا گروہ شریک کر دیا گیا۔ قلیچ خان تورنگخان کو ارشاد ہوا کہ مالوہ کے تمام امرائے
عمدہ کو معہ جمعیت موجودہ بخط مستقیم احمد آباد پہونچا دیئے جائیں۔ یہ تو مالوہ روانہ ہوا۔ اور مرزا خان نے گجرات کیجانب کوچ فرمایا۔ مظفر قطب الدین محمد
خان کو دغا سے قتل کر کے سارا مال ومتاع ہڑپ کئے ہوئے بھڑوچ میں مزے اوڑا رہے تھے۔ مرزا خان کے آنیکی خبر سنکر بھاگتے ہوئے
احمد آباد آئے احمد آباد کے بیوپاری اور کھمبایت کے سوداگروں کا مال و خزانہ لوٹ لوٹ کر ذخیرہ کر لیا تھا اور بعد قطب الدین محمد خان و شہاب الدین
محمد خان کا مال و اسباب و خزانہ سب کچھ اسکے پاس تھا بیخوف و ہراس احمد آباد میں سیر کرنے لگا۔ شہاب الدین محمد خان وغیرہ نے پٹن میں
مرزا خان کے آنیکی خبر سنی خواجہ طاہر پسر خواجہ عماد الدین کو چند منزل استقبال کے لئے روانہ کیا۔ میرٹھ میں ملاقات ہوئی آدمی تھا ہوشیار
گجرات کی ساری کیفیت مرزا خان کے تخلیہ میں بیان کی چونکہ بمقتضائے وقت مصلحت ملکی بعض باتوں کا افشا کرنا منظور نہ تھا۔ نظر بران مرزا خان نے
واقعہ قطب الدین محمد خان کسی پر منکشف نہ کیا اور تمام افسران فوج کو جمع کر کے مجلس شوری منعقد کی بحث ہو ہوا کر کثرت رائے سے یہ قرار پایا کہ ایکدم
مخالفوں پر حملہ کر دیا جاوے۔ اسی ارادہ سے فوجکی صفوف بندی ترتیب دیکر آگے بڑہے۔ انکے پہونچنے سے پہلے تو محرم ۹۹۲ھ کے روز مظفر شاہ نے
لشکر بار کثرت سے لئے ہوئے دریائے سابر کے پار قریب عثمان پور محمد نگر میں قیام کیا۔ لشکر کی باقاعدہ صف بندی کر کے توپخانہ جنگی
سب سے آگے رکھا گیا۔ ادہر مرزا خان نے دشمنوں کو مغالطہ دینے کی غرض سے فرمان شاہی کا اعلان دیا کہ حضور کا حکم یہہ ہے کہ ہم بدولت
و اقبال عنقریب پہونچنے میں خبردار دشمنوں سے جنگ کرنے میں عجلت نکیجائے۔ اس اعلان سے یہہ مطلب تھا کہ بادشاہی لشکر کی تقویت اور
مخالفوں میں ہیبت طاری ہو اور واقعی یہی بات پیدا ہو گئی۔ اور نیز مرزا خان کو لشکر مالوہ کا انتظار تھا اسی سبب سے جنگ میں توقف کر کے آپ
بذات خود سرکیج چلا گیا۔ دو روز توقف کر کے واپس آیا اور افواج قاہرہ سلطانی کی صفوف بندی ہونے لگی۔ دریائے سابر کے اوسطرف
ایک بازو محمد نگر قصبہ تھا اور دوسری جانب بڑے بڑے درختوں کے ڈالے کاٹ کاٹ کر مورچے قایم کئے تھے۔ اوسی شب مخالفوں نے
شب خون کا ارادہ کیا مگر نہ معلوم کونسی ہیبت افواج قاہرہ نے آگے بڑھنے نہ دیا پلٹ کر ناکام چلے گئے فریقین کے لشکر میں بادشاہ کی
تشریف آوری اور مالوہ کے لشکر کی خبریں گرما گرم چل رہی تھیں ہنوز لڑائی جاری نہ کی گئی تھی مظفر فرصت کو غنیمت سمجھکر محمد نگر سے اوٹھکر قریب فرار
شاہ بھیکن قدس سرہ فروکش ہوا اور فوراً لڑائی شروع کر دی۔ ادہر سے بہادران صف شکن فوج کو مرتب کر کے لڑنیوالوں کے دل بڑھائے
ہوئے باقاعدہ آگے بڑہے راہ میں دریا کا ایک درہ حایل ہوا انتظام فوج درہم و برہم ہو کر صفوف بندی نرہی۔ ہراول پیچھے رہ گئے قلب و جناح
والی صفیں آگے بڑہیں پھر تو یہہ نوبت ہوئی کہ جنگ مغلوبہ کا سامنا ہو گیا۔ بہادران صف شکن تلواریں کھینچ کھینچ کر دشمنوں پر جا پڑے باوجود
کثرت مخالف جوانان تیغ زن نے جسطرف حملہ کیا میدان صاف تھا شیروں کے سامنے بھیڑ بکری کیا بساط تھی تلوار کے مونہہ چڑہ چڑہ کے
سر نذر کرتے تھے۔ ایکطرف مرزا خان تین سو سوار اور سو ہاتھی کی جمعیت سے نیرنگی اقبال بادشاہی ملاحظہ کر رہا تھا دوسری طرف مظفر
پانچ چھہ ہزار سواروں کے بیچوں بیچ نہایت غرور سے کھڑا ہوا لڑوا رہا تھا فوج مخالف میں بھیڑ بکری کثرت تھی قریب تھا کہ شیروں پر

غلبہ حاصل کریں۔ بعض ہواخواہوں نے مرزا خان کو غرہ سے لیکن انکا منصوبہ کرکے بانٹنے کو تھے کہ جنرل صاحب اونکی حرکات کو سمجھ گئے فوراً
ساتھ والے بہادروں کو حکم دیا کہ اب وہ وقت اور موقع آگیا جسکے انتظار میں کھڑے ہوئے تماشا دیکھ رہے تھے ہاں جوانو
دوڑو تلوار خالی نہ جانے پائے پھر ہاتھی پھر کس کام آئیں گے لگے ہاتھ دشمنوں پر چھوڑ دیے جائیں نہ معلوم خان کے الفاظ کیا جادو بھرے تھے
آدمی تو آدمی مگر جانوروں تک کو ایک جوش پیدا ہو گیا۔ ازسرنو سے ملکر وہ سخت حملہ کیا کہ جسکے صدمے سے مخالفوں کے قدم اکھڑ گئے۔
روباہوں کو بھاگنے کا رستہ نہ ملتا تھا گھبرا کر سر نذر کرتے تھے۔ ہاتھیوں کی ایسی بن پڑی تھی کہ دشمنوں کی صفیں روند ڈالیں ملک الموت کا
اسقدر بازار گرم تھا کہ دم لینے کی فرصت نہ تھی ایکطرف تلوار کے بچاس تڑپتے ہوؤں کو ٹھنڈے بھی نہ ہوئے تھے کہ دوسری سمت ہاتھیوں نے
سیکڑوں کو روند روند کر تڑپنے بھی نہ دیے مظفر کی ساری جمعیت تتر بتر ہو گئی جو بچ رہے وہ ایسے بھاگے کہ پھر کبھی ادھر کا سر ہانا نہ کئے ہونگے
مظفر چند آدمیوں کو ہمراہ لئے ہوئے بھاگتا ہوا جنگ گاہ سے سلامت نکل گیا تیرہ محرم کو صبح سے شام تک لڑائی جاری رہی قریب شام مخالفوں سے
میدان صاف ہو گیا۔ مرزا خان مظفر و منصور جنگ گاہ سے پلٹ کر قیام گاہ میں تشریف لایا۔ اوسی روز قلیچ خان و نورنگخان مع امرائے
مالوہ بڑودہ میں داخل ہوئے۔ معلوم ہوا کہ احمد آباد فتح ہو گیا اور مدعی تن تنہا کسی سمت چلا گیا دو روز بڑودہ میں ٹھہرے رہے۔ باہم
مشورہ ہوا اگریں پڑے تو کوئی کام ایسا کیا جاوے جو باعث خوشنودی ظل اللہ ہو۔ اوسی روز تیاری کرکے نورنگخان و مرزا زاہد بھروچ
روانہ ہوئے چونکہ قطب الدین کا سارا مال و متاع بھروچ میں دشمنوں کے پاس رہ گیا تھا مظفر کے جانیکے بعد بھروچ کا قلعہ حاجی سمک
چرکس رومی وغیرہ کو سپرد تھا شاہی امرا کی خبر سنکر انہوں نے قلعہ کے دروازے بند کئے اور لڑنے کو تیار ہو گئے مظفر بھاگ کر کھنبایت آیا
بہت سوداگروں اور مالداروں سے جبراً روپیہ لیکر قریب دس بارہ ہزار اوباشوں کو فراہم کرکے نوکر رکھا رعایائے کھنبایت مظفر کو صاحبزادہ
موروثی سمجھکر فرمانبرداری اور خدمت کر رہے تھے گویا ازسرنو ہجوم عام ہو گیا۔ مرزا خان ابھی ہنوز جنگ سے مطمئن نہ ہوا تھا کہ شورش کھنبایت کا
شور و غل ہوا۔ سید قاسم کو بحالت زخمداری حفاظت احمد آباد سپرد کرکے مرزا خان بالذات جانب کھنبایت روانہ ہوا۔ اودھر سرداران
مالوہ بڑودہ اور بھروچ پر محاصرہ کئے ہوئے تھے بنظر مصلحت وقت محاصرہ اوٹھا کر اپنے پاس بلوا لئے۔ دوسرے سفر کو مرزا نے احمد آباد سے
آگے بڑھا موضع باریجہ میں امرائے مالوہ سے ملاقات ہوئی سب کو سمیٹ کر کھنبایت لیگیا۔ مظفر نے خبر سنکر سید دولت کو دھولقہ بھیجا تھا کہ سپہران
اختیار الملک اور مصطفی سرائی کو معمور آباد روانہ کرے۔ مرزا خان نے نولک خان کو سید دولت کے روکنے کیلئے دھولقہ روانہ کیا امرائے
مالوہ کے بڑودہ سے چلے جانیکی خبر سنکر مظفر کھنبایت سے بڑودہ پہونچا۔ مرزا خان بھی اوسی کے پیچھے پیچھے گیا فریقین کا بڑودہ میں مقابلہ ہوا بار بار
کی حرکات سے سرداران فوج شاہی ایسے بگڑی ہوئی تھی کہ جاتے ہی دشمن کو سنبھلنے کی مہلت نہ دی مظفر بامر مجبوری میدان میں آیا لڑائی ہونے لگی
آخر مظفر کا وہی نتیجہ ہوا جو احمد آباد میں نصیب ہوا تھا ساتھ والا شکست کھا بھاگ کر نہ جانے کدھر چلا گیا مظفر بحال پریشان نربدا عبور کرکے
کوہ جہانیہ میں پناہ گزین ہوا اس عرصہ میں نولک خان مہم سر کرکے مرزا خان کی خدمت میں حاضر ہوا مرزا خان بڑودہ سے نادوت چلا گیا
غایت یہ تھی کہ بہر صورت دشمن کا استیصال کر دیا جائے تو بخشنت ہو کر انتظام ملکداری میں مصروف ہو۔ لشکر آراستہ کرکے کوہ جہانیہ
کی جانب متوجہ ہوا۔ مظفر اگرچہ شکست خوردہ تھا تاہم اوباشوں کی کثرت سے کسیقدر فوجی طاقت زیادہ ہو گئی تھی۔ فریقین کا مقابلہ ہوا۔
ایسی تلوار چلی کہ کشتوں کے پشتے لگ گئے مظفر بھاگ کر خدا جانے کدھر گیا اس لڑائی میں مظفر کا لشکر دو ہزار سے کچھ زیادہ قتل ہوا اور
پانسو باغی زندہ گرفتار ہوئے تھے وہ بھی زیر تیغ بٹھلائے گئے۔ مرزا خان نے فتح نامہ حضور میں روانہ کیا صلہ میں پنجہزاری کی تنخواہ مقرر ہوئی

اور خان خانان کا خطاب ملا سوا اوگے امرائے تعیناتی بھی علی قدر مراتب انعامات سے سرفراز ہوئے۔ خانخانان مظفر و منصور داخل احمد آباد ہوکر انتظام صوبہ کرنے لگا۔ رعایا کی تسلی و تشفی خاطر خواہ کردی جنگ گاہ میں باغ بنانیکا حکم ہوا احمد آباد کے تین کوس کے فاصلے قریب موضع سرکہیج بٹوہ ربہت بڑی تیاری کا باغ تیار ہوگیا یادداشت کیلیے فتح باغ نام رکہا گیا فی زمانہ باغ ویران ہوگیا ہے۔ بعض بعض عمارات کے کھنڈر دکھائی دیتے ہیں۔ باغ والی زمین میں کشتکاری ہوتی ہے محاصل موضع مذکور میں داخل کیا جاتا ہے۔ انقلاب زمانہ نے نہ باغ کو آباد رکہا نہ عمارت کو رہی زمین اوسکو کسانون کے سپرد کی۔

خانخانان کے احمد آباد جانیکے بعد مظفر بحال پریشان کوہ راج پیپلہ سے اوتر کر پٹن کیطرف روانہ ہوا اور سرغنہ مفسدان میر عابد۔ یوسف میر کرافضل عبد اللہ۔ میر حبیب۔ وغیرہ قریب قصبہ موندہ جمع ہوکر فساد کرنے لگے خدا جانے کیسے شریر النفس آدمی تھے۔ جو بدون شیطنت کئے روٹی ہضم نہ ہوتی تھی۔ مرزا خان نے شادمان بیگ اور منصور آقا کو مظفر کے پیچھے تعینات کیا اور خواجہ نظام الدین احمد و میر ابو المظفر وغیرہ امرا کو جانب موندہ روانہ کیا۔ جب لشکر دہولقہ پہونچا مفسدون کا مجمع پریشان ہوگیا ہر ایک بجان تباہ ایک سمت چلا گیا شیر خان فولادی زمیندار ریکلانہ کے پاس جا موجود ہوا۔ اودہر مظفر کو شاہی لشکر سے مقابلہ کرنیکی طاقت باقی نہ رہی تھی پٹن سے ایڈر ہوتا ہوا کاٹھیاوار جا پہونچا وہان بھی جاتے امن نہ ملی آخرکار موضع کہیری میں کاٹھی لوننا کے پاس چلا گیا۔ مرزا خان کے بلانے سے بڑودہ کے محاصرے والے امرا حاضر ہوگئے تھے مگر بہروچ والے امرا محاصرہ کئے ہوئے اتنا کٹ سے تھے صورت فتح کسی صورت نظر نہ آتی کچھ اللہ ہی کو مفسدون میں تفرقہ ڈالنا منظور تہا۔ نصیر خان حاکم قلعہ بہروچ نے حاجی سمک کو بگمان سازش قتل کردیا۔ مرزا خان نے شہاب الدین محمد خان کو فوج جرار تعینات کرکے روانہ کیا تہا کہ بعد فتح بہروچ تمہیں کو جاگیر اسپر ہوگا خانصاحب کے آنے سے فوج سابق کو تقویت پیدا ہوگئی۔ اہالیان قلعہ بحیثیت محاصرہ مجبور ہو رہی تھی محافظان قلعہ سے ایک سپاہی نے باہر آکر شہاب الدین احمد خان سے یہہ بات کہی کہ اگر آپ مجاہدین کو قریب دروازہ مستعد رکھو تو میرے عزیز و اقارب جو محافظ ہیں دروازہ کہولدینے میں کسر نہ رکھینگے بشرطیکہ مجاہدین حملہ کرنے میں غافل نہ رہیں خانصاحب نے اقبال کرکے عمدہ عمدہ جوانان تیغ زن تعینات کئے۔ دروازہ کہولنا تہا کہ نعرہ اللہ اکبر کی صدائیں بلند ہوئیں یہہ سنکر نصیر خان اور چرکس رومی بہزار خرابی جان بچاکر بہاگے۔ لیکن چرکس قضا نے آگے نہ جانے دیا بدا کی دلدل نے گہوڑیکا پاؤن تہام لیا شاہی فوج باہر موجود تھی فوراً گرفتار کرکے ہاتھون ہاتہ ملک عدم کی سیدہی سڑک پر چڑہا دیا۔ ۹۹۲ھ کے آخر ایام میں مظفر چہپا ہوا جونا گڈہ پہونچا۔ سرداران تعینات پلٹ کر احمد آباد آئے بعض جاگیرونمین جارہے۔ چونکہ یہہ سارا برس ہنگامہ آرائیمین بسر ہوا ہر جگہ اونکی لوٹ و غارتگری نے رعایا کو پریشان کر رکھا تہا ملک کا پیداوار محاصل بہت کم پیدا ہوا۔ جاگیر دارونکی آمدنی نے خود جاگیردار اور اونکی ماتحتی سپاہ کو اسقدر نقصان پہونچایا کہ سپاہ پیشہ کے پیٹ بہری نہونے سے بددل ہوکر ادہر اودہر جہانکنے لگے مظفر گوشہ گمنامی میں ایسے موقعہ ڈہونڈ رہا تہا فوراً کہڑا ہوگیا اور بار و گرید معاشون کا خاصہ اچھا گروہ عرصہ قلیل میں پیدا کرلیا۔ بہوکے سپاہی کو اور چاہئے کیا۔ پیٹ بہرنا اور سر آگے دہرنا مثل مشہور ہے مرزا کیا نکرتا مظفر گروہ اوباش لیکر ملک میں فساد کرنے لگا۔ بیچاری رعایا کو پہلے چاپنچہ سے ابہی اطمینان نہوا تہا کہ اوپر سے دہماد ہم گہونسے پڑنے لگے۔ مرزا خان یہہ خبر سنکر متحیر ہوگیا اور سمجہا کہ جبتک مظفر دنیا میں زندہ رہیگا نہ خود چین سے بیٹھے نہ ہمکو آرام سے رہنے دینے والا ہے الغرض قلیج خان کو احمد آباد کی نگہبانی سپرد کی اور سید ہاشم بارہہ کو معہ سادات بارہہ پٹن تفویض کیا اور سارے ملک گجرات میں موقعہ بموقعہ تہانے مقرر کرکے محافظ تعینات کئے جب انتظام ملکی سے فرصت ہوئی لشکر سے چیدہ چیدہ آدمی منتخب کرکے نورنگخان اور خواجہ نظام الدین کو ہمراہ لیا یہہ ایدہر سے مظفر کیجانب روانہ ہوا اودہر سے حضرت سلطان مظفر سورلی میں تشریف

لائے۔ راد ہنپور غارت گری سے سرفراز ہوا آپنے یہہ شیوہ اختیار کیا تہا کہ راہ چلنے کوئی گاؤن یا قصبہ سر راہ ملتا پہلے اوسپر نیہ ہیبر کر یعنی دست شفقت پہیر کر آگے بڑہتے۔ آنے جانے والونکی مجال نہتی کہ جو چیز پاس ہو حضرت کی نذر نہ کرے۔ ہنوز مظفر شاہ کو زمینداروں کے آنیکا انتظار تہا کہ اس عرصہ مین خانخانانکی خبر ملی موربی سے بہاگ کا ٹہپا وارچلا گیا۔ خانخانان نے لشکر سے سواران چالاک و چست منتخب کئے اور چاق چوبند ہوکر مظفر کے پیچھے گہوڑے اوٹہائے۔ انکے جانے سے پہلے مظفر بدرہ مین پوشیدہ ہوگیا۔ بعض بعض زمینداروں نے نہ جانے کس غرض سے مظفر کے ساتہہ معاہدہ کیا تہا جب خانخانان کے آنیکی خبرین پہونچین نہایت پشیمان ہوکر ہر ایک نے معذرت مانگی۔ امیر خان غوری حاکم جونا گڑہ نے یہ ظاہر کیا کہ آیندہ مظفر کی رفاقت اختیار نکیجائے گی اور میرا لڑکا حضور کیخدمت مین حاضر رہیگا۔ خانخانان نے میر ابو تراب کو بہیجکر فولادی کا لڑکا بلوا لیا۔ راجہ جام نے ظاہر کیا کہ مظفر جس جگہ چہپا ہوا ہے مجکو خوب معلوم ہے اگر سرکار سے ایکہزار سوار ایسے کہ گہوڑے سے ہوا سے باتین کرین اور خود سوار چالاکی مین منتخب ہون میرے تعینات کئے جایئن تو آپ دیکہین مظفر کیونکر بہاگ جاتا ہے۔ خانخانان بذات خود تشریف لیگیا لیکن مظفر کو ہستانی درو نہین نہ معلوم کس جگہ سو رہا تہا۔ کہین پتہ نہ لگا۔ خانخانان سمجہ گیا کہ جبتک خاطر خواہ گوشمالی نہ ہوگی کبہی فساد نہ مٹیگا۔ نظر بران لشکر کے چار حصے کرکے تقسیم کیا ایک نورنگخان کو دوسرا خواجہ نظام الدین بخشی کو تیسرا دولتخان لودی۔ چوتہا اپنے ذمہ رکہا اور چارون کو ایک ایک سمت روانہ کیا جہان آبادی نظر آئے لوٹکر غارت کردیجائے۔ اور یہہ بہی سنا گیا کہ مظفر اپنے لڑکے کو جام کے پاس رکہکر آپ احمد آباد گیا ہوا تہا مگر خانخانان نے جام کی گوشمالی واجب سمجہی تہی۔ اکثر نامی راجپوت قتل ہوئے اور مال غنیمت بیشمار ہاتہہ لگا قصبہ نوانگر جو جام کے رہنے کی جگہ تہی خانصاحب کیمپ قرار دیا۔ اس کارروائی سے جام صاحب بہت عاجز ہوئے اور سلطنت چہوڑ کر عرض پیرا ہوئے کہ آیندہ کبہی مخالفونکی شرکت جایز نہوگی جب امیے درگاہ کلیان رائے نے سفارش کی خانخانان نے بمقتضائے وقت منظور فرمائی۔ اور ایک مست ہاتہی مع اشیائے نفیس خانصاحب کیخدمت مین لڑکیکے ساتہہ بہیجا دین لیکر خانصاحب پلٹ گئے۔

بات سچی تہی واقعی مظفر لڑکے کو چہوڑ کر احمد آباد جا رہا تہا راہ مین قریب پرانتی تہانہ بیدالہ اور خود پرانتی والی فوج متفق ہوکر مقابلہ کرنے کہڑی ہوگئی فریقین مین خوب تلوار چلی تہانہ والے سپاہیون نے وہ کام کیا کہ جو اعلیٰ درجہ کے افسر سے ہوتا عین معرکہ مین خواجہ یزدی ایک بہادر دکنی جماعت لیکر بروقت پہونچا اور پہر ایک حملہ مین مظفر کو تاب باقی نہ رہی بہاگ کر چلتا پہرتا نظر آیا۔ اگرچہ اس معرکہ مین غازیان لشکر کو ایسے الٹے خم پہونچے تہے کہ جان بر ہونا دشوار تہا مگر اونکی شمشیر زنی نے اکثر مظفر کے سردارون کو تلوار کے گہاٹ اوتار اجوہین گر کر سو رہے۔ خانخانان کو یہ مژدہ سر سواری سنایا گیا سجدات شکر جناب باری ادا کئے گئے۔

سنہ ۹۹۳ ہجری مین شہاب الدین محمد خان کو مالوہ کی صوبہ داری مرحمت ہوئی ہرٹورچ کو خیرباد کہکے روانہ ہوگیا خانخانان کو کشمکش شورافزا یان گجرات سے اطمینان ہوا شوق آستان بوسی دار الخلافہ کہینچکر لیگیا پہلے سے بادشاہ کی میٹہی نظرین اوکی طرف پڑ رہی تہین اب گجرات کی عمدہ عمدہ کار روائیون نے اور بہی ترقی کردی پہر کیا پوچہنا تہا خانخانانکی ہر طرحسے نازبرداریان ہونے لگین۔ چندروز از سر نو سرفراز فرماکر گجرات کی صوبہ داری سپرد کی دہلی سے رخصت لیکر احمد آباد آیا۔ خان اعظم مرزا عزیز کوکلتاش چندروز تک معزول ہوکر گہر بیٹہہ رہا تہا سنہ ۹۹۴ ہجری مین بادشاہ کی قدیم مہربانیون نے بلواکر خطاب فرزندی عطا فرمایا اور ساتہہ ہی مہم دکن کی سرداری دلواکر مامور کردیا۔ مگر خان اعظم کی بدقسمتیون نے ساتہہ والے امراؤن مین مخالفت پیدا کردی مہم دکن کا سر انجام خاطر خواہ ہو سکا۔ لشکر کو وہین پٹکا اور آپ تن تنہا خانخانان کے پاس احمد آباد آیا یہہ اسلئے کہ خانخانانکی رفاقت سے ضرور کامیابی ہوگی۔ خانخانان استقبال کرکے شہر مین لے آیا اور ایسے جلیل القدر رئیس کی یعنی خان اعظم کی تشریف آوری کا

لشکر یہ اداکیا ادہر خان اعظم کی کومک کی تیاری ہورہی تھی مگر لوگون کے کہنے سننے سے خانخانان رک گیا۔ خان اعظم بھی سمجھ گیا بے نیل مرام رخصت ہوکر مالوہ چلا گیا۔

۹۹۹ ہجری مین شاہزادہ سلطان مراد کی شادی کی تیاریان ہونے لگین خانخانان بھی حسب الطلب حضور نیابت صوبہ داری قلیج خان کو سپرد کرکے دار الخلافتہ کو چلا گیا تھا۔ خانخانان کا اصلی نام مرزا عبد الرحیم تھا اوسکے باپ بیرام خان کی شہید ہونیکے بعد بادشاہ نے حضور مین طلب کیا جب یہ چودہ برس کا تھا اوسی زمانہ سے حضور کے سایۂ عاطفت مین پرورش پاکر سب طرحکی لیاقت حاصل کی پہلے پہل مرزا خان کا خطاب ہوا ۹۹۱ ہجری مین گجرات کی صوبہ داری مرحمت ہوئی چندروز رہکر حسب الطلب زبیر خان کو نائب مقرر کرکے حضور مین داخل ہوا۔ جب مظفر نے خروج کرکے تمام گجرات مین فساد برپا کیا بادشاہ نے باردگر انتظام کیلئے اسکو بہیجا۔ گجرات کی تمام کارروائیان اور مظفر کی لڑائیان اوپر صدر مین مرقوم ہین جب مظفر کا جھگڑا ختم ہوگیا مرزا خان خانخانان کے خطاب سے سرفراز ہوا چونکہ یہ حق اسیکا تھا۔ یہی خطاب بیرام خان کو دیا گیا تھا۔ خانخانان آدمی تھا صاحب کمال ہر علم و فن کے ذی کمال اسکی خدمت مین حاضر رہتے۔ لشکر پروری اور رفوج کشی کا ایک عالم ماہر تھا کہ اگر واضع کیا جاوے تو زیبا ہوگا۔ حاتم طائی کی ہمت اور جوانمردی اسکے سامنے کچھ وقعت نہی گویا اوصاف حمیدہ کا معدن تھا اسکی تمام باتین قابل قدر نہین اکثر عجیب و غریب حکایات زبان زد خلائق نہین جو ہر ایک فردًا فردًا علحدہ لکھی جائین تو ایک کتاب سوانح عمری تیار ہو۔ طبیعت مین موزونیت بھی حاصل تھی اکثر اشعار شائقین کو سحر حلال معلوم ہوتے تھے۔ چند اشعار بنابر ثبوت دعوہ لکھدئے گئے ہین۔

نظم

شمار شوق ندانستہ ام کہ تا چند است | جز این قدر کہ دلم سخت آرزومند است
نہ زلف دانم و نہ دام این قدر دانم | کہ پائے تا سر من ہر چہ ہست دربند است
خیال آفت جان گشت و خواب دشمن چشم | بلائے نیم شب است این نہ مہر پیوند است
ادائے حق محبت عنایتی است ز دوست | وگرنہ خاطر عاشق بہیچ خورسند است
بدوستی کہ بجز دوستی نمیدانم | خدائے داند و آنکو مرا خداوند است
ازان خوشم بسخنہائے آشنا بے قدیم | کہ اندکے بادائے عشق مانند است

اوسی سال حضور سے دو فرمان مرتب ہوکر کل ممالک محروسہ مین بہیجے گئے جنکی نقلین درج کتاب ہوتین۔

نقل فرمان والاشان تاریخ جدید تعین ہوکر دفتر مین تحریر کرنیکا حکم لکھا گیا تھا

ابتدائے جلوس سے اسوقت تک ایک قرن گذرا کہ حدیقہ اقبال و گلشن جاہ و جلال ہنوز آغاز شگفتگی پہ کھتا ہے۔ گلستان سلطنت کے لہلہاتے درخت اور بوستان خلافت کے ہرے بہرے شجرون سے کل ممالک محروسہ کی رعایا و برایا یعنی تمام خلق اللہ مستفید ہورہی ہے کل ممالک محروسہ کے حکام اور کاربردازونکو اطلاع دیجاتی ہے کہ ابتدائے سلطنت سے ہماری ساری کوششین اسیکی مصروف ہین کہ پروردگار عالم نے محض اپنی عنایات بیغایات سے ایک ایسی سلطنت عظمے ہمارے قبضہ قدرت مین سپرد فرمائے اور خلق اللہ کو ودیعت بدیعت یعنی امانت عجائب کا خطاب دیکر ہمارے زیر نگرانی محول کیگئی تو ہمکو لازم ہوا کہ ایسی تدبیرین کیجائین جس سے اس سر سے اوس سرے تک تمام خلق اللہ ہمارے سایۂ عاطفت مین بفراغ خاطر بسر اوقات کرے۔ زمانہ حیات جوکہ معدوم العوض ہے محض خوشنودی اور رضامندی پروردگار عالم مین صرف کیا جائے تو لطف زندگی اور پیدا ہونیکا ماحصل سمجھا گیا ہے سچے مذہب کے پیرو اور باطل مشربون کے اختیار کرنے والے کلہم اجمعین نے گردن عقاید کو زنجیر تقلید سے مستثنی رکھکر اوسکی قباحتین نہایت وجوہات سے بیان کی ہوئی ہین مگر ہم اونکی تردید کیطرف متوجہ نہوکر تحقیق اسباب کی کوشش کررہے ہین مطلب کلی خواہ جزوی کیجانب وسی وقت متوجہ ہونا چاہئے جبکہ کوئی دلیل ہمرین بھی موجود ہو۔ تم اس امر کا یقین رکھو کہ ہماری ساری توجہات کمالیات علم و حکمت کیجانب ہمیشہ سے مصروف رہین

ابتدائے سلطنت سے اسوقت تک محض وسائل الہامات و واردات سے فیض یاب ہو کر فایدہ عام پہونچایا ہے۔ اگلے سلاطین عظام نتایج حسن عقیدت سے بہرہ مند ہوچکے ہین اور امید ہے کہ آیندہ ہونیوالے شاہان اولو العزم بھی اسی طریقہ سے فائدہ اوٹھاوینگے۔

فی زماننا تاریخ کی ابتدا ضرورت واقع ہوئی۔ تقاویم اہل ہند جنکو جنتری کہتے ہین ہمارے ملاحظہ سے گذرین۔ مگر اوسمین یہ عیب پایا گیا کہ قمری مہینے کی ابتدا چاند کو تنزل ہونے سے شروع کیگئی تھی چنانچہ ظلمت والے پندرہ روز کو کرشن پکش کہتے ہین۔ یہ کیسی ہٹ دہرمی ہے ہم سمجھتے ہین کہ محض بنظر خیالات روشنی کو پوشیدہ کرکے مہینے کی ابتدا ظلمت سے شروع کی یہہ خاص خبث باطنی کی دلیل ہے اسکی انکے پاس نہ کوئی دلیل ہے نہ سند ہمنے بڑے بڑے پنڈتون سے دریافت کیا اور اونکی کتب معتبرہ ملاحظہ کین کہ انکی یہان قمری ماہ کی ابتدا چاند کی روشنی ہونے پر رکھی تھی جیساکہ ہمارے ہان مروج ہے۔ اور روشنی والے پندرہ روز کو اہل ہنود شکل پکش کہتے ہین۔ راجہ بکرماجیت کے زمانہ مین بے دینون کی زیادہ تر شہرت ہوگئی اور ملک بھر مین فساد برپا ہوا اوسی دن سے روشن طریقہ متروک ہوکر راہ ظلمت شایع ہوئی۔ ہمکو تو اسبات سے زیادہ تر تعجب ہوتا ہے کہ ہر ماہ کی ابتدا نور کے ظاہر ہونے سے کیجاتی ہے اور پھر ہٹ دہرمی سے طریقہ باطل نہین کیا جاتا۔

لہذا حکم فرمایا جاتا ہے کہ کل ممالک محروسہ کے رہنے والے منجم اور پنڈت تقویم سالیانہ کو شکل پکش سے شروع کرین ایک تقویم کا نمونہ فرمان کے ساتھہ بھیجا جاتا ہے اوسی مطابق ہر سال جنتری بنا کر رکھے جاوین۔

اس اثنا مین اکابرین سلطنت نے حضور مین ظاہر کیا کہ تاریخ کے تعین کرنے سے اصل اصول یہہ مقصد تھا کہ ہر کام کی ابتدا اور انتہا آسانی سے دریافت ہو اور کسی کو مخالفت باقی نہ رہے مثلاً کسی نے زمین فروخت کی یا رہن میعادی کردی خواہ ٹھیکہ دیدیا۔ یا فرض لیا گیا غرض ہر حالت مین تعین میعاد ہی ضرور ہے مثلاً کسی نے زمین رہن رکھی اور اوسکی میعاد چار برس چار مہینے تعین پائی تاوقتیکہ ابتدائے تاریخ تعین نکیجائے انتہائے مدت ختم ہو نہین سکتی اور قدیم تاریخون کو ایک زمانہ گذر گیا متروک کرکے تاریخ جدید تعین کرنا ایسا ہے کہ مشکل راہون کو چھوڑکر اصل اور سیدہی سڑک کا چلنا سب جانتے ہین کہ جو عام خلق اللہ کو فائدہ مند ہو بدون وسیلہ سلاطین عظام و دبدبہ اساطین حکمت نظام جاری نہین کیجاتی اور جبتک کوئی بڑی سلطنت ایسے امورات کی حامی نہین ہو جاتی استحکام کے ساتھہ رائج ہونے مین کامیابی نہین ہوتی قدیم تاریخون سے ہجری کو دیکھئے کہ جسکی ابتدا سے دشمنون کو خوشی اور دوستون کو رنج واقع ہوا ایکہزار برس کا زمانہ گذر گیا۔ اور ہندی سونت پندرہ سو سے بھی زیادہ تجاوز کر گئی۔ تاریخ اسکندری اور یزدجردی کو ہزارون اور سیکڑون کی نوبت پہونچی سان سب کی کیفیات تقاویم مین مندرج ہوا کرتی ہین۔ اہل معاملات خصوصاً اور عوام الناس عموماً ان تاریخونکا لکھنا دشوار ہو پڑا ہے علاوہ اسکے سارے ہندوستان مین ایک ہی تاریخ نہین ہر ضلع مین جدا جدا رواج ہے۔ چنانچہ بنگالہ مین لچھمن سین کے زمانہ سے تاریخ کی ابتدا رکھی گئی ہے جسکو چارسو پینسٹھ برس کا زمانہ گزر چکا۔ دکھن اور گجرات مین راجہ سالباہن کی تاریخ مروج ہے اوسکو پندرہ سو چھہ برس ختم ہوگئے۔ مالوہ دہلی وغیرہ اضلاع مین بکرماجیتی مروج ہے اوسکو بھی دیکھئے تو سولہ سو اکتالیس کی نوبت پہونچی۔ مگر کوٹ مین یہہ قاعدہ رکھا گیا ہے کہ حاکم وقت کی تاریخ تحریر کیجائے اور ان سب تاریخونکی کیفیت سے دانایان روزگار اور وقایع نگار اچھی طرح واقف ہین اور ہندیہ تاریخون سے کیفیت امور عظیمہ کا خوبیجانب حاصل نہین بنابران ہماری غرض یہہ ہے کہ حضور کی توجہات حال رعایا پر جیسی ہمیشہ مبذول ہے اسیطرح تاریخ جدید بھی تعین کیجائے تو خلق اللہ کو معاملات مین آسانی حاصل ہو اور ہند کی اگلی مختلف تاریخین متروک کردیجائین یہ امر باعث حسنات صفحۂ روزگار پر باقی رہنے والا ہوگا چنانچہ کتب معتبرہ اور سالانہ زائچون سے دریافت ہوا اور زائچہ جدید کو درکانی مین تحریر کیا

مروج

تحریر ہے کہ ابتدائے تاریخ کسی امر عظیم کے واقع ہونے پر رکھی جاتی ہے تو انسب ہو مثلاً کسی مذہب کا شایع ہونا یا کوئی بڑی سلطنت کا قایم ہونا منصور کیا گیا ہے۔ تبارک اللہ وتعالی یہ سلطنت ہر حالمین اگلے بادشاہوں سے کم شمار نہین کیجاتی اقبال شاہنشاہی سے بڑے بڑے شہر اور مستحکم قلعے مفتوح ہوکر داخل ممالک محروسہ ہوگئی اور ہر مرتبہ ایسی ایسی فتوحات حاصل ہوئین کہ شاید سلاطین اعظم نے کسی کو نصیب ہوئی نہین لہذا روز جلوس مبارک سے تاریخ کی ابتدا تعین فرمائی جائے تو اس سے بڑھکر نعماتے الٰہی وآلائے نامتناہی اور ہوگی ابتدائے جلوس سے اسوقت تک انتیسوان سال شمسی اور تیسوان قمری گذرتا ہے اسکا بھی شکریہ اسی پیرایہ مین ادا کیا جائیگا تاریخ جدید کے واقع ہونے سے تاریخ ہجری نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی کسرشان نہین ہوتی چنانچہ زمانہ ملک شاہ مین اگرچہ اسقدر امتداد زمانہ ہجری کا نگذرا تاہم بنظر آسانی خلق اللہ تاریخ جدید جلالی وضع کی گئی تھی۔ اسلامی ملکوں کی تقویمین عرب روم ماوراء النہر خراسان عراق وغیرہ بلاد مین ایک ہی تاریخ لکھی جاتی ہے۔ اہل شرع اور دیندار لوگون کے تمسک مین وہی تاریخ تحریر ہوتی ہے۔

بنا بران دولتخواہان سلطنت اور خبرسگالان مملکت کی خواہش سے درخواست منظور فرماکر حکم کیا جاتا ہے کہ ہمارے جلوس مبارک کی تاریخ نوروز کے قریب تھی لہذا تاریخ جلوس نوروز سے شمار کیجائے اور اسی دن سے تاریخ جدید الٰہی وضع کیجاتی ہے آئندہ تقاویم مین بھی تاریخ جدید معین ہو۔ اسلامی شہرون مین سالانہ تقاویم بین جہان اور تاریخین عربی فارسی رومی جلالی وغیرہ مندرج ہوا کرتی مین ایک یہہ تاریخ جدید الٰہی بڑھا دیجائے علاوہ اسکے ہندوستانکی تقاویم مین تاریخ بکرماجیت واہیات سی ہے وہ نکالدی جاے وبعوض اسکے تاریخ جدید الٰہی تحریر ہو پچھلی تقاویم مین سال شمسی اور مہینے قمری لکھے جاتے تھے لہذا آئندہ سے شمسی مہینے تحریر کئے جائین۔

ہر مذہب وملت کے دانشورون نے یہہ طریقہ اختیار کیا تھا کہ جب سال ختم ہوکر نیا برس شروع ہو تو پچھلے سال کا شکریہ اور اگلے سال کی خیر منانیکے لئے چند روز منتخب کرتے گئے ہین اونکا نام عیدین رکھا ہے یہہ ایام خوشی منانے اور جشن کرنیکے لئے معین ہو چکے ہین۔ ہم بھی نہایت خشوع وخضوع کے ساتھہ جناب باری کا شکریہ ادا کرتے ہین جو بہترین عبادت سمجھا جاتا ہے۔ جشن نو ہوا کرنے مین اوسی ضمن مین ایک دسترخوان نہایت وسعت سے بچھایا جاتا ہے جسپر بلاتخصیص مراتب فقیر وغنی ادنے واعلے بکشادہ پیشانی تناول فرماکر رعایائے دولت روزافزون کیلئے ہاتھہ اوٹھا دیتے ہین یہ رسم کئی ہزار برسون سے اکثر معمورشہرونمین مروج چلی جاتی ہے بلکہ ایکہزار سال سے کچھہ زیادہ بادشاہان والاقدر وحکمائے ذوی الاحترام ہی کا طریقہ رکھا گیا تھا۔ ہندوستان مین نہ جانے کیون طریقہ جشن نوروز نے رواج نہ پایا۔ ہمنے اونہین سلاطین والامقام کی پیروی ملحوظ رکھکر جشن نوروز اور عیدین کا طریقہ کل ممالک محروسہ مین جاری رکھنے کیلئے فرمان ہذا سے اطلاع دیگئی ہے تاکہ ہر شہر اور ہر قصبہ گاؤن مین جشن ہوا کرین۔

۱۹ افروردین ماہ الٰہی ۳ اردی بہشت ۶ خورداد ماہ الٰہی ۱۳ تیر ماہ الٰہی ۷ امرداد ماہ الٰہی ۴ شہریور ماہ الٰہی
۱۶ مہر ماہ الٰہی ۱۰ آبان ماہ الٰہی ۱۵ ماہ دی الٰہی ۲ بہمن ماہ الٰہی ۵ اسفندیار ماہ الٰہی۔

نقل منشور آداب الٰہی ودستور العمل شاہنشاہی

کل ممالک محروسہ کے ناظمان صوبہ اور بارگاہ خلافت کے رکن اعظم وشاہزادگان والاتبار وامرایان عالی مقدار وعاملان محکمہ مالی وملکی ومتصدیان دیوانی وفوجداری وسایر منصبداران متعلق سلطنت دریافت کرین کہ حسب دستور العمل شاہنشاہی

و آداب الٰہی تعمیل کرتے رہین -

پہلا - بطریق اجمال یہہ ہے کہ ہر کام کی ابتدا مین خواہ عادات سے ہو یا عبادات سے نظر برضامندئ الٰہی رکھکر اپنے تئین ایک بندہ
نیاز مند درگاہ الٰہی تصور کیا جائے تو انانیت و عجبیت سے مبرا ہونیکا موجب ہوگا اور جو کام شروع کیا جائے وہ خالصًا و مخلصًا نظر
برضائے الٰہی رکھنی چاہیے -

دوسرا - انسان کو خلوت دوست نہ بننا چاہیے یہہ طریقہ درویشان سحر نشین سمجھا گیا ہے اور نہ استقدر عام لوگونکی کثرت سے صحبت
اختیار کیجائے چونکہ یہہ روش بازاری لوگونکی ہے اوسط درجہ سب سے اولی و اعلٰی مانا گیا ہے جسمین نہ کثرت پائی جائے نہ وحدت ثابت ہو

تیسرا - پروردگار کے تمام کام عزیز رکھتے جائین -

چوتھا - رات کی بیداری اچھی نہین اور بالخصوص صبح و شام دوپہر آدھی رات یہہ وقتونکا سو رہنا سب سے زیادہ متروک مانا گیا ہے

پانچوان - جب خلق خدا کا کوئی کام نہو تو مطالعہ کتب مین اوقات صرف کرے مثلاً اخلاق ناصری مین حیات دنیوی کو مہلکات سے
بچانیکی تدبیرین صراحت سے بیان کی ہوئی ہین اور دوسرے مثنوی شریف کے مطالعہ سے مراتب بیداری و خدا آگہی حاصل ہو سکتی ہے
ہر کتاب مین مطالب روحانی اور خلاصہ جمیع علوم ہین اونسے بڑا فایدہ تو یہہ ہے کہ بوقت سرانجام امورات خلق اللہ سوالات ارباب
کو بخوبی سمجھہ لیتا ہے اور انجام دینے مین کسی قسم کا حرج واقع نہین ہوتا - دوست ہو یا دشمن اپنا ہو یا بیگانہ سبکو یکسان ملاحظہ کرکے
کشادہ پیشانی فیصل کرنا بہترین عبادات الٰہی مانا گیا ہے -

چھٹا - فقرا و مساکین اور محتاج بالخصوص گوشہ نشین اور مجرد تو کسی سے سوال ہی نہین کرتے اور نہ کسیکو اپنے ہان آنیکو
پسند کرتے ہین ایسے لوگون کے ساتھہ نیکی کرنا بہترین اعمال حسنہ ہے -

ساتوان - سرکش اور نافرمان کو اول اول آہستگی سے سمجھا بجھا کر نصیحت کرنا اور ایسی بات ذہن نشین کر دیجائے جس سے تنبیہ
ہو اور جب نصیحت سے کام نہ نکلے تو سختی کے برتاؤ کیے جائین چنانچہ پہلے پابند کر بیٹھنا اور بعد کسی عضو کو ناقص کر دینا اور جب بھی
فایدہ نبخشے تو انجام کار سزائے موت تجویز کرنا مگر اسمین بھی یہہ سمجھہ لیا جائے کہ اب سوائے اسکے اور تدبیر ہی ممکن نہین تاہم عجلت
نکرنی چاہیے کیا عجب ہے کہ سزائے موت کی خبر سنکر متنبہ ہو جائے چونکہ ایسے امورات کی عجلت کا نتیجہ ندامت ہوا کرتا ہے - اور جہانتک
ممکن ہو مجرم کو حضور مین چالان کر دیا جائے - یا کیفیت عرض کرکے منظوری منگوا لیجائے - اور جب یہہ دریافت ہو کہ مجرم کو
بھیجنے مین کسی قسم کا خلل واقع ہوگا یا منظوری آنے تک مجرم کی نگہبانی دشوار ہو پڑیگی تو سزائے موت دیجائے - مگر اسمین بھی استقدر
احتیاط رہے کہ چمڑا نہ کھینچا جائے یا ہاتھی کے پاؤن مین نہ رکھا جائے اگرچہ یہہ سزائین اگلے بادشاہون نے جایز رکھی ہین مگر ہم انکو پسند
نہین کرتے -

آٹھوان - عقیل اور دانشمند کو اجازت دیجائے کہ جو بات وہ اپنے زعم مین بری سمجھتا ہو اوسکو خلوت مین بیان کرے اور
کبھی بیانکی غلطی ہو تو سرزنش سے معذور رکھا جائے چونکہ سرزنش سے بار دگر کوئی بات کہنے کی جرات نہوگی - جسکو اللہ نے
حق بات کہنے کی توفیق عطا فرمائی ہے اوسکو عزیز الوجود سمجھنا - بہت لوگ ایسے ہین جو حق بات نہین کہتے وہ شریر النفس سمجھے گئے
ہین بلکہ اونکا یہہ منشا ہے کہ حق بات کہنے سے امتیاز باقی نہ رہیگا حاکم و محکوم اسیطرح گرفتار مصیبت ہو - یہہ ہین اور جو لوگ بالعکس

نیک مین اونکو ہمیشہ یہی خیال رہتا ہے کہ مبادا ہمارے کہنے سُننے سے آزردگی پیدا ہو اور ہم کسی بلا مین مبتلا ہوجاین جو شخص غیرونکا نفع اپنے نقصان پر
مقدم سمجھے اوس سے بڑھکر کوئی خیرخواہ اور نیک اندیش نہوگا اور ایسا شخص معدوم الوجود کبریت احمر ہے -

نوان - انسان کو خوشامد پسند نہونا چاہیئے کیونکہ اکثر کام اسی پیرایہ مین خراب برباد ہوجاتے ہین اور نہ ایسا ہوجانا چاہیئے کہ خوشامد کو
برا سمجھین چونکہ نوکر کیلئے خوشامد گوئی بھی ضروریات سے ہے -

دسوان - فریادیکی تحقیقات مقدمہ بالذات کرنی چاہیئے سا اظہار گواہان علے الترتیب قلمبند کئے جاوین - یعنی جسوقت گواہ حاضر ہوا اسیوقت
اظہار لیا جاتے تا عدالت مین انتظار نکرنا پڑے اور پیش دست ملازمون کو تقدیم وتاخیر کا ہرج نہ واقع ہو چونکہ کوئی ملازم کسی ضرورت سے
بروقت نہ حاضر ہوا یا کوئی جلد آگیا تو دیر آنیوالا معذور کیا جاتے - بدیوان بندار فریاد او کشاید ز دیوان رسید داد او -

گیارہوان - کوئی شخص کسیکی برائی بیان کرے تو محض اوسکے کہنے سے سزا نہ تجویز کیجائے بلکہ بنظر تحقیق دریافت کیا جاوے کہ برائی کرنیوالا کہین
مفتری نہ ثابت ہو چونکہ سچا اور نیک اندیش نایاب ہے - غصہ کیحالت مین عقل سے کام لیا جاتے جلدی نکرنی چاہیئے بردباری اور آہستگی سے کوئی
کام خراب نہوگا بلکہ زمرہ ملازمون یا آشناؤن سے جنکو جامۂ عقل وکیاست سے آراستہ کیا ہو اوسکو اختیار دیدیا جائے کہ حالت غم وغصہ مین
خاموش نہ رہین جو بات حق معلوم ہو اوسکے کہنے سے احتراز نہ کرین - چونکہ ایسے موقعہ پر اکثر عقلا خاموش ہوجاتے ہین اور سچی بات نہین کہتے

بارہوان - قسم کھانیکا عادی نہو چونکہ ہر بار کی قسم جہوٹ کہنے پر متہم کردیتی ہے اور قسم کھانیوالے سے اکثر لوگ بدگمان ہوجاتے ہین
اوسکی کوئی بات کا اعتبار نہین کیا جاتا -

تیرہوان - گالی دینے کا عادی نہو - چونکہ یہہ رذیلونکا شیوہ ہے اسی سے بھی آدمی سبک ہوجاتا ہے -

چودہوان - رعایا کی آسودگی سے ملک کی آبادی ہے - ہر طرح رعایا کی دلدہی کرنا واجب ہے اور ہروقت تقاوے دیکر زراعت
کی ترقی کرنا فرض اول ہے اور زمین کا محصول آسانیکے ساتہہ معین کیا جائے جو ادا کرنے مین دقت نہو - یہی دو باتین ملک کے آباد کرنیکی
ملحوظ رکھی جاوین تو سال بسال ہر ضلعہ مین آبادی کی ترقی ہورہے گی اور دیکہہ لیا جائے آبادی کامل ہوگئی اور جنس رعایا پیٹ بھر کر پیدا ہونے لگی
اسوقت حسب دستور العمل علیحدہ کارروائی کیجائے تو ممکن ہے اور ہر وقت رعایا کے حال کی نگرانی کرنے مین فرداً فرداً احوال پرسی کرکے
جس بات کا اونکے ساتہہ اقرار کیا ہو اوسی موجب تعمیل کرنے مین کوتاہی نکیجائے -

پندرہوان - رعایا کے مکانات سکونتی مین بے رضامندی مالک سرکاری ملازم فروکش نہوا کرین -

سولہوان - کوئی کام بلا مشاورت محض اعتماد عقل وفراست سے نکیا جاتے وودرحالت عدم موجودگی صاحب فراست طریقہ مشاورت
ترک نہو چونکہ سعدی فرماتے ہین ؎ گاہ باشد کہ کودک نادان - بغلط برہدف زند تیرے - گاہ باشد زپیر دانشمند - بر نیاید درست تدبیرے
اور یہہ بات بھی ملحوظ رہے کہ ہر کس وناکس سے مشورہ نلیا جائے چونکہ دانائی وفراست ایک جوہر خداداد ہے نہ علم پڑہنے سے حاصل ہوتا ہے
اور نہ زمانہ کی دہوپ چہاؤن مین بال سفید کرنے سے بعض اوقات گروہ نادان مخالفت کرنے کھڑا ہوجاتے تو عقلمندونکی ساری تدبیرین
فایدہ مند نہونگی - اس سے یہی بہتر ہوگا کہ عوام سے مشورہ نہ لیا جائے -

سترہوان - جو کام ملازمون سے نکلتا ہو وہ فرزندون کو نہ سپرد کیا جاوے اور فرزندون سے نکلنے والے کام کو بالذات نکرے چونکہ
جو چیز تجہسے فوت ہوگئی اوسکی تلافی ممکن نہین -

اٹھارہواں - کسی سے گناہ صادر ہوا اور عذر ظاہر کرے تو اغماض نظر فرما کر بخشدینے کا عادی ہونا چاہیئے چونکہ ہر انسان خطاسے مرکب ہے بعض انسان تنبیہ کرنے سے دلیر ہوجاتے ہیں اور بعض عزت دار تنبیہ نہیں دکہاتے وہ بھی انسان ہے جو ایک مرتبہ کی تنبیہ سے ساری عمر بہولتا نہیں اور ایسے بھی ہیں ہزار مرتبہ کی تنبیہ سے فائدہ نہیں ہوتا غرض کار ریاست بہت ہی مشکل امر ہے جبتک سنجیدگی اور آہستگی سے کام نہ لیا جائیگا انتظام سیاست مدن میں ضرور خلل واقعہ ہوگا -

انیسواں - شہر کی گذرگاہیں بردم خاکروبوں اور جفاکشوں کے سپرد کیجائیں بلکہ نگرانی ملحوظ رہے تا نیک و بد بھی معلوم ہوجائیگا - بلکہ شاہی اور سرداری سے نگہبانی خلق مراد ہے ایک پر چھوڑ کر بیخبر ہوجانے سے کارروائی اچھی نہ ثابت ہوگی -

بیسواں - انسان کیلئے سزا بھی علی قدر مراتب تجویز کیجائیگی تو انسب ہے گا - چنانچہ عالی ظرفوں کیلئے نگاہ تند کافی ہوگی اور کمظرفوں کو مار پٹائی بھی فائدہ نہ بخشیگی -

اکیسواں - خلق اللہ ہر قسم کی مخلوق ہے کسیکے دین و مذہب کا معترض نہونا اولے ہے - عاقل وہی سمجہا گیا ہے جو اسورات دنیاوی فنا پذیر کیلئے اپنا نقصان نکرے تو معاملات دینداری میں جو ہمیشہ رہنے والے ہیں خاموشی اختیار نکریگا اور جو بات اوسنے اختیار کی ہے اور در اصل وہ حق پر ہے تو اس سے مخالفت نہوگی اور تیری اختیار کی ہوئی بات سچی ہے تو نادانستہ اوسنے مخالفت کی ہوگی چونکہ وہ خود نہیں جانتا - اور علالت جہالت میں مبتلا ہے تو تجکو لازم ہے کہ اوسپر رحم کیا جائے نہ تعرض و انکار اس بات کو خوب یاد رکہو کہ جو لوگ بالذات نیک اور خیر خواہ ہیں کسی گروہ کی مخالفت نہیں کرتے -

بائیسواں - خواب و خور کا اندازہ معین رکہا جائے مقدار ضروری سے تجاوز کرنا جہلوینت میں داخل ہے شب بیداری عمدہ چیز ہے - دنکا کام رات پہ باقی نرکہا جائے -

تیئیسواں - گنہگاروں کے مقدمہ بمیزان تحقیقات وزن کئے جائیں اور جسکی سزا کا پلہ بھاری پایا جائے تو بنظر تعمق بہہ دیکہنا چاہیئے کہ کونسا گناہ قابل عفو ہے یا سزا دینے کے چونکہ اکثر گناہ ایسے ہوتے ہیں جسکو تہوڑی سزا کافی ہوجاتی ہے اور بعض کو زیادہ سزا دیجاتی ہے اور بعض کردہ سزا دینے پر بری کیا جاتا ہے -

چوبیسواں - شدید العداوت والے سے جہانتک ممکن ہو احتراز کیا جاوے اور بمقتضائے بشریت کسی سے رنج پہونچا ہو تو فوراً سینہ کو کینہ سے پاک صاف کر دینا اولے ہے چونکہ یہہ خرخشے محض انتظام ظاہر کیلئے تجویز کئے ہوئے ہیں ورنہ سچ پوچہو تو ہر کام کا فاعل حقیقی خدا عالم ہے -

پچیسواں - ہر کام میں کئی جاسوس علیحدہ علیحدہ تعینات کئے جائیں تاکہ ایک کی دوسرے کو خبر نہو اور ہر جاسوس سے فرداً فرداً خبریں لیکر سبکو بنظر تعمق ملاحظہ کرکے مطلب اخذ کرلیا جائے تاوقتیکہ جاسوس متعینہ کو عوام میں شہرت نہو ہر وقت شہرت بہر طرف کر دئے جائیں

چھبیسواں - شرالنفس اور بدذاتوں کو اسقدر وسعت نہ دیجائے کہ خلاملا ہو کر دہوکا دیجائیں اگرچہ بعض اوقات کسی کام میں مدد بہی مل سکتی ہے تاہم حد اعتدال سے تجاوز نکرنے پائیں وسعت و زیادتی خلاملا سے دلیر ہوکر خیر خواہی کے پیرایہ میں بزرگوں کے ساتہہ بدی کرینگا

احتمال رہتا ہے چونکہ کثرت اشتغال سے موقعہ تشخیص نہین حاصل ہوتا ۔

ستائیسوان ۔ مردمان چرب زبان کا بھی وہی حال ہے جیسے شر بہ النفس یسے چرب زبان ۔ دوستی کے پیرایہ مین دشمنی کرجاتے ہین چونکہ عاملون کو کثرت مشغلہ ایسی باتون کے سوچنے کا موقعہ نہین دیتی ۔

اٹھائیسوان ۔ گوشہ نشین خدا آگاہ لوگونکی خدمت مین حاضر ہوکر دعا کی التماس کرنا افضل ہے ۔

انتیسوان ۔ عامل کو لازم ہے کہ اپنے اطراف وجوانب کا ہمیشہ خبرگیر رہے اور جو بات لایق گذارش حضور ہو مجملا عرض کرتے رہین ۔

تیسوان ۔ جہانتک ممکن ہو دنیا مین علم وہنر کا پھیلاؤ روز بروز ہوتا رہے تا کہ اہل کمال دنیا سے معدوم ہو جاتین اور انکی یادگار صفحہ ہستی پر باقی رہے ۔

اکتیسوان ۔ سپاہی کیلئے ہتیار اور گھوڑا وغیرہ سامان ضروری کی ہمیشہ نگرانی ہوتی رہے اور ساتہہ ہی یہہ بات بھی ملحوظ رہے کہ آمدنی سے خرچ زیادہ نہو ۔ افزونی خرچ باعث حماقت اور جسکی آمد خرچ کے مساوی ہو وہ نہ احمق ہے نہ عاقل ۔ بلکہ عاقل وہی سمجھا جائیگا جسکا خرچ آمدنی سے کسیقدر گھٹا ہوا ہوگا ۔

بتیسوان ۔ عامل حکومت گاہ کو وطن نہ بنا دے بلکہ تبدیلی یا طلبی کا منتظر رہے ۔

تینتیسوان ۔ خلاف عہدی بدترین خصایل ہے خصوصًا متصدیان سلطنت کو صادق الوعد ہونا چاہئے ۔

چونتیسوان ۔ افسران فوج کیلئے تیراندازی اور بندوق کا مشتاق ہونا لازم ہے اور ماتحتی سپاہیونکی ہمیشہ قواعد لیجائے ۔

پینتیسوان ۔ عامل بالطبع شکار دوست ہو گاہ گاہ پیرایہ ورزش فن سپہ گری و تفریح طبع کیلئے مضایقہ نہین ۔

چھتیسوان ۔ قدیم خانذادونکی تربیت کرنا لازم رکھا جاوے ۔

سینتیسوان ہنسی اور دل لگی بری چیز ہے کبھی عادی نہ بنے ۔

اڑتیسوان ۔ آدہی رات اور صبح کیوقت نقارا بجایا جائے چونکہ نیم شب بھی طلوع آفتاب مین شمار کیجاتی ہے ۔

انتالیسوان جب آفتاب ایک برج سے دوسرے برج مین تحویل کرے توجسقدر نقارہ و تاشے اور نوبت بجانیوالے موجود ہون سبکو حکم دیا جائے کہ ایک مرتبہ سب ملکر نفیر کرین تا خلق اللہ کو معلوم ہو شکرانہ الٰہی ادا کرین ۔

چالیسوان ۔ عامل کو لازم ہے کہ جو لوگ متقربا اور خدمتگار ہین کسی غریب پر ظلم بیجا روا نہ رکھین ۔

اکتالیسوان ۔ حاجتمندون کے عرایض کا پڑھنے والا ایک ہی متصدی معین کیا جائے تمام کیفیت سے واقف ہوکر حضور مین ظاہر کرے

بیالیسوان ۔ ہر عامل کو لازم ہے کہ ہمیشہ قانون کوتوالی کی نگرانی کرتا رہے اور کسی جگہ کوتوال ہو تو قانون کوتوالی کی تمام باتین جو علیحدہ ذیل مین تحریر ہین اوسی مطابق بالذات انتظام کرتا رہے ولو فرضًا اگر سارے کام متنفس سے انجام نہین ہوتے توجسقدر ممکن ہو اپنے ساتہہ متعلق رکھکر باقی امورات ایسون کے سپرد کئے جائین جو بالذات خدا پرست اور نیک نہاد ہون تا ہر کام نیک نیتی سے انجام دیتے رہین ۔

قانون کوتوالی جو ذیل مین مندرج ہے از انجملہ وہ امورات ایسے کو سپرد کرے جو لکھا پڑھا ہو مثل بسفانی یہانی کے جو کوتوالی نام سنکر بہاگ جا بلکہ عبادت سمجھکر انجام دے

تفصیل قانون کوتوالی

پہلا ۔ کوتوال کو جو قصبہ یا شہر اور موضع سپرد کیا گیا ہو اوسکے محلہ وار خانہ شماری قلمبند کرے اور ہر محلہ کی رہنے والی قوم وار لکھے جائین ۔

تا آسانی دریافت ہو کہ فلاں محلہ میں کسان اسقدر ہیں اور اہل حرفت کی اتنی تعداد ہے اور سپاہ پیشہ و درویش یعنی محتاج وغیرہ اسقدر آباد ہیں اور سارا محلہ باہمی رشتہ ضمانت سے باندھ دیا جائے۔ اور ہر محلہ کی نگرانی و حفاظت کیلئے ایک میر محلہ اور ایک جاسوس مقرر کرکے تاکید دیجائے تاکہ شب و روز کی خبریں بذریعہ جاسوس کوتوال کو ملا کریں اور محلہ کے تمام کام اوسی میر محلہ اور جاسوس کے ذریعہ سے انجام پاتے رہیں خواہ نیک ہوں یا بد۔ اور سارے محلہ میں منادی کردیجائے کہ محلہ بھر میں کسی کے ہاں خدانخواستہ چوری ہو یا آگ لگے خواہ کوئی اور سانحہ پیش آوے تو سب سے پہلے ہمسایہ والے شریک ہوجائیں اور جسطرح بن پڑے اوسکی مدد کریں اور جوں جوں محلہ والے مطلع ہوتے جائیں آ کر دفع مضرت کی کوشش کریں محلہ بھر میں سے کوئی غیر حاضر نہو اور بغیر حاضر نہونے والا بدوں عذر معقول مجرم قرار دیا جائیگا۔ اہل محلہ سے کسی کو بضرورت سفر جانا پڑے تو میر محلہ اور ہمسایوں کو اطلاع دیجائے تا عدم موجودگی میں اوسکے متعلقین کی ہمیشہ نگرانی کرتے رہیں مہمانکی اطلاع خواہ خویش ہو یا بیگانہ کوتوالی میں کرا دیجائے۔ تمام محلہ کے واقعات شب و روز خواہ نیک ہوں یا بد۔ بذریعہ جاسوس کوتوالی دفتر میں بذریعہ میر محلہ تحریر ہوا کریں۔ محلہ کے تازہ وارد کو بضمانت رہنے کا مجاز ہوگا۔ اور اتفاقاً پانچ سات دس آدمی متفق ہوکر کسی محلہ میں فروکش ہوں و بحالت اجنبیت ضمانت نہ دیجائے تو کوتوال کو لازم ہے کہ ایسے مسافروں کو کسی سرائے میں ٹھہرا دے اور ہمیشہ خفیہ طور پر نگرانی کرتا رہے میر محلہ جاسوس منظم یعنی آمد و خرچ کی تجویز جاری رکھیں۔ اگر بر تقدیر آمد سے خرچ زیادہ ثابت ہو تو خالی از علت نہوگا پیروی میں اگر بشرطیکہ اغراض نفسانی و ایذا رسانی کا لگاؤ نپایا جائے محض از روئے خیر خواہی و نیک اندیشی نگرانی کرتا رہے۔

دوسرا ۔ بازار میں دلال معین کیا جائے تا معاملات داد و ستد اور خرید و فروخت دلال کی معرفت ہوتے رہیں اور دلال کا ضامن معتبر شخص لیا جائے۔ بلکہ منادی کرادیجائے کہ کوئی شخص بدون دلال کسی چیز کی خرید و فروخت کریگا وہ مجرم قرار دیا جائیگا۔ دن بھر کی خرید و فروخت معہ تعداد جنس و نام فروشندہ و خریدار دفتر کوتوالی میں تحریر ہوا کرے۔ ہر شئے کی خرید و فروخت میں ہر محلہ کی شرکت جائز رکھی گئی ہے اور محافظ محلہ میر محلہ کے ساتھ شریک کردیا جائے۔

تیسرا ۔ چند آدمی محافظ مقرر کئے جائیں کہ رات کیوقت ساری بستی کے محلہ محلہ گشت لگاتے رہیں۔

چوتھا ۔ کسی محلہ یا بازار میں کوئی آدمی بیکار نہ رہنے پائے چونکہ بیکاری انسان کو برے کام کرنے پر مجبور کرتی ہے۔

پانچواں ۔ چور۔ گٹھ کٹے۔ جیب کترے۔ اوچکے وغیرہ کا ایسا انتظام کیا جائے کہ بستی بھر میں نام و نشان تک باقی نہ رہے۔ چوری کئے ہوئے مال کا معہ چور پیدا کرنا محافظ کے ذمہ رکھا گیا ہے (اصطلاح گجرات میں اسے رکھا کہتے ہیں) اور درصورت عجز محافظ نقصان مالی اوسی سے دلایا جائیگا۔

چھٹا ۔ مال متوفی یا غائب کی نسبت پوری تجویز کرکے سچے وارث کو سپرد کردیا جائے اور جبتک وارث موجود نہوا امین کی تحویل میں رکھکر حضور میں کیفیت گذارش کیجائے۔ و بحالت موجودگی وارث دوسرے کو مال پانیکا استحقاق حاصل نہیں۔ یہ کام دیانت داری اور امانت داری کے ہیں ایسا نہو کہ سفر میں رہم کی بدنامیاں تمکو کبھی حاصل ہوں نہایت احتیاط سے کام لیا جائے۔

ساتواں ۔ شراب کا ایسا انتظام کیا جائے کہ چاہو بھی کہیں میسر نہ آئے۔ پینے والے اور بیچنے والے اور بنانے والے وغیرہ کو گرفتار کرکے حاکم ضلع کے سامنے پیش کئے جائیں تا حسب قانون سزائیں دیجائیں جبتک ایسا انتظام نکیا جائیگا کبھی شراب بند نہوگی۔

آٹھواں غلہ کا ایک نرخ معین کرکے غلہ فروشوں کو تاکید کردیجائے کہ اسمیں کمی بیشی نہ واقع ہو بلکہ اسبات کا احتیاط زیادہ رہے کہ مالدار لوگ غلہ کثرت سے خرید کرکے ذخیرہ نہ کریں آیندہ گران قیمت سے بیچنے کا موقعہ نہ حاصل ہو اکثر غلہ فروشوں کا بھی طریقہ ہے۔

نواں - ہر شہر و دیار و قصبہ و قریات میں حسب تفصیل ذیل عیدوں کا انتظام ہوتا ہے۔ سال بھر کی عیدوں میں سب سے بڑی عید نوروز کی معین کی گئی ہے جو پہلی فروردین ماہ الٰہی کے روز ہوا کرتی ہے یہ عید سب سے بزرگ اسلئے سمجھی گئی ہے کہ آفتاب عالمتاب نے بارہ برجوں کا دورہ ختم کرکے بار دگر برج حمل میں قدم رکھا۔ دوسرے انیسویں ماہ مذکور کو۔ یہ اسلئے کہ آفتاب کو انیسویں درجہ شرف حاصل ہوتا ہے۔ تیسرے ماہ اردی بہشت کی تیسری تاریخ کو۔ چوتھی عید چھٹی خورداد کو۔ پانچویں دسویں آبان کو۔ چھٹی نویں آذر کو۔ اور ماہ دے میں تین عیدیں ہیں۔ آٹھویں۔ پندرہویں تیسویں۔ دسویں دوسرے بہمن کو۔ گیارہویں پانچویں اسفندارمذ۔ علاوہ انکے مشہور عیدیں بھی بہت ہوا کرتی ہیں۔ شب نوروز اور شب شرف آفتاب کو مشعل شہرانا۔ روشنی وغیرہ ہوتی ہے اور شب ہر عید کو پہلے پہر نقارہ نوازی جاری رہے۔ بلکہ ہر عید کے روز چوگھڑی بجائے جائیں۔

دسواں - مستورات بالا ضرورت گھوڑے پر سوار نہوں۔

گیارہواں - ہر دریاؤں کے گھاٹ مرد اور عورتوں کے علیحدہ مقرر کئے جائیں تا مرد عورتونکی اور عورتیں مردوں کے گھاٹ سے الگ ہیں۔

اسمٰعیل قلیخان کی صوبہ داری اور خواجہ ابوالقاسم کی دیوانی

اسمٰعیل قلیخان امرائے اکبری میں ممتاز سمجھا جاتا تھا خدا جانے بمقتضائے بشریت کونسی حرکت سرزد ہوئی جس سے بادشاہ ناراض اور اسمٰعیل قلیخان معتوب ہوگیا۔ آدمی تھا غیرت دار شرمندہ ہوکر گھر بیٹھ رہا نہ معزولی میں کبھی منہ نہ بنایا۔ ایکروز بادشاہ کو خیال آیا گھر سے بلوا کر نہایت تشفی فرمائی اور منصب چار ہزاری ذات مقرر کرکے سنہ ۹۹۲ ہجری میں گجرات کی صوبہ داری کا خلعت مرحمت کیا اور حکم ہوا کہ جسوقت اسمٰعیل قلیخان احمد آباد پہنچے قلیج خان چارج سپرد کرکے ہمارے پاس حاضر ہوجائے۔ کچھ ہی دن اسمٰعیل قلیخان نے صوبہ کا کام سنبھالا تھا کہ دفعتاً تبدیلی کا حکم پہونچا شاید کسی مصلحت سے خان اعظم مرزا عزیز کوکلتاش معین کئے گئے۔

دوسری مرتبہ خان اعظم کی صوبہ داری اور سید بایزید کی دیوانی اور زکوٰۃ نہ لینے کے بارہ میں فرمان کا صادر ہونا

خان اعظم صوبہ مالوہ کی سرداری کر رہے تھے کہ بادشاہی فرمان نے احمد آباد جانیکی خوشخبری سنائی فوراً اسلیے کام چھوڑ چھاڑ کر احمد آباد تشریف لائے سنہ ۹۹۵ کے آخر سال میں صوبہ داری کا چارج لیکر انتظام کرنے لگے سنہ ۹۹۸ ہجری کے محرم کی انتیس ۲۹ کو حضرت قدوۃ ارباب کمال و زبدۃ اصحاب مقال جامع علوم دین حضرت شاہ وجیہہ الدین صاحب علوی رحمۃ اللہ علیہ نے انتقال فرمایا۔ مدرسہ کے صحن میں آپکا مزار بنایا گیا۔ شیخ وجیہہ الدین کے اعداد سے تاریخ نکلتی ہے غزنین خان جالوری امرائے اکبری میں ممتاز تھا اور جالور جاگیر میں دیا گیا تھا۔ مگر جس زمانہ میں خانخانان مہم مظفر گجراتی کا بیڑا اٹھا کر آ رہا تھا نواح جالور میں جب پہونچا غزنین خان خانخاناں کا شریک نہ ہوا۔ مرزا صاحب نے تنبیہاً لشکر روانہ کیا غزنین خان سمجھا کہ میری بساط نہیں جو شاہی لشکر کا مقابلہ کیا جائے فوراً جالور سے بھاگ کر دار الخلافہ چلا گیا۔ چونکہ بغیر اسکے دوسرا ٹھکانا نہ تھا اور حضور میں نہایت عاجزی اور انکساری سے عفو تقصیرات کا خواستگار رہا جب کئی مدت گذر گئی تب بادشاہ کو بھی رحم آیا قصور معاف فرماکر بار دگر جالور جاگیر میں مرحمت ہوا۔

سنہ ۹۹۹ ہجری میں کل ممالک محروسہ میں فرمان بھیجے گئے کہ آئندہ زکوٰۃ نہ لیجائے۔

نقل فرمان جو بنام صوبہ دار گجرات صادر ہوا بجنسہ تحریر کی گئی ہے

کل ممالک محروسہ کے متصدی اور صیغہ کے ادنیٰ و اعلیٰ کار و باری کلہم اجمعین دریافت کریں اگرچہ ہماری تخت نشینی کو دوسرے قرن کا
ساتوان سال ہے تاہم فضل الٰہی سے گلستان دولت و اقبال کے لہلہانے ہوئے درختوں کی ٹھنڈی ٹھنڈی خوشنما آہنہ ہوا نے سارے ہندوستان کو
اس سرے سے اوس سرے تک مست بادہ نشاط کر رکھا ہے گویا ایام ترقی کی صبح صادق آشکار ہو رہی ہے ہمارے احکام عدالت نظام نے
کل ممالک محروسہ سے ظلمت جہالت اور گمراہی کو مٹا کر علم و حکمت کی روشنی سے منور کر دیا۔ یہہ کون نہیں جانتا کہ خداوند عالم و شاہنشاہ
معظم نے حکمت بالغہ ازلی و قدرت کاملہ لم یزلی سے سلسلہ انتظام خلایق کا بادشاہان عادل و شہریاران دریا دل کے قبضہ قدرت مین
سپرد فرمایا اوسی دن سے مدار علیہ خلق اللہ کا خلعت فاخرہ حاصل ہوا ملکداری کا انتظام اور خلق اللہ کی جان و مال کی حفاظت کی ذمہ داریان
سپرد ہوئین ان دونون باتون کیلیئے تعداد کثیر فوج کی ضرورت واقعہ ہوتی اسکے اخراجات ما یحتاج کیلیئے خراج زمین مقرر فرمایا پھر تو ساری مشکلین
دور ہو کر آسانی سے کام نکلنے لگا رفتہ رفتہ کثرت اشتغال ملکداری نے زمین تو قبضہ مین پہلے سے کر لی تھی بازاری خرید و فروخت پر بھی
سکہ بٹھا دیا چنانچہ جو شئے خرید و فروخت ہوا کرے اسمین سرکاری حقوق کا ایک نام معین کر کے لگا دیا گیا۔ مگر ارباب دیانت و اصحاب صیانت
کے نزدیک اسکا پلہ بہت ہی گھٹا ہوا ثابت ہو گیا اور جتنے اوصاف حمیدہ بیان کیئے گئے تھے خصائل ذمایم سے متبدل ہو گئے تنگ ہے اوس خلاق عالم کا
کہ ابتدائے سلطنت سے ہماری توجہات باطنی و تدابیر ظاہری کا دارو مدار رفاہت عالم و بہبودی احوال بنی آدم پر رکھا گیا تھا جو دراصل
فرزندان معنوی و امانت خداوندی ہین ہماری نیک نیتی نے سواد اعظم ہندوستان کو مسافران ہفت اقالیم کا سرچشمہ فیض بنا دیا
لهذا فی زمانناہمکو منظور ہوا کہ رعایا سے بازاری ابواب سارے کے سارے مسدود کر دیئے جائین اگرچہ محاصل ملک کی تفصیل تیس ان ابواب کی
مدین باعث ترقی خزانہ عامرہ تھین مگر انکو نظر انداز کر کے بہبودی عامہ رعایا و رفاہیت خلق اللہ کو باعث ترقی دولت روز افزون
خیال کیگئی اسلیئے حکم فرماتے ہین کہ جن چیزون پر خواہ از قسم خوراکی و پوشاکی و اسباب استعمال کی زکوٰۃ یا محاصل لیا جاتا تھا تمام و کمال معاف
فرمایا چنانچہ ہر قسم کا غلہ اور کل اقسام کی ترکاری۔ اور دوائین۔ گھی نمک ہلدی۔ ایندہن۔ اور سب قسم کی خوشبودار اشیا تانبے پیتل کے برتن چرمی
سامان۔ گھانس لکڑی اور کل اقسام کا سوتی اور اونی کپڑا وغیرہ کا محاصل یا زکوٰۃ آئندہ نہ لیجائیگی مگر ملکی مصلحت سے یہہ سات چیزین معافی کر
مستثنیٰ رکھی گئی ہین۔ گھوڑا۔ ہاتھی۔ اونٹ۔ بکری بھیڑ۔ تنبا کو ہر قسم کا ریشمی کپڑا ان چیزون سے محاصل یا زکوٰۃ وصول کیجائیگی۔ فی زماننا
فضل الٰہی سے دبدبہ سلطنت نے تمام ممالک محروسہ مین وہ سکہ بٹھا دیا ہے کہ کسی متنفس کو مجال عدول حکمی باقی نہین رہی ہماری عدالت اور
انصاف پروری کی روشنی نے سواد اعظم ہندوستان کو منور کر رکھا ہے اور ہم بھی ہمیشہ اسی نعمت عظمیٰ کے جناب باری مین شکر گذار رہینگے
لهذا حکم فرمایا جاتا ہے کہ فرزندان کامگار و امرائے نامدار اور ناظمان صوبہ جات حاکمان شہر و قصبہ جاگیرداران پرگنہ و عاملان محالات
خالصہ شریفہ و زمینداران باج گذار و حاکمان ضلع و کارپردازان محکمہ اداری و نگہبانان گذرگاہ بری و بحری وغیرہ منتسبان سلطنت کلہم
اجمعین مضمون فرمان والا کو گوش ہوش سے سنکر خبردار رہین کہ آیندہ معاف شدہ اشیا کا محاصل یا زکوٰۃ کسی جگہ نہ لی جائے بلکہ احتیاط رکھا
جائے تا منتسبان سلطنت سے کوئی متنفس کسی غریب یا مسافر کو ڈرا دھمکا کر جابرانہ کارروائی نکرے ورنہ معتوب درگاہ ہونیکے علاوہ

.

مستوجب عذاب ہوگا۔

خان اعظم کے زمانہ حکومت مین اکثر پرگنون کے دیسائی اور مقدم مع رعایا حضور مین نالش کرنے لگے کہ جس زمانہ سے صوبہ گجرات خصوصاً شاہنشاہی کے سایہ عاطفت مین لیا گیا بعوض فارغ البالی خرابیان ہونے لگین جاگیردار تو جاگیردار مگر خود نائب صوبہ کے تحصیلدار آنکھین بند کرکے سارے ابواب محاصل سمیٹ کر لیجاتے ہین۔ ادہر کی یہہ کیفیت اور ادہر سے راجپوت کولی اور مسلمان جنکے قبضہ مین اکثر دولتمند موضع کے موضع کسی زمانہ سے چلے آتے ہین ہماری کاشتکاری کو حالت تباری مین تباہ و برباد کئے دیتے ہین۔ اس سے رعایا کی خرابی اور سرکاری محاصل کی بربادی ہوا کرتی ہے حضور سے کا حکم ہوا کہ دیوان صوبہ اس امر کا انتظام کرے کہ ہر پرگنہ کے دیسائی اور مقدمونکی معرفت تمام ضلع کی جمعبندی خواہ محالات خالصہ ہون یا جاگیردار ونکی جاگیرین سب کے لئے ایک ہی قسم کا انتظام کر دیا جائے چنانچہ حاصل مزروعات سے نصف حصہ حق سرکار اور آدہا کاشتکار کو ملا کرے اور صیغہ مقدمی کے فیصدی پانچ روپیہ مقدمون کو ملا کرین اس سے زیادہ کسیکو لینے کا مجاز نہوگا اور کولی۔ راجپوت وغیرہ کے پاس جسقدر زمین ہو از انجملہ چہارم حصہ کی زمین الگ کرکے لگان معاف کر دیا جاتے تا بار دیگر فساد کرنیکا موقع نہ ملے بلکہ کولی وغیرہ سے تناسب معتبر شخص کو لیا جائے۔ اور چہوٹے بڑے زمیندارون کو تاکید کر دیجائے کہ نوکری والے گہوڑون کو داغ دلوا دلا کر تیار رکہین ہر وقت ضرورت حسب الطلب ناظم صوبہ سرکاری ملازمت بجالانے کو حاضر ہو جائین بعض اوقات زمین فروخت ہوا کرتی ہے اور سکو بیچان کہتے ہین زمین کا نصف محصول معین شدہ بیچنے والے سے وصول کیا جائے حسب الحکم حضور سارے صوبہ کا انتظام ہو گیا اور روز بروز آبادی ترقی ہونے لگی۔ ناظرین کو یاد ہوگا کہ اس کتاب کا دار و مدار صوبہ گجرات کی بربادی اور خرابیون پر رکھا گیا ہے اور ہر موقعہ اور محل پر اسی کا اشارہ ابھی ہوتا رہا ہے۔ یہہ بہی از انجملہ ایک جملہ معترضہ مناسب مقام معلوم ہوا چند سطرین لکہی گئیں آپ جانتے ہون کے کہ ملک کی خرابی حاکم کی غفلت اور بدنظمی سے ہوا کرتی ہے گجرات مین جسقدر فساد برپا ہوئے اوسکا سارا دار و مدار ناظمان صوبہ کی غفلت اور کم توجہی پر رکھا گیا ہے۔ کسی زمانہ مین بہی گجرات تہا جو ہر طرف سے انتظام کی ٹہنڈی ٹہنڈی ہوا چل رہی تہی یہنے والونکی دلکی امنگین روز بروز بڑہتی جاتی تہین۔ غریب سے غریب نے اپنی بساط کی موافق کوئی ایسا کام ضرور کیا کہ جس سے چند مدت اوسکی یادگار زمانہ مین باقی رہی آپ دیکھتے ہین کہ ہر جگہ ایک ایک مسجد یا مقبرہ سنگین عمارت کا بنا ہوا موجود ہے۔ اور فی زمانہ وہی صوبہ ہے جسکو کولی اور سرکش راجپوت باغیان فسادی نے لوٹ لوٹ کر خالی کر دیا نہ اب وہ دولت رہی نہ وہ جاہ و حشم۔ فقط نام ہی نام باقی رہگیا۔

اگلے زمانہ مین کولی اور راجپوت کی عملداری تمام صوبہ مین پہیلی ہوئی تہی چہوٹے چہوٹے راجہ اور زمیندار اپنے علاقون کے حاکم بالاستقلال تہے ظلمت کفر سے سارا گجرات بہرا پڑا تہا جب پروردگار عالم کو منظور ہوا کہ کفرستان کو اسلام آباد بنا دیا جائے۔ دہلی سے اہل اسلام آگئے اور رفتہ رفتہ ظلمت کفر دور ہوتی گئی خصوصاً سلاطین گجرات نے کس شد و مد سے حکومت کے ڈنکے بجا دئے اور گجرات سے کفرستان کا کان پکڑ کر نکال دیا بتخانونکی جگہ صمد خانے آباد ہوئے بعوض ناقوس اللہ اکبر کی صدائین بلند ہوئین۔ ساری اقوام مین سب سے زیادہ سرکش قوم راجپوت اور کولی شمار کئے جاتے تہے اونکے نزدیک حاکم کی کچھ قدر نہتی مگر شاہان اسلام کے رعب داب نے اکثرونکو مشرف با اسلام کیا چنانچہ گجرات کے اکثر مسلمان اوسی اقوام متعارفہ سے منشعب ہین۔ مثلاً چوہان۔ ڈوڈیا۔ پرمار وغیرہ وغیرہ اور بعض کولی اور راجپوت بحالت خود سند ورہے مجبور ہوکر سرکاری ملازمت مین نام لکہوا کر نوکر ہو گئے ہر ایک کو علے قدر لیاقت ملازمت سپرد ہوتی زمین مزروعہ کی نسبت مالگذاری دینے لگے علاوہ اسکے جسقدر موضع یا گاؤنکی کچھ زمین اونکے پاس تہی اسکا چہارم حصہ جسکو بانٹا کہتے ہین اونکے لئے چہوڑ دیا گیا باقی سے تین حصے جسکو

تلپد گھٹنے مین اسپر سرکاری لگان لگا یا گیا اور بڑے بڑے زمیندار جنکے قبضہ مین پرگنے کے پرگنے رہا کرتے تھے شاہی لشکر مین ملازم ہوگئے اور بقدر استطاعت ملک سوار اور پیادہ کی جمعیت سے نوکری کرنے لگے وہی پرگنے بعوض خدمت مشروط الخدمت قرار دئے گئے اور ایک مانہ تک کولی اور راجپوت جنکا بانٹہ اکثر دیہات مین ۔ تھا اوسکے سہارے دیہات کی نگہداشتی کرتے رہے ایام فصل مین جاگیرداروں کو بطریق سلامی کچھ دیا کرتے تھے رفتہ رفتہ جب وٹیون سے پیٹ بھرنے لگا اور فی الجملہ ہاتھہ پیر مین کسیقدر قوت بھی پیدا ہوگئی نچلے بیٹھنا پسند نہ آیا - اول اول قریب جوار کے مواضعات پر حملے شروع کئے یعنی دن دہاڑے ڈاکہ مارکر مویشی جبراً چھین لانے لگے جب اس امر کی سرکار سے بازپرسی نہوئی - دلیر ہوکر قدم آگے بڑہایا دور دراز تک کے دیہات نہ بچے اور جب کسی کسان نے مقابلہ کیا تو بیچارہ پٹیا جاتا تھا غریب رعایا عاجز آگئی تھی آخر الامر بعض دیہات کے مقدمون نے بحالت مجبوری حسب حیثیت کسی موضع کا نقد روپیہ اور کسی موضع کی زمین قابل زراعت اونکے نام معین کرکے سر سے بلا ٹالی اوسی زمانہ سے اسکا نام گراس یا ڈول مشہور ہوگیا رفتہ رفتہ حاکموں کی کم توجہی اور ناظمون کی بدنظمی سے اسنے ایسی ترقی پکڑی کہ ساری گجرات مین سکہ بٹھا دیا ملک بھر مین کوئی گاؤن باقی نرہا جسمین کولی - راجپوت اور مسلمان کا گراس نہو ترقی کی یہہ نوبت اور طاقت کی یہہ کیفیت کہ کسی حاکم کے ہلائے بھی نہ ہلا - ان اقوام مین چوری - راہزنی اور سرکشی کچھہ ایسی مخمر ہوگئی تھی کہ کبھی نچلا نہ بیٹھنے دیتی تھی انکا یہہ نیرہ ہوگیا تھا کہ جہان ناظم صوبہ کو نرم دیکھا رعایا پر سختی کے برتاؤ کرنے لگے اسیوجہ سے بعض بعض ناظمون نے بڑی بڑی مواضعات اور پرگنون مین چھوٹے چھوٹے قلعے بنواکر تہانے مقرر کردئے تھے اور ہر تہانے مین سپاہ کا کافی کردہ تعینات تہا اور جبتک یہہ انتظام اور جانچ پرتال کا طریقہ جاری رہا مفسدون کو فساد کرنیکا موقعہ نہ ملا فی زماننا غفلت حکام نے انتظام سابقہ کو تتر بتر کردیا - کولی اور راجپوت اسیکے منتظر تھے فوراً اکھڑ بیٹھے پہلے بعض قلعون کو جلاکر خاک سیاہ کردیا اور بعض تہانون کے آپ قابض ہوگئے - اگرچہ بڑے بڑے زمیندار سرکاری ملازمت مین سرگرم خدمت تھے مگر جب یہہ کیفیت دیکھی ناظم صوبہ کی اطاعت تو درکنار پیشکش دینا بھی موقوف کردیا گویا وہ دفتر ہی گاؤخورد ہوگیا اب یہہ نیرہ رہگیا کہ ناظم صوبہ بانٹہ دارون پر جنھون نے سرکاری تلپد کا قبضہ کرلیا تھا فوج کشی نہ کرے اور کسیقدر خونریزی نہو پیشکش وصول نہین ہوتا جب بانٹہ دارون کی یہہ کیفیت تو ناظم جاگیردار تو نامی صوبہ کے ہلائے نہ ہلتے تھے روپیہ دینا تو بڑی بات تھی رفتہ رفتہ ملک بھر مین بدنظمی ایسی پھیلی کہ کسیکی طاقت نتھی جو بلا بدرقہ کہین شہر کے باہر قدم رکھے اور بدرقہ کرنیوالی قوم بھی کولی اور راجپوت تھی سنہ ۹۹۹ ہجری مین خان اعظم نے چند قذاور ہاتھی اور گجرات کی پیداوار اور نایاب چیزین پیشکش حضور مین بھجوادین -

ہنگامہ آرائے مظفر باغوائے جام زمیندار نوانگر

اس سال کے واقعات مین سلطان مظفر کی ہنگامہ آرائی حیرت خیز واقع ہوئی سورٹھ کے زمیندارون مین نوانگر کا زمیندار جام معزز شمار کیا جاتا تھا خدا جانے ناظم صوبون سے اوسکو کیون پرخاش رہا کرتی تھی اکثر اوقات مخالفانہ کارروائیان کر بیٹھتا - جب خان اعظم بار دگر ناظم صوبہ ہوا جام کو رگ شیطنت نے گدگدا کر آمادہ کردیا اور تو کچھہ نبن پڑا مظفر بیچارا گوشہ گمنامی مین روپوش ہورہا تہا ورغلا کر آمادہ کردیا مظفر بھی اوسکے بہکانے سے خم ٹھوک کر کھڑا تو ہوا مگر فوجی طاقت کی شکایت باقی رہی جام نے ادہر ادہر سے بدمعاشون کو بلا بلاکر اکھٹے کردئے - اور آپ سرغنہ ومقدمۃ الجیش بنکر تیار ہوگیا - دولت خان پسر امین خان غوری حاکم سورٹھ اور راجہ کہنیار زمیندار کچھہ جو با اثر شریک تھے کیا خان اعظم کو بھی ضرور ہوا کہ مظفر کے مقابلہ مین لشکر بھیجے - چھوٹے چھوٹے افسرون کا تذکرہ کیا تھا بڑے نامی گرامی جاگیردار قلیج خان بھائی

اور اسمٰعیل خان کے فرزندوں نے خان اعظم کی رفاقت سے منہ پھیرا انجام کار بجمعیت قلیل محض باعتماد اقبال شاہنشاہی احمد آباد سے
روانہ ہوا جب بیرم گام پہونچا فتح خان پسر امین خان غوری اور جگہ سین زمیندار ہلود اور کرن پرمال موربی والا یہہ تینوں خان اعظم کے شریک
ہوئے خانصاحب نے نورنگخان و سید قاسم اور خواجہ سلیمان بخشی کو آگے روانہ کیا۔ یہہ موربی پہونچکر ٹھر گئے اور نہ جانے کیلئے مظفر کو صلح کا پیغام
دے بیٹھے مظفر کا مقام موربی سے بیس کوس کے فاصلہ پر پڑا ہوا تہا باوجود کثرت تعداد و بدبۂ افواج قاہرہ سے آگے قدم نہ بڑہتا تھا پیغام
سنتے ہی خوف برطرف ہوگیا صلح سے انکار کرکے لڑنیکو تیار ہوگیا جب خان اعظم تشریف لایا یہہ بات سنکر از حد آزردہ ہوا چونکہ وہ
جانتا تہا کہ باوجود کثرت مخالف نفر بیس ہزار سے کچھ زیادہ ہوں گے اور خانصاحب کے دس ہزار سے زیادہ جمعیت نتھی تاہم افواج قاہرہ
کی ہمتیں بڑہی ہوئی تہیں اونکی تجربہ کار نگاہوں میں مقابل کی کچھ قدر نسماتی تھی پیغام صلح نے الٹا اثر پیدا کیا بہر حال لڑائی کی تیاریاں
ہونے لگیں مظفر کا لشکر ایک بلندی پر ٹھرا ہوا تہا اور خان اعظم کا پڑاؤ نشیب میں تہا کہیں فریق کیجانب سے لڑائی کی ابتدا ہوئی تھی کہ
دفعتاً آسمان سے پانی برسنے لگا دو روز تک متصل برستا رہا۔ خان اعظم کے لشکر میں اسباب رسد نہ پہونچا پریشان ہونے لگے۔ انجام کار
خانصاحب کو موقعہ جنگ سے ہٹکر نوانگر کو جو زمیندار جام کے متعلق تہا جانیکی ضرورت ہوئی اسمیں بہی خانصاحب کی کچھ نکچھ تھی ایک تو یہ
کہ لشکر جو پر فاقہ کشی سے بچ جائیگا اور دوسرا مخالفوں کو لامحالہ بلندی سے کہسکر آگے آنیکی ضرورت واقع ہوگی شاہی لشکر نوانگر سے سات
کوس ادہر آیا تہا موقع دیکھکر ٹھر گیا اسباب رسد بہی ہر طرف سے پیٹ بھر کر پیدا ہوگیا شکایت جاتی رہی مظفر بامر مجبوری بلندی سے
اوترکر ادہر آرہا تہا راہ میں اکثر سپاہی مایوس ہو ہوکر پلٹ گئے آدہے سے کچھ زیادہ باقی تھے اونکو ہمراہ لے دریا کنارے فروکش ہوا
دونوں لشکروں میں دریا حایل تہا دوسرے روز صف آرائی ہوکر جنگ شروع ہوئی ابتدا آرحسب قاعدہ جنگ فریقین کے سپاہی داد مردانگی
دینے لگے مظفر کے ساتہ والے راجپوت گہوڑوں سے اوترکر صف بستہ کھڑے ہوگئے اور تیر کمان نیزہ و برچھہ پہنک پہنک کر بعض
تلوار و بعض نے خنجر و کٹار پکڑکر کود پڑے یہہ دیکھکر خان اعظم کی سپاہ نے کچ کچا کر حملہ کردیا گھمسان کی لڑائی ہونے لگے سپاہیوں کی سر اونکی
طرح دہڑ دہڑ برس رہے تھے کبہی ادہر والوں نے دس بیس کو قتل کیا کبہی ادہر کے جانبازوں نے تلواروں سے صفیں کی صفیں الٹ
دیں خانصاحب چیدہ چیدہ بہادروں کا گروہ لئے ہوئے الگ تماشا دیکہہ رہا تہا جنگ مغلوبہ کی کیفیت دیکھکر آپ بہی کود پڑا۔ ہمراول کے
بہائی اور سجا باتہا کرکے دو بیٹے پانسو راجپوت صف شکن کو ہمراہ لیکر شریک ہوگئے پھر تو وہ تلوار چلی کہ اللہ کی پناہ کشتوں کے پشتے لگ گئے
فوج مخالف بے قاعدہ کے علاوہ بہت کام سے تہنبری اکٹہا ہوا تہا ادہر کی بے روش تلوار دیکھکر جمے ہوئے قدم اکھڑ گئے راجپوت اور کولی سر پہ
پاؤں رکھکر بہاگنے لگے مظفر اور جام فوجکی بہاگڑ دیکہہ دیکھکر چلتے ہوئے ساری فوج نکل گئی مگر تا اتیدی نے ساتہ نچہوڑا اور دولت خان غوری
زخمی ہو جوناگڈہ چلا گیا رزم گاہ جب باغیوں سے خالی ہوگیا فوج مظفر کے دو ہزار آدمی تلف شدہ شمار ہوئے غازیان دیندار کے
دو سو آدمیوں نے جام شہادت نوش کیا اور پانسو سپاہیونکی زخم دوزی ہونے لگی نتیجہ ثابت ہوا کہ فلان فریق کے اسقدر مگر کلہم
سات سو گہوڑے جان نثار ہوئے خان اعظم مظفر و منصور نقارۂ شادیانہ بجاتا ہوا جنگگاہ سے لوٹا راہ میں دشمنوں کا مال غنیمت شمار
ہاتہہ لگا ایکروز قیام کرکے نوانگر جانے بار دگر مال و اسباب از قسم زر نقد وغیرہ لشکر منصورہ کو ملا مظفر اور جام متفق ہوکر کسی رن میں روپوش
ہوگئے خانصاحب بہی دہن میں ٹھر رہے کہ اب نہیں تو دور و زبعد ہی باغیوں کا پتا ضرور مل جائیگا نورنگخان اور سید قاسم کچھ فوج لیکر
جوناگڈہ بہیجے اس عرصہ میں دولت خان پسر امین خان غوری نے حالت زخم داری میں انتقال کیا۔ اہالیان قلعہ سلسلہ جنبانی کرکے

طالب امان ہوا چاہتے تھے کہ دفعتاً سلطان مظفر آپہونچا اسکو دیکھکر اہالیان قلعہ کی ہمت بڑھ گئی فوج شاہی محاصرہ کئے ہوئے تھی کہ اس عرصہ مین خان اعظم کی سواری آپہونچی مظفر مایوس ہوکر باہر آیا اور جاتے وقت یہہ شہرت کردی کہ سلطان مظفر بہ نفس نفیس احمد آباد تشریف لیگیا خان اعظم نے بنظر حفظ ما تقدم اپنے لڑکے خورم کو ادہر روانہ کیا اور آپ جوناگڈھ کی فکر مین مصروف ہوا کسی ذریعہ سے یہہ خبر دریافت ہوئی کہ جام زمیندار لشکر کی برابر ہوکر وطن جانیوالا ہے خانصاحب نے مہم جوناگڈھ ملتوی رکھی اور آپ احمد آباد روانہ ہوگئے جاگیرداران جاگیر وہین چلے گئے۔

بار دگر عزم فتح قلعہ جوناگڈھ

خان اعظم کو تسخیر قلعہ جوناگڈھ ولیسی لگی ہوئی تھی کبھی چین سے بیٹھنے نہ دیتی تھی آخر الامر سنہ ہجری مین بڑی تیاری کے ساتھہ روانہ ہوا۔ راہ مین جام کا لڑکا اور جلال خان۔ غازی خان و ملک حسن یہہ چارون نے خانصاحب کی ملازمت حاصل کی بندر گہوکے بندر منگلور بندر سومنات وغیرہ کل سولہ بندر بندون جنگ تسخیر ہوگئی۔ خانصاحب بندر کا ہونی تسخیر کے شگون لیکر آگے بڑہے اور یقین ہوگیا کہ اب جوناگڈھ ضرور تسخیر ہوجاویگا جاتے ہی محاصرہ کیا قلعہ مین خان غوری کے پوتون کے قبضہ مین تھا ہر طرف سے مورچے قایم کئے اور جس راہ سے قلعہ مین رسد وغیرہ اسباب جایا کرتا تھا تو رنگیان کو یقین کیا نہ جانے کس وجہ سے دفعتاً قلعہ مین آگ لگی اسباب قلعہ داری کے علاوہ بہت سا غلہ بھی جلکر خاک سیاہ ہوگیا تاہم قلعہ سے سیر دو سیر ایک منی اور پانچ منی گولے آیا کرتے تھے خان اعظم نے خیال کیا کہ جنگ کا سلسلہ اور مدت ہشت جوانب دیا جائیگا یہہ قلعہ مدتون تک تسخیر نہوگا یہہ سوچکر قلعہ کے مقابلہ جہوٹی سے گدڑہی پر توپین چڑہادین اور اس انداز سے لگائی گئین [illegible] کا گولہ سیدہا قلعہ مین جاگرے یہہ گولہ باری دیکھکر قلعہ والون کے اوسان جاتے رہے لڑائی موقوف کروا کر معاہدہ کر دیا قلعہ بھی تسخیر ہوگیا اور بات بھی بن گئی دوسرے روز امین خان غوری کے پوتے اور دولت خان کے لڑکے پچاس نامی افسرون کو ہمراہ لیکر باہر آئے اور خانصاحب کی ملازمت سے مشرف ہوئے ہر ایک کو علے قدر لیاقت و حوصلہ خلعتین ملین گہوڑے دیے گئے منصب اور جاگیرون سے سرفراز ہوئے شاہی ملازمت کا امتیاز حاصل ہوا۔

سبحان اللہ ملک سورٹھہ بجائے خود ایک سلطنت تہا محض باقبال شاہنشاہی تسخیر ہوگیا پہر تو سورٹھہ کے سارے جاگیرداری داروں نے فرمان برداری اختیار کی مورخ کو لازم ہوا کہ وجہ تسمیہ جوناگڈھ معہ کیفیت سابقہ اسی جگہ ذکر کیا جائے تو خلاف قواعد مورخی نہوگا۔

اسکا نام سنتے ہی اوسکے قدیم ہونیکا شبہ اوٹہہ جاتا ہے اسکی مغربی اور جنوب دریائے شور واقع ہے اور جانب مشرق ضلع جہالاواڑہ (احمد آباد سے بیس کوس فاصلہ ہے) اور شمال کیطرف صوبہ ٹہٹہ ملحق ہے سارے ملک کی زمین سیاہ او سخت اور چکنی کہ ذریسی برسات سے لوگون کو چلنا دشوار ہوجاتا ہے چنانچہ پاؤن رکھا اور پہسلا جنگلی اور میوہ دار درخت کہین دکہائی نہین دیتے جنگل صاف اور شفاف راہ چلنے والا دور سے دکہائی دیتا ہے مگر بعض جگہ جنگل یا پہاڑ ہوتین ہین۔ آم۔ کہرنی۔ املی کے درخت نظر آتے ہین علاوہ اسکے بیوبون کا جنگل کہین کہین پایا جاتا ہے یہہ ملک کچھی گہوڑونکا معدن ہے اس ملک کے باشندے مختلف الاقوام ہین آز انجملہ راجپوت اور کولیونکی کثرت سے آبادی ہے سلف سے انکا شیوہ ڈاکہ زنی مشہور ہے ہمیشہ ہتہیار لگائے تیار رہتے ہین اور گہوڑے بھی کسے کسلئے ہمہ وقت موجود ہتہرہ بازی مین شہرہ آفاق گہوڑون کے چڑہے ایسے کہ بعض بعض موقعہ پر بیرون کہ گہیر سوار ہوکر قزاقی کرتے ہین سرکشی اور نافرمانی اونکی طینت مین مخمر ہے۔ حاکم ضلع کو بدون فوج کشی مالگذاری وصول نہین ہوتی۔ یہہ ملک کئی اضلاع پر منقسم ہے اور ہر ضلعہ کے نام الگ الگ چنانچہ ہالار۔ اور کاٹہیاوار۔ کولوارٹ۔

بابر یاوارث - علاوہ اوسکے کئی بندرگاہین بھی شریک ہین - اور اکثر چھوٹے - بڑے دریا بہہ رہے ہین کئی ملکی نئے اور پرانے آباد ہین - ہنود کی پرستش گاہین - دوارکا - سومنات - شترنجے وغیرہ بڑے بڑے مشہور عالم ہین علاوہ اونکے اور بہت سے مندر ہین جنکی تفصیل کی گنجایش نہین ہے نسبت فصل خریف فصل ربیع کا غلہ زیادہ پیداوار ہے زمین کہاد کی محتاج نہین قوت اوسکی معتدل ہے زمین بالخاصہ نمناک ہے برسات گذر جانے پر گیہون چنا بویا جاتا ہے - بدون حمایت ہمیشہ سرسبز شاداب رہتا ہے چونکہ کثرت شبنم مال ربیع کو سبز و تازہ رکھتی ہے اسیوجہ سے زراعت مراد کو پہونچ جاتی ہے چرند جانورونکی کثرت نہونے سے کشت کاری کو نقصان نہین پہونچتا - کاٹھیا گیہون اسی ملک کا پیداوار ہے - یہہ غلہ اپنی قسم مین نہایت لطیف اور خوشگوار ہوتا ہے یہہ ملک نہایت سیر حاصل - سرکار اسلام نگر اسی ملک مین داخل ہے سلطان احمد آباد نے کئی مرتبہ ملک سورٹھہ کو تسخیر کرنا چاہا مگر ہر مرتبہ ناکامی رہی گر سلطان محمود بیگڑہ نے ۸۷۴ھ ہجری مین راؤ منڈلیک سے لڑ بھڑ کر ایک شہر بنا آباد کیا اور اسکا نام مصطفے آباد رکھا اسکی پوری کیفیت مراۃ سکندری مین مرقوم ہے -

وجہ تسمیہ جوناگڈہ سورٹھہ کے ٹہ ہے اور جہاندیدہ لوگون سے یون دریافت ہوا کہ راجہ منڈلیک جو معاصر سلطان محمود بیگڑہ تہا اسکے اجدادی سلسلہ مین را اننت لیک نامی ایک بڑا راجہ اسی ملک کا حکمران تہا - اہل ہنود کا یہہ مقولہ ہے کہ ایکہزار نو سو برس سورٹھہ کی سلطنت اسی راجہ کی خاندان مین ابا عن جد نسلاً بعد نسلاً چلی آئی تھی - منڈلیک سابق کے زمانہ سلطنت مین قصبہ ونتھلی دار الریاست (راجدہانی) قرار دیا گیا تہا یہہ قصبہ جوناگڈہ سے پانچ کوس فاصلہ پر مغرب رویہ واقع ہے اوسکے اردگرد ہولناک جنگل کی جہاڑی پہیلی ہوئی تھی اوسکی تعریف کسی شاعر نے چند فارسی اشعار مین بیان فرمائی ہے - سے زبس بود است بسیار سے ز اشجار + نمودی روز روشن چون شب تار + شدے بودنا رسک آن بیابان + کہ گم گشتہ دران خورشید تابان - اتفاقاً قصبہ ونتھلی کا رہنے والا لکڑہارا ایکروز اسی جنگل مین گہسا مگر بہزار خرابی و دقت نکلی ڈالین کاٹتا ہوا آگے چلا گیا جاتے جاتے دور سے علامات قلعہ اور دروازہ دکہائی دین یہہ دیکھکر بخوف جان لرزان و ترسان پیچھے پلٹا اور راجہ کے دربار مین جاکر ساری کیفیت من و عن بیان کی راجہ نے جنگل کٹوانیکا حکم فرمایا جہاڑی کٹ کٹا کر رستہ صاف ہوا راجہ خود تشریف لیگیا - دیکہا کہ ایک قلعہ ہے سر بفلک کشیدہ دامن کوہ گرنار مین کسی کاریگر نے پہاڑ کاٹکر بنایا ہوا ہے بلندی اسقدر کہ سطح زمین سے کنگرہ فصیل تک چار یا پانچ تیر پرتاب کا فاصلہ ضرور ہے سر دیوار کنگرے کٹے ہوئے ہین - قلعہ کے تین دروازے ہین ایک مشرقی دوسرا مغربی تیسرا شمالی شمالی دروازہ غربی موجود دروازہ ہین - ہر ایکے نیا پایگاہ ہے قلعہ کے اندر دو کنوے نہایت وسیع ایک کا نام - نیا جونا - اور دوسرا نگوبا وغیرہ اسکے دو باؤلیان ایک اڈی اور دوسری چڑی نام سے مشہور تہین راجہ منڈلیک نے قلعہ والون سے بانیکا نام دریافت کیا کہین پتہ نہ لگا مجبور ہو کر بستی کا نام جوناگڈہ رکھا گیا چنانچہ اصطلاح گجرات مین قدیم کو جونا اور قلعہ کو گڈہ کہتے ہین -

گرفتار ہونا سلطان مظفر عرف نتھو آخری سلطان گجرات کا سعی خان اعظم اور بعد گرفتاری خودکشی کرنا

مہم جوناگڈہ سے فرصت پاکر خان اعظم سلطان مظفر کی جستجو مین ہمہ تن مصروف ہوا کسی مخبر کے ذریعہ سے دریافت ہوا کہ زمیندار ہالار کے یہان مخفی ہو رہا ہے اسی علاقہ مین نجانہ - وارکان عرف جگت ہندو کا متبرک تیرتھ گاہ ہے خانصاحب نے نورنگخان - گوجر خان - نظام الدین احمد اور ہیتے

ع احمد بانی

لڑکے محمد انور کو بتعداد کافی فوج تعین کرکے روانہ کیا مجاہدوں نے جاتے ہی دوارکا کو صدخانہ بنایا اور کئی جوانوں کو حفاظت کیلئے متعین کرکے چاروں افسر زمیندار ہالار کی فراج پرستی کو چلے ادہر اونکے پہنچنے سے پہلے مظفر کو کشتی میں بٹھا کر ایک جزیرہ میں روانہ کیا مظفر شاہ ہنوز بندرگاہ سے چند سے آگے بڑھے تھے کہ مددگاران مظفر سے لڑائی ہونے لگی یہہ دیکھکر مظفر بھی ٹھہر گیا زمیندار ہالار خود موجود تھا مسلمانوں کو راجپوتوں سے ایسی لڑائی پڑی کہ صبح سے شام تک دم لینے کی مہلت نہ تھی باوجودیکہ سمندر کے کنارے والی زمین میں ہر جگہ دلدل زمین پڑی ہوئی تھیں گھوڑوں کا چلنا دشوار تھا مجبوری سے پیادہ ہوگئے اور ایسی تلواریں ماریں کہ راجپوتوں کے دانت کھٹے کر دیئے قریب شام تیغ زنوں نے کافر کا کام کرکے مالک جہنم کے سپرد کیا زمیندار کے مارے جانے سے مظفر نہایت پریشان ہوا اور تو کچھ بن نہ پڑی بھاگ کر سیدھا بارڑا میں زمیندار کچھ کے پاس پہنچ گیا خان اعظم جوناگڑھ میں تشریف رکھتا تھا خبر سنکر اپنے لڑکے عبداللہ کو جانب بارڑہ روانہ کیا۔ راہ میں جام نے لڑکوں سمیت ملاقات کی اور اپنی بہی خواہی ظاہر کرکے معاہدہ کر ڈالا۔ زمیندار کچھ نے وکلا بھیجکر معافی مانگی اور اقرار کیا کہ میرا بھی ایک لڑکا حضور کی خدمت میں حاضر رہیگا مظفر میرے ہاں نہیں آیا خان اعظم کی تجربہ کاری کے سامنے زمیندارانہ کارروائی اور حیلہ سازی کچھ وقعت نہوئی اور یہی جواب دیا گیا کہ سرکاری دولتخواہی تمکو منظور ہے تو مظفر کو جلد حوالہ کردو ورنہ ہماری جستجو سے تمہاری وقعت نہ رہیگی۔ زمیندار بھی سمجھ گیا کہ میرا کوئی حیلہ پیش نہ جاسکیگا بلکہ خاندان جب یہہ بھی کہدیا تھا کہ چند روز تم اپنا علاقہ جام کے سپرد کردو اور فوجی امداد بھی جسقدر ممکن ہو کوتاہی نہ کرو پھر دیکھیں مظفر شاہ بھاگ کر کہاں جاتے ہیں اس آخری فقرہ سے زمیندار کچھ کے ہاتھ پیر پست ہوگئے گھبراکر پیام بھیجا کہ پرگنہ موربی قدیم سے ہمارے متعلق تھا اگر اس خدمت کے صلہ میں وہی پرگنہ مرحمت ہو تو مظفر کو گرفتار کرکے روانہ کر دیا جائیگا۔ خانصاحب نے درخواست منظور فرمائی اور ایک رسالہ جرار فوج ہمراہ منتخب کرکے زمیندار کچھ کے پاس بھجوا دیا اسکی یہہ شکل ہوئی کہ گئے تھے نماز معاف کرانے اولٹے روزے اور گلے پڑے مجبور ہوکر کام کی تدبیر میں مصروف ہوا آخر یہہ صلاح ٹھیری کہ شاہی رسالہ کو مظفر کے پاس بھیجکر یہہ کہا گیا کہ راجہ ہمارا تمہاری ملاقات کو آتا ہے۔ مظفر خوشی خوشی قیامگاہ سے باہر آیا سواروں نے چوطرف سے محاصرہ کرکے گرفتار کر لیا۔ اسکو یہہ خبر نہ تھی کہ زمیندار ہمارا دوستانہ کے پیرایہ میں دشمنی کریگا۔ رسالہ مظفر کو لئے ہوئے راتوں رات خان اعظم کے پاس آنے لگا جب صبح ہوئی راہ میں کسی جگہ ٹھہر کر مظفر نے بیان کیا کہ وقت نماز قریب ہے مجکو قضائے حاجت سے فراغت ہولے تو وضو کرکے دو رکعت نماز پڑھ لوں۔ یہہ بہانہ کرکے ایک درخت کے تلے آیا اور اپنے جامہ یا استرا نکالکر ایسا حلق پر پھیرا کہ سرتن سے جدا ہوگیا جبتک سواروں کو خبر ہو مظفر کشاکش زندگی سے رہائی پاچکا تھا۔ سواران تعینہ مظفر کا لاشہ لئے ہوئے خانصاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے سر مظفر نظام الدین احمد کے ساتھہ بادشاہ کے حضور بھیجدیا گیا یہہ واقعہ سنہ ایکہزار ہجری میں قریب دہرول موضع دہرمیں جو کچھ سے پندرہ کوس ایدہر واقع ہے وقوع میں آیا۔ مظفر کا غیور ثابت ہوا جو زندہ بادشاہ کے سامنے نہ گیا قلعہ جوناگڑہ مسخر ہونے بعد خان اعظم نے دریائے شور کے کنارے تک سارا ملک مفسدوں سے خالی کردیا۔

روانہ ہونا خان اعظم کا بارادہ حج بیت اللہ زادہا اللہ شرفاً و تعظیماً

جوناگڑہ کی فتح اور مظفر کی خودکشی یہہ دونوں خبریں حضور میں برابر پہنچیں شاہی فرمان خان اعظم کی طلبی کا صادر ہوا۔ ایسی فتح کا میسر ہونا باعث ازدیاد مراتب تھا مگر نہ معلوم کس بات سے خانصاحب کو وہم سا پیدا ہوا اور حضور میں حاضر ہونیکو بہانہ تسخیر بندر دیو تجویز کیا گیا۔ سب سے پہلے امرائے بادشاہی مثلاً نورنگخان۔ گوجرخان۔ خواجہ اشرف وغیرہ جو ہمیشہ خانصاحب کی رفاقت سے ایکدم جدا نہوتے تھے سکو

بخوشی جاگیرزن ہہ جانیکی اجازت دیگئی حاکمان بندرگاہوں کو حکم بھیجے گئے کہ آئندہ کوئی سوداگر تمہارے علاقوں سے ہوکر دیو بندر میں جانے
نہ پائے ورنہ مغضوب سرکار سمجھے جاؤ گے اس سے مطلب یہہ کہا گیا تہا کہ جب سوداگروں کی آمد و رفت مسدود ہو جائیگی فرنگی مجبور ہوکر اطاعت کرنے
لگیں گے اور زمیندار مجام بہادر یہہ دونوں سوراشٹر کے زمیندار نہیں شمار کیئے جاتے تھے اونکو تحریر کیا کہ ہم جانتے ہیں کہ سندہ ہوتے ہوئے
حضور میں حاضر ہو یہیں غرض خانصاحب سومنات پٹن میں پہونچے میر عبدالرزاق بخشی اور سید بایزید دیوان کو مقید کیا خانصاحب متوہم ہوگئے تھے
کہ شاید بخشی اور دیوان سے کچھ فساد نہ پیدا ہو بلکہ بنظر حفظ ما تقدم ساری فوج اور افسران فوج سے معاہدہ لیا گیا کہ ہمکو بیت اللہ جانے سے نہ
روکیں اس عرصہ میں دیو کے فرنگیوں کا عہدنامہ بہی آگیا۔

اگرچہ وہ زمانہ دریائی سفر کا نتہا اور ہر طرف سمندر میں طوفان ہو رہا تہا تاہم خان اعظم کو شوق طواف بیت اللہ نے کشاں کشاں بندر بلاول
میں پہونچایا انہیں کا بنایا ہوا الٰہی نامی جہاز موجود تہا متعلقین کو معہ متوسلوں کے متنفل اور لونڈی غلام نوکر چاکر سب کو سمیٹ کر جہاز میں سوار کردیا
علاوہ متوسلوں کے سو سے زیادہ ملازم بہی ہمراہ تھے اسباب و نقدی جو لیجانیکی قابل تہا اوٹھا لیا باقی سکہ مہر میں ٹیکا جبر خان اعظم سوار ہوا ساری
فوج اور افسر موجود تھے ایکطرف نقارے بج رہے تھے کسی طرف قرنا و سرنا پہونکے جاتے تھے عجب سین تہا وقت روانگی بخشی اور دیوان کو قید سے
رہا کردیا بلکہ آپ معذرت کرنے لگا اور سب سے وداع ہوکر روانہ ہوگیا۔

سنہ ١٠٠١ ہجری میں خان اعظم کے یوں چلے جانے کی خبر حضور میں پہونچی بادشاہ بہت افسوس کرنے لگا مگر کیا علاج تہا خانصاحب کے
دو لڑکے حضور میں رہا کرتے تھے بڑے بیٹے شمس الدین حسین کو ایکہزار کا منصب اور دوسرے شادمان نامی کو پانسو کا منصب مرحمت فرمایا۔
گجرات کی صوبہ داری شاہزادہ سلطان مراد کے نام مقرر ہوگئی —

شاہزادہ سلطان مراد کی صوبہ داری اور سورج سنگہ کی نیابت اور سید بایزید کی دیوانی اور خروج کرنا بہادر سلطان مظفر کے بیٹے کا

خان اعظم کے حج کو جانے سے پہلے سلطان مراد بخش کو مہم دکن سپرد ہو چکی تہی اور اب مالوہ میں لشکر فراہم کر رہے تھے سنہ ١٠٠١ ہجری میں شاہی فرمان روانہ
ہوا لکہا گیا تہا کہ صوبہ گجرات تمکو جاگیر دیا جاتا ہے فوراً احمدآباد جاکر لشکر کی تیاری کرو اور وہیں سے بالا بالا گجرات اور سرداران مالوہ کو
ہمراہ لیکر دکن چلے جاؤ یقین ہے تمہاری حسن کارروائی سے مہم دکن فتح ہو رہیگی سنہ ١٠٠٢ ایکہزار و دو ہجری میں خانصاحب حج بیت اللہ و زیارت
روضہ رسول اللہ سے مشرف ہو مع الخیر و العافیت گجرات ہوتے ہوئے حضور میں پہونچے بادشاہزادہ موصوف کو مہم دکن کے امورات سے
احمدآباد آنیکا موقعہ نہ ملا حضور سے سورج سنگہ نائب صوبہ ہوکر احمدآباد آیا ہنوز صوبہ کا پورے طور پر انتظام نکیا گیا تہا کہ دفعتاً بہادر شاہ
نامی پسر مظفر مدعی سلطنت سنہ ١٠٠٣ میں خروج کیا لکہتے ہیں کہ جب سلطان مظفر نے خودکشی کرکے کشاکش ہوس سلطنت سے نجات پائی اوسکی اولاد سے
دو لڑکے اور دو بیٹیاں باقی تہیں لواری زمیندار کے حمایت میں پرورش ہو رہے تھے مظفر کا بڑا لڑکا بہادر نامی کو نسل باپ کے نچلا بیٹھنا پسند
نہ آیا گجرات میں ہر طرف اوباشوں کی کثرت تو تہی ہی بہادر کا مدعی ہوکر خروج کرنیکی خبریں سنکر بہت لوگ جمع ہوگئے یہہ بہی اونکو معلوم تہا کہ
اسوقت احمدآباد کی ساری فوج دکن جا چکی ہے اگر قسمت نے یاوری کی تو فتح ہونا مشکل نہوگا اپنی ارادے پہلے مفصلات میں لوٹ کہسوٹ مچا رکہی

نائب صوبہ راجہ سورج سنگھ کو باغیوں کا تنبیہ کرنا لازم تھا فوج موجودہ ہمراہ لیکر روانہ ہوا۔ جب فریقین کا مقابلہ ہوا صف آرائی ہو کر لڑائی جاری ہوئی ہنوز کسی فریق کے غالب و مغلوب کا امتیاز نہ ہوا تھا کہ دفعتاً باغیوں کی حواس جاتے رہے صفوں سے نکل نکلکر بھاگنے لگے۔ بہادر اگر جو نامی تھا رفیقوں کے ساتھ نکلکر خدا جانے کدھر چلے گئے معلوم ہوا کہ کہیں روپوش ہو رہے راجہ جے' مظفر و منصور داخل احمد آباد ہوئے۔

سلطان بہادر گجراتی کے زمانہ سے قلعہ آسیر یاقوت سلطان کے لڑکے اختیار خان رابع خان اور مرجان کے قبضہ میں ہو گیا تھا ۱۰۰۹ اکبر آباد کے ہجری میں ممالک محروسہ میں داخل ہو گیا ۱۰۰۸ ہجری میں پادشاہزادہ سلطان مراد بخش نے دکن میں انتقال کیا گجرات کی صوبہ داری تیسرے بار خان اعظم کو تفویض ہوئی۔

صوبہ داری گجرات خان اعظم کو تیسری بار سپرد کرنا اور عہدۂ نیابت خان اعظم کے بڑے بیٹے شمس الدین حسین کو اور دیوانی سید بایزید کو اور ناظم صوبہ کی التماس سے عہدۂ نیابت بڑے بیٹے سے تغیر کر کے دوسرے لڑکے شادمان کو سپرد کرنا اور بادشاہ کا انتقال ہونا وغیرہ

شاہزادہ سلطان مراد کے مرگ ناگہانی سے گجرات کی صوبہ داری کیلئے تجویز ہونے لگی مگر خان اعظم کے لگ کا کوئی تجربہ کار اور ہوشیار جہاندیدہ آدمی ریاست میں نظر نہ آیا۔ بادشاہ نے بنظر قدامت ۱۰۰۹ ہجری میں تیسری مرتبہ صوبہ تفویض فرمایا اور خانصاحب کے بڑے بیٹے شمس الدین کو دو ہزار کا ذاتی منصب معین تھا نائب مقرر کیا اور دوسرے لڑکے خورم کو سورٹھ کی فوجداری ملی ۱۰۱۱ ہجری میں سارا ملک گجرات خان اعظم اور اسکی اولاد کی جاگیر میں دیوان اعلے سے تجویز ہو گیا خانصاحب نے عرض کر کے نیابت کا عہدہ شمس الدین حسین سے تبدیل کروا کر دوسرے لڑکے شادمان کے نام مقرر کروالیا منصب ذاتی میں بھی اضافہ ہلکر ایک ہزار سات سو کا معین ہوا اور پانسو سوار کی تنخواہ اضافہ کی گئی۔ عبداللہ کو جو نگاہ کی حراست تفویض فرما کر منصب ہزاری اور سات سو کا مقرر کر دیا پادشاہزادہ نامدار سلطان سلیم کو ہر سال ایک لاکھ روپیہ خزانہ کھمبایت سے بطریق انعام دیوانیکا انتظام کیا گیا ۱۰۱۴ ہجری کی بارہویں جمادی الآخر چہارشنبہ کے روز اکبر بادشاہ نے تخت سلطنت چار دانگ ہندوستان کو خالی کر کے گوشۂ لحد میں آرام فرمایا۔

تخت نشینی حضرت جنت مکانی نور الدین محمد جہانگیر بادشاہ غازی اور صوبہ داری قلیچ خان دیوانی سید بایزید

مرادشاہ دستگیری کرنیسے محمد مرزا باپ کی زندگی میں سلطنت کے تمام جھگڑوں سے بری ہو کر شہر خاندیش میں جا رہا تھا۔ جہانگیر کو باہم شاہزادگی میں تنازعہ کچھ تھے اور اولاد اکبری بھی نہ تھا اسکے ہونے دوسرے کو سلطنت کا حق حاصل تھا اکبر کے مرتے ہی تخت نشین ہو گیا تمیز کی صوبہ داری قلیچ خان کو سپرد ہوئی منصب دو ہزار کا معین تھا شاید کچھ اضافہ کرنا کسی اور وقت پر موقوف رکھا ہو گا ہنوز صوبہ داری کی تعمیل کاروائی نہ ہوئی تھی اور خانصاحب کو احمد آباد آنیکا موقع بھی نہ ملا تھا کہ کسی پولیٹیکل خیال نے گجرات کی صوبہ داری سے محروم رکھکر اسو ملک کی صوبہ داری دلوادی ۔

جہانگیر بادشاہ نے تخت پر بیٹھتے ہی بارہ قلمی سند کیو لر تمام ممالک محروسہ میں جاری کیا۔

پہلا۔ میرے والد بزرگوار کے عہد دولت میں زکوٰۃ میر بحری اور صیغۂ راہداری لیا جاتا تھا ہر سال خزانہ میں بوزن ہند ایکہزار چہ سو من سونا داخل ہوا کرتا تھا جبکا عراقی سولہ ہزار من شمار کیا گیا تھا ہمنے محض بنظر رفاہ عام خلق اللہ کو معاف کر دیا آئندہ کوئی مزاحم نہو۔

بہت نوان آنچنین نام یافت	بدینگونہ نام اندر ایام یافت	کہ ہر کو بہ بخشش بر آورد نام	نکو نام گردد بہر خاص و عام
شنیدم کہ یک سائلے در گذر	تمنائے زر کرد از زال زر	بسائل بداده زر دینار صد	بدو گفت رستم کہ اے پر خرد
کرم کوران در خور نام نیست	کرم داد را در دل آرام نیست	بوقت کرم آنچنان کن کرم	کہ ابر بہاری ببارد درم
کرم داری و خلق از مر ملیست	کسے را کہ ہر دو بود آدمیست	نشانے و نامے بود در جہان	کرم کن چنانت نخواہی نہان
	کرم یادگاریست در روزگار	مکن جہد تا ماند این یادگار	

دوسرا۔ کسی بندۂ خدا کا مال کوئی چور یا ڈاکو چوری کر کے یا جبراً چھین کر لیگیا ہو تو وہ مال اوسی سرزمین کے رہنے والوں سے دلایا جائے۔ اور جس جگہ آبادی نہو خواہ وہ زمین متعلق خالصہ سرکار ہو یا جاگیردار آباد کر دی جائے اور مسافروں کے آرام کیلئے مسجدیں سرائیں کنوئے تالاب وغیرہ تعمیر کرا دیجائیں تا صادر و وارد کو کسی قسم کی تکلیف نہو ہم حکم فرماتے ہیں کہ خالصہ زمین کی آبادی کا خرچہ سرکار کے ذمہ ہوگا اور جاگیردار کے متعلق جاگیردار کو بھگتنا پڑیگا۔

تیسرا۔ راہ میں سوداگروں کے مال کو کہولنے یا دیکھنے کا مجاز نہیں یا جبراً خرید نکیا جائے تاوقتیکہ خود سوداگر فروخت کرنیکی رضامندی نہ ظاہر کرے

چوتہا۔ کوئی شخص فوت ہو جائے اور اوسکے ساتہہ کسی قسم کا سرکاری معاملہ نہو تو وہ مال متوفی کے فرزند و نکو سپرد کیا جائیگا۔ اور درحالت عدم اولاد یا ورثا سارا مال تعمیرات املاک اوقاف میں خرچ کیا جائے چنانچہ کسی جگہ مسجد یا کسی دریا کا پل باندہا جائے خواہ سر راہ کنواں یا باولی بنا دیجائے تا متوفی کی روح کو فائدہ پہونچے۔

پانچواں۔ شراب بری چیز ہے بنانا اور فروخت کرنا سب سے زیادہ بد ہے اسلئے شرابکا بیچنا اور پینا منع کیا جاتا ہے اگرچہ سولہ برس کے سن سے شراب پینے کی مجکو عادت ہوگئی ہے مگر ہے بری چیز۔ دراصل سچی بات تو یہہ ہے کہ جب کبہی ہوا پیدا ایسا اتفاق ہوا کرتا ہے کہ کسی مکان دلکش و فرحت افزا میں ساری باتیں تکلفات کی پائی جاتی ہیں چنانچہ ایکطرف سبزہ زاروں کے چمکتے اور دوسری طرف یار لوگوں با مذاق صحبت ہو تو خواہی نخواہی نشہ کرنیکو جی چاہتا ہے اور نشہ کی متعدد اقسام ہیں۔ افیون کو دیکھئے تو اوسمیں ایک قسم کا ہلکا ہلکا نشہ ہوتا ہے انسان کو کاہل بنانیکے علاوہ اذیت اور سردمی سے کہیوتا ہے بہنگ افیون کی بنسبت طبیعت کو گرفتگی ہوکر تشنج پیدا کر دیتی ہے اور بالحاظ اشتہائے کاذب لا ابوالی ہو جاتی ہے اب ہاگا نجا تو وہ افیون کا بھتیجا ان سب میں اگر نشہ کرنا چاہے تو شراب سے بڑہکر کسی میں یہ بات نہیں کہ طبیعت کو فرحناک اور ایک قسم کی کیفیت پیدا کرتی ہے ؎ خیز در کاسہ زر آب طربناک انداز۔ پیشتر ازان دم کہ شود کاسہ سر خاک انداز یارب آن زاہد خود بین کہ بجز عیب ندید۔ دود آہیش کہ در آئینہ ادراک انداز۔ اگرچہ میں شرابکا عادی ہوگیا مگر کثرت شرابخواری سے میری یہہ نوبت ہوگئی کہ ہر روز بیس پیالے پینے لگا ایک پیالہ میں آدہ سیر سے کم نہوگی۔ آٹھ پیالوں کی شراب عراقی تول سے ایک من ہوگی اور کبھی کسی موقع پر بیس سے بہی زیادہ ہو جاتے تھے آخر یہ نوبت ہوئی کہ شراب ہی کا ہو رہا دن بھر اسیکا شغل رہا کرتا تہا ایک ساعت نہ پینے سے ہاتہوں میں لعترش پیدا ہونے لگی تہی اور بیٹہنا سخت دشوار ہو گیا تھا جب یہہ نوبت ہوئی تو ایک روز خیال آیا کہ اگر اسیطرح

فراوانی رہی تو پھر کسی کا نہ رہیگا آخرکار کم کرتے کرتے چھہ مہینے مین پانچ پیالے رہ گئے مگر بعض اوقات ایک دو پیالے اضافہ ہو جاتی تھے
وہ بھی دن بھر تو نہین مگر پچھلے دو گھڑی دن سے دور شروع ہوتا۔ فی زمانا سلطنت کے بعض امورات کا خیال رکھنا اور انتظام کرنا ضروری تھا
ذرا پینا بالکل ترک کر دیا بعد نماز عشا کے تمام امورات سے فراغت کرکے پینے کی عادت ڈالی گئی ہے چونکہ کہانا کہا نیکا بھی وہی معمول رکھا گیا ہے
اور اب میری طبیعت بھی اس سے زیادہ قبول نہین کرتی پانچ پیالے اس غرض سے پیتے جاتے ہین کہ کہانا اچھی طرح سے ہضم ہو جاے اور طبیعت
مین کسی قسم کی کوفت یا ماندگی نہ معلوم ہو۔ انسان کی زندگی کا دار و مدار اکل و شرب پر موقوف ہے نظر بران ایک ہی وقت کہانے پینے کا عادی
ہوگیا ہون۔ ہر چند چاہتا ہون کہ شراب بالکل چہوڑ دون مگر اضمحلال طبیعت سے مجبور ہون ہان میرے دل مین یہہ بات ٹہن گئی ہے اور خدا تعالیٰ سے
امید قوی ہے کہ مجکو توبۃ النصوح کی توفیق عطا فرماوے تو کچھہ ترک کرنا بڑی بات نہین۔ میرے جد بزرگوار نے پچاس برس کے سن سے توبۃ النصوح
کرکے ساری باتین چہوڑ دین اور یہہ سچی بات ہے کہ جس کام سے پروردگار عالم کی ناراضمندی پائی جاتی ہے اوسکا ترک کرنا اولیٰ ہے
اور اسی باتون سے موجب شرمساری پایا جاتا ہے اگر بنظر انصاف ملاحظہ کیا جائے تو میرے جد بزرگوار نے شراب کی برائیان صراحت سے
بیان فرمائی ہین اسلیے مجکو خواہی نخواہی شراب پینے سے نفرت ہوگئی ہے۔

چھٹا۔ ہمارے لشکر کا کوئی افسر یا سپاہی وغیرہ ملازم سرکاری بدون اجازت کسی رعایا کے گھر مین فروکش نہو کرایہ کا مکان لیکر رہے اور کہیں جگہ مکان
نہ ملے تو بستی کے باہر خیمہ استادہ کرے یہہ کون انصاف ہے کہ غریب آدمی نے بال بچون کی بسر کی کیلیے مختصر سا مکان بنا لیا ہو اسمین سرکاری
ملازم جبراً گھسکر عمدہ سے عمدہ جگہ اپنے لیے پسند کرین اور وہ بیچارہ بال بچون سمیت ادہر ادہر پڑا پھرتا رہے رعایا کے گھر کبھی تو اس قابل نہون گے
کہ جسمین متعدد کمرے یا کوٹھریان بنائی گئی ہون لہذا تاکید کیجاتی ہے کہ آیندہ کوئی اس امر کا مرتکب نہو ورنہ مستوجب سزا سمجھا جاویگا۔

ساتوان۔ کسی جرم سے مجرم کے ناک کان نہ کاٹے جائین اور اگر چوری کی ہے تو سزا ایسے موت بہتر ہوگی علاوہ دزدی اور گناہون کی
سزا خار دار چرخ کی تجویز کیجائے یا قرآن مجید کی قسم سے ڈرایا جائے۔

آٹھوان۔ تحصیلدار یا جاگیردار کسی کاشتکار کی زمین جبراً چہین کر آپ مالک نبجائین۔ ہر جاگیردار کو اپنے پرگنہ کی حکومت کا استحقاق حاصل ہے
کسی پرگنہ سے بہ ضرورت مزدور یا بیل جبراً نہ منگوائے جائین اور اپنے متعلق پرگنے کی آسامیون کو غیر پرگنہ مین زراعت کرنیکا اختیار نہ دیا
جائے چونکہ اس سے نقصان متصور ہوگا۔

نوان۔ کسی شخص نے تنگ ہوکر افیون کہا خودکشی کی ہو تو اوسکے خون کا معاوضہ اوسکے ساتہہ کے رہنے والون سے نہ لیا جاویگا۔

دسوان۔ بڑے بڑے شہرون مین دارالشفا کہولے جائین طبیب وغیرہ ملازمون کا خرچہ ہماری سرکار خالصہ سے دیا جائیگا ساکنین کے علاوہ
مسافرون کا معالجہ نیک نیتی سے کیا جائے۔ و بعد حصول صحت زاد راہ دلوا کر وطن پہونچانیکا انتظام ہمیشہ جاری رہے۔

گیارہوان۔ میرے والد بزرگوار مرحوم نے تخمیناً پندرہ برس سے یا کچھہ زیادہ زمانہ گذرا ہوگا روز یکشنبہ کو جو ابتداے آفرینش عالم کا دن ہے
ذبیحت ذی روح متروک کر دی گئی تھی اور آپ بھی گوشت تناول نفرماتے تھے مین بھی اوسی رسم کو زندہ رکھتا ہون ہفتہ مین ایکروز اور بڑھا
دیتا ہون پنجشنبہ میری ولادت کا دن ہے یہہ دونون ذی روح ذبح نکیا جائے علاوہ اسکے سال بہر مین ایکدن اور جو میری ولادت کی
تاریخ اٹھارہ ربیع الاول ہے اوسروز بھی کوئی ذی روح ذبح نکیا جائے۔

بارہوان۔ مین حکم کرتا ہون کہ میرے والد بزرگوار کے ساتھ ملازم حیثیت خود بحال بدستور قرار رکھے جائین منصب یا جاگیر جن لوگون کا

نہوگا بلکہ حسب لیاقت اضافہ پانیکا مستحق سمجہا جایگا چنانچہ دس کے بارہ اور پندرہ کے بیس اور بیس کے تیس وغیرہ اضافہ دیا جایگا۔ اور اسیطرح بعض بعض کو اضافہ بھی دیا گیا۔

صوبہ داری سید مرتضیٰ خان بخاری و دیوانی سید بایزید

سادات بخاری کا دستور تھا کہ سجادہ نشین خواہ قطبیہ ہو یا شاہیہ تخت نشینی کی یا کسی اور تقریب پر دار السلطنت تشریف لیجاتے رخصت زر نقد اور جاگیریں سرکار شاہی سے ملا کرتی تہیں جب جہانگیر شاہ تخت نشین ہوئے سید مرتضیٰ بخاری صاحب مبارکبادی کو ۱۰۱۵ ہجری میں تشریف لیگئے آپکے پاس ایک ہی پارہ لعل کی انگشتری موجود تھی جہانگیر شاہ کی نذر گذرانی بادشاہ دیکہکر بہت خوش ہوا چونکہ انگشتری ایک عجیب چیز نہایت خوشرنگ تھی آب و تاب میں بے مثل وزن جو دیکہو ایک مثقال اور پندرہ رتی تھا کسی کاریگر نے ایک پارہ لعل بدخشی کی تراشکر عجیب صنعت سے بنائی تھی بادشاہ نے اوسکے صلہ میں گجرات کی صوبہ داری سید صاحب کو مرحمت فرمائی۔ اقبال نامہ میں لکہا ہے کہ جب صوبہ داری کا فرمان لکہا گیا ۱۰۱۶ ہجری میں ملا زین الدین تبریزی کی تالیف کی ہوئی تفسیر مرتضوی کی پہلی جلد سید صاحب کے حضور میں پیش کی یہہ بھی ایک خبر قابل قدر تھی۔ احمد آباد کے محلہ بخارا میں بڑی بڑی عمارتیں انہیں سید صاحب کی تعمیر کی ہوئی تہیں فی زمانا اونکی اکثر علامتیں پائی جاتی ہیں علاوہ اونکے قصبہ کڑی کی قدیم گڑہی جسمیں فوجدار رہا کرتا تھا خراب و برباد ہوچلا تہا سید صاحب نے ازسرنو قلعہ ترمیم کردیا یہہ آپکی نشانی اب تک موجود ہے سید صاحب کو صوبہ داری تو ملی مگر آپکے بہائیوں کی بدمعاشیوں نے اہالیان گجرات کو فریاد کرنے پر مجبور کیا اور اسی سے صوبہ کا انتظام بھی آپسے نہوسکا انجام کار سرکشوں نے ہر طرف مضافات میں لوٹ کہسوٹ مچا رکہی دار السلطنت سے انتظام کیلئے رائے گوپی ناتہہ پسر راجہ ٹوڈرمل بہیجا گیا اوسکے ساتہہ اکثر امرائے حضوری مثلا راجہ سور وغیرہ شریک تہے رائے گوپی ناتہہ مالوہ ہوتا ہوا سورت آیا۔ زمیندار پیشکش دینے میں مسامحت کرتے تہے سب کے کان پکڑ پکڑ کر حاضر کیا اور انتظام ایسا کردیا گیا کہ بار دیگر شکایت نہ رہی۔ زمیندار سپلیا رستی کلیان بارید بڑودہ کے نواح میں فساد کررہا تھا رائے گوپی ناتہہ نے آتے ہی گرفتار کرلیا زمیندار مانڈوہ کی برابر خبریں آرہی تہیں کہ اکثر چہوٹے چہوٹے زمیندار اور کولیوں کا جم غفیر فراہم کرکے آمادہ ہورہا ہے رائے جی اوہر پہونچے فریقین کا مقابلہ ہوا ہر چند جانبازوں نے کوئی بات اوٹہا نہ رکہی مگر کولیوں کی کثرت سے بہت سے جانباز کام آئے اور راجہ سور سنگہ کے ساتہہ والے راجپوت کا بڑا حصہ قتل ہوگیا۔ شاہی لشکر بہی تلف ہوگیا چنانچہ وقت ہزیمت راجہ سور سنگہ کے نقارے جنگاہ سے اوٹہانیکا موقع نہ ملا وہیں پڑے رہے چنانچہ اب تک وہیں موجود ہیں۔ رائے گوپی ناتہہ لشکر کی ابتری دیکہکر احمد آباد چلا آیا چند روز توقف کرکے لشکر فراہم کیا اور بڑی تیاری کے ساتہہ روانہ ہوا مانڈوہ پہونچکر لڑائی شروع کی اگرچہ اسوقت بہی کولیوں نے جانفشانی کا کوئی دقیقہ باقی نہ رکہا تہا اور کئی مرتبہ کہیچ کہچا کرچلے گئے مگر جانبازوں کا گروہ سد سکندر ہوگیا تہا اونکے ہلائے نہ ہلا آخر یہہ نوبت ہوئی کہ زمیندار گرفتار ہوگیا۔ رائے گوپی ناتہہ مظفر و منصور احمد آباد ہوتا ہوا پٹن پہونچا کولیان کانکریج کا سرگروہ باغی ہوگیا تہا جب خاطر خواہ سرکوبی کیگئی گرفتار ہوگیا رائے گوپی ناتہہ قیدیوں کو لئے ہوئے حضور میں پہونچے زمینداروں کو مصلحتاً قلعہ گوالیار میں مقید کیا۔ چند دن نگذرے تہے زمیندار گہبرا اوٹہے۔ سالانہ پیشکش کا روپیہ نقد وصول لیا گیا اور آیندہ کے لیے ضمانت لکہوا کر چہوڑ دئے گئے۔

صوبہ داری خان اعظم مرزا عزیز کوکلتاش اور نیابت جہانگیر قلیخان و دیوانی غیاث الدین

سید مرتضیٰ خان بخاری سے صوبہ کا انتظام خاطر خواہ نہوا آپ کو تبدیل کر کے خان اعظم مرزا عزیز کوکلتاش کو صوبہ داری سپرد ہوئی مگر شرط یہ رکھی گئی کہ خانصاحب بذاتہ دار الخلافہ میں حاضر رہیں اور آپکا لڑکا جہانگیر قلیخان بعہدۂ نیابت صوبہ کا انتظام کرے اور دیوانی صوبہ سید بایزید سے بدلکر غیاث الدین کے سپرد ہوئی ۱۰۱۸ھ ہجری میں دکن سے ملک عنبر مدار المہام نظام شاہ حاکم دولت آباد پچاس ہزار کی جمعیت سے نواحی گجرات میں وارد ہوا اس سے آگے قدم رکھنے کی ہمت نہ پڑی مضافات سرکار سورت و اضلاع بڑودہ میں سے لوٹ کھسوٹ کر کے چلا گیا۔ جب حضور میں اطلاع ہوئی ایک فرمان بنام ناظم صوبہ و ارکان صوبہ صادر ہوا لکھا تھا کہ خود ناظم صوبہ و امرایان و جاگیرداران صوبہ حسب تفصیل پچیس ہزار کی جمعیت سے سورت علاقہ میں رام نگر کے سرراہ نگہبانی کرتے رہیں تا بار دگر غنیم کو یورش کرنیکا موقعہ نہ دیا جائے۔ ناظم صوبہ چار ہزار سوار۔ امرایان صوبہ پانچہزار۔ زمیندار سالیر تین ہزار رام نگر والا ایکہزار۔ زمیندار نوانگر دو ہزار۔ زمیندار بانسیج دو ہزار۔ زمیندار راج پیپلہ ایکہزار۔ زمیندار ایڈر۔ زمیندار ڈونگرپور بیسر راجہ کچھ ڈھائی ہزار۔ زمیندار ایلے۔ زمیندار دہان ساڑھے تین سو۔ بدین تفصیل پچیس ہزار سوار رام نگر کے آزو بازو چار برس تک گشت لگاتے رہے اسی عرصہ میں نہ دکن سے کبھی خبر آتی ہوئی اور طرف سے کسیکا ہیاؤ پڑا۔

صوبہ داری عبد اللہ خان فیروز جنگ بہادر اور دیوانی غیاث الدین

بادشاہ کو تخت پر بیٹھتے ہی دکن کا سین نظر میں پھر گیا اگرچہ ہر کام اوسکے وقت اور اسباب پر منحصر رکھا گیا ہے کسی وقت عبد اللہ خان بہادر فیروز جنگ کا سامنا ہوتے ہی دکن کا خیال آیا خان اعظم سے صوبہ داری گجرات تبدیل فرما کر خان بہادر کو سپرد ہوئی اسلیئے کہ جبتک حکومت گجرات نہوگی مہم دکن کی کامیابی ممکن نہیں عبد اللہ خان چھ ہزار سوار کے افسر و چھ ہزار کے منصب و ارتفع ۱۰۲۰ھ ایکہزار بیس ہجری کے آخر سال میں۔ مہم دکن کی تیاریاں ہونے لگیں دار السلطنت سے جسقدر لشکر اور امرا تعینات ہوئے اونکے اخراجات کیلیئے مبلغ چار لاکھ روپے مرحمت ہوئے اور تاکید ہوگئی کہ فوج جرار کو بانتظام شایستہ بکمال شان تحریک ہوتے ہوئے دکن پہنچیں۔ رام داس کچھواہہ اکبری ملازموں میں معتبر سمجھا جاتا تہا بادشاہ نے راجہ کا خطاب مرحمت فرما کر خلعت سے مخلع کیا اور علم نقارہ گھوڑا۔ ہاتھی عرض ہر چیز سے ممتاز کر کے خان بہادر ساتھ روانہ کیا۔ وہ چار لاکھ روپے تیاری لشکر کے دیئے گئے تھے جب ساری فوج مستعد ہو کر جانے لگی مبلغ پانچ لاکھ روپیہ فوج کی زاد راہ کیلئے روپیہ بارہ ابن خواجہ شیخ انبیاء کی تحویل میں سپرد کر کے لشکر کے ہمراہ روانہ کیا۔ بعد جانے لشکر کے ایک دستور العمل کا محروسہ میں بہیجا گیا اوسکی ایک نقل درج کتاب کیجاتی ہے۔

نقل فرمان دستور العمل

ہمارے حضور میں عرض کیا گیا کہ بعض امرائے سرحدی سے اکثر امورات ایسے سرزد ہوا کرتے ہیں کہ باعث دافعہ ہوتے ہیں لہذا فرمان قضا جریان اطلاع دیجاتی ہے کہ جو کام مخصوص بادشاہوں کے لیئے منتخب کیئے گئے ہوں اوس سے احتراز کریں۔

جہرکہ میں نہ بیٹھیں یہ جائے نشست بادشاہوں کے لیئے معین ہے۔ بادشاہی ملازموں سے چوکی پہرہ نہ لیا جائے۔ وقت جنگ بذات خود ہاتھی

نہ سوار ہوں - گنہگاروں کو ایسی سزائیں نہ دیجائیں جو کوئی عضو ناقص ہو جائے مثلاً کان ناک - آنکھیں - منہ پاؤں وغیرہ کا کاٹ دینا - اپنے
نوکروں کو خطابات ممتاز نہ کریں - اور آپ سبب اور ہونے نقارہ نہ بجایا جائے - بادشاہی ملازموں کو خواہ خوانگی نوکروں کو گھوڑا یا ہاتھی مرحمت
کیا جائے تو سوار کرا کر گھوڑے کی باگ اور ہاتھی کی کجک اوسکے کندھے پر نہ رکھی جائے - سرکاری نوکروں کو سواری کے آگے آگے دوڑا و بن نہ
سرکاری خانگی نوکروں کے حکم احکام لکھے جائیں اونپر مُہرین نہوں -

غرض خان بہادر بڑی تیاری کے ساتھ ۱۰۲۱ھ ہجری میں دکن تشریف لیگئے تھے مگر آپ سے کچھ بھی بن پڑی بیچارے اپنا سا مُنہ لیکر احمد آباد
چلے آتے حسب ۱۰۲۵ھ ہجری میں بادشاہزادہ شاہجہان بہادر مہم دکن کیلئے مامور ہوئے خان بہادر خیالات مٹانیکو تعینات کر دئے گئے تھے اللہ کو شا
کی بات رکھنی منظور تھی حسب مراد کامیابی حاصل ہوئی خان بہادر فیروز جنگ خوشی خوشی شاہزادہ کے ساتھ حضور میں پہونچے خان بہادر کے زمانہ حکومت میں
عارف باللہ میان خوب اللہ نے رحلت فرمائی کسی صاحب نے آپکی تاریخ وفات بھی کیا خوب لکھی ہے - خوب تھے (۱۰۲۳) - آپکا مزار شریف شہر میں متصل درو
خار و واقع ہے - آپکو کون نہیں جانتا مزار کے مشرق رویہ آپہی کے نام کی مسجد سنگین ابتک آباد ہے

صوبہ داری مقرب خان پسر شیخ بہنا و دیوانی محمد صفی

مقرب خان امرائے حضوری میں پانچہزار کا منصب رکھتا عبداللہ خان بہادر فیروز جنگ سے تغیر کر کے گجرات کی صوبہ داری مرحمت ہوئی
یہ صوبہ نہایت وسیع اور مفسدوں کا مخزن تھا مقرب خان کی کارروائیوں سے انتظام قابل قدر نہوا یہ صوبہ کا انتظام یا تو خان اعظم یا خانخانان ہی خود
کرتے رہے بادشاہ نے مجبور ہو کر شاہزادہ (خرم) ملقب شاہجہان کے سر پر تھوپا عہدہ دیوانی محمد صفی کو سپرد ہوا

بادشاہ کا سیر گجرات کو تشریف لانا اور شکار کرنا مہیونکا نواحی دوحد میں اور عفونت ہوا سے مزاج مقدس جہانگیر کا بدمزہ ہونا اور صوبہ گجرات بادشاہزادہ شاہجہان کو تفویض فرمانا اور رفتن مراجعت مقام دوحد شاہزادہ موصوف کے مکان میں وارث سلطنت یعنی بادشاہزادہ سلطان محمد اورنگ زیب کا تولد ہونا وغیرہ کیفیت

بادشاہ کو کئی مدت سے اشتیاق ملک گجرات و شوق تماشائے شکار فیلان بےچین کر رہا تھا مگر بعض امورات سلطنت کی پیچیدگیاں ایسی پیش
واقع ہوا کرتی تھیں جو ارادہ کو پوری کامیابی نہیں ہوتی تھی آخر الامر ۱۰۲۶ھ کے آخر سال میں جہانگیر شاہ آنکھیں بند کر کے نکل کھڑے ہوئے - بادشا
شاہجہان حسب الحکم مانڈو سے رخصت ہو کر راہ میں قدمبوسی سے مشرف ہوا - پہلے پہل واری کھمبایت میں رونق افروز ہوئی - باغ سلطان احمد میں قیا
میسر ہوا - دوسرے روز تماشائے دریا شور کا حکم ہوا اہل کاروں نے ایک چھوٹی کشتی جسکو ڈونگہ کہتے ہیں سمندر کے کنارہ پہ نہایت تکلف سے آرا
کر کے تیار رکھی تھی بادشاہ خود بدولت و اقبال سوار ہو کر سیر کرنے لگا بڑی فرحت حاصل ہوئی نہایت محظوظ ہوا - غرض بارہ روز تک مقام رہا
دریائے شور کے تماشے سے مسرت ہزار ہا تیرہویں روز احمد آباد تشریف لایا اور اسی روز بادشاہزادہ موصوف کو صوبہ داری کا خلعت مرحمت ہو
زمینداروں اور مواشیوں گراسیوں نے کئی مدت سے پیشکش ادا کرنیکا حلقہ گردن سے نکالکر پھینک دیا تھا اور راستی جسے ہر طرف بغاوت کا بازار

بازار گرم تھا۔ بادشاہزادہ موصوف نے ساری فوج کی تین حصے کئے اور ایک ایک حصہ تجربہ کار و آزمائے روزگار افسروں کے سپرد فرما کر ہر ایک کو ایک جانب تعین کیا۔ پس پھر کیا تھا فوج جرار کی خبر سنکر زمینداروں کے حواس جاتے رہے نہ لڑائی ہوئی نہ بھڑائی پیشکش لیکر حاضر ہوئے بعض سرکشوں کی ایسی تنبیہ کر دی گئی کہ ساری عمر کے لئے یادداشت ہو گئی سرداران نامی مظفر و منصور دورہ سے فرصت پاکر حاضر ہوئے۔ امورات صوبہ داری کا کامل انتظام ہو گیا۔

بادشاہ جس اشتیاق سے احمد آباد تشریف لایا اوسکا ضروری اور لازمی نتیجہ جو باعث شگفتگی خاطر تھا نہ حاصل ہوا۔ ایکروز خانقاہ ولایت آئین میاں شاہ وجیہ الدین قدس سرہ میں تشریف لایا لوازم زیارت و نیازمندی ادا کر کے چند روز بعد سرکھیج تشریف لیگیا حضرت قدوۃ المحققین سراج الملت والدین شیخ احمد کھٹو المعروف بہ گنج بخش قدس سرہ کے مزار متبرکہ کی لوازم زیارت و فاتحہ خوانی ادا کی گئیں چونکہ بادشاہ احمد آباد میں رونق افروز ہوا تھا اسی روز سے خیر النسا بیگم بنت خانخانان مصر ہو رہی تھیں کہ میرے والد بزرگوار نے مظفر شاہ گجراتی پر فتح حاصل کرنیکے بعد جنگگاہ میں بنظر یادگار زمانہ ایک باغ نہایت عمدگی سے تعمیر کیا تھا میری آرزو ہے کہ حضور معہ جاہ و حشم و خدم تشریف فرما کر باغ کو شاد ول فرماویں تو یقین سمجھو میری عزت افزائی اس سے بڑھکر اور کیا ہو گی بادشاہ نے بیگم کی التماس منظور فرمائی۔ بیگم کو پہلے سے اس امر کا خیال تھا اور بادشاہ کے آنے سے پیشتر باغ کی درستی اور تیاری میں کاریگر اور صناع لگا دئے تھے اگرچہ موسم خزان نے سارے باغ کو ملبوس قدرتی سے برہنہ کر دیا تھا مگر بیگم کی حسن لیاقت اور سلیقہ کار گذاری نے لوٹے کھسوٹے باغ کو ملبوس و زیور مناسب سے سنوار کر پھر دلہن بنا دیا۔ باغ کی خزان زدہ حالت کی چند اشعار سے متشرح ہوتی ہے۔ ہر شجر باغ زسرتا بہ تہ + از بے برگی خود برہنہ + ریختہ گرد درختان زسر + گشتہ زمین پر زدرمہائے زر + کاریگروں نے ہر درخت کو پتی پھول اور میوہ سے آراستہ کیا۔ پتی اور پھول کاغذ کے بنائے گئے تھے اور ہر قسم کا میوہ یعنی نارنگی۔ سیب۔ انار۔ شفتالو۔ وغیرہ موم کے بنا بنا کر اپنی جگہ نصب کئے گئے تھے۔ پھول اور میوہ کا اصلی رنگ موجود تھا۔ پھولوں کی گلکاری اس صنعت سے کیگئی تھی کہ کہیں کھلا ہوا کسی جگہ کلیوں سے بھرا ہوا کوئی ڈالی چٹخنے والی غرض باغ کی ساری باتیں پائی جاتی تھیں شادابی ایسی کیگئی تھی کہ ہر درخت سے پانی ٹپکنے کا دہوکا ہوتا تھا اور میوے بھی علی ہذا القیاس کہیں پختہ کہیں رسیلا کسی جگہ کچا پن پایا جاتا تھا اصل و نقل میں امتیاز باقی نہ رہا جب سارا باغ حسب تمنا تیار ہو گیا اور بادشاہ معہ خدم و حشم روز موعود تشریف لایا باغ کے دروازہ میں قدم رکھتے ہی شادابی جلوہ میں حاضر ہو گئی جس درخت اور بیلہ کو دیکھا پھول اور میوہ سے لہلہاتا پایا بلکہ تماشے میں ایسا محو ہو گیا کہ ایک جگہ بیساختہ کسی میوہ دار درخت پر ہاتھ ڈالدیا اصلی میوہ تو تھا ہی نہیں نقل کو دیکھکر نہایت محظوظ ہوا بیگم کی حسن لیاقت اور کاریگروں کی صنعت دریافت کر کے بہت تعریف فرمائی۔ جہانگیر شاہ بیٹے کا بڑا دینی اوسکے صلہ میں انعام اسقدر دیا کہ بیگم کے سارے اخراجات سے دہ چند ہو گا جاگیر میں بھی اضافہ کر دیا بیگم کی ضیافت اور مہمانداری سے بادشاہ گجرات آنے کی ساری کلفتیں دور ہو گئیں۔

سنہ ۱۰۲۷ ہجری کے ماہ صفر میں باراد‌ہ سفر دار الخلافہ احمد آباد سے کوچ ہوا اور رائے مہی کے مقام پہ بذریعہ بادشاہزادہ شاہجہان زمیندار نوانگر جام نے سعادت ملازمت حاصل کی پچاس گھوڑے کچھی عمدہ سے عمدہ بطریق پیشکش نذر کئے۔ بارہویں ربیع الاول کو موضع سجار میں مقام ہوا۔ حضور میں ظاہر کیا گیا کہ ہاتھیوں کی چراگاہ یہاں سے ڈیڑھ منزل ہے۔ جنگل اور درختوں کی کثرت سے وہم و گمان کا گھس جانا دور مشکل بات ہے۔ اس سے پیشتر اوسی سرزمین کے رہنے والوں کا بڑا گروہ شکارگاہ کا احاطہ کرنیکو بھیجا گیا تھا تیرہویں روز دوشنبہ کو چند ملازمان شکار تجربہ کار تعینات ہوئے واقف کاروں نے شکارگاہ کا احاطہ کر کے ایک میدان وسیع میں کسی اونچے اور تناور درخت پر چڑھ کر بادشاہ کیلئے منتخب

بیٹھک تیار کی ۔ اور اطراف و جوانب امرا و سرداروں کے واسطے مالے باندھے گئے ۔ دو سو ہاتھی اور کئی فیل مادہ سرکاری فیلخانہ کے جنگلی ہاتھی شاہزادہ دھوکا دینے کی غرض سے تیار رکھے گئے تھے اور ہر ہاتھی پر دو دو فیلبان قوم جبریہ کے بٹھائے گئے تھے چونکہ فیل کا شکار اسی قوم کا پیشہ تھا ہاتھی جو احاطہ سرا کمند میں تیار رکھی گئی تہیں غرض بادشاہ تشریف فرما ہوا اور امرا اپنی اپنی مالا پر بیٹھ گئے ہانکنے والوں کو حکم دیا گیا کہ جنگلی ہاتھیوں کا گروہ ہانک کر بادشاہ کے سامنے حاضر کردیا جائے ۔ یہہ اپنے کام میں مصروف تھے مگر بات یہہ ہوئی کہ جو احاطہ کیا گیا تھا اوسکا انتظام درہم برہم ہوگیا کثرت اشجار سے پورا انتظام نہ ہو سکا گہرے ہوئے ہاتھیوں کا گروہ منتشر ہو گیا ۔ بہاگتے ہوئے ہاتھیوں سے جبریہ قوم نے محض اپنی کارروائی دس بارہ ہاتھی نر مادہ ملا کر گرفتار کرلئے دوپہر ہو چکی تھی دھوپ کی شدت اور عفونت ہوا سے جنگل میں گھڑی بھر ٹہرنا دشوار ہو گیا ۔ بادشاہ سوار ہو کر فرودگاہ میں تشریف لایا اور شکاریوں کو حکم ہوا کہ ایام گرما میں شکار کا انتظام خاطر خواہ کیا جائیگا ۔ گرمی اور برسات گذرنیکے بعد موسم سرما شکار کیلئے مقرر ہوا دار الخلافہ تشریف لیجانا موقوف رہا اور سواری احمد آباد میں رونق افروز ہوئی ۔ غرہ جمادی الاول سنہ مذکور کو بادشاہ احمد آباد تشریف لایا گرمی کی شدت نے ہوا کو ایسا خراب کردیا کہ ساکنین شہر اور لشکر سلطانی سے کوئی متنفس ایسا نہ تھا جو دو تین روز بھی تپ محرقہ میں مبتلا نہوا ہو سایہ نے شہر میں تپ کا دورہ ہو رہا تھا اور ہوا میں سمیت اسقدر بڑہ گئی تھی کہ دو تین دنکی تپ جینیکی طاقت زایل کردیتی تھی مگر فضل الٰہی سے جانیں تلف نہ ہوئیں چنانچہ مرگ سے محفوظ رہیں بادشاہ کو بھی باوجود حفاظت تپ نے نہ چھوڑا ۔

اس عرصہ میں راجہ بہارہ زمیندار کچھ ملازمت میں حاضر ہوا دو سو اشرفیاں نذر کیں اور دو ہزار روپیہ کا توڑا بھیجا اور رکیبا گیا علاوہ اسکے سو گہوڑے کچھی بہ رسم پیشکش حاضر کیے ۔ زمیندار بہارہ اور جام ایک جدی مشہور ہیں آٹھویں پشت پر انکا سلسلہ آبائی اتصال پاتا ہے راجہ بہارہ بہ نسبت جام مرتبہ میں معزز و ممتاز مانا گیا ہے ۔ دونوں نے کسی سلاطین گجرات کے سامنے سر نیچا نہیں کیا اگرچہ سلطان محمود نے فوج کشی کی تھی تاہم ہزیمت کے سوائے کوئی نتیجہ نہ نکلا ۔ راجہ بہارہ کو دیکھنے سے اوسکے سن کا اندازہ ستر برس سے کچھ زیادہ کیا جاتا تھا ۔ مگر وہ یہہ کہتا تھا کہ نوے مرحلے طے کر چکا ہوں باوجود اسقدر عمر ہونے کے ما نہ قوائی ظاہری اور حواس باطنی میں کسی قسم کا گھٹاؤ نہ ثابت ہوتا تہا ۔ بادشاہ نہایت محظوظ ہوا ۔ وازراہ کرم بخشش خاصہ گہوڑا اور ہاتھی کا جوڑا مع خنجر اور تلوار مرصع کار مرحمت فرمایا ۔ علاوہ اسکے چار عدد انگشتریاں جنمیں ایک یاقوت سرخ دوسری یاقوت زرد تیسری زمرد ۔ چوتھی نیلم کی دیے دلا رخصت کیا ۔

۱۰۸۵
دوحد سے عرضداشت پہونچی لکھا تھا کہ قراولان شاہی نے حوالی دوحد میں تخمیناً فیل نر اور ایکسو بارہ مادہ کل ایک سو بیاسی شکار کیے اور شاہزادہ بہادر کے قراول بھی موجود تھے چھبیس نر اور سینتیس مادہ جملہ تریسٹھ گرفتار کیے ۔ بادشاہ نے بائیس رمضان کو احمد آباد سے کوچ فرمایا جب سواری دوحد میں پہونچی بادشاہزادہ عالم و عالمیان کی محل میں وارث سلطنت بڑا نامی گرامی پیدا ہوا جب شاہزادہ کا نام سلطان اورنگ زیب رکھا گیا کسی شاعر نے تاریخ ولادت آفتاب عالمتاب لکھی تھی ۱۰۲۷ھ ۔ دوحد میں پہونچکر شاہزادہ نے جشن ولادت ترتیب دیا والد بزرگوار ۔ بادشاہ کی خدمت میں پیشکش لایق نذر گذرانا ۔

احمد آباد سے چلتے وقت رستم خان نائب صوبہ مقرر ہوا اپہلے یہہ شاہزادہ کی سرکار میں مقرر تہا اور سرکار شاہی سے پانچہزاری منصب معین تھا قبہ مزار شاہ بارک اللہ و شاہ عطاء اللہ اسی کی تعمیر کیے ہوئے ہیں ۔ اونکی تاریخ اس مصرعہ سے پائی جاتی ہے ۱۰۲۶ھ بنا شد مرقد اقطاب طاہر

[illegible]

بازارگرم ہوا بعد رستم خان معزول کر دیا گیا اور راجہ بکرماجیت نائب ہوا۔ مانڈوہ سے چلتے وقت نہ معلوم کونسی نورجہان بیگم کی فتنہ پردازی سے
ایک جانب سے قدر آزردہ ہوا تھا چونکہ یہہ تذکرہ گجرات کے متعلق نہ تھا اسلئے مورخ نے نہ لکھا بعد چندے وزر راجہ بکرماجیت حسب الطلب حضور
سرکشی کرنے لگا اپنے چھوٹے بھائی کنھرداس کو نیابت کا چارج سپرد کر کے چلا گیا جب حوالی دہلی میں فیمابین شاہ و شاہزادہ لڑائی واقع ہوئی
یہہ بیچارہ اوسی لڑائی میں جان نثار ہوا۔ عبد اللہ خان بہادر فیروز جنگ شاہی لشکر سے الگ ہو کر شاہزادہ کے لشکر میں شریک ہو گیا۔ یہہ
لڑائیاں ۱۰۳۲ہجری میں واقعہ ہوئیں۔ اوسی سال مرزا بدیع الزمان خلف مرزا شاہرخ جاگیردار پٹن کو اوسکے چھوٹے بھائیوں نے رات
کیوقت حالت بیخبری میں بیگناہ قتل کیا بڑا بھائی باپ کی جگہ تھا ذرا بھی لحاظ نہ آیا بادشاہ نے قاتلوں کو زندان بلا میں مقید رکھا۔
شاہزادہ کی یادگار دو عمارتیں بنائی گئی تہیں ایک بنام حویلی شاہجہان جو خان پور دروازہ باہر دریائے سابرمتی کے کنارے
آباد تھی سب عمارت تو باقی نہ رہی مگر کچھہ کھنڈر اور دیواریں ابتک موجود ہیں [۱۵]۔ دوسرے شاہی باغ کی عمارت جو بجنسہ ابتک موجود ہے
شاید یہہ دونوں عمارتیں شاہی حکم سے تعمیر ہوئی نہیں۔

صوبہ داری سلطان داور بخش پسر شاہزادہ خسرو ابن جہانگیر شاہ و دیوانی محمد صفی و شاہزادہ شاہجہان کا مقام مانڈوی سے عبد اللہ خان بہادر فیروز جنگ کو اپنی جانب سے صوبہ داری تفویض کرنا اور لڑائی ہونی مابین خان بہادر و دیوان مذکور اور شکست پانا خان صاحب کا اور موقعہ وارداتِ جنگ میں جیت باغ نامی تعمیر کرنا موضع جیتلپور متعلقہ پرگنہ حویلی میں اور دیوان کو سیف خانی خطاب و اضافہ مرحمت کرنا بادشاہ کا اور شاہزادہ داور بخش کی اتالیقی کا عہدہ خان اعظم کو تفویض فرمانا اور خان اعظم کی رحلت

جہانگیر شاہ اپنی اولاد میں شاہزادہ شاہجہان کو عزیز رکھتا تھا یہہ بات نورجہان بیگم صاحبہ کے ناگوار طبع ہوتی اکثر اوقات شاہزادہ
کی نسبت کوئی بات ایسی کہہ دیتی جس سے بادشاہ مکدر ہو جاتا۔ احمد آباد سے دار الخلافہ جاتے راہ میں بیگم صاحبہ کی ہرزہ درائی اور
بیہودہ گوئیوں سے باپ بیٹے میں رنجش ہو کر نتیجہ جنگ حوالی دہلی میں پیدا ہوا شاہزادہ آزردہ ہو کر مانڈوی تشریف لایا ۱۰۳۲ہجری میں بادشاہ نے
گجرات کی صوبہ داری سلطان داور کو سپرد فرمائی آٹھہ ہزار کا منصب اور تین ہزار سوار کا افسر بنا کر دو لاکھہ روپے امداد خرچ کے نقد دیئے دلاکر
رخصت کیا۔ خان اعظم کو کہ باش گجرات میں برسوں رہا ہوا اور جہاندیدہ آدمی تہا شاہزادہ کا اتالیق مقرر ہوا ایک لاکھہ روپیہ بطور امداد خرچ
مرحمت فرمایا تہا شاہزادہ شاہجہان نے مانڈوہ پہونچکر اپنی جانب سے انتظام صوبہ گجرات کیلئے عبد اللہ خان بہادر کو تعینات کیا محمد صفی دیوان
اور کنھرداس بہادر راجہ بکرماجیت کو مع خزانہ موجودہ و تخت مرصع کار جو پانچ لاکھہ روپیہ کی تیاری کا بنایا گیا تھا اور زر وارکا پردہ دولاکھہ لاگت کی

[۱۵] عمارت شاہجہان پور دروازہ باہر دریا [illegible]

تیاری کا یہہ دونوں اشیائے نادرہ اپنے والد بزرگوار بادشاہ کے پیشکش کرنیکو بنوائی گئی نہیں مگر بیگم صاحبہ کی بعض باتوں سے شاہزادہ
آزردہ ہو گیا بادشاہ کو دینا ملتوی رکھکے اپنے پاس منگوا لینکا تاکیدی حکم دیوان صوبہ کے نام روانہ کیا اور خانصاحب نے عہد نیابت خواجہ سرا
وفادار نامی کو سپرد کرکے احمد آباد بھیجا خواجہ سرا تھے تو وفادار مگر صوبہ کا انتظام اونکی حیثیت سے بہت زیادہ تھا معدودے چند بے سروپا کو
ہمراہ لیکر احمد آباد پہونچے اور شہر پر قبضہ کیا محمد صفی بڑا چالاک اور چلتا پرزا تھا خواجہ سرا کو دھوکا دینے کی غرض سے یہہ بتا کر روانہ ہوا کہ آپ
شہر کی حفاظت کرین مین تو حضور مین جاتا ہون بلکہ کنھر داس بھی اپنی جگہ رہگیا اور محمد صفی پہلے تو چند روز کانکریہ پر ٹھرا رہا پھر محمود آباد
چلا گیا امرائے شاہی ناہر خان وسید دلیر خان و بابو خان افغان کو مخفی تحریرات بھیجکر آگاہ کیا کہ دیکھتے ہو اسوقت باپ بیٹے مین کسی -
ناچاقی ہو رہی ہے ہم نمکخوار قدیم ہین شاہی خدمت بجالانا ہمارا حق ہے اگر تم سب ملکر میری رفاقت اختیار کرو تو چندان مشکل نہین ایک
سرا اور وہ بھی خواجہ سرا کا نکالدینا کتنی بڑی بات ہے بشرطیکہ ساری کارروائیان پولیٹیکل پیرایہ مین مخفی کیجائین جاگیردار اپنی جاگیرون مین
نچنت ہو کر فیرسے اوڑا رہے ہین محمد صفی کی تحریرات سے چونکے اور صالح محمد جمعدار فوجدار پٹلاد نوایسا متوہم ہوا کہ محمد صفی کی پوشیدہ کارروائیونکا
نتیجہ دریافت کرلیا کہنے لگا کہ دیوانصاحب کا کچھہ اور ہی خیال ہے خدا نکرے اگر خزانہ پر ہتہ پھیرا تو شاہزادہ کو منہہ دکھانیکی قابل نہ رہے -
کنھر داس شہر مین پڑا ہوا گوڑ لگایا کرتا ہوگا اتنک خزانہ اور تخت مرصع کار معہ پردلہ شمشیر کیون نہین لیگیا - لاؤ بھی جو کچھہ ہے ہم ہی کر گذرین
اور کچھہ نہ ملیگا یا سے خزانہ تو بیداغ نکل جائیگا - یہہ سوچکر اپنے ماتحتی سوارون کو منتخب کرکے دفعتًا احمد آباد پہونچا اور جاتے ہی خزانہ پر
قبضہ کرکے تقریبًا مبلغ دس لاکھہ روپیہ لے لوا کر صاف نکل گیا خواجہ سرا منہہ دیکھتے رہگئے ادر مانڈو مین بادشاہزادہ عالم کیخدمت مین حاضر
کیا - صالح محمد کی کارروائی دیکھکر کنھر داس بھی ہوشیار ہوا تخت مرصع کار بسبب گرانی وزن لیجانا دشوار تھا پردلہ شمشیر اوٹھا کر چلتا ہوگیا
اونکے جانیکے بعد محمد صفی کی بن پڑی میدان خالی دیکھکر امرائے مذکور کو اطلاع کی کہ بجمعیت موجودہ راتون رات چلکر صبح ہوتے ہوتے اون
دروازون پر حاضر ہوجاوین جو ہر ایک کے سرراہ واقع ہین اور آپ پرگنہ کے بیچ سے بابو خان افغان کو لیے ہوئے نواحی احمد آباد -
باغ ملک شعبان مین فروکش ہوا کچھہ رات باقی تھی خدا خدا کرکے بسر کی ہنوز صبح صادق کا پورا ظہور نہوا تھا اور رفقا بھی اتنک نہ پہونچے محمد صفی
بیچین ہو کر سوار ہوا - دروازہ سارنگپور سے شہر مین داخل ہوا - ناہر خان حسب قرارداد ایڈریا دروازہ سے آیا - خواجہ سرا کو اس بات کا
گمان تک نتھا گھبرا کر قلعہ بہدر سے بھاگا اور شیخ حیدر بن شیخ شاہ وجیہہ الدین صاحب کے گھر مین پوشیدہ ہوگیا فوج فاتح نے پہلے قلعہ کے
بیچ بارہ کا انتظام کیا - محمد صفی نے سوارون کو بھیجکر محمد صادق دیوان شاہی اور حسن بیگ بخشی کو گرفتار کروالیا تب پورا اطمینان ہوا - اس
عرصہ مین شیخ حیدر نے خواجہ سرا کے پوشیدہ ہونے کی اطلاع کرکے گرفتار کروادیا - جب شہر کا انتظام ہوگیا تو فوج موجودہ کو
اطمینان دلا کر نئی بھرتی شروع کی - خزانہ تو پہلے سے نکل گیا تھا قلعہ بہدر سے جو کچھہ زرنقد یا اجناس ملکیین قدیم و جدید فوجکی
خوراکی وغیرہ کے لیے تقسیم ہوگئین ایک تخت مرصع کار جو بڑی سونچی جانفشانی اور محنت سے بنایا گیا تھا توڑا گیا سارا سونا جدید
لشکر کی تنخواہ مین تقسیم ہوا اور جواہرات آپ گانٹھہ بیٹھا چند روز مین بہت لشکر جمع ہوگیا -

عبد اللہ خان بہادر کو مانڈو مین خبر ہوئی شاہزادہ سے اجازت لیکر محض پانسو سوار کی جمعیت سے عرصہ بیس روز مین
بڑودہ آیا فوج کومکی ہنوز مانڈوی سے نہ نکلی تھی - محمد صفی اور ناہر خان موجودہ لشکر کو لیکر گئے یہ تالاب پر فروکش ہوئے
عبد اللہ خان بہادر کثرت مخالفت سے چند روز بڑودہ مین مقیم رہا جب فوج کومکی آگئی محمود آباد آکر فوجکی درستی ہونے لگی

محمد صفی کانگرے سے بڑھ آیا۔ عبداللہ خان محمود آباد سے باریجہ میں پہونچا محمد صفی یا لوگاؤں میں ٹھہرا اب فریقین میں تین کوس کا فاصلہ رہگیا دوسرے روز طرفین سے لڑائی کی تیاری ہوگئی عبداللہ خان بہادر کے لشکر کا پڑاؤ ایسی جگہہ تھا کہ ہر جگہہ تھوہر کے درخت کثرت سے تھے اور آمد و رفت کا رستہ نہایت تنگ واقع ہوا تھا سلسلہ انتظام حسب دلخواہ نہو سکا جب لڑائی شروع ہوئی لشکریان عبداللہ خان کثرت تھوہر اور تنگئے راہ اور جگہ کی اونچ نیچ سے دشمن پر پوری قوت سے حملہ نکرسکے خانصاحب مجبور ہوکر پسپا ہوئے اور رستہ سے بڑودہ جاکر دم لیا اس لڑائی کی کسی شاعر نے یہہ تاریخ لکھی تھی سہ دو فتح نمایان بیک ماہ شد سنہ ۱۰۳۲ ہجری۔

عبداللہ خان بہادر آدمی تہا پنیالا ہزیمت کا ہونا اوسکے لیئے ایسا ہوا جیسے شیر کو حملہ کی ندامت بڑودہ سے بھڑوچ گیا اور ایک مہینے کا اتفاق ہوا تھا کہ دفعتاً بیمار ہوکر سورت چلا گیا۔ یہاں کچھہ جی بہلا کر لشکر فراہم کرنے کا کام جاری کیا۔ دو مہینے میں خان بہادر کی ساری فوج فراہم ہوگئی۔ سورت سے شاہزادہ عالم کی خدمت میں برہانپور چلا گیا۔

احمد آباد میں محمد صفی کے کامیاب ہونے کی خبر حضور میں پہونچی منصب سات سو روپئے اور تین سو سوار کا معین تھا بادشاہ نے اضافہ فرماکر تین ہزار روپئے اور دو ہزار سوار کا منصب مقرر کر دیا۔ محمد صفی ایک اوسط درجہ کا افسر تھا بادشاہ کی مہربانی نے دم کے دم میں اعلے درجہ کا سردار بنا دیا۔ تاہر خان تین ہزار روپئے اور ڈہائی ہزار سوار کا منصب دار ہوگیا۔ محمد صفی کو خطاب صیف خان وعلم و نقارہ سرکار شاہی سے مرحمت ہوا۔ موضع جیتاپور میں خان بہادر عبداللہ خان کے ساتھہ لڑائی ہوکر فتح حاصل ہوئی تھی بنظر یادگار روزگار سیف خان نے ایک باغ تیار کر کے نام اوسکا جیت باغ رکھا۔ قلعہ بہدر کے دروازہ کی برابر سیف خان نے ایک مسجد اور مدرسہ و دار الشفا یہہ تین عمارتیں تعمیر کروائیں۔ مدرسہ سیف خان نام رکھا گیا۔ تاریخ اس شعر سے پائی جاتی ہے۔ سال اتمام ز معمار قضا جستم و گفت + مسجد و مدرسہ و دار الشفا آباد + نبی اللہ کی کہی ہوئی مدرسۃ للعلما تاریخ ہے۔

سلطان داور بخش بن شاہزادہ خسرو ناظم ہوکر احمد آباد تشریف لایا۔ صوبہ داری کے متعلق سارے کام خان اعظم کے صلاح و مشورے سے کیئے جاتے تھے۔ چند روز بعد ہنوز سال بھی نہ تمام ہونے پایا تھا خان اعظم نے سفر آخرت اختیار کیا۔ موضع سرکہیج حضرت قدوۃ الاولیا شیخ احمد کہٹو قدس سرہ کے قبہ میں مدفون ہوا۔ خان اعظم بڑا دانا اور تجربہ کار آدمی تہا اکثر صفات حمیدہ پائے جاتے تھے ہر امر میں مراتب انصاف پوری ملحوظ رکہتا تھا۔ ساری عمر عہدہ ہائے جلیل القدر پر مختار رہا۔ اکثر دیکھا گیا تھا کہ جب امورات ریاست سے دو گھڑی وقت ملتا تو کتب تواریخ و اخلاق و سیر کا مطالعہ کیا کرتا۔ طبیعت موزون تھی گاہ گاہ اشعار بھی کہدیتا۔ چنانچہ دو ایک شعر تبرکاً لکھے گئے ہیں۔ سہ از کوئی مراد خود پسندان دگر اند + در وادی عشق مستمندان دگر اند + آنانکہ بجز رضای جانان طلب اند + آنہا دگر اند دردمندان دگر اند سب کچھہ تہا مگر علوم عربی سے بے بہرہ تہا۔ خان اعظم کہتا تہا کہ مجکو اکثر تجربہ ہوا ہے کہ جب کسی نے کوئی بات بیان کی تو میں سمجھا اور جب دو مرتبہ مجکو شبہہ واقع ہوا۔ اور قسم کہانے سے تو جہوٹ کا یقین ہوگیا۔ اور یہہ بھی کہتا تھا کہ میرے پاس چار عورتیں ہیں خراسانی انتظام خانہ داری خوب کرتی ہیں ماوراء النہری مارپیٹائی کی مضبوط ہے عراقی سے اختلاط کا حظ آتا ہے۔ ہندیہ نے نا شوکے ہے اچھی ہے سنہ ۱۰۳۳ ہجری میں سلطان داور بخش حسب الطلب حضور روانہ ہوگیا۔

صوبہ داری خانجہان اور نیابت و دیوانی سیف خان اور رحلت فرمانا بادشاہ کا

خانخانان صوبہ اکبر آباد کی درخواست کر رہا تھا حسب الحکم جہانگیری وارد احمد آباد ہوا یہہ ناظم محض ایک ہی سال احمد آباد رہکر سنہ ۱۰۳۴ ہجری

شاہزادہ سلطان پرویز کی سرکار کا دکیل ہو گیا اور گجرات میں ناظم جدید کے آنے تک سیف خان انچارج رہا ۱۰۳۷ھ ہجری کے اوائل میں اگرچہ بادشاہ کو کابل تشریف لیجانا منظور تھا مگر نہ معلوم کونسی پولٹیکل پالیسی سے مہابت خان نے مجبور کیا بادشاہ کابل تشریف لیگیا۔ گجرات میں صوبہ دار جدید تعینات ہوا ۱۰۳۶ھ میں بادشاہزادہ عالم و عالمیان شاہجہان ٹھٹھہ سے براہ گجرات بالا بالا اجمیر تشریف لیگیا بادشاہ نے ۱۰۳۷ھ ہجری کی ۸ تاریخ صفر کو تخت سلطنت ہندوستان شاہزادہ شاہجہان کے واسطے خالی کر کے آپ لاہور کے باغیچے میں گوشہ نشین ہو رہا اسوقت تک انتظام گجرات سیف خان کے قبضہ میں چھوڑ رکھا تھا۔

سلطنت حضرت فردوس آشیانی ابو المظفر شہاب الدین بادشاہ غازی صاحبقران ثانی اور آپکا تشریف لیجانا جبکہ احمد آباد میں ہوتے ہوئے آگرہ کو اور سیف خان وغیرہ ناظموں اور ڈھیٹوں کو جو اپکے زمانہ میں مامور تھیں سبکو سبکبٹ کر دار الخلافہ ہمراہ لیجانا و صوبہ داری شیر خان تور و دیوانی خواجہ جہانی

جب بادشاہ نے دار السلطنت لاہور میں انتقال فرمایا وزیر سلطنت یمین الدولہ آصف خان نے بسبب عالم الغرض یعنی تھر ریفیہ لکھا اور نہ دو حرفی رقعہ محض ایک پرچہ پر اپنی مہر کر کے قاصد تیز رو کو روانہ کیا۔ قاصد کیا تھا طی الارض بیلا تھا یا ریل گاڑی کا پرزہ جو لاہور سے بیس روز کے عرصہ میں راہ دور دراز لپیٹ سپیٹ کر اونیسویں ربیع الاول روز یکشنبہ ۱۰۳۷ھ کو جنیر جا پہنچا۔ بنارسی داس تھا جو ہوشیار پہلے بارگاہ والا میں لگا ہوا مہابت خان کو ہمراہ لیکر حضور میں حاضر ہوا اساری کیفیت زبانی عرض کر کے مہری کاغذ پیش کیا۔ شاہجہان کو اگرچہ باپکے مرنیکا رنج ہوا اگر ساتھ ہی سلطنت کے ملنے کی امنگوں نے تسکین بھی دی حسب دستور مراسم تعزیت ادا کی گئیں۔ اور نجومیوں کو تاکید ہوئی کہ تاریخ کوچ تجویز کریں رمال منجم پنڈت جوتشی سب حاضر ہوئے زائچہ کھینچا تقویم دیکھی گئی اسطرلاب پر نظر ڈالی پوتھی کھولکر بیچار کیا آخر باتفاق تئیسویں ربیع الاول سنہ الیہ قرار پائی چلتے وقت ایک فرمان یمین الدولہ کو بھیجا گیا کہ بنارسی ہمارے پاس حاضر ہوا جنیر سے نکلکر احمد آباد ہوتے ہوئے مقرر ہے پہونچے جو جب سواری سرحد گجرات میں رونق افروز ہوئی ناہر خان تو مخاطب شیر خان کا پرچہ گذرا کہ ہم نگاہ داران قدیم سے کبھی بیوفائی ہو گئی کہ سیف خان کے دلی ارادہ لکا پتا اوسکی باتوں سے پایا جاتا ہے۔ گجرات کی صوبہ داری سے وہ ایسا مغرور ہو رہا تھا کہ اوسکی حرکات و سکنات قابل رقم تھیں بادشاہ جدید نے حکم فرمایا کہ سیف خان نظر بند کر دیا جائے اور حدیبہ تک آنا ہے تو سپرد ہو سیف خان بھی بادشاہ کا ہمزلف تھا اور ممتاز محل بادشاہ بیگم کی بہن ایک بہی بہن تھی جو سیف خان سے بیاہی گئی تھی محل میں بادشاہ بیگم کی شفاعت کھڑی ہو گئی اور بیچ بچاؤ کر کے سیف خان کو غضب شاہی سے بچا لیا ورنہ خدا جانے سیف خان کی خبر کیسی ہی جاتی۔ بار دگر خدمت پرست خان کے نام حکم ہوا کہ احمد آباد جا کر سیف خان کو ہمارے حضور میں حاضر کر دیا جائے ضرور ایسا ہو کہ راہ میں کسی قسم کا آسیب نہ پہنچے۔ فرمان صوبہ داری بنام شیر خان اسکے ساتھ بھیجا گیا جب سواری دریا سے نربدا یا بابا پیارے کا گھاٹ عبور کر کے قصبہ سینور میں رونق افروز ہوئے تعیناتیان صوبہ کا تار لگ گیا ایک کے بعد دیگرے آ آکر آستان بوسی سے مشرف ہوئے۔

ماہ مذکور شیر خان کی عرضداشت سے ظاہر ہوا کہ گجرات کے بسنے والے حرافوں نے لاہور سے لکھا ہے کہ بعد فتح دار السلطنت لاہور یمین الدولہ وزیر سلطنت و ارکان دولت نے حضور کے نام نامی سے خطبہ پڑھوایا بادشاہ نے نقارخانہ میں شادیانے بجانیکا حکم فرمایا۔ خدمت پرست خان جب حوالی احمد آباد میں پہونچا شیر خان فرمان شاہی کے استقبال کو دوڑا آیا حسب فحوائے مضمون فرمان سر پر باندھکر شہر میں گیا اور آصف خان اگرچہ اسوقت کسی عارضہ میں مبتلا تھا تاہم بحکم شاہی خدمت پرست خان کو سپرد کیا۔ حضور میں پہونچنے کی دیر تھی شفاعت مہد علیا بیگم سے سارے گناہ معاف ہوئے بہر شمس الدین

ڈھائی ہزار ذاتی اور دو ہزار سوار کا منصب دار تھا حوالی سورت میں شرف ملازمت حاصل کر کے سواری کے ساتھ ساتھ حاضر رہا ایکروز حضور کو خیال آیا
سورت کی قلعہ داری تفویض فرما کر رخصت کیا۔ جب سواری محمود آباد میں رونق افروز ہوئی شیر خان کئی قسم کا ریشمی اور زربافی کپڑا لئے ہوئے حاضر ہوا۔
اوسکے ساتھ مرزا عیسے ترخان اور مرزا ولی وغیرہ امرائے تعیناتی بھی حاضر ہوئے بادشاہ نے علی قدر مراتب ہر ایک کو سرفراز فرمایا۔ اتفاقاً ربیع الثانی کو
خیام فلک احتشام کانکریا تالاب کے قریب برپا ہوئے۔ شیر خان ناظم صوبہ کو علاوہ منصب مقررہ اضافہ فرما کر کل پانچہزاری ذات اور پانچہزار سوار کا منصب دار
معین کیا۔ خلعت مع خنجر و شمشیر مرصع کمر سے لگائی گئی ایک سچی خیر خواہی اور وفاداری سے کتنی چیزیں حاصل ہوئیں۔ طویلہ خاص سے سواری کا گھوڑا
اور ہاتھی بھی مرحمت ہوا۔ خواجہ جان کو خطاب خواجہ جہان دیا گیا تھا۔ اور منصب دو ہزاری ذات اور چھ سو سوار ونکا معین تھا گجرات کا دیوان صوبہ
مقرر ہوا۔ مرزا عیسے ترخان دو ہزار ذات اور سترہ سو کا اضافہ فرما کر کل چار ہزار ذاتی اور ڈھائی ہزار سوار کا افسر بنا کر ٹھٹھہ کی صوبہ داری مرحمت
فرمائی۔ معتقد خان چار ہزار ذات اور دو ہزار سوار۔ جمال لوحانی ڈیڑھ ہزار ذات اور پانسو سوار۔ سید مبارک ایکہزار ذات اور تین سو سوار۔ اور سید
دلیر خان کو نہ معلوم کتنے سوار کا افسر بنایا اور یہہ چاروں امرا کو صوبہ گجرات کی نگہبانی کیلئے یہیں رکھا۔ کانکریہ تالاب پر ایک ہفتہ مقام رہا پچیس ربیع الثانی کو
کوچ ہوا۔ شیر خان رخصت لیکر احمد آباد آیا جب سواری دار الخلافہ میں رونق افروز ہوئی۔ تاریخ جلوس معین ہو چکی تھی یارہویں جمادی الثانی روز
پنجشنبہ ساڑھے تین گھڑی دن چڑھے بادشاہ نے تخت موروثی پر جلوس فرمایا اسی ایام میں حسب قواعد مستمرہ سید جلال بخاری نبیرہ حضرت شاہ
قدس سرہ مبارکبادی کیواسطے دار الخلافہ میں حاضر ہوئے۔ بادشاہ نے آپکو دس ہزار روپیہ نقد اور خلعت مرحمت فرمایا۔

مقرر کرنا مہینا اور سال کا قمری حساب سے

اگرچہ میرے جد بزرگوار اکبر بادشاہ کے عہد دولت میں تاریخ عہد الٰہی وضع کی گئی تھی اور اسکا دارومدار ماہ و سال شمسی کا پر رکھا گیا تھا۔ میرے والد ماجد
جہانگیر بادشاہ نے طریقہ آبائی کو زندہ رکھا مگر میری نیت حقیقی طوبت دین نبوی و طریقہ احمدی کو رواج دینے میں زیادہ تر مرغوب ہے کثرت امورات سلطنت
کی پیچیدگیوں سے دم بھر مہلت نہیں ملتی تاہم رعایت امر معروف دینی مسلک سے کوئی لحظہ خالی نہیں گذرتا اسلامی سلطنت کی عظمت زمانہ کو گھٹا کر درج
دفتر کرنا کوئی بھی عاقل ذی ہوش پسند نکریگا چنانچہ قمری حساب ہی پورے تینتیس ۳۳ برس کو شمسی سانچے میں ڈھالکر ایک برس گھٹا بتیس ۳۲ برس چھ روز آٹھ
ساعت لکھنا کون عقل کی بات ہے جہانتک ممکن ہو مدت دین میں کی بڑھا دیجائے جو باعث افتخار اسلام ہے لہذا میں حکم فرماتا ہوں کہ ساری
سلطنت کا تمام دارومدار سال و ماہ قمری پر رکھا گیا جو سنہ ہجری نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مراد ہے اگرچہ مہینے یارہویں جمادی الثانی کے روز تخت
سلطنت پہ جلوس فرمایا مگر سلطنت کی ابتدا غرۂ ماہ مذکور سے شمار کیجائے۔ اس مضمون کے فرمان تمام ممالک محروسہ کے ناظم صوبوں کے نام صادر ہوئے
مورخ صاحب فرماتے ہیں کہ جب بادشاہ نے قمری ماہ و سال کا مضمون درج کرنیکا فرمان بھیجا تو فصلی سنہ کے ساتھ تطبیق کرنا دشوار ہو گیا چنانچہ
یہہ کیفیت مراۃ احمدی کی ابتدا میں لکھی گئی ہے۔

سنہ ۱۰۳۱ ہجری میں شیر خان ناظم صوبہ نے دو فیل اور خوشنما ہاتھی اور کئی قسم کا ریشمی کپڑا جو خاص احمد آباد کا بنا ہوا تھا بطریق پیشکش حضور میں
بھیجا بادشاہ نے ہر چیز کو ملاحظہ فرما کر تحسین و آفرین کی۔ اوسی سال خواجہ ابوالحسن نامی امرائے عظام میں شمار کیا جاتا تھا بجمعیت معقول تسخیر ولایت
ناسک ترمبک و سنگمنیر بھیجا گیا۔ اور تاکید کردی گئی کہ دکن پہونچکر کسی جگہ قیام رکھا جائے تا وقتیکہ شیر خان ناظم صوبہ مع لشکر گجرات تمہارے پاس نہ پہونچے
انہیں مقام تسخیر قلعہ ملتوی ہے حضور سے ناظم مذکور کے نام فرمان بھیجا گیا ہے خواجہ صاحب تو دکن میں کسی جگہ منتظر ہونگے شیر خان بھی حسب الحکم

لشکر کے ساتھ ۲۶ شوال کو خواجہ صاحب کے پاس پہنچ گیا راجہ صاحب نے کسی مصلحت سے نواحی ترک کے قلعہ ماتورہ وحوالی جاندور کی غارت گری کیلئے شیر خان کو تعینات کیا۔ بہلا خان صاحب ایسی باتوں میں کب پیچھے ہٹنے والے تھے خواجہ کا فرمان بسر و چشم بجا لائے۔ ان اضلاع کی غارت گری سے مال غنیمت بہت کچھ ملا۔ لیکن جب خان صاحب احمد آباد سے دکن آرہے تھے راہ میں زمیندار ککلانہ پر دباو ڈالکر کسیقدر پیشکش کے علاوہ پانچ ہاتھی ہتھیا لئے تھے اپنے ایک ملازم معتمد کو وہیں چھوڑ رکھا تھا وہ ذی حجہ میں لیکر حاضر ہوا خواجہ صاحب نے حضور میں بھجوا دیا۔

سید جلال بخاری جلوس کی مبارکبادی کو حضور میں گئے ہوئے تھے خلعت اور ہاتھی اور تین ہزار روپے نقد لیکر محرم میں وارد احمد آباد ہوئے سنہ ۱۰۳۸ ہجری میں جمال خان قراول نے بحکم حضور نواحی راج پیپلہ و سلطان پور تابع صوبہ گجرات میں ایک سو بیس ہاتھی گرفتار کرکے لیے جاتا تھا راہ میں ساٹھ ہاتھی پنجہ ملک الموت میں گرفتار ہو کر وہیں بیٹھ رہے۔ فقط ستر ہاتھی ۱۲ جمادی الاول کو حضور میں پہنچے سارے ہاتھیوں کی قیمت مبلغ ایک لاکھ روپیہ حضور میں اندازہ کیا گیا۔

ذکر قحط عظیم جو گجرات میں ستّاسیہ کا مشہور ہوا

اس سال کے واقعات میں ستاسیہ کا ایسا واقعہ ہوا کہ اوس زمانہ کے بوڑھے بڑے اگلے صدیوں میں اسکا نظیر نہ کہتے تھے۔ شاہجہان بادشاہ کی سلطنت کو تین برس کا زمانہ گذرا تھا رعایا اور لشکری سے کسیکو تنگدستی یا محتاجی کی شکایت نہ تھی آسمان بے مہر کو رشک پیدا ہوا۔ گجرات اور دکن کے مٹانے کی فکر کرنے لگا اکہاڑ بیچ ہوتے برابر کاشتکار تردد کرنے میں مصروف ہوئے۔ اہل حرفہ تجار اور لشکری کھپریلونکی درستی کرنے لگے۔ کوئی کہتا تھا کہ ابکی برسات میں میری دیوار بچ گئی تو سال آئندہ چونا گچی کی نیو ڈالونگا کوئی کہتا تھا کہ یہہ سال نواسی گھر میں بہر صورت بسر کر کے دیوالی ہوتے برابر دوسرے شہر میں جا رہینگے غرض ہر ایک شخص برسات کی نسبت اپنا خیال بیان کر رہا تھا۔ پیر فرتوت کان لگائے سبکی باتیں سن رہا تھا جب ایام معہود گذر کر کچھ دن اوپر چلے تو لوگونکو دلوں میں ہول پیدا ہونے لگی اوسوقت تک یہہ گمان تھا کہ سارا برس یونہی کورے گھاٹ اوتریگا ورنہ بے موت مرینگے جب اساڑھ اور ساون دو مہینے پورے گذر گئے خلق اللہ گھبرا اوٹھی لوگوں میں جنکے پاس کسیقدر غلہ تھا وہ کھا پیکر فارغ ہوگئے اور جنہوں نے برسات بھر کا ذخیرہ کر لیا تھا وہ بھی گھبرا گھبرا کر ادہر اودہر ٹٹولنے لگے۔ غلہ فروشونکی بن پڑی ایک ایک کے دس دس دام بڑھا کر بیچنا شروع کیا۔ اوس زمانہ میں ریل تو تھی ہی نہیں کہ مضافات یا اضلاع دور دراز سے غلہ کھچکر آجاتا بس جسجگہ تھا وہیں مقید رہا عوام خلق اللہ بہوکوں مرنے لگی ایک روٹی کے بدلے اپنی اولاد دیتی تب بھی کوئی خریدار نتھا۔ بقول شخصے مرغی اونٹ بک رہا تھا دن بھر ادہر اودہر سے ابر آکر لوگونکو برسات کی امید دلاتا اور رات ہوتے ہی نجانے کدہر غایب ہوجاتا۔ ہر محلہ میں رات بھر فاقہ کشونکی صدائیں بلند ہوتیں۔ چھوٹے چھوٹے معصوم بچے چلا چلا کر روٹی مانگتے تھے مگر ماں باپ ایسے مجبور تھے کہ روٹی کے بدلے اپنی چھاتی سے لپٹا کر اونکے ساتھ آپ بھی رونے لگتے مال دار اور فقیر سبکی ایک حالت تھی انسان کی زندگی کا دارومدار اکل و شرب پر موقوف ہے جب یہی نرہا تو زندگی کیسی ہزار ہا جانیں بار فاقہ کشی اوٹھا کر تلف ہوگئیں جو لوگ بھوکوں کے منہ نہ دیکھتے تھے قحط سالی نے گدائی کرنے پر مجبور کیا تب بھی پیٹ بھر نہ ملی۔ شہر کا ذخیرہ عرصہ قلیل میں ختم ہوگیا اور بیرونی رسد کا آنا مشکل تھا بات کیا تھی کہ مضافات میں ہر طرف لوٹ کھسوٹ ہو رہی تھی غلہ آتا تو کس طریقہ سے آتا جاتا بیلوں کی یہہ کیفیت کہ جو رفاقہ کشی سے ایک قدم چلنا دشوار تھا غلہ فروش مردہ جانوروں کی ہڈیاں پیس پیس کر آٹے میں شریک کرکے فروخت کرنے اور قصاب گوشت بکرا یا مینڈھے کیساتھ کتونکا گوشت بیچنے لگے اونکی دغا بازیاں کارپردازان سرکاری کے گوش زد ہوئیں گرفتار کر کے وہ سزائیں دی گئیں کہ بار دیگر کسی کو جرات نہوئی۔ آدمی کا آدمی گوشت کھانے لگا تھا اکا دکا کو گھر سے

باہر نکلا اور فاقہ کشوں نے ہڑپ کر لیا ہاں دو چار آدمی متفق ہو کر چلتے تو صحیح سلامت گھر آنا نصیب ہوتا۔ احمد آباد سے اکثر لوگ جلا وطن ہو کر اضلاع دور و دراز مثلاً دکن میں جا بسے وطن چھوٹا گھربار سے منہ موڑا عزیز و اقارب دوست آشنا سے ترک تعلقات ہوا ایک فاقہ کشی سے ساری باتیں پیدا ہوئیں گجرات کا قصبہ کیا شہر با غبار آبادی سارے ہندوستان میں وقعت کی نگاہوں سے دیکھا جاتا تھا سنیاسے نے سب کا ناس کر دیا شاہجہاں بادشاہ نے بنظر جہان پروری برہانپور سے لیکر احمد آباد تک ہر ضلع میں لنگر خانے جاری کئے ہر لنگر خانہ میں محتاج اور حاجت مندوں کو روٹی اور آش اسقدر ملنے لگا کہ بھوک کی شکایت جاتی رہی مگر احمد آباد کے اکثر عزت دار باشندے ایسے بھی تھے کہ لنگر خانہ کی آش و نان سے فاقہ کشی بدرجہا اولی جانتے تھے بادشاہ نے دیوان صوبہ کے نام حکم فرمایا کہ مبلغ پچاس ہزار روپئے عزت داران گوشہ نشین کو تقسیم کر دیئے جائیں تا بار فاقہ کشی سے نجات ہو۔ گجرات کا شمالی حصہ سنیاسیہ کے دست تصرف سے بچا ہوا تھا اور احمد آباد سے لیکر برہانپور تک سنیاسیہ کی دستدرازی پہنچی ہوئی تھی اگر شاہی لنگر خانے جاری نہ کئے جاتے تو سال آئندہ کیلئے وہی صورتیں ہوتیں کیونکہ گھروں میں کسی قدر آذوقہ کا ذخیرہ تھا باقی ساری رعایا اور لشکری سنیاسیہ کی نذر ہو چکے تھے۔ خدا خدا کر کے گھڑیاں گن گن کر سنیاسیہ پورا ہوا پروردگار عالم نے فضل و کرم فرما کر رحمت نازل کی رعایا کے جان میں جان آگئی اور ہل جوتنا کر کاشتکاری میں مصروف ہوئے۔ اس زمانہ کے سن رسیدہ بیان کرتے ہیں کہ ہمنے اپنے بزرگوں سے جنکو سنیاسیہ سے رابطہ یگانگت وابستہ تھا اور اسکی رفاقت میں کیا کیا مصائب جھیلے ہوئے تھے فرماتے تھے کہ شہر اور دیہات کے اکثر جانور مر چکے تھے بعض کسان اور شاید بقیہ بڑی مشقت سے بچ گئے تھے مویشی بیچارے کہیں نہیں ملتے کوئی گاؤ بیل بقیہ باقی نہ رہا تھا بھی کوئی تلاش کر کے جانیا پیر سے ایک پاڑا استر روپیہ قیمت کا خرید کر لایا گیا۔ پاڑا ابھی ایسی چیز نہ تھا کہ ستر روپئے قیمت پاتا مگر حضرت سنیاسیہ کے دست تصرف نے آدمی اور جانور سب کا ملیا میٹ کر دیا تھا۔

ناگر گجراتی قوم کا ایک تجربہ دیانت رائے نامی فن حساب نویسی میں سر دفتر محرران سمجھا جاتا تھا اور ایک مدت سے بادشاہ کے حضور میں کسی عہدہ پر مامور تھا اسی سال محالات خالصہ کا دفتر دار مقرر ہو کر احمد آباد آیا۔

ناظم صوبہ شبیر خان معظم ناسک ترنبک کی پیروی کے لئے خواجہ ابوالحسن صاحب کی خدمت میں گیا ہوا تھا اسی سال پیمانہ عمر لبریز ہو کر [illegible] گیا۔

اسلام خان کی صوبہ داری اور خواجہ جہان کی دیوانی اور خواجہ صاحب کی حج بیت اللہ کو جانے آقا افضل مخاطب بفاضل خان کی دیوانی

شبیر خان کے مرنے کے بعد اسلام خان حاکم دار الخلافہ آگرہ ناظم گجرات مقرر ہوا علاوہ اضافہ ملک پانچہزاری ذات اور چار ہزار سوار کا منصب جنمیں دو اسپہ سہ اسپہ سپاہیان شریک تھیں نامزد کیا گیا۔ خلعت خاصہ اور ایک گھوڑا معہ سامان طلائی اور ایک ہاتھی مرحمت ہوا اسلام خان نے احمد آباد آنے پر اہل عہدہ سے عمدہ گھوڑے کچھی اور کچھ جواہرات مرصع زیور اور زربفتی تھان جنمیں بعض احمد آبادی اور بعض عراقی شامل تھے حضور میں پیشکش کے طور پر بھجوا دیا۔ بادشاہ نہایت خوش ہوا ایکہزار سوار کا اضافہ مرحمت فرمایا۔ امرائے متعینہ صوبہ میں سے مسمی سرفراز خان چغتائی ولد کون کو لیکر حضور میں گیا تھا وقت رخصت خلعت رخصت لیکر وارد احمد آباد ہوا سنہ ۱۰۴۱ ہجری میں دیوان صوبہ خواجہ جہان کو اجازت حرمین الشریفین کی رخصت حاصل ہوئی۔

پانچ لاکھ روپیہ نذر پوشی کی نذر مانی گئی تھی۔ از انجملہ فی الحال مبلغ دو لاکھ اور چالیس ہزار روپیہ کا مال حسب مذاق اہل عرب احمد آباد اور سورت سے خرید کر کے خواجہ صاحب کے ساتھ عتبات عالیات کے مستحقوں کو تقسیم کرنے کے لئے بھیجنے کا حکم متصدیان صوبہ گجرات کے نام

صادر ہوا چونکہ حکیم مسیح الزمان بھی رخصت لے چکے تھے یہہ اور خواجہ صاحب بالاتفاق جا بیٹھے تھے۔ حکم میں صاف ظاہر تھا کہ سارا مال انہیں کی رائے سے تقسیم ہوگا۔

خواجہ صاحب کے جانیکے بعد آقا افضل (فاضل خان) خان جنکا خطاب تھا گجرات کا دیوان صوبہ مقرر ہوا منصب میں کسی قسم کا اضافہ نکیا گیا۔ معز الملک متصدی بندر سورت اور کھمبایت نے دونوں بنادر کی آمدنی سے کچھ تو جواہرات بیبہا اور کچھ نفیس عمدہ کپڑا اور چند عربی اور عراقی گھوڑے۔ بطور پیشکش حضور میں بھجوائے۔ اسلام خان ناظم صوبہ نے اسی ہتھی گھوڑے اور اقسام اقسام کا جواہر اور مرصع زیور احمد آباد کا بنا ہوا عمدہ اور نفیس کپڑا وغیرہ صوبہ کا پیشکش حضور میں روانہ کیا۔ سنہ ۱۰۴۷ ہجری میں سید دلیر خان بارہہ جو چار ہزار ذاتی اور تین ہزار سوار کا منصب دار اور بڑودہ کا فوجدار تھا قضائے الٰہی سے فوت ہوگیا۔ آقا فاضل دیوانی سے تبدیل ہوکر بڑودہ کا فوجدار ہوا۔ رعایت خان کو دیوانی ملی اسلام خان کی زمانہ صوبہ داری کی کیفیت اس سے زیادہ دریافت ہوئی۔

باقر خان نجم ثانی کی صوبہ داری عنایت خانکی دیوانی

باقر خان نجم ثانی اوڑیسہ کا حاکم چار ہزار ذاتی اور چار ہزار سوار کا منصب دار تھا سنہ ۱۰۴۷ ہجری میں بارگاہ معلی میں حاضر ہوا۔ ہزار اشرفی نقد نذر گذرانی۔ اور مرصع زیور اور کئی چیزیں زر خاص بطریق پیشکش جسکی قیمت مبلغ ۲ لاکھ روپئے معین ہوئے اسلام خان کو تبدیل کرکے گجرات کی صوبہ داری مرحمت ہوئی۔ خلعت ملا۔ گھوڑا ۔ اور ہاتھی معہ سامان طلائی سواری کو دیا گیا سنہ ۱۰۴۸ ہجری میں احمد آباد آیا آدمی تھا منتظم صوبہ کا ایسا انتظام کیا کہ رعایا اور سرکار دونوں رضامند ہے اٹھارہ گھوڑے عراقی اور چالیس گھوڑے کچھی۔ اور گجرات کا بنا ہوا اعلے قسم کا قیمتی زربافی کپڑا بطریق پیشکش حضور میں بھجوا دیا۔

سپہدار خانکی صوبہ داری عنایت خانکی دیوانی

سپہدار خان اعلی افسروں میں شمار کیا جاتا تھا پانچہزار ذاتی اور پانچہزار سوار کا افسر تھا جشن نوروز ۲۱ رمضان المبارک سنہ ۱۰۴۸ ہجری کو حسب قوانین مستمرہ اکثر امرا سرفراز کئے گئے اسکو گجرات کی صوبہ داری مرحمت ہوئی باقر خان نجم ثانی تبدیل ہوئے اور سپہدار خان خلعت خاصہ اور گھوڑا مرصع زین کا معہ ہاتھی کے احمد آباد داخل ہوا۔ سال ابھی ختم ہو چکا تھا کہ سال کی کاشتکار تیاری کر رہی تھی۔ اوسی سال سرکاری کارخانہ میں ایک خیمہ یعنی مخمل کا احمد آباد کے کاریگروں سے بنوایا گیا تھا اور ویسا ہی ایک سائبان کہ ستون اوسکے چاندی اور سونیکے نہایت نازک اور خوبصورت یہہ دونوں چیزیں ایک لاکھ روپیہ کی تیار کی بنائی گئی تھیں۔ سپہدار خان نے بطریق پیشکش حضور میں بھجوا دیں اور دار السلطنت میں بادشاہ نے ایک کروڑ روپیہ کی لاگت کا تخت طاؤسی بنوایا تھا سنہ ۱۰۴۹ ہجری جشن نوروز میں اوسی تخت پر جلوس فرمایا احمد آبادی خیمہ یعنی مخمل کا مقابل ایوان شاہی استادہ ہوا نوروز کا دربار بیٹھے راجہ امیر وزیر سبھی حاضر تھے جسنے دیکھا بیساختہ تعریف کرنے لگا حضور شاہنشاہی خیمہ سائبان دیکھکر بہت محظوظ ہوئے۔

سیف خانکی صوبہ داری اور رعایت خانکی دیوانی

سیف خان نامی افسر چار ہزار ذاتی اور چار ہزار سوار کا منصب دار تھا بتاریخ صفر سنہ ۱۰۴۹ ہجری کو سپہدار خان کو تبدیل کرکے سیف خان کو

صوبہ داری مرحمت ہوئی اور اوسکے بھائی سلطان نظر اور لڑکے بیچے کو اصل و اضافہ ملکر ایک ہزار ذاتی اور تین تین سو سوار کا منصب
مقرر کرکے اوسکے ساتھ تعینات کیا۔ چلتے وقت سوار ہونے کو ایک گھوڑا معہ طلائی سامان اور ہاتھی مرحمت فرمایا۔ اوسی سال حکیم مسیح الزمان
حج بیت اللہ سے مشرف ہوکر بصرہ ہوتے ہوتے ہوئے بندر لاہوری میں اوترے مگر حکیم صاحب نے چالیس گھوڑے عربی عمدہ عمدہ چھانٹ چھانٹ کر
بصرہ میں خریدے تھے گھوڑوں کو بحفاظت لیے ہوئے حضور میں پہونچے شرف آستانہ بوسی حاصل ہوا گھوڑے نذر گذرانے ازانجملہ دو گھوڑے
پسند خاطر اقدس ہوئے ایک یوز اور دوسرا طرق۔ واقعی یہہ دونوں گھوڑے ہر بات میں قابل تعریف تھے رنگت وہ پاکیزہ کہ دیکھنے والوں کو
حیرت ہوتی تھی۔ ہر عضو سانچے میں ڈھلا ہوا معلوم ہوتا تھا۔ دونوں گھوڑے طویلہ خاص میں داخل ہوئے یوز کا نام بادشاہ پسند اور طرق کا
نام تمام عیار رکھا گیا۔ حکیم صاحب کو پچیس ہزار روپئے نقد معہ خلعت ہاتھی انعام دیا گیا۔ منصب سابق میں تغیر اور تبدل واقع نہوا بلکہ
ابو نور مرحوم خسر ثانی معز الملک کو تغیر کرکے سورت کی متصدی گری مرحمت ہوئی۔ مرزا عیسے ترخان گجرات کی صوبہ داری سے تبدیل ہوکر کسی
ویرانہ میں بھیجا گیا تھا ایک مدت اوسی میں بسر ہوگئی چونکہ ارکان دولت کی کم توجہی تھی ایسے لائق اور شائستہ افسر کو ویرانہ میں پڑا رکھا
فی زمانہ شاہی مہربانیوں نے رہبری کرکے حضور میں پہونچا دیا۔ بادشاہ کے ساتھ چار آنکھیں ہوتے ہی سرابسر سورٹھ جاگیر میں ملا منصب کا بھی
اضافہ ہوا۔ پانچہزاری ذات اور چار ہزار سوار جمعیت دو اسپہ سہ اسپہ کی آسیامیان تعین مقرر کیا گیا اوسی سال ماہ ذی الحجہ میں۔
سیف خان صوبہ داری سے تغیر ہوکر احمد آباد میں مقیم رہا اور صوبہ داری اعظم خان کو مرحمت ہوئی۔ چونکہ سنہ ہجری میں سیف خان نے
احمد آباد میں انتقال کیا۔ حوالی قبہ حضرت شاہجی قدس سرہ مدفون کیا گیا۔ ایوان بزرگ کی عمارت جو عوام میں جماعت خانہ مشہور ہے
اور حضرت کی جانب سرہانے واقع ہے سیف خان کا تعمیر کیا ہوا پایا جاتا ہے علاوہ اوسکے روضہ مبارک کے اندر تمام سنگمرمری کام اوسکی
نشانی ہے کسی شاعر نے اسکی تاریخ (سیف خان مرد کامی ہے)۔

اعظم خان کی صوبہ داری اور رعایت خان اور بعد اسکے محمد ضیا کی دیوانی

سیف خان کی عملداری میں ضلع چوال کا رہنے والا کانجی نام قوم کولی بارویہ پیدا ہوا بارویہ اصطلاح گجرات میں قزاق کو کہتے ہیں۔
اکثر زمیندار بلکہ چھوٹے چھوٹے راجہ قزاقی کرنے لگتے تھے جب سرکار سے اونکے لیے کچھ تنخواہ انتظام کیا جاتا تو قزاقی ترک کرکے چین سے اطمینان سے
رہتے کانجی خدا جانے کیوں قزاقی کرنے لگا بیوپاریوں کا مال اور ایدہر اودہر آنے جانے والے قافلہ کے قافلے لوٹ لینا کانجی اکیلا نہ تھا
بہت اکثر سرکشان گجرات اوسکے شریک تھے یہہ کیفیت احمد آباد کے وقائع نگار سے حضور میں پہونچی اعظم خان افسر تھے اور چھہ ہزار ذات
اور چھہ ہزار سوار کا منصب رکھتا تھا گجرات کی صوبہ داری مرحمت فرما کر چوتھی ذی حجہ ۱۰۴۵ھ کو خلعت خاصہ اور گھوڑا معہ سامان کا اور ہاتھی
دیکر رخصت کیا۔ جب خانصاحب احمد آباد سے چالیس کوس پر پٹن علاقہ کے متعلقہ سدہپور میں پہونچے بیوپاری اور سوداگروں نے کانجی کے نام
کی فریاد کی کہ غریب پرور ہمکو اس کولی نے بہت تنگ کر رکھا ہے پہلے آپ اسکا بندوبست کیجیے صوبہ داری کہیں بھاگی نہیں جاتی اور جبتک یہہ نہوا
تو صوبہ داری کا لطف ہی کیا ہے غرض خانصاحب میں سے پہلے کانجی کو خبر ہوئی بارویہ کی بساط ہی کیا تھی جو ایک بڑے افسر کا مقابلہ کرتا
گھر بار چھوڑ دیا اور بال بچوں کو لیکر موضع چہاور پرگنہ کہرالو میں روپوش ہوگیا۔ خانصاحب بھی اودہر متوجہ ہوئے۔ اسوقت کانجی سمجھا کہ یہہ
صوبہ دار میرا پیچھا نہ چھوڑیگا اور بھاگ بھاگ کر کہاں چھپا رہونگا۔ بغیر اطاعت کیے جان نہ بچیگی رات کیوقت تن تنہا حاضر ہوکر خانصاحب کے

قدموں پر گر پڑا اور کہنے لگا (مان باپ تمی بچاؤ شونو ہوت پچوانو چھوٹ نین تو مارا بال بچیان کھرا ب تھی جینگے) خانصاحب نے رحم فرما کر اس امر پر فیصلہ کیا کہ بیوپاریوں کا لوٹا ہوا مال و اسباب سپرد کر دیا جائے اور آئندہ کیلئے فعل ضامن معتبر جمع کرے نونجان ممکن ہو علاوہ اسکے مبلغ دس ہزار روپئے سالانہ بطور پیشکش دینا پڑیگا کا جی نے بخوشی دل ساری باتیں قبول کیں بیوپاریوں کا مال اور فعل ضامن دے کر اطمینان سے اپنے گھر چلا گیا۔

اعظم خان سمجھا کہ گجرات مفسدوں کا معدن اور فتنہ انگیزوں کا مخزن ہے یہاں کے باشندوں میں کولی اور کاٹھی یہہ دو قوم سرمایہ فساد و سرگروہ سرکشان گجرات مشہور ہیں۔ انکی پیدایش میں گمراہی اور بیوفائی کچھ ایسی شامل کیگئی ہے کہ کبھی نچلا بیٹھنے ہی نہیں دیتی اور جبتک انکی سرکوبی خاطر خواہ نکیجا یگی ملک میں امن و امان قایم نرہیگا اسلئے پہلے احمد آباد کے قریب بھیل پرگنہ میں جو کولیوں کا معدن تھا دو مضبوط قلعہ تعمیر کئے ایک کا نام اعظم آباد اور دوسرے کا خلیل آباد نام رکھا (اعظم خانصاحب کا نام تھا اور خلیل بیٹے کا نام) ضلعہ کاٹھیاواڑ میں چوڑہ اور ہیوارکا ٹھیوں کا وطن اور سرکشان صادر و وارد کا معدن تھا ایک قلعہ نہایت مستحکم تعمیر کر کے شاہ پور نام رکھا۔

آقا محمد فاضل مخاطب بفاضل خان سابق دیوان صوبہ ہو کر کسی تقریب سے بڑودہ کا فوجدار ہو گیا تھا حسب الحکم حضور میں بلایا گیا سنہ ۱۰۴۶ ہجری میں شاہزادہ محمد اورنگزیب بہادر کے رسالہ خاص کا رسالدار معین ہوا خلعت مع طویلہ خاص سے عمدہ گھوڑا سنہری سامان کا مرحمت ہوا —

سنہ ۱۰۴۷ ہجری میں حکیم ابو القاسم مخاطب بحکیم الممالک کو اجازت زیارت اماکنہ شریفہ حاصل ہوئی متصدیان صوبۂ گجرات کے نام حکم صادر ہوا کہ مبلغ ساٹھہ ہزار روپئے منجملہ رقم نذر کی اشیائے نادرہ حسب مذاق اہل عرب باتفاق رائے حکیم صاحب خرید ہو کر سپرد کر دیجائیں چونکہ حکیم صاحب بنفس نفیس مستحقان عتبات عالیات کو تقسیم کر دینگے اور یہہ رقم اسی مد میں داخل کیجائے —

سید الہداد کو صورت کی قلعہ داری مرحمت ہوئی سید جلال بخاری خلف سید محمد گجراتی جو حضرت شاہیہ قدس سرہٗ کے نبیرہ تھیں سے تھے بادشاہ نے دس ہزار روپئے نقد اور انکے دونوں صاحبزادوں کو عمدہ عمدہ پوشاک دیکر رخصت کیا چلتے وقت چھہ سو اشرفی متوکلین و گوشہ نشین احمد آباد کیلئے سپرد کیں اسی سال رمضان مہینے میں مرزا عیسے ترخان حاکم ملک سورٹھہ کا پیشکش پندرہ گھوڑے کچھی مقبول ہوا مرزا صاحب کی کارگذاری قابل تحسین مانی گئی۔ ناظم صوبہ اعظم خان نے قلعہ بھدر کے پاس نقار خانے والے دروازہ کی برابر ایک مکان نہایت عمدہ تعمیر کیا کسی شاعر نے یہہ تاریخ نظم کر کے پیش کیا۔ انعام ملا بابند ملا گنز تاریخی مضمون پہ یادگار باقی رہی سہ نہا نف سال تاریخش چو جستم ندا آمد مکان خیر احسان۔

دیوانی محمد صابر از تغیر رعایت خان

سنہ ۱۰۴۸ ہجری میں حکیم مسیح الزمان کو تغیر کر کے سورت کی متصدی گری مظفر الملک کو عطا فرمائی اور احمد آباد کا دیوان صوبہ رعایت خان کی جگہ میر محمد صابر جو پیشتر دو وقایع نویس تھا قایم مقام ہوا منصب میں کسی قدر اضافہ کیا گیا سلالہ خاندان رضوی حضرت سید جلال بخاری حسب الطلب حضور میں تشریف لیگئے سرکار شاہی سے پانسو اشرفی مرحمت ہوئیں —

اعظم خان ناظم صوبہ کی لڑکی کے ساتھہ شاہزادہ محمد شجاع بہادر کی چند روز سے رسوم نسبت ہو چکی تھی اسی سال خانصاحب نے اپنے بیوی بچوں کو حضور میں روانہ کیا تھا۔ بیسویں شوال کو دار الخلافتہ میں داخل ہوئے خانصاحب کے دونوں لڑکے میر خلیل

ومیر اسحاق بھی اپنی والدہ کے ساتھ بھیجے گئے تھے مگر شاہزادہ کی سواری بنگالہ میں رونق افروز تھی اور کسی مصلحت سے شاہزادہ کا
طلب کرنا ملتوی رہا عروس کا قافلہ بنگالہ بھیجا گیا اور ساتھ ہی حکم دیا گیا کہ بعد رسوم ازدواج انکے والدہ اپنے لڑکون کو لیکر احمد آباد چلی جاوے
اوس سال کے جشن نوروز میں مبلغ دس ہزار روپیہ اور مجلس شب میلاد حضرت نبوی صلے اللہ علیہ وسلم میں مبلغ تین ہزار روپیہ جناب سید
جلال صاحب کو مرحمت ہوئے بلکہ وقت رخصت پانچہزار روپئے زاد راہ کے اضافہ دئیے گئے ۔ گجرات کے وقایع نگار کی تحریر سے مرزا
خان فوجدار پٹن کے انتقال کی خبر حضور میں دریافت ہوئی مرحوم کے لڑکون کو مناسب اضافہ ہو کر اور خدمتیں سپرد ہوئیں ۔ مرزا
عیسیٰ ترخان بھی ایکہزار کے اضافہ سے سرفراز ہوا ۔ کل منصب پانچہزار ذات اور پانچہزار کا معین ہو گیا مرزا خان کے بڑے بیٹے عنایت اللہ
کو اصل و اضافہ ملکر ایکہزار ذات اور پانسو سوار کا منصب مقرر کیا گیا جب اعظم خان کی لڑکے بنگالہ سے آگرہ میں پہنچے حضور سے
ناظم صوبہ کیلئے طویلہ خاص سے ایک عمدہ گھوڑا معہ ساز طلائی اور ایک ہاتھی وہ بھی فیل خانہ خاصہ سے مرحمت فرما کر دونوں لڑکوں کو
ایک ایک گھوڑا انعام دیا گیا مرزا عیسیٰ ترخان حاکم جوناگڑھ نے اس سال کا پیشکش فقط چالیس گھوڑے کچھی حضور میں بھیجے ۔
نشستہ گجری کا پیشکش جو ناظم صوبہ نے حضور میں بھیجا ازانجملہ کئی قسم کا جواہرات بیش بہا تھا اور گجراتی ریشمی اور زربفتی ۔ نوساری
ہندوستان میں اعلے قیمت پایا ۔ کچھی گھوڑے بھی ایسے ہی تھے غرض ہر چیز قابل قدر تھی کپڑے اور جواہرات کی تعداد نہ معلوم کتنی تھی مگر
گذشتہ برس اس نتیجے کو پہنچ گئے تھے ۔ ناظم صوبہ نے یہ وتیرہ اختیار کیا تھا کہ برسات کی فصل بھر پہاڑی اضلاع میں بسر کرنا ۔ چونکہ
کاشتکاری کے زمانہ میں کولی ۔ راجپوت ۔ کاٹھی ان اقوام سے جو بانیء فساد تھے وہ اپنے وطنوں میں زراعت کرنیکو آیا کرتے تھے اونکو
گرفتار کرکے سزا کے مقتول دیتا اور جنگل ضامن نہ دینے پاتی نہ ملتی اور جب سرکشوں کا ملجا و ماوی دریافت ہوتا قلعہ تعمیر کروا کر تھانے
بٹھائے جاتے تھانے والے سپاہی مفسدوں اور سرکشوں کی زراعت اور درخت ثمر مثلا ۔ آم ۔ کھرنی بیدہ وغیرہ جنکو اونکی اصلاح میں وطن
سمجھتے تھے خراب برباد کر دئیے جاتے گجرات کے اکثر پہاڑی اضلاع میں جنگلی درختوں کی کثرت سے مفسدوں کو بھاگ بھاگ کر پوشیدہ
ہونیکا موقع ملا کرتا تھا جس سے جنگل کاٹ کاٹ کر صاف کر دئیے گئے جب سے طرف سے اعظم خان نے بانیان فساد کے سخت تدارک کئے اور جس جگہ
سرکاری فوجی تھانہ دار متعین تھے تو کولی اور راجپوت کاٹھی وغیرہ تنگ ہو کر اس ناظم صوبہ دار کو اعظم اودہی نام سے یاد کرنے لگے
داد وہی گجراتی میں دیمک کو کہتے ہیں یعنی ناظم صوبہ کیا ہے دیمک ہے جس جگہ چپکا اوسکو برباد کر دیا ۔ مورخ نے جب اس کتاب کی تحریر کا
قلم اوٹھایا اوس زمانہ میں خانصاحب موجود تھے بلکہ سو برس سے اوپر زمانہ گذر چکا تھا تاہم اسوقت تک اونکا نام اسی خطاب سے
لیا جاتا تھا ۔ غرض اعظم خان کی منتظمانہ کارروائی سے سرکار جالور سے لیکر کاٹھیاواڑ کی مغربی جنوبی حد تک جو دریائے شور سے
ملتی اور جام و بہار کے متعلق تھی کسی مفسد کا نام و نشان تک باقی نہ رہا تھا اور بالفرض کوئی رہ بھی گیا ہو گا تو اوسکو یہ مجال نہ تھی
کہ غریب مسافر یا کسی سوداگر کے مال پر دست تصرف دراز کرے ہر مسافر راہ میں بقول شخصے سونا اچھالتا چلا جاتا ۔

لشکرکشی کرنا اعظم خانکا زمیندار نوانگر پر اور پیشکش لینا اور ٹکسال کا بند کر دینا

گجرات کے تمام زمینداروں نے خانصاحب کے آگے سر جھکا دیا مگر جام زمیندار نے اپنی ہٹ دھرمی نہ چھوڑی خانصاحب کو بھی
اوسکی کج ادائی اور بے پرواہی کی سزا دینا جی سے لگا ہوا تھا مگر اور سرکشوں کی تنبیہ سے موقع نہ ملتا تھا فی زمانہ جب سارے زمیندار

مطیع ہوچکے اور آپ کو اودہی کا خطاب بھی حاصل ہوچکا جام زمیندار کا نوبہ آیا آپ نے بڑی تیاری کے ساتھ احمد آباد سے کوچ کیا جب نواح نوانگر میں
رکگیا خانصاحب نے لشکر کا مقام کیا اسوقت بھی جام کبھی اطاعت نکرتا مگر خانصاحب کی پولیٹیکل کارروائیوں سے جام کو موقعہ نہ ملا کہ ایدہر ادہر سے
سرکشوں کو فراہم کرلیتا وہ سمجھ گیا کہ اب بجز اطاعت کے چارہ نہیں نوانگر سے روانہ ہوکر شاہی لشکر سے دو کوس فاصلہ پر ٹھہر رہا اور خانصاحب کی
خدمت میں حاضر ہونیکی اجازت مانگی آپنے فرمایا جبتک حسب منشا انتظام نکیا جائیگا تمہاری کوئی بات قابل قبول نہوگی جام نے مجبور ہوکر ساری باتیں
قبول کیں تین لاکھ محمودی اور سو گھوڑے کچھی پیشکش کے تعین ہوئے محمودی ٹکسال بند کرنیکا مچلکا لکھدیا اکثر رعایائے اضلاع گجرات سرکشوں کے
ظلم سے بھاگ کر جام زمیندار کے علاقہ میں آباد ہوگئی تھی اسکو سمجھا کر اصلی وطنوں میں آباد ہونیکا معاہدہ کرلیا اور بوقت ضرورت ایک لڑکا جام کا
فوج ناظم صوبہ کیخدمت میں حاضر رہے جب یہ ساری باتیں طے ہوگئیں جام زمیندار خانصاحب کیخدمت میں حاضر ہوا طرفین سے مدارات کا کوئی دقیقہ
باقی نہ رہا۔ بعد انفصال خانصاحب شاہجہان تشریف لیگئے جام نوانگر چلا گیا چندروز محمودی کا سکہ ملتوی رہا بار دگر جام نے قدیم سکہ ملیا میٹ کرکے نیا سکہ محمودیکا
ایجاد کیا چنانچہ زمیندار کا نام ایکطرف بخط ہندی اور دوسری طرف مظفر گجراتی کا نام مسکوک تھا اسی محمودی کو جامی کہتے تھے مورخ کے زمانہ تک محمودی کا
رواج جاری تھا احمد آباد میں اکثر خرید و فروخت اسی سکہ میں ہوا کرتی تھی وزن ساڑھے چار ماشہ ہوزیادہ تھا کہ ایک روپیہ کی ڈہائی کا ہے تین محمودی کا ترویج
ردوبدل ہوا اکثر اضلاع بڑودہ میں محمودی کو چنگیزی بھی کہتے تھے چونکہ چنگیز خان حبشی نے بعد انقراض سلطنت سلاطین گجرات یا اوسی قریب قریب زمانہ میں بڑودہ
پرگنہ پر قبضہ کرکے یہ سکہ جاری کیا تھا اسی سبب چنگیزی مشہور ہوا اوس اضلاع میں تمام مدار اسی چنگیزی پر رکھا گیا تھا حتی سرکاری جمع میں وصولی
دیجاتی تھی اس عرصہ میں دار الخلافہ سے سرکاری حکم صادر ہوا کہ اس اضلاع کی محمودی فراہم کرکے جونا گڈہ کی ٹکسال میں گلا دیجائے باوجود
حکم شدید بغفلت حکام سے پوری تعمیل نہوئی محمودیکا چلن کچھ کچھ باقی رہا تھا دیو وغیرہ بندرگاہوں سے چاندی اور سونا احمد آباد میں لیا جاتا۔
اکثر سوداگران کفایت شعار بنظر سہولت احمد آباد کی ٹکسال میں محمودیکا سکہ تیار ہوا لیا کرتے آخر تین مہر صاحب دیوان صوبہ کی التماس سے دوسرا حکم صادر ہوا
کہ احمد آباد کی دار الضرب بند کردیجائے اس حکم سے سارے بیوپاری مجبور ہوگئے تفتیش میں دریافت ہوا کہ کل ممالک محروسہ میں جسقدر جواہر فروخت ہوتا ہے
فی صدی دو روپیہ حق دلالی وصول لیا جاتا ہے انمیں ایک روپیہ خریدار سے اور ایک بیچنے والے سے اور اس صیغہ کی رقم کثیر پیدا ہوتی ہے سرکاری حکم ہوا کہ ایک روپیہ
فیصدی حق دلالی لوگوں کو یہ ودانستہ معاف کردیا گیا مگر دوسرا روپیہ سرکار میں وصول لیا جاوے ایک حکم دیوان صوبہ کے نام صادر ہوا لکھا تھا کہ جسقدر حکم پہونچے
اوس تاریخ سے احمد آباد سورت و بندر کھنبایت کے جوہریوں کی دفتر جانچ پڑتال کرکے جسقدر جواہر کی خرید و فروخت کیگئی ہے فیصدی بعد وضع کاٹ کسر مبلغ نو آنہ
باقی رہتے ہیں اوسپر ایک روپیہ شاہجہانی وصول لیا جاوے اور آئندہ اسی مطابق تعمیل ہوتی ہے۔ کھوٹے موتی کھربا و مرجان بھی اسی مد میں رکھا گیا ہے اسی سال
نیمس جاگیردار بڑودہ کا پیشکش ایک ہاتھی اور نو گھوڑے حضور میں بھیجے گئے بندر سورت کی متصدی گری سے معز الملک تغیر ہوکر حضور طلب کیا گیا مگر معز الملک نے
اس سے پہلے حسب الحکم کئی آدمی جواہر شناسی میں دستگاہ کامل رکھتے تھے گھوڑوں کی خریداری کیلئے سرکاری جہاز میں سوار کرکے بندر بصرہ و لحساء وغیرہ
بھیجے گئے تھے چونکہ عمدہ عمدہ گھوڑونکی کھیپ بھی بندرگاہ میں مشہور و معروف تھیں اور سورت کے اکثر سوداگروں نے اپنے گماشتے اوسطرف بھیجکر تجربہ کیا تھا
کہ عربی گھوڑے جہاں کہیں اعلی قسم کے دریافت ہوں خرید کرکے بھیجے جاویں غرض باتفاق فریقین اکثر گھوڑے عربی النسل ایک لاکھ روپیہ سے خرید کئے گئے
جب سورت پہنچے معز الملک نے حضور میں بھیجا وہ بھی آٹھ رجب کو دار الخلافہ میں نظر انور سے گذرے کہتے ہیں ایک گھوڑا اسپ خنگ نہایت عمدہ تھا بادشاہ نے
عنبر نامی گھوڑیکی جفت تعریف سنی تھی اور یہ اوسی کی نسل سے ثابت ہوچکا تھا علی پاشا حاکم بصرہ دو ہزار روپیہ پر راضی ہوا معز الملک نے علی اکبر سوداگر کو
کہ سنکر اوسکے کسی عمدہ کی معرفت مبلغ بارہ ہزار روپیہ کو خرید کیا بادشاہ دیکھکر نہایت محظوظ ہوا مبلغ پندرہ ہزار روپیہ سے معز الملک سرفراز ہوا

اور سر جنگ طویلہ خاص کا سردار مقرر ہوا۔

اعظم خان انتظام ملک داری کے کام کا بہت اچھا تھا اسنے مفسدون سرکشون کی ایسی تنبیہ کی کہ پھر کسی بانئی فساد کو موقع نہ ملا خصوصًا کولیان دربارے ہو انکی تو اوسکے نام سے ایسی سہمی ہوئی تھی کہ اوسکا ذکر سنتے ہی لرزہ چڑھ آتا تھا یاین ہمہ عایا پروری کا مادّہ نتھا کبھی بھولے سے بھی رعایا کے حال کی نگرانی نفرمائی اکثر رعیت بھاگ بھاگ کر زمینداروں کے ملک مین جا بسی روز بروز ملک ویران ہوتا گیا۔ چنانچہ زمیندار نواگر کے معاہدہ مین بہہ بات تحریر ہوگئی تھی۔ ناظرین کو یاد ہوگا۔ اسکی شکایت حضور تک جانی گو بادشاہ کا سمدہی اور شاہزادہ کا خسر کسکی مجال تھی کہ حضور مین شکایت کرتا گجرات کے نصیب اچھے تھے جو اس موقع پر سلالۂ خاندان نبوی سید جلال بخاری دار السلطنت مین حاضر تھے اور گجرات آپکا وطن مالوف ہو وطنونکی ہمدردی نے آپکو مجبور کیا حسبۃً للہ گجرات ویران ہونیکی ساری کیفیت گذارش کردی فورًا مرزا عیسےٰ ترخان حاکم سورٹھہ کو حکم ہوا کہ تمہاری حسن کارروائی نے رعایائے سورٹھہ کو رضامند و خوشنود رکھا ہم جانتے ہین کہ گجرات کی عایا بھی اسیطرح آباد ہو کر مفرح الحال ہوجائے گجرات کی صوبہ داری تمکو سپرد کیجاتی ہے۔

صوبہ داری مرزا عیسےٰ ترخان و دیوانی معز الملک و میر صابر

اگلے لوگ بیان کرتے تھے کہ اعظم خان ناظم صوبہ کے ظلم سے گجرات ویران ہوتے ہین کچھہ باقی نتھا خدا بھلا کرے بزرگ زادہ سید کا جو خانصاحب کے ظلم و بدعت ناجایز سے نجات حاصل ہوئی اور مرزا صاحب نے لوگونکی تسلّی و تشفی کرکے گجرات کو آباد کردیا لکھتے ہین ۱۰۵۲ کی چوتھی محرّم کو مرزا عیسےٰ ترخان احمد آباد مین تشریف لائے اور خانصاحب پوریا بدھنا سمیٹ بدنامی کا ٹوکرا سر پر اوٹھا دار الخلافہ چلے گئے مرزا صاحب کو اصل و اضافہ ہو کر پانچہزار ذات اور پانچہزار سوار کا منصب معیّن ہوا۔ دو اسپہ سہ اسپہ کی آسامیان سوار وغیرہ موجود تھین۔ اور سورٹھہ کی حکومت مرزا صاحب کے بڑے لڑکے عنایت اللہ کو پھر دیدی منصب کا اضافہ ہو کر دو ہزار ذاتی اور ڈیڑھ ہزار سوار تعینات کئے گئے اور دوسرے لڑکے محمد صالح کو ایکہزار ذات اور ایکہزار سوار کا منصب معیّن کیا گیا۔ بادشاہ کو اعظم خان کا خیال گذرا کہ خدانخواستہ خبر تبدیلی سنکر رعایا پر زور و ظلم ناجایز رکھے تو باعث بدنامی ہوگا ایک شقہ دست مبارک سے بنام مرزا صاحب تحریر فرماکر فرمان کے ساتھہ جو خانصاحب کے نام لکھا گیا تھا مرزا کے پاس بھجوادیا۔

نقل فرمان بنام اعظم خان

سیادت و نقابت پناہ نجابت و صوت دستگاہ سعادت نشان اعظم خان بادشاہی مہربانیون سے سرفراز ہوکر دریافت کرین کہ تمہارے زمانہ حکومت مین گجرات کی خرابی اور رعایا کی تباہی و بربادی متواتر خبرین ہمکو پہنچتی رہین حضور سے وقتًا فوقتًا ہدایت کیگئی کہ رعایا پروری باعث آبادی ملک سب کاموں پر مقدّم رکھی گئی ہے اور ہم اسی بات کے منتظر ہے کہ حسب ہدایت تمہاری طرف سے کام کردیا جائیگا مگر تمنے بھولے سے بھی رعایا کو آنکھہ اوٹھاکر نہ دیکھا اور نہ ہماری ہدایت کو کان لگاکر سنا اور ملک برباد ہو کر یہہ نوبت پہونچی کہ اگر ہم بھی مثل تمہارے توجہ نفرماتے تو کار از رفتہ و تیر از کمان جستہ ہوچکا تھا۔ پھر پشیمانی کچھہ فائدہ نہ دیتی بنا برآن گجرات کی صوبہ داری ابتدائے فصل خریف سے امارت نشان مرزا عیسےٰ ترخان حاکم ملک سورٹھہ کو مرحمت فرمائی۔ اوسکی لیاقت کارگذاری کو ملاحظہ کرو تو معلوم ہوجائے کہ حکومت اسکو کہتے ہین جبتک بادشاہ اور رعیت دونون رضامند نہون کارگذاری کبھی قابل تحسین نہوگی۔ شاید تمکو بھی یاد ہوگا کہ مرزا صاحب نے کس حسن لیاقت سے سورٹھہ جیسا ملک خراب شدہ کو کیا لہلہاتا ہوا سر سبز و شاداب بنادیا۔ جسوقت مرزا مذکور احمد آباد آئے صوبہ داری کا چارج سپرد کرکے تم ہمارے پاس چلے آؤ دیکھو ایسا نہو کہ چل چلاؤ مین کسی قسم کا تغلب روا رکھا جائے

تحریر تاریخ بارہویں محرم ۱۰۴۸ ہجری مطابق ۱۲ جلوس ـ

مضمون شقہ

یہہ فرمان اسلیئے تمہارے پاس بھیجا گیا ہے کہ بمجرد ورود فرمان فوج شاہانہ ہمراہ لیکر احمد آباد سے ایسے پہونچو کہ کسیکو کان کان خبر نہو اور فرمان اعظم خان کو دیکر بہت جلد ہمارے پاس روانہ کرو اور صوبہ داری کا انتظام اس حسن سے کر دیا جائے کہ رعایا سے پریشانی کی ساری پریشانیان دور ہوکر اطمینان سے آباد رہے اور آیندہ کسی قسم کی شکایت حضور تک نہ پہونچے ـ

مرزا صاحب حکم پہونچتے ہی فوج شاہانہ کی جمعیت سے چاق وچوبند ہوجونا گڈہ سے روانہ ہوئے بعد طے کرنے منازل جب احمد آباد پہونچے نہ کسی جگہ ٹھہرے نہ کسی کے استقبال کا انتظار کیا چڑہے گھوڑے قلعہ بھدر مین جا موجود ہوگئے اعظم خان سے مل ملاکر فرمان شاہی حوالے کیا خانصاحب خود انتظام صوبہ داری سے مجبور ہوکر تھک کر بیٹھ رہے تھے آزادی کی خبر دریافت کرکے بہت خوش ہوئے اور فوراً تیاریان کرکے روانہ ہوگئے اعظم خان کے جانیکے بعد مرزا صاحب انتظام کرنے لگے ہر پرگنہ مین آپ اونسے تشریف لیجاکر سربرآوردہ لوگون کو فراہم کیا اور سرکاری حکم احکام دکھا ہر ایک کی تسلی و دلاسا فرمایا بلکہ ہر ضلع کے سرکاری جمع کا انتظام سابقہ بدل بدلکر محصول مقاسمہ کا اطمینان کردیا محصول مقاسمہ کو اصطلاح گجرات مین بھاگ بٹائی کہتے ہین یعنی کسان کی زراعت یا پیداوار سے کچھہ حصہ مقرر کردیا اس طریقہ سے ساری گجرات کا انتظام ہوگیا رعایا سے مفرورہ بھاگ بٹائی کی خبرین سن سنکر آمادہ ہونے لگی عرصہ قلیل مین ملک گجرات از سرنو آباد ہوگیا ـ

گجرات آباد ہونیکی خبر حضور مین پہونچی فیل خانہ خاص سے ایک عمدہ ہاتھی محمد صالح کے ساتھہ جو اسوقت حضور مین حاضر تھا مرزا صاحب کیواسطے بھیجا گیا ـ ہمارے گجرات کے بزرگزادے فخر خاندان رضوی سید جلال بخاری کی نسبت بادشاہ نہایت معتقد تھا اور آپکی خرق عادات باعث ازدیاد عقاید ہوا کرتی تہین ـ سید صاحب کو کون نہین جانتا تھا ـ آپکو مراتب مین فضیلت حاصل تھی اصالت مین نجیب الطرفین علم وفضل مین اپنا نظیر نہ رکھتے تھے بادشاہ نے مبلغ پانچہزار روپیہ نقد عطا فرماکر آپکا اسم بھی جاری کردیا پھر تو آپکا قیام دارالخلافہ مین زیادہ تر ہونے لگا ـ ایکروز بادشاہ سے عرض کرکے آپکے جد بزرگوار کی سجادگی اپنے بڑے بیٹے سید جعفر کو دلوادی جب امور سجادگی سے اطمینان ہوگیا حضور نے سواد اعظم ہندوستان کا عہدہ جلیل القدر صدر الصدور آپکو مرحمت فرمایا آپکے صاحبزادے سید جعفر مثل اپنے بزرگون کے فخر خاندان تھے خلعت صدارت کے ساتھہ بلوبلہ خاص سے ایک گھوڑا معہ سامان طلائی اور ایک ہاتھی وہ بھی خاصہ کا مرحمت ہوا علاوہ اوسکے مبلغ تیس ہزار روپیہ نقد مرحمت فرماکر منصب چار ہزاری ذات و سات سو سوار کا تعین کیا ـ

فرد ـ وجود مردم دانا مثال زر طلاست ✲ کہ ہر کجا کہ رود قدر و قیمتش دانند ✲ ـ

غرہ ربیع الاول ۱۰۴۸ ہجری کو دیوان صوبہ میر صابر تبدیل ہوکر معز الملک بحال کیا گیا منصب سابقہ مین کمی بیشی نہ ہوئی مرزا دوست کام عرف اعتماد خان بخشی ہوکر ادہر آنے لگا بادشاہ نے ناظم صوبہ کیلیئے ایک گھوڑا معہ سامان طلائی اوسکے ہمراہ بھیجوادیا اسی سال حجم قلی متصدی بندر سورت نے عربی و عراقی گھوڑے معہ جواہرات و اجناس نادرہ ہمراہ لیئے حضور مین حاضر ہوا ساری چیزین پسند ہوئین مگر ایک گھوڑا عربی النسل برنگ کمیت نہایت خوبصورت تھا بادشاہ نے پسند فرماکر اوسکا نام عیار کامل رکھا ـ

۱۰۴۸ ہجری مین جناب سیادت مآب صدر الصدور سید جلال بخاری نے حضور مین گذارش کی کہ اکثر دیکھا گیا کہ صدر الصدور معزول موسوی خان نے بلا اجازت حضور اکثر نامستحقون کو اونمین بعض کو مدد معاش اور بعض کو وظیفہ عطا کیا تھا مین دیکھتا ہون کہ بعض اشخاص بحجت فرمان شاہی اراضی مدد معاش اور وظیفہ کے

قابض و متصرف ہیں انکے لیے کسی قسم کا انتظام کیا جائے تا حق و باطل کا امتیاز ہو تا ہے۔ حکم ہوا کہ ممالک محروسہ میں خواہ متعلق خالصہ شریفہ ہو یا امرا و منصب داران کی جاگیر میں تمام وظیفہ خواروں کا ایکسالی محصول ہو کر تیسری جگہ امانت رکھا جائے بعد تحقیقات و ثبوت دعوہ محصول مسترد کردیا جاویگا۔ گروہ وظیفہ خواران روشناسی سے مستثنیٰ رکھا گیا۔ اس مضمون کے فرمان کل ممالک محروسہ میں بھیجے گئے۔ گجرات کے امرائے کومکی میں سے سبل سنگھ ور راجہ سورج سنگھ کو پانسو روپیہ ذاتی اور دو سو سوار کا اضافہ مرحمت ہوا۔ سید جعفر ولد سید جلال بخاری صاحب سجادہ حضرت شاہ صاحب حضور میں حاضر ہوئے وقت رخصت تین ہزار روپیہ نقد اور خلعت معہ ہاتھی مرحمت ہوا۔ میر شمس فوجدار پٹن کو نقارہ عنایت کیا۔ مرزا عنایت اللہ خلف مرزا عیسیٰ ترخان فوجدار کو علم کی سرفرازی حاصل ہوئی۔ سرکار سورٹھ کی آمدنی سالانہ زمانہ سابق میں تین کروڑ دام کے ساڑھے سات لاکھ روپئے تھے اور بندر کی سالانہ بیالیس ایک کروڑ ڈھائی لاکھ روپیہ تھے مگر فی زمانا کثرت آمدنی سوداگران بری بحری سے ایک لاکھ روپیہ اضافہ ہوگیا جسکی کل آمدنی چار کروڑ اور چالیس لاکھ دام کے گیارہ لاکھ روپئے ہوتے تھے یہہ سرکار معہ بندر جناب مہد علیا پادشاہ بیگم صاحبہ کو بطریق انعام مرحمت ہوئی۔

صوبہ داری پادشاہزادہ محمد اورنگ زیب بہادر و دیوانی معز الملک

سنہ [illegible] ہجری میں بادشاہ کو سیر کشمیر جنت نظیر مطبوع طبع ہوئی دارالخلافہ سے بہ جاہ و حشم کوچ فرمایا اثنائے راہ میں حضرت کو گجرات کا خیال آیا کہ انتظام [illegible] میں ۲۹ ویں ذی حجہ کے روز پادشاہزادہ جوان بخت بہروز اورنگ زیب بہادر کو خلعت صوبہ داری مرحمت ہوا خلعت بھی وہ تھا کہ آج تک کسی ناظم کو نہ ملا تھا یعنی خلعت خاصہ معہ نادری اور دو گھوڑے ایک طلائی مینا کار سامان کا اور دوسرا سنہری سادہ کا اور ایک ہاتھی معہ سامان نقرئی اور شاہزادہ بہادر کے دونوں صاحبزادے محمد سلطان و محمد معظم کو ایک ایک چھوٹا ہاتھی انہی چیزوں سے دلا کر رخصت کیا۔ شاہزادہ کی سواری غرہ ربیع الاول سنہ [illegible] روز جمعہ بعد شام احمد آباد میں رونق افروز ہوئی میرزا دوست کام خان کو تبدیل کرکے بخشی گری و واقعہ نویسی کا عہدہ محمد طاہر آصف خانی کو مرحمت فرمایا۔

گجرات کا سب سے زیادہ انتظام سرکشان گجرات کی سرکوبی پر موقوف تھا۔ شاہزادہ اورنگ زیب بہادر کو سب سے پہلے مفسدان گجرات کی گوشمالی واجب ہوئی نئی فوجکی بھرتی کرکے بذات خود دورہ کو نکلا اگرچہ فوج کے خرچکی معمولی رقم زیادہ ہوگئی یہہ خبر حضور میں پہونچی تو شاہزادہ کا منصب زیادہ کردیا گیا۔ چنانچہ ذاتی پندرہ ہزار روپئے اور دس ہزار سوار معین ہوئے ازانجملہ سات ہزار سوار میں دو اسپہ سہ اسپہ [illegible] شامل تھین۔ سید جلال بخاری صدر الصدور کو پانسو سوار کا اضافہ ہوکر کل منصب چھہ ہزاری ذات اور ڈیڑھ ہزار سوار کا معین کیا گیا۔

اسی سال حضور میں خبر دریافت ہوئی کہ قبلدار خان بادشاہی حکم سے شاہزادہ بہادر کے ملازمون کے ساتھہ ہاتھی کے شکار کو دوحد و راج پیپلہ کی جانب گیا ہوا تھا باقبال شاہنشاہی سے بہتر ہاتھی زیادہ ملا کر شکار ہوئے۔

موضع سرس پور کے پہلو میں جوہری سنی داس کا تعمیر کیا ہوا چنتامن نامی بتخانہ بحکم شاہزادہ والا گہر مسمار کردیا گیا یعنی بتخانہ سے خدائی کر لیے بت اٹھادئے گئے اور علامات اسلام محراب و ممبر بنا کر مسجد قوۃ الاسلام اچھی خاصی تعمیر ہوگئی۔

سن رسیدہ لوگوں سے سنی ہوئی حکایت بیان کیجاتی ہے کہ شاہزادہ کے زمانہ عملداری میں سید راجو نامی چند رفقاء پرستاروں کا گروہ ہمراہ لیے وارد احمد آباد ہوا کسی تقریب سے شاہزادہ کا ملازم ہوگیا اگرچہ حنفی المذہب تھا مگر اپنے تئین مہدوی کہتا تھا۔ مہدوی ایک فرقہ ہے وہ یہہ بیان کرتا ہے کہ حضرت امام مہدی

[illegible]

علیہ السلام بطریق سلسلہ باقی پیدا ہوتے اور دنیا سے اٹھ گئے اب مہدی وہدی کوئی آئینوالا نہیں چنانچہ اس فرقہ کے اکثر پیرپالن پور میں موجود ہیں بلکہ سارا پالن پور جسے بسیں اسی طریقہ کا معتقد مشہور ہے اور دکن میں ایک افغانی فرقہ اسی گروہ کا پیرشمار کیا جاتا ہے غرض شدہ شدہ یہہ خبر بادشاہزادہ کان تک پہونچی سید صاحب کی نسبت اخراج ملک کا حکم ہوا سید صاحب فقا پیرو کو ہمراہ لیکر بارادہ سفر شاہی باغ کے قریب شم باغ میں فروکش ہوئے گروہ علمائے وقت نے فتویٰ لکھا کہ سید صاحب نا گروہ خود گمراہ ہوکر عوام الناس کو بدراہ کرتا ہے تنبیہ اسکی شرعاً جائز پائی گئی ہے علما و فتویٰ دیکر الگ ہوئے حاکم وقت کو تنبیہ کرنا لازم ہوا تنبیہ سے مراد یہہ تھی کہ سید صاحب کو ڈرا دھمکا کر توبہ کرادیجائے تا دوسرں کو عبرت ہو مگر توبہ تو بہ سید صاحب سہل الوصول کب ماننے والے تھے سلطنت سے فوج خبر لینے پہونچی تھی ڈرانے دہمکانے سے کام نہ نکلا اور گروہ باغی لڑنے مرنیکو تیار ہوگیا بلکہ اُنکے نزدیک ایسی موت زندگی جاودانی تھی اور وہم سید صاحب کی نصیحتیں سنکر سمجھا کہ ہورہی تھیں ہر جز فوج شاہی طرح دے دیکر ٹالتی تھی مگر مقابل والے اجل رسیدہ تلواریں کھینچ کھینچ کر میدان میں اکڑ سے ہوگئے آخر یہہ نوبت آئی کہ فوج جرار نے مصدوبہ کو ڈہونڈ ڈھونڈ کر ٹھیک نہ رکھا سید صاحب بھی رفقا کے ساتہہ قتل ہوئے لشکر سلطانی کے سپاہی زیادہ تلف ہوا مگر مصدوبہ ہوا کے نام ایک بھی باقی نہ رہا اسر سے سید صاحب چوتھی شعبہ رہوئے جب بادشاہ کی سواری دارالملک کابل میں وقت افروز تھی شاہزادہ کی طلبی کا فرمان صادر ہوا —

صوبہ داری شایستہ خان ودیوانی معز الملک حافظ محمد ناصر

شاہزادہ والاتبار کے نام فرمان طلبی بھیجکر شایستہ خان حاکم مالوہ کو جو اسوقت موجود تھا غرہ شعبان ۱۰۷۳ھ کو صوبہ داری کا خلعت مرحمت فرمایا ایکہزار سوار کا اضافہ ہوکر کل پانچہزار ذاتی اور پانچہزار سوار کا منصب مقرر کیا گیا شایستہ خان کابل سے رخصت ہوکر پانچویں شوال کو احمد آباد آیا۔ اوسی عرصہ میں سوداگر علی اکبر پسر حاجی کمال صفاصانی نے چھ گھوڑے عربی النسل حضور میں نذر کئے تھے حاجی کمال جلوس مبارک کے اکتیس سن میں ربیہ تجارت وارد ہندوستان اور کھمبایت میں کئی جہاز درست کرکے تجارت عرب عجم ہندوستان کا دروازہ کھولا گیا تھا اکثر اسکے جہاز کھمبایت سے بصرہ وغیرہ بندر گاہوں میں سفر کرنے لگے تھے علی پاشا حاکم بصرہ سے راہ ورسم جاری ہوگئی تھی معز الملک نے سابق میں جو گھوڑا اصیل نسلی علی پاشا سے خرید کیا تھا وہ اسی سوداگر کے ذریعہ سے حاصل ہوا یہہ کیفیت اوراق سابقہ میں تحریر ہوچکی ہے

ہمارے شاہنشاہ کی طبیعت عربی گھوڑونکی طرف زیادہ مائل تھی اکثر سوداگرونکو عمدہ عمدہ گھوڑونکی فرمایشیں کیجاتیں تھیں نسلی نے اور بھی ترقی کردی علی اکبر کو حکم دیا گیا کہ جہانتک ممکن ہو اچھے سے اچھے اور عمدہ سے عمدہ عربی گھوڑے عربستان کے نامی گھوڑوں کے ڈھونڈ ڈھونڈ کر ہمارے واسطے خرید کرے تو باعث ازدیاد مراتب ہوگا علی اکبر اور کام ہی کیا تھا۔ گماشتے اور آدمیوں کو تاکیدی حکم بھیجے گئے اقبال تھا دو کا چھ عربی گھوڑے عربستان سے خرید ہوکر دارالخلافہ میں حاضر کئے گئے ازانجملہ ایک گھوڑا نہایت خوشرنگ اور خوش منظر حضور کی پسند خاطر ہوا آپ دیکھکر بہت ہی خوش ہوکر زبان مبارک سے ارشاد ہوا کہ ابھی تک نوبہ کہ جس ماہ سے ہمنے اورنگ خلافت پر جلوس فرمایا آجتک ایسا گھوڑا اصطبل خاص میں داخل نہیں ہوا واقعی اللہ نے اسکو ساری باتیں عمدگی کی عطا فرمائی ہیں ہمنے اسکا نام لعل بے بہا رکھا ہے گھوڑونکی قیمت مبلغ پچیس ہزار تعین ہوئے ازانجملہ پندرہ ہزار لعل بے بہا کے اور دس ہزار اور گھوڑونکے علی اکبر کہتا تھا کہ لعل بے بہا علاوہ قیمت کئی تحفے تحائف سے مالک کو رضامند کرکے خرید کیا گیا تھا سوداگر کو اس خدمت کے صلہ میں سرفراز فرمایا حضور کے نذرانہ کے ساتھ ہی خیال کیا گیا کہ علی اکبر دو چیزونکی شناخت میں دستگاہ کامل حاصل ہے ایک گھوڑا اور دوسرے جواہر جیسے دیکھا ہے کہ اکثر جوہری اسکے مقابلہ میں کان پکڑتے ہیں خدمت بندرداری سورت وکھمبایت سپرد کیجائے تو اسکی لیاقت کار روائی پرجہاں عنقریب کھل جاویگی۔ پانسو ذاتی اور بیس

سوار کا منصب مقرر فرما کر خلعت چند روزی کا مرحمت کیا امرائے تعیناتی گجرات میں سے سید شیخین کو ہزاری ذات اور نوسو سوار کا منصب مقرر ہوا
پسران ہمت خان سلطان یار و اسفندیار کو بڑودہ کی فوجداری تفویض ہوئی سلطان یار کو اصل و اضافہ ملکر ہزاری ذات اور ہزار سوار کا منصب
مقرر کیا گیا و اسفندیار کو بسبب اضافہ مرحمت ہوا ۱۰۵۸ھ ہجری میں سیادت پناہ سید جلال بخاری صدر الصدور نے دار السلطنت لاہور میں انتقال فرمایا
اُنکے دونوں صاحبزادے سید موسیٰ و سید علی خدمت میں حاضر تھے بادشاہ نے نوازش فرماکر وجہ معیشت مقرر کی اور حکم دیا گیا کہ احمد آباد میں اپنے برادر
بزرگ کی خدمت میں شریک رہکر دعائے ازدیاد دولت ابد مدت اشتغال کرتے رہیں۔ مرزا دوست کام والد معتمد خان بدستور سابق خلعت بخشی گری
و واقعہ نویسی حاصل کر کے دارد احمد آباد ہوا امرائے تعیناتی سید حسن ولد سید دلیر خان کو اصل و اضافہ ملکر ہزاری ذات اور سات سو سوار کا منصب
معین کیا گیا۔

شایستہ خان ناظم صوبہ کا پیشکش حضور میں اس تفصیل سے بھیجا گیا۔ پہلی مرتبہ ایک ہاتھی معہ سامان نقرئی اور ایک ہتھنی بھیجکر چند روز بعد کچھ جواہر
بیش بہا اور دو چھوٹے چھوٹے بچے کان والے ہاتھی جسکو دریائی کہتے ہیں حضور میں بھجوا دیئے۔ یہہ دریائی ہاتھی بھی نقرئی سامان سے سجے سجائے تھے
علی اکبر صفاہانی کو بادشاہ نے نہ معلوم کس ارادے سے دونوں بندر گاہوں کی خدمت سپرد کی تھی اوسنے شاید ایک برس بھی اطمینان سے حسب منشا
انتظام انکیا تھا ایکروز کھمبایت میں کسی ہندو سے باتیں کرتے کرتے بدمزگی پیدا ہوئی یہہ تھا سید یا مسلمان ہندو نے موقعہ پاکر بیچارہ یکہ کٹار مارکر شہید کیا
ہندو کو نہ معلوم سزا ہوئی یا بیباک گیا مگر سید واکبر بیچارہ مفت مارا گیا معز الملک کو بار دگر عہدۂ دیوانی سے تبدیل کر کے دونوں بندر گاہوں کی متصدیگری
سپرد ہوئی۔ حافظ محمد ناصر مدار المہام صدر الصدور سید جلال بخاری مرحوم کو پانسو روپیہ ذاتی اور سو سوار کا منصب معین کر کے خلعت دیوانی صوبہ مرحمت ہوا
احمد آباد کے کاریگروں سے خوشبو وار عنبر کی ایک قندیل نہایت عمدہ اور خوبصورت بوزن سات سو تولہ کے بنائی گئی تھی صناعوں نے مرصع
کاری سے جواہر بیش بہا قندیل میں نصب کیے تھے سارے جواہر و نیز الماس کا ایک دانہ نہایت پاکیزہ تھا ایک لاکھ روپیہ قیمت تھی اور قندیل کا سارا خرچہ
ملکر ڈھائی لاکھ روپے صرف ہوئے تھے یہہ قندیل بحکم حضور جناب نبوی صلے اللہ علیہ وسلم کے روضۂ منورہ کیلئے بنائی گئی تھی ۱۰۵۸ھ ہجری میں تیار ہوگئی
ناظم صوبہ نے سید احمد سعید کے ہمراہ حضور میں بھجوا دی بادشاہ نے ملاحظہ فرما کر بہت پسند کی اور حکم فرمایا کہ سید صاحب حج کو جانیوالے ہیں قندیل بھی
اونہیں کے ساتھ مدینہ طیبہ میں پہنچا دیجائے متصدیان احمد آباد کے نام حکم صادر ہوا کہ مبلغ ایک لاکھ ساٹھ ہزار روپیہ کا اسباب حسب مذاق
اہل عرب خریدکر سید صاحب کے سپرد کردیا جائے تا مستحقان عتبات عالیات کو تقسیم کریں یہہ رقم اوسی مد میں حسب ضابطہ تحریر ہوا۔ اسی سال دار الخلافہ
شاہجہان آباد کی استرکاری کیلئے پتھیالی پتھر کہیونا گجرات سے بھجوا دیا گیا چونکہ یہہ پتھر اسی ملک میں پیدا وار تھا۔

شاہزادہ محمد داراشکوہ کی صوبہ داری اور عزت خانکی نیابت اور حافظ محمد ناصر اور مہرچی کی دیوانی

شایستہ خان سب باتوں سے لایق اور شایستہ تھے مگر گجرات کے سرکش کولی اور نافرمان راجپوت کا بطور شایستہ انتظام نہو سکا ہر مرتبہ حضور میں
اہلکاروں نے گجرات کی صوبہ داری میں بڑا کام سرکشان گجرات پر دباؤ ڈالکر فرمانبردار کرنیکا مانا جاتا تھا خان صاحب آدمی تھے روادار
اور جوہر دیگر پولیٹیکل پالیسی کا مایہ تھا ملکداری کے امورات میں لڑنا مرنا شئے دیگر ہے اور انتظام چیز ہے دیگر خالی خولی لڑنے مرنے سے ملک کا
انتظام ہوا ہے نہ ہوگا بعض کام حکمت عملی سے کیے جاتے ہیں اور بعض میں وجاہت سے کام نکلتا ہے کہیں دباؤ ڈالا جاتا ہے جبتک مادہ نہوگا

اوس سے ملک داری کبھی اچھی نہوگی باوجودیکہ خانصاحب کو پانچہزار ذاتی اور پانچہزار سوار کی تنخواہ معیّن تھی علاوہ اوسکے تین ہزار سہ بندی سوار کی تنخواہ مبلغ پانچ لاکھ روپئے ہرسال خزانہ سے ملا کرتے تھے بایں ہمہ خانصاحب سے انتظام نہوسکا ارکان دولت نے صوبہ گجرات ۲۱ جمادی الثانی سنہ ۱۰۵۸ ہجری کو شاہزادہ اکبر محمد داراشکوہ کے تفویض کیا۔ دس ہزار روپیہ اضافہ ہوکر تیس ہزار ذاتی اور بیس ہزار سوار کا منصب معیّن کیا گیا۔ بلاقی بیگ شاہزادہ بہادر کے زمرۂ رفقا میں سے ایکہزار ذاتی اور چارسو سوار کا منصب دار فی الحال آگبھی کے حکم سے صوبہ الہ آباد کے انتظام کو گیا ہوا تھا طلب فرماکر عہدۂ نیابت گجرات سپرد کیا۔ خلعت ملا منصب کا اضافہ ہوا غیرت خان کا خطاب حاصل کیا۔ سواری کو گھوڑا اور ہاتھی ملا غیرت خان سب باتوں سے چاق چوبند ہوکر روانہ ہوئے۔ شایستہ خان کو فرمان بھیجا گیا۔ کہ غیرت خان کو چارج سپرد کرکے تم مالوہ جاکر شاہ نواز خان سے کام سمجھ لو۔ غیرت خان احمد آباد آرہے تھے راہ میں سروہی والے زمیندار نے ملاقات کی پیشکش کی گفتگو ہوکر مبلغ پندرہ ہزار روپئے نقد اور سو مہریں تعین ہوئیں مگر دونوں کی باتوں کا سلسلہ بند نہوا تھا معلوم کو نسے نقد مہر کی گفتگو سے زمیندار آزردہ ہوکر ایسا گیا کہ آجتک کسی ناظم صوبہ کی ملاقات کو نہ آیا۔ غیرت خان احمد آباد چلے آئے آٹھویں رمضان کو شہر میں داخل ہوئے۔ شایستہ خان انتظار کررہے تھے صوبہ کی ذمہ داریاں غیرت خان کے سپرد ہوپ کر مالوہ چلے گئے ناظرین کو یاد ہوگا کہ سید احمد سعید شیخ دہم وہام سے قندیل پہونچانیکو گئے ہوئے تھے خداجانے تقدیر اولیٰ تھی جہاز تباہی میں گھرا۔ اخدا سمجھا کہ جہاز سیدھے رستے چل رہا ہے مگروہ راہ مخالف تھی پھر پھرا کر دار وسورت ہوا۔ اگرسنہ محرم کا گیا ہوا اس سال صحیح سالم واپس آیا۔

سنہ ٦ ہجری میں سید جلال بخاری مرحوم کا صاحبزادہ سید علی حضور میں حاضر ہوا بادشاہ کو اس خاندان سے کچھ ایسا اعتقاد تھا کہ سید علی کو جواہرخانہ کا داروغہ مقرر کیا۔ غیرت خان اگرچہ نائب صوبہ تھا مگر اسوقت تک شاہزادہ کا ملازم اور دوہزار ذاتی اور ہزار سوار کا داخلی منصب دار تھا بادشاہ نے نوازش فرماکر زمرۂ بندگان شاہی میں سرفرازی بخشی منصب میں ایکہزار کا اضافہ اور علم و نقارہ مرحمت فرمایا فرات خان نواب ناظر محل شاہی کو اجازت زیارت حرمین الشریفین حاصل ہوئی چلتے وقت پانسو اشرفی زاد راہ دیکر سمجھایا گیا کہ مبلغ ایک لاکھ پچاس ہزار روپیہ کا مال و اسباب احمد آباد سے دیا جائیگا از انجملہ پچاس ہزار کا مال شریف مکہ معظمہ ہدایۃ محسن کو اور پچاس ہزار روپیہ کا سادات و علما و فضلا و گوشہ نشینان مکہ معظمہ کو اور باقی پچاس ہزار کا مدینہ طیبہ کے فقرا و مساکین کو تقسیم کردیا جائے یہ سب مراتب سمجھا بجھا کر نواب ناظر کو روانہ کیا اور ایک فرمان متصدیان گجرات کے نام بھیجا گیا کہ مبلغ ڈیڑھ لاکھ روپیہ کا سامان حسب اتفاق اہل عرب خرید کرکے تیار رہے جب نواب ناظر وہاں پہونچے سپرد کردیا جائے تقسیم کے سارے مراتب سمجھائے گئے ہیں۔ اسی سال غیرت خان نے نو گھوڑے کچھی بطور پیشکش حضور میں بھیجے۔ سلطان محمد خان الی روم کے ایلچی سید محی الدین کی سورت میں وارد ہونیکی خبر متصدی بندر کی تحریر سے حضور میں دریافت ہوئی ایک خلعت اور فرمان گرزبردار کے ساتھہ ایلچی کے پاس بھیجا گیا دوسرا فرمان متصدی کے نام لکھا گیا کہ مبلغ دس ہزار روپیہ خزانہ سورت سے ایلچی مذکور کو دیکر ہمارے پاس بھیجدیا جائے۔

سنہ ۱۱۰۰ ہجری میں غیرت خان کو پانسو سوار کا اضافہ ہوکر تین ہزار ذاتی اور ڈیڑھ ہزار سوار کا منصب معیّن ہوا۔ سید حسن برادر خورد سید جلال بخاری دارالخلافہ میں تشریف لیگئے تھے وقت رخصت مبلغ دو ہزار روپیہ مرحمت ہوئے۔ ۶ شوال سنہ مذکور حافظ محمد ناصر عہدۂ دیوانی سے تبدیل ہوگیا۔ مہر بیچی کو دیوانی اور کرکراف خانہ کی داروغگی مرحمت ہوئی۔ خلعت ملا منصب زیادہ ہوا۔ مرزا عیسیٰ ترخان حاکم سورٹھ حضور میں بلایا گیا۔ محمد صالح اس کی جگہ قایم ہوا۔ غیرت خان کو بار دگر پانسو سوار کا اضافہ ہوا۔ سید محی الدین ایلچی قیصر روم حضور سے رخصت ہو حاجی سعید احمد کے ہمراہ سورت آیا چونکہ

گرکراف خانہ ترکی
لغت ہم کی کتاب
بالقصوار

حاجی صاحب بار دیگر قندیل شریف کو پہنچانیکو مامور کئے گئے تھے متصدیان بندر سورت نے لکھا کہ پیدا گھٹی تھی ایک لاکھ روپیہ کا اسباب حسب اشراف اہل عرب و مستحقان مکہ شریف کو تقسیم کرنیکے لئے حاجی مذکور کو سپرد کر دیا جائے ۱۰۶۲ سنہ ہجری میں سید علی بخاری ابن سید جلال کو اضافہ ہو کر دو ہزار ذاتی اور پانسو سوار کا منصب متعین ہوا اور پرگنہ کرشن کی فوجداری معہ جاگیرداری تفویض ہوئی -

شایستہ خانکی بار دیگر صوبہ داری اور مہیچی کی بحالی

۱۰۶۲ سنہ ہجری میں بادشاہزادہ والاتبار محمد دارا شکوہ جسم قندھار پر مامور ہوا اگرچہ کابل میں اسفند گنج بخش بادشاہ نے بعوض صوبہ گجرات صوبہ ملتان مرحمت فرمایا - اوس زمانہ میں شایستہ خان دکن کا سردار تھا بادشاہ نے طلب فرما کر بار دیگر گجرات کی صوبہ داری عنایت کی - خانصاحب دکن سے وارد احمدآباد ہوئے - اوس زمانہ میں وقایع نگار سورت نے حضور میں لکھا کہ فی زمانا کوئی شخص مسمی غلام رضا نامی بندر عباس سے یہاں آیا سات گھوڑے اوسکے ساتھ ہیں اور شاہ ایران کا راہداری پروانہ موجود ہے اسی عرضداشت میں ملفوف کیا جاتا ہے - جب حضور میں پروانہ پڑھا گیا لکھا تھا کہ غلام رضا ملازم آلہ وردیخان چند گھوڑے اوسکے واسطے لئے جاتا ہے متصدی کار پرداز متعرض نہوں مضمون پروانہ سے ارکان دولت کو بدگمانی پیدا ہوئی کہ شاید آلہ وردیخان نے والی ایران کو عرضداشت کیساتھ تحفہ تحایف بھیجکر پروانہ حاصل کیا ہوگا ورنہ والی ایران کا پروانہ اوسکے پاس کیوں ہونے لگا حکم حضور دفتر پروانہ ایک نجیب اصل خان نامی کو دیا گیا کہ آلہ وردیخان کو دکھلا کر کہدیا جائے کہ تمنے بدون رضامندی سلطنت غیر سے سلسلہ جنبانی کر کے پروانہ راہداری حاصل کیا یہ حرکت ناشائستہ زیبا نہتھی ہماری ناخوشی نے تمہاری جاگیر ضبط کرادی - حکم سنتے ہی آلہ وردیخان بہت زیادہ پریشان ہوا اور حضور میں ظاہر کیا کہ غلام رضا پیشتر میرا ملازم تھا فی زمانا میں نے اوسکو کہیں بھیجا نہیں اوسکے جانیکا علم نہیں سچ کہتا ہوں کہ پروانہ کی کارروائی سے نابلد ہوں - جب آلہ وردیخان کی بریت ثابت ہوگئی سورت کے عاملوں کو تاکید کا حکم پروانہ ہوا کہ غلام رضا مذکور کے پاس جو کچھ مال و اسباب ہو ضبط کر کے مطوق و مسلسل حضور میں بھیجا جائے سلطان یار کو کہ ہمت خانکا خطاب پا گیا تھا محمود کی فوجداری مرحمت ہوئی ۱۰۶۳ سنہ ہجری میں شایستہ خان ناظم صوبہ نے حصار احمدآباد کی مرمت کی بہ روانگی طلب کی صاف لکھا تھا کہ مبلغ تیس ہزار روپیہ کم صرف ہونیکا حکم ہوا کہ دیوان صوبہ انتظام کرے - امرا و منصبداروں کو بعوض جاگیر تنخواہ کا نقد روپیہ دیا جاتا تھا اوسکی نسبت ایک دستور العمل کل ممالک محروسہ میں بھیجا گیا چونکہ جلوس مبارک کا یہ ستائیسواں سال تھا

دستور العمل

روز شنبہ شعبان المعظم سنہ ۲۶ جلوس مبارک مطابق ۱۰۶۳ سنہ ہجری بہ ماہ الٰہی کے روز بمعرفت وزیر سلطنت موتمن الدولہ سعد اللہ خان و واقعہ نویس محمد ہاشم حضور میں دریافت ہوا کہ امرا و منصبداروں کو بعوض جاگیر زر نقد دیا جاتا ہے اونکی تعیناتی داغی گھوڑوں کے ساتھ سوار وضع کر کے باقی تنخواہ آٹھ ماہی سات ماہی اور چھ ماہی تیس روپیہ کے حساب سے دیجاتی تھی اور چار ماہی پانچ ماہی بحساب چھبیس روپیہ شمار کیجاتی ہے لہذا حضور کا حکم ہوا کہ ایک سال میں ایک گھوڑے کی تنخواہ آٹھ ماہی سات ماہی اور چھ ماہی تیس روپیہ کے حساب سے شمار کیجائے اور وہی آٹھ پانچ ماہی اور چار ماہی میں چھبیس روپیہ ماہوار مقرر لیکن چونکہ نقدی تنخواہ آٹھ مہینے سے زیادہ اور چار مہینے سے کم نہیں دیجاتی لہذا اسم مقرر کیجاتی ہے کہ شروع ماہ محرم سنہ پانچ جلوس سے لیکر اوس سال کے اسفندار ماہ تک حساب سابق پانچواں حصہ وضع کر کے آٹھ ماہی کو تیس روپیہ اور سات ماہی کو ساڑھے ستائیس روپیہ اور چھ ماہی کو پچیس روپیہ - پانچ ماہی کو ساڑھے بائیس روپیہ اور چار ماہی کو بیس روپیہ فی گھوڑا تنخواہ دیجائے -

اور پچھلے زمانہ کی طلب حسب ضابطہ سابق شمار کریں غرہ فروردین سنہ ۲۰ جلوس ہمایون سے صوبہ قندھار کے امرائے تعیناتی کی تنخواہ مطابق دستور العمل شمار کیجائے چونکہ انکے داغی گھوڑے حسب دستور سابق پانچویں حصہ کے بحال و قرار رکھے گئے ہیں اور علاوہ انکے ملازم سوار بھی ساتھ رہتے ہیں یا کسی صوبہ کے تعینات ہیں انکے داغی گھوڑوں کی نسبت حسب ضابطہ چوتھے حصہ کا حکم ہو چکا ہے تو فی سوار ایک ہی تن کے حساب سے شمار کئے جائیں اور اگر نقدی تنخواہ پانے والوں سے کسی نے من ابتدائے غرہ فروردین مدت ختم ہونے تک چوتھے حصہ کا داغ نہ دلوایا ہو اور اسی کی تعیناتی سوار پانچویں حصہ کے داغی موجود ہوں تو چوتھے اور پانچویں حصہ سے فی ابین جو تفاوت واقع ہوتا ہے فروردین مہینے سے اوسکی تعیناتی سواروں کی تنخواہ سے وضع کیا جائے اور دو اسپہ گھوڑوں کی زیادتی منظور نہ ہو گی۔ رکن السلطنت علی مردان خان اور امیر الامرا کے زر نقد تنخواہ کا حساب حسب دستور سابق دس ماہہ بحال ہے جن سواروں کی تنخواہ جاگیر سے لگا دی گئی ہے اور انکی طلب ویسے نقدی پانے والوں سے وضع ہو کر امیر الامرا کی تنخواہ سے وضع کیجاتی ہے تو اہلکاران بخشیان عظام کو لازم ہے کہ تنخواہ سواران متعلقہ جاگیر بنقد زنقدی امیر الامرا بجنسہٖ جمعیت موجودہ اضافہ شمار کر کے دفتر میں تحریر کریں کل امرا و منصبداروں کی نسبت داغ کا ضابطہ حسب قانون مندرجہ ابتدائے غرہ فروردین سنہ ۲۶ جلوس معلی سے حسب تفصیل مرقوم الصدر ہر زمانہ کیلیے مقرر ہے مگر تعیناتیان صوبہ کابل قندھار اس ضابطہ سے مستثنیٰ رکھی گئی ہیں۔

دوسرا یہ حکم ہوا کہ نقدی پانے والے سوار جنمیں فی پانچ سوار کا چہارم حصہ سوا سوار ہوتا ہے تو ایک گھوڑے کو داغ دیکر پاؤ سوار کی تنخواہ کم کردیجائے اور دس کا چوتھا حصہ ڈھائی سوار کے برابر ہے کوئی منصبدار یا امیر تین گھوڑے داغ دلوانے تو ڈھائی سوار کی تنخواہ شمار ہو کر آدھے سوار کی تنخواہ زیادتی میں مجرا ہوگی اور اگر دو گھوڑے داغ دئے جائینگے تو آدھے کی تنخواہ وضع ہوگی۔ مثلاً کسی ساہی دار کے پندرہ گھوڑے ہیں تو اوسکا چوتھا حصہ پونے چار کے بدلے چار گھوڑے داغ دئے جائیں گے اور تنخواہ پونے چار کی محسوب ہوگی اور پر نقد میں تین ہی گھوڑے داغ دئے گئے ہونگے تو ایک گھوڑے کی تنخواہ وضع کیجائیگی اور فی زمانہ اگر داغی گھوڑوں میں آدھا گھوڑا کم ہوگا تو بعوض اوسکے ایک گھوڑا داغ دیا جائیگا اور آدھے کی زیادتی تو سبب اولی مانی گئی ہے مثلاً چودہ کا چہارم حصہ ساڑھے تین کے بدلے چار گھوڑے داغ دئے جائیں یہی زیادتی سمجھی جاتی ہے اگر پاؤ سوار کی کمی ہو تو بعوض اوسکے ایک گھوڑا داغ نہ دیا جائیگا مثلاً سوا تین کے بدلے تین ہی داغ دئے جائیں اور جاگیر والے سواروں کی تنخواہ میں پاؤ سوار کی کمی ہو تو اسکا مواخذہ نہ لیا جائے زمینداروں کے گھوڑے حسب دستور قدیم آدھے داغ دئے جائینگے اونمیں کمی یا زیادتی نہ کیجائیگی۔ اور دوسرا یہ حکم ہوا کہ احدی سوار و نمیں سے کسی نے ترکی گھوڑے کے بدلے عربی یا ٹٹو کو داغ دلوایا ہو تو غرہ فروردین سنہ ۲۶ جلوس تفاوت ٹٹو و عربی مطابق مرقوم الصدر اسی احدی سوار کی تنخواہ سے وضع کیا جائیگا عربی گھوڑے سوائے صوبہ دکن کے اور صوبہ جات میں داغ نہ دئے جائینگے دستور العمل ختم ہوا۔

اس سال کی تاریخ ربیع الاول کو سورت کے فوجدار عنبرین کو تبدیل کر کے حافظ محمد ناصر بھیجا گیا ہے بندر کا خرچ اسی ہزار روپے معین ہوا از انجملہ نصف سرکار خالصہ شاہی کے ذمہ اور آدھی حضرت مہد علیا بادشاہ بیگم کی طرف لکھا گیا۔ ہمت خان کو اضافہ دیکر دھولقہ کی فوجداری مرحمت کی۔ شریف مکہ معظمہ نے کسی شخص علی چلپی نامی کے ساتھ دو عربی گھوڑے معہ عرضداشت بھیجے تھے سورت میں پہنچنے کی خبر حضور میں گوش گذار ہوئی متصدی کے نام حکم آیا کہ مبلغ دو ہزار علی چلپی کو دیکر ہمارے پاس بھیجدیا جائے۔ شایستہ خان کا پیشکش جواہر اور مرصع زیور کا حضور میں داخل ہوا اسیتیخی داماد سید دلیر خان پانسو سوار کے اضافہ سے سرفراز ہوا پرگنہ تہراد وغیرہ مضاف سرکار پٹن کی فوجداری و جاگیرداری بہیر کی اصل اضافہ ملکر ڈیڑھ ہزار ذاتی اور ایکہزار سوار کا منصب معین ہوا۔ دلدار بیگ تہراد سے تبدیل ہو گیا۔ شیخ عبد الصمد عمودی کو بخشی گری و واقعہ نویسی تفویض ہوئی اور محمد امین محکمہ داغ کا امین معین ہوا۔ واقعی یہ شخص اسم با مسمیٰ تھا۔ حضور سے دو گھوڑے طویلہ خاص کے شیخ عبد الصمد کے ہمراہ بھیجے گئے ایک عراقی سنہری سامان والا محمد امین کو دیا گیا اور دوسرا ترکی شایستہ خان کو۔ علی چلپی سفیر شریف مکہ معظمہ حضور سے مرخص ہوا۔ حافظ محمد ناصر متصدی بندر سورت نے دس گھوڑے خرید کر کے حضور میں بھیجے از انجملہ

نو عربی تھے اور ایک عراقی۔ بادشاہ نے ملاحظہ فرماکر دو گھوڑے منتخب کیے سر خنگ عربی کا نام سر بلند رکھا اور کمیت عراقی کا شاہ پسند۔ دونوں گھوڑے بہت ہی خوبصورت گویا سانچے میں ڈھلے ہوئے تھے۔ فوجدار و مولفہ رحمت خان کو پانسو روپیہ کا اضافہ ہو کر کل ڈیڑھ ہزار کا منصب متعین ہوا۔

گجرات کے سرکشوں کا یہ شیرہ ہو گیا تھا کہ جس ناظم صوبہ نے سختی کے ساتھ احکام جاری کیے یہ چپ ہو کر بیٹھ رہے اور بعہد سلطنت کی ایک روز خبر آئی تھی کہ کوئی ناظم دو چار برس تک رہنے نہ پاتا۔ ادھر ناظم کا تبدیل ہونا سنا ادھر کولیوں نے گھی کے چراغ روشن کیے فی زمانا چوال کے کولیوں کا بڑا گروہ فساد کرنیوالا کہلاتا کانجی کولیوں کا پیشوا سرغنہ بکثرت تیار ہو گیا پرگنہ حویلی احمد آباد سے لیکر مولفہ کڑی۔ جھالاواڑ تک کے دیہاتوں میں عام لوٹ کھسوٹ شروع کی۔ نکھانے والے سپاہیوں نے بھی بساط کیا تھی جو کولیوں کے مونہہ لگتے۔ آخرش شایستہ خان ناظم صوبہ خود فوج لیکر چل کھڑا ہوا کولیوں کا گروہ کسی جگہ جمکر لڑنیوالا تو تھا ہی نہیں شاہی فوج سے مقابلہ کی صورت نہ دیکھ کر یہ وتیرہ ہو رہا تھا کہ آج اس موضع کو لوٹا تو کل دوسرے قصبہ پر دھاوا مارا شایستہ خان نے خیال کیا کہ جبتک سرغنہ کی زمینداری قایم رہیگی کبھی انتظام نہ ہوگا۔ سب سے پہلے کانجی کو جلا وطن کر کے زمینداری سانند والے کو سپرد کی۔ حافظ محمد ناصر متصدی بندر سورت کی عرضداشت سے حضور میں دریافت ہوا کہ فرمانروائے روم محمد خان کا ایلچی ذوالفقدر آقا برادر وزیر اعظم مصالح پادشاہ معہ ہاتھی ۲۹ صفر سنہ ۱۰۶۳ کو وارد سورت ہوا حضور میں جانے کی عجلت کر رہا ہے۔ دارالسلطنت سے متصدی مذکور کے نام حکم آیا کہ مبلغ بارہ ہزار روپے خزانہ سورت سے سفیر مذکور کو دیکر اسے پاس بھیجدیا جائے سید جعفر ابن سید جلال بخاری صاحب سجادہ حضرت شاہ عالم قدس سرہ بعد انتقال پدر بزرگوار کے پہلی مرتبہ آستانبوسی کو حاضر ہوئے تھے وقت رخصت مبلغ پانچہزار روپیے مرحمت ہوئے۔ اسی سال مرزا صالح پسر مرزا عیسی ترخان کو تبدیل کر کے بنظر بحالی خیر خواہی کے دونوں لڑکے شمس الدین و قطب الدین کو جوناگڈھ کی فوجداری مرحمت ہوئی منصب سابقہ ڈیڑھ ڈیڑھ ہزار ذات اور ہزار سوار کا بحال رکھکر جوناگڈھ کے متعلق بعض محال جاگیر میں دے گئے۔

شاہزادہ محمد مراد بخش کی صوبہ داری رحمت خانکی دیوانی

حسب الحکم پادشاہزادہ موصوف غرہ ربیع الثانی سنہ ۱۰۶۴ ہجری کے روز مالوہ سے حضور میں حاضر ہوا ایکہزار اشرفی نقد نذر کی خلعت خاصہ مرحمت فرماکر گجرات کی صوبہ داری کا فرمان حوالہ کیا اور تین ہزار کا اضافہ کر کے پندرہ ہزار ذاتی اور پندرہ ہزار سوار کا منصب معین کیا گیا سواروں میں پانچ ہزار کی دو اسپہ سہ اسپہ کا سامان تعین۔ اور پندرہ ہزار کی تنخواہ میں ایک ہزار کا اور اضافہ فرمایا مالوہ سے آنے وقت ایک لاکھ روپیہ خزانہ سے دلوایا گیا تھا علاوہ اوسکے دوسرا لاکھ روپیہ خزانہ سواری سے زاد راہ کا مرحمت ہوا۔ بار دگر ارشاد ہوا کہ ایک لاکھ روپیہ خزانہ مہد علیا بیگم صاحبہ سے اور دو لاکھ خزانہ احمد آباد سے دلوا دیا جاے اور تنخواہ کی نسبت ایسا مقرر ہوا کہ منجملہ سولہ ہزار روپیہ کے گیارہ ہزار کی جاگیر اور پانچ ہزار بقدر دس لاکھ خزانہ سورت سے نقد ملا کرینا۔ شایستہ خان ناظم سابق کو مالوہ جانیکا حکم پہونچا اور دیانت خان شاہزادہ کی سرکار کا دیوان مقرر ہوا۔ میر یحیی دیوان صوبہ کو تغیر کر کے رحمت خان کو دونوں عہدے سپرد ہوئے ایک دیوانی اور دوسری داروغگی کرکراق خانہ دیوان جدید کا منصب سابقہ ڈیڑھ ہزار ذاتی اور چار سو سوار کا بحال و برقرار رہا۔ مرزا دوست کام ولد معتمد خان کو بخشی گری اور واقعہ نویسی سپرد ہوئی۔ سید جعفر ولد سید جلال بخاری کو وقت رخصت مبلغ پانچہزار روپئے نقد علاوہ خلعت اور فیل مرحمت ہوئے اور اونکے چچا سید محمد کو علاوہ خلعت و فیل ہزار روپیے نقد عنایت ہوئے۔ میر شمس کو پٹن کی فوجداری و جاگیرداری سے تبدیل فرماکر مجاہد خان جالوری کو سپرد ہوئی سید حسن ولد سید دلیر ڈیڑھ ہزاری منصب دار تھا گودرہ کی فوجداری تفویض

جب شاہزادہ کی سواری حوالی جالور میں پہونچی زمیندار حاضر ہوا مبلغ پندرہ ہزار روپیہ نقد اور سات گھوڑے بطریق پیشکش نذر کیے۔ احمد آباد تک سواری میں حاضر رہا تھا۔ ۷ شعبان سنہ مذکور کو سواری شاہزادہ احمد آباد میں رونق افروز ہوئی زمیندار مذکور سات مہینے تک مقیم رہا۔ بالتماس

قطب الدین ایک معافی اور سات اونٹ انعام لیکر رخصت ہوا - کامنجی زمیندار حوال جاوطن کر دیا گیا تھا - ابہراد ہر مارا مارا پڑا پھرا کیا آخر تنگ کر
مجبور ہوا سید نجن کے ذریعہ سے شاہزادہ کی خدمت میں حاضر ہوا اسوائے ضمانت معتبر اور انتظام ہی کیا تھا حسب ضابطہ ضامن دیکر وطن میں آباد ہو گیا - اوسی
زمانہ میں قلت غلہ سے بنوا یان مکہ معظمہ کی محتاجی اور زکالیف حضور میں ظاہر کی گئیں سنکر بادشاہ بہت متاسف ہوا چونکہ بادشاہ کی طبیعت میں عام خلق اللہ
کی ہمدردی کچھ ایسی موثر ہو گئی تھی کہ ایسے مواقع میں لاکھوں روپیہ کی زر بخشی کیا کرتا تھا خصوصاً اکن متبرک کے رہنے والونکی طرف زیادہ تر توجہ ہوا کرتی -
۲۷ جمادی الثانی ۱۱۷۲ سنہ کو خواجہ عبداللہ منتخب ہوا خلعت سے مخلع کرکے زیارت حرمین الشریفین کی اجازت دیکئی چلنے وقت سارے مراتب سمجھا دیے گئے کہ سورت
بندر سے ایک لاکھ روپیے کا مال اسباب حسب مذاق اہل عرب کے خرید کر لیجاوے وہاں جاکر ایک لاکھ روپیہ مکو دیا جائیگا از انجملہ ایک حصہ شریف مکہ معظمہ کو اور دوسرا صلحا و فضلا کو تقسیم کر دیا جائے اب یہ تھا
تیسرا حصہ سو مدینہ طیبہ کے زاویہ نشینوں کو - سارے مال کی برابر تین حصے کرکے ہر ایک فریق کو ایک ایک حصہ دیدیا جائے اور متصدیان سورت کے نام فرمان
بھیجا گیا کہ مبلغ ایک لاکھ روپیہ کا مال اہل عرب کیلیئے خرید کرکے رکھا جاوے جسوقت خواجہ عبداللہ پہونچے فوراً اسپرد ہو - کارخانہ ملتان میں ایک جانماز مطابق نمونہ
مسجد نبوی صلی اللہ علیہ آلہ وسلم بنوائی گئی تھی تیار ہو کر آگئی اگرچہ حضور کے پسند خاطر تھی تاہم خواجہ صاحب کے ساتھ مدینہ منورہ بھیج دی گئی ولد دوست ولد سرفراز خان کو
پانسو سوار کا اضافہ ہوکر بیجاپور مصاف پٹن کا تھانہ دار معین کیا - ماہ صفر ۱۱۷۵ ہجری میں سید نجن کو بیلود اور شادرہ کی فوجداری سپرد ہوئی - بارہ گھوڑے
کچھی وعربی بطور پیشکش شاہزادہ نے حضور میں بھجوائے -

احمد آباد کے زربافی کارخانہ میں ایک خیمہ مخملی زربفتی کا جسمیں کلابتو بنا ہوا تھا طول - ۴۳ گز - وعرضاً ۳۲ گز پچاس ہزار روپیہ کی لاگت کا تیار ہو کر
حضور میں بھیجا گیا اس سال کے جشن نوروز میں ایوان شاہی کے مقابل استادہ کیا گیا - شاہی حکم سے سید صدر و قنہ نامی عربی گھوڑونکی خریداری کو سورت
گیا - حاکم بصرہ کا کوئی ذریعہ پیدا کرکے دو گھوڑے منگوالئے حضور میں بھیجکر عرض کیا کہ حاکم بصرہ نے بارہ ہزار روپیہ قیمت لیکر یہ دو گھوڑے بھیجے + گر قبول افتد
زہے عز و شرف - اونمیں ایک گھوڑا بہت عمدہ تھا پسند خاطر گرامی ہو کر طویلہ خاص میں داخل ہوا - اوسکا نام دس ہزاری رکھا گیا - چونکہ اوسکی قیمت کے دس ہزار روپے
نقد معہ خلعت سید صاحب کو مرحمت ہوئے اور منصب کا اضافہ ہوا سو الگ - سید علی ابن سید جلال بخاری کو سو سوار اور پانسو روپیہ کا اضافہ ہو کر احمد آباد کی
بخشی گری سپرد ہوئی - ڈھائی ہزاری ذات و پانسو سوار کا منصب معین ہوا جب گجرات کی بخشی گری ملی تو خطاب رضوی خان دیا گیا چلتے وقت خلعت عراقی گھوڑا ایک
معافی اور راو پر سے عمدہ ایمنی مرحمت ہوا ملاحظہ کیجئے بادشاہ کی ایک میٹھی نظر نے کتنی چیزیں دلوادیں علاوہ اوسکے پانسو اشرفی نقد دیکر حکم دیا گیا کہ نصف اشرفی
اپنے بھائی صاحب سجادہ کو اور آدھی متوکلان احمد آباد کو تقسیم کر دیجائیں - دیانت خان اگرچہ بظاہر دیانت دار مانا گیا تھا مگر اوسکی باطنی بددیانتی نے خیانت
کی اکثر ناجائز بدعتیں پیدا کر دی تھیں شاہزادہ کی دیوانی سے معزول کرکے مرزا دوست کام سرفراز کیا - اورنگ خان نعیناتیان صوبہ میں شریک
کر دیا گیا تبدیلی یا سرفرازی کے موقع پر ہر ایک کو خلعت دیا جاتا تھا اورنگ خان بھی محروم نرہے سورت میں بوہرہ بیرجی نامی باعتبار زردار تھی مل تھا
جیساکہ سارے جوہری ہوتے ہیں منی داس اوسنے چار گھوڑے عربی النسل بطور پیشکش حضور میں بھیجے اونمیں سے ایک پور گھوڑا پسند فرمایا بیرجی کو انعام میں ہاتھی ملا -
سید علی مخاطب بہ رضوی خان کے ساتھ شاہزادہ کیواسطے دو عراقی گھوڑے معہ ساز و سامان بھیجے گئے تھے اونمیں ایک کا طلائی مینا کار زین تھا اور دوسرا طلائی
سادہ کار - اسی سال شاہزادہ کو خزانہ احمد آباد سے ایک لاکھ روپیہ نقد انعام دیا گیا اور طویلہ خاص سے دو گھوڑے ایک عربی طلائی مینا کا ساز لگا
دوسرا عراقی طلائی سادہ کار زین کا بھیجے گئے -

حافظ محمد ناصر کو کھمبایت اور سورت دونوں بندر سپرد کئے گئے تھے مگر حافظ جی کی بیہودہ کارگذاریاں سے پہلے کھمبایت الگ کرکے عبداللطیف
معز الملک کے چھوٹے بھائی کو حضور میں تفویض ہوا اور بعد چند روز ۲۹ ربیع الاول کو سورت بھی کھو بیٹھا - محمد امین نامی کسی میں لگا ہوا تھا سورت کی دیوانی

اور فوجداری دونوں عہدے حاصل کئے بلکہ منصب کی بھی ترقی ہوگئی ۔ رحمت خان دیوان صوبہ کو پانسو کا ذاتی اضافہ ہوکر ڈیڑھ ہزار ذات اور چار سو سوار کا منصب معین کیا گیا ۔ شاہزادہ عالم کو خزانہ سورت سے مبلغ ایک لاکھ روپیہ انعام مرحمت ہوا ۔

بادشاہ نے محمد امین کو امین سمجھکر عرصہ قلیل مین کہان اوٹھا اوٹھا کر بہت بڑے پر پہونچا دیا مگر پہلے ہی اسنے شاہی عنایتوں کی کچھ قدر نہ کی ایک سانپ دیکھنے کے جلیل القدر بلند بھی ایسا از خود رفتہ ہوگیا کہ مآل کار کا کچھ خیال نہ رہا کفران نعمت سے نام کو بٹا لگا لیا ۔ یا نو امین تھا مغرور ہونے ہی خائن ثابت ہوگیا اسکی بے اعتدالیون اور خیانت کی شکایتون سے ارکان دولت کے کان کھڑے ہوئے آخرش ظل اللہ کے فرمان سے محمد امین کا سارا مال ضبط ہوگیا ۔ آمدنی ناجائز نے مال طیب کو مشتبہ کردیا حکومت کے زمانہ کا سارا پیدا وار سرکار مین ضبط ہوگیا ۔ گیارہ شعبان سنہ مذکور محمد قاسم کو سورٹھ کی فوجداری اور زین ضمیر بخشی اور واقعہ نویسی سورٹھ کو دیوانی بیرہ کی دونون کے منصبو مین ترقی ہوگئی معز الملک و شمشیر ضمیر کی جگہ بخشی اور واقعہ نویس معین ہوا ۔ تھانہ دار پیلا پور مستی سلطان یار کو پانسو سوار کا اضافہ کرکے ڈیڑھ ہزار ذاتی اور ہزار سوار کا منصب معین کیا ۔ تیئیسویں ذیقعدہ سنہ مذکور کو علی نقی بادشاہزادہ کی سرکار کا دیوان مقرر ہوا اور مرزا دوست کام معزول ہوگئے ۔ شاہنواز صفوی کی لڑکی شاہزادہ دارا شکوہ سے بیاہی گئی تھی کم اتفاق ثمرہ زندگانی سے محروم تھی بادشاہ کو شاہزادہ کی دلدہی کے خیالات نے عروس منتخب کرنیپر مجبور کیا زمرہ امراسے امیر خان سردار نامی کی لڑکی پسند کیگئی عروس کو معہ اسباب جہیز و اجناس مرصع و طلائی و نقرئی تقریبا ایک لاکھ روپیہ کا تجویز ہوکر احمد آباد بھیجے گئے اور شاہزادہ کے نام فرمان لکھا گیا کہ دو ہزار سوار کا اضافہ ہوکر پندرہ ہزار ذاتی اور بارہ ہزار سوار کا منصب معین کیا گیا اور دو لاکھ روپیہ شادی خرچ کے انعام دئے گئے از انجملہ ایک لاکھ خزانہ صوبہ سے اور باقی ہزار خزانہ سورت اور بیس ہزار خزانہ سواری سے بعد دو لاکھ روپیہ ادا کیا گیا اور دو گھوڑے طویلہ خاص کے ایک عربی مرصع کار طلائی ساز کا اور دوسرا عراقی طلائی سادہ کار ساز کا اور ایک خلعت خاصہ بمع نیم آستین ... کے ساتھ احمد آباد بھیجے گئے ایسے ہی اضافہ سوار و نقد جاگیر ... قلعہ جوناگڑھ پہونچا سبب بمہ سامان احمد آباد آیا شاہزادہ نے حسب ضابطہ شرائط استقبال ادا کئیں ۔ مورخ نے احمد آباد مین شادی ہونیکی کیفیت لکھی ہے انہیں ایام میں شمس الدین و قطب الدین جاگیردار جوناگڈہ نہ معلوم کس وجہ سے نا اتفاقی ہوکر روزانہ لڑائی جھگڑے ہوا کئیے بادشاہ نے دونون کو تبدیل کرکے قطب الدین کو پٹن کی فوجداری اور جاگیرداری مرحمت فرمائی اور شمس الدین کو شاہزادہ جوان بخت پسر خورد محمد اورنگزیب بہادر کیساتھ دکن روانہ کیا ۔ رضوی خان بخاری بخشی گری سے معزول کئے گئے مہر محمود صفاہانی سرفراز ہوا ۔ گھوڑا اور خلعت ملا اعزاز مین ترقی ہوئی ۔ ... ، ... خان جہان حسب الطلب شاہزادہ دارا شکوہ ... صوبہ مین داخل ہوگیا سنہ ... ہجری کا پیشکش شاہزادہ نے حضور مین روانہ کیا از انجملہ کئی قسم کا جواہرات اور اقسام قسام کی اشیا ... عربی اور کچھی ملاکر ... گھوڑے اور اقسام عمدہ سے عمدہ گجراتی بیل تھے بادشاہ نے ایک ایک چیز کو ملاحظہ فرماکر شاہزادہ کا حسن لیاقت اور ... گذاری پسند فرمائی ۔

بادشاہ کے بیمار ہونیکی خبر سنکر شاہزادہ کا گجرات مین تخت نشین ہونا اور مروج الدین لقب معین کرکے خطبہ اور سکہ جاری کرنا اور دار الخلافہ کیطرف تشریف لیجانا اور ابتدائے شورش ہندوستان وغیرہ کیفیت بطور مجمل بیان کیگئی ہے

شاہزادون سے شاہزادہ اکبر دارا شکوہ دار الخلافہ مین حاضر تھا اور شاہزادہ محمد اورنگزیب دکن مین شاہزادہ ... احمد آباد مین ... سبھو ... کوئی روک ٹوک نہیں ... جو کچھ کوئی کرنیوالا آخر کب ہوائی ہوگا ۔ بادشاہ ظل اللہ تندرست تھے دفعتا سانہ مین ذی الحجہ کی شکایت ... طبیعت مین گرانی پیدا ہوگئی باہر کا آنا جانا ادھی شب بند کر دیا گیا اگرچہ ارکان سلطنت نے کسی ملکی مصلحت سے بادشاہ کی خبر علالت کسی پر منکشف نہونے دی مگر ... شاہزادہ دارا شکوہ کو اس امر کا

زیادہ تر اہتمام تھا ہر شہزادہ کا اپنا پہلے ہی دربار سے دور کر دیئے گئے تھے اختیار شاہزادوں کے دار السلطنت میں مقید ہو گئے تھے تاہم دار السلطنت
اور خاص خاص مقامات میں بادشاہ کے علیل ہونے کی خبریں منتشر ہو گئیں کوئی کہتا تھا کہ شاہجہان بادشاہ کا خاتمہ ہو گیا کوئی کہتا کہ دیکھیے شاہزادوں میں سے کس کے
سر پر تاج رکھا جاتا ہے غرض ہر کوئی اپنے خیالات کی مطابق تراش خراش کر رہا تھا۔ جیلون کے قید ہونے سے شاہزادوں کو کسی قسم کی خبر نہ دریافت ہوئی
مگر اتنا تو افواہ معلوم ہو گیا کہ سلطنت کا سنبھالنے والا کوئی نہیں ہے کاروبار ضرور درہم ہو گیا۔ شاہزادہ محمد مراد بخش احمد آباد میں تشریف رکھتا تھا بادشاہ کی
علالت دریافت کر کے گھبرا اٹھا چونکہ خود ناتجربہ کار تھا بلا حفظ ما تقدم نہ بادشاہ کی مزاج پرسی کی نہ کسی رکن سلطنت سے مشورہ کیا محض تنگ ظرفی
جاہ پسندی کر کے اپنے کو بادشاہ مشہور کیا اور تخت نشین ہو گیا مروج الدین مشہور کیا خطبہ و سکہ اپنے نام سے جاری کر دیا اور تخت پر بیٹھتے ہی سب سے پہلے سرکار
سورت پر حملہ کیا بادشاہ بیگم کی جاگیر میں متعین تھی فوج بھیج کر قلعہ پر قبضہ کیا بیگم صاحبہ اور سرکاری خالصہ کا سارا مال و اسباب معہ خزانہ ضبط
کر لیا نیز بہت سیری تھوڑی غریب رعایا اور سوداگروں کو مقید کر کے بہت روپیہ وصول کیا بعض کام ایسے کئے جو آج تک کسی شاہزادہ سے
ظہور میں نہ آئے تھے میر اسلام خان متصدی سورت کو جو بادشاہ کے قدیم خانہ زادوں میں سے شمار کیا جاتا تھا نہ جانے کس غرض سے مقید کیا
قید میں بھی چین سے بیٹھنے نہ پایا ہر طرح کی اذیت و توہین ہوا کی متصدی کو یوں برباد کیا اب سنیے آپکا خانگی دیوان علی نقی بیچارا اتفاقیہ خیر خواہ
تھا خدا جانے کس بات سے آزردہ ہو گئے تھے نہ پوچھا نہ گچھا نہ یہ کہا کہ کس کی صفائی کی اور کیا تو یہ کیا کہ روبرو طلب کر کے غریب کا سر قلم کیا
جب دونوں خیر خواہوں کو مٹا چکے اور کوئی روکنے ٹوکنے والا بھی نہ رہا گجرات بھر میں ظلمی کارروائیاں ہونے لگیں گویا اس سرے سے اُس سرے
تک اودھم مچا رکھی تھی شدہ شدہ دار الخلافہ میں شاہزادہ محمد دارا شکوہ کے کان تک خبر پہونچی محض بنظر انتظام ملک و دفع ہنگامہ بے ہنگام حضور سے
اجازت حاصل کر کے شاہزادہ کو تنبیہا لکھا گیا کہ فی زمانا تمہاری بے اعتدالیوں سے گجرات بھر میں ایک ہنگامہ برپا ہو رہا ہے اور تمہاری
ظلمی کارروائی سے دار الخلافہ کو تیج اوٹھا تو درپے برحال گجرات کیا کیفیت ہو گی لہذا صوبہ داری گجرات سے تبدیل کر کے حکومت ملک برار
پیش کیجاتی ہے اگر تقصیرات گذشتہ سے تنبیہ ہو کر برار چلے جاؤ گے تو شاید اس فرمانبرداری کے صلہ میں تقصیرات معاف کر دیجائیں تو عجب نہیں ورنہ
در صورت دیگر لحاظ شاہزادگی بالائے طاق رکھا جائیگا اور بحالت مطوق و مسلسل بارگاہ والا میں مثل گنہ گاروں کے حاضر کر دیئے جاؤ گے۔
اگرچہ دونوں شاہزادوں کا منشا ایک ہی تھا مگر محمد مراد بخش نے اتنی بڑی کارروائی کس بھونڈے پن سے اختیار کی جس کا نتیجہ آگے چلکر دریافت ہوگا
اور شاہزادہ محمد اورنگزیب تھا اور اگرچہ دار الخلافہ سے بہ نسبت محمد مراد بخش بہت دور تھا مگر بادشاہ کی علالت سنتے ہی بہ بہانہ عیادت
ہندوستان کی طرف روانہ ہوا جس کی کیفیت عالمگیر نامہ میں مفصل تحریر ہے۔ محمد مراد بخش تو جیسے ہی تخت نشین ہو چکا تھا اور اسی سہارے میں گجرات کے
مہاجنوں سے تقریباً بیس لاکھ جبراً وصول لیکر بجمعیت متصدیان نعمانی و رحمت خان دیوان وغیرہ احمد آباد سے چل کھڑا ہوا یہ خبر شاہزادہ محمد اورنگزیب کے
کان تک پہنچی چونکہ وہ بھی دکن سے نکل چکا تھا محمد مراد بخش کو تحریر کیا کہ ہم قبلہ و کعبہ ولی نعمت کی عیادت کو جاتے تھے ہم نے سنا کہ تم بھی احمد آباد سے بارادہ
دار الخلافہ روانہ ہو چکے ہو ہم چاہتے ہیں کہ راہ میں ہمسفر بن جاؤ اگر تم پہلے پہنچو تو دو راستے سرراہ پر ٹھہرے رہو ہم کو عنقریب پہنچے سمجھو دیکھو عالمگیر کی پولیٹکل
کارروائی اور بیٹے محمد مراد بخش کو اپنے ساتھ اس غرض سے متفق کر لیا کہ شاید دار الخلافہ میں یا اثنائے راہ کسی جگہ سلطنت کی طرف سے روکے گئے تو ہم
دونوں کا لشکر روکنے والے کو کافی ہو رہیگا۔ اور بر تقدیر دارا شکوہ سے مقابلہ ہوا تو کلہ بکلہ جواب دینے کو پیچھے نہ ہٹینگے ایسی کارروائی اور تدبیر سے آخر
سلطنت پر قبضہ ہو گیا۔ دار الخلافہ میں محمد دارا شکوہ کو جو دونوں شاہزادوں کے آنیکی خبر ملی حضور کی اجازت سے روانہ کئے گئے لکھا تھا کہ فی الحال ہمارے
پاس آنیکی ضرورت نہیں ہے یہاں کا انتظام کرنا مقدم ہے بنابر آن تعمیل حکم واجب الاطاعت سمجھکر راہ سے پلٹ جاؤ مگر ایسی گیدڑ بھپکیوں کو وہ کیا خاطر میں لاتے

[illegible] فرمان

بیدار مغز کب ماننے والا تھا یہہ چلا گیا اور اُنکی ایک نہ مانی آخر ش داراشکوہ نے مجبور ہوکر مہاراجہ جسونت سنگہ زمیندار جودہپور کو صوبہ دار مالوہ مقرر کر کے بائیس ربیع الاول ۱۰۶۸ھ کے روز رخصت کیا اور سلخ جمادی الاول سنہ مذکور کو قاسم خان گجرات کا صوبہ دار ہوکر روانہ ہوا۔ دونون صوبہ دارون کو تاکید دیگئی کہ فی الحال باتفاق یکدگر اوجین مین مقیم رہین محمد مرادبخش حسب الحکم صوبہ گجرات خالی کر کے بہار چلا جائے ورنہ جبرًا احمد آباد سے نکالدیا جائے۔ جب دونون شاہزادے دریائے نربدا سے متفق ہوکر آگے بڑہے اوجین مین مہاراجہ جسونت سنگہ اور قاسم خان کے سدراہ ہونے کی کیفیت دریافت ہوئی اورنگزیب چاہتا تھا کہ لڑائی نہو اور کام نکل جائے مگر وہ دونون داراشکوہ کی پڑہائی سکہائی جگہ سے نہ ہلے انجام کار لڑائی شروع ہوئی۔ وہ دونون سلطنت کے ملازم اور یہ دونون چراغ دودمان خلافت انکی ایک جنبش نمائی اونکے واسطے تلوار کا کام کرتے آخر شاہزادون کے مقابلہ مین ٹھیرے یہ شاہزادے دندناتے ہوئے بیخوف و بیہراس چل کھڑے ہوئے۔

شاہزادہ محمد مرادبخش نے صوبہ داری کے زمانہ مین گجرات کے مہاجنون سے جسقدر روپیہ لیا تھا از انجملہ ساڑہی پانچ لاکھ روپیہ سنتیداس جوہری کے عزیزون سے لیا گیا تھا سنتیداس آدمی تھا دربار رس اور اکثر ارکین دولت کیخدمت کیا کرتا۔ جب شاہزادونمین باہم لڑائیان ہوئین یہہ دارالخلافہ مین موجود تھا شاہزادونکی کارروائیون سے اسکو اپنے عزیزون کے روپیہ کا خیال آیا محمد داراشکوہ کو شکست ہوکر مرادبخش کے مقید ہونے سے چار روز پیشتر از راہ دوراندیشی شاہزادہ محمد مرادبخش کے حضور مین عرض معروض کر کے ایک رقعہ ساڑہے پانچ لاکہہ روپے کا شاہزادہ کی خواجہ سرا معتمد خان کے نام جو احمد آباد مین نیابتًا رہا ہوا تھا لکہوا لیا اوسکی نقل بجنسہ تحریر ہے۔

نقل فرمان بنام معتمد خان

امارت و نظارت پناہ رفعت و عزت دستگاہ اخلاص نشان معتمد خان بادشاہی عنایتون کے شامل ہوکر دریافت کرین کہ سنتیداس جوہری نے سعادت ملازمت حاصل کر کے التماس کیا کہ میری عدم موجودگی مین حضور کے خانہ زادون نے جانفشانی کر کے زر مال کو دریغ نہ رکھا امیدوار ہون کہ اوسکی معاوضہ سے سرفرازی حاصل ہو تو نہ یہ سعادت ہے التماس اوسکا منظور فرما کر تمکو لکہا جاتا ہے کہ سنتیداس کے لڑکے مسمی مانک چند وغیرہ نے فوری حکم بجالا کر مبلغ ساڑہے پانچ لاکہہ روپیہ بہیجدیا تہا بنابر آن تاکید کیجاتی ہے کہ آمدنی پرگنات ذیل سے فصل خریف کا روپیہ وصول کر کے دیدیا جائے۔

خود مانک چند کو چار لاکہہ بائیس ہزار ۴۲۲۰۰۰ – شریک سنتیداس مسمی امیداس کو چالیس ہزار ۴۰۰۰۰ – سانکل وغیرہ کو اٹھاسی ہزار ۸۸۰۰۰ – کل پانچ لاکہہ پچاس ہزار ۵۵۰۰۰۰ یہ روپیہ محالات مفصلۂ ذیل سے ادا کردیا جائے۔

پرگنہ سورت سے ڈیڑہ لاکہہ ۱۵۰۰۰۰ – پرگنہ کہمبایت سے ایک لاکہہ ۱۰۰۰۰۰ – پرگنہ پٹلاد سے ایک لاکہہ – پرگنہ دہولقہ سے پچہتر ہزار ۷۵۰۰۰ – پرگنہ بہروچ سے پچاس ہزار ۵۰۰۰۰ – پرگنہ بیرم گام سے پینتالیس ہزار ۴۵۰۰۰ – نمک سار سے تیس ہزار ۳۰۰۰۰ – میزان کل پانچ لاکہہ پچاس ہزار ۵۵۰۰۰۰ – یہ روپیہ سنتیداس کے بیٹے مانک چند وغیرہ سے دستگردان لیا گیا تھا لہذا آمدنی فصل خریف یونت ئیل کا پرگنات مرقومۃ الصدر سے وصول کر کے بہت جلد ادا کر دیا جائے تاکید اکید تصور کرین تاریخ شہر شوال سنہ ۱ جلوس۔

سلطنت حضرت خلد مکان ابو المظفر محی الدین محمد اورنگزیب بہادر عالمگیر بادشاہ غازی

عالمگیر کے نوے سالہ سلطنت کا احوال کچہہ تو تاریخ تالیف محمد کاظم سے اخذ کیا گیا اور فرمانونکی نقلین دفتر دیوانی سے حاصل ہوئین اور بعض کیفیت

مستنبر لوگونکی بیان کی ہوئی مؤرخ نے مستند سمجھکر لکھی چنانچہ لکھتے ہیں اوجین میں مہاراجہ جسونت سنگھ اور قاسم خان روکنے والے بھاگ کھڑے ہوئے دونوں شاہزادے دندناتے ہوئے جانب دارالخلافہ روانہ ہوئے۔ بادشاہ بیمار ہوکر قلعہ آگرہ میں بہ نظر تبدیل ہوا تشریف لایا تھا نویں شعبان ۱۰۶۸ سنہ کے روز شاہزادوں کا قیام آگرہ کے متصل واقع ہوا شاہزادہ محمد دارا شکوہ نے دھولپور کے میدان میں صف آرائی کی ادھر دو شاہزادوں کا ٹڈی دل لشکر آندھی مینہ کیطرح حملہ آور ہوا ایک تو کثرت لشکر اور اوپر سے عالمگیر کی پولیٹکل چال بازیوں نے دارا شکوہ کے چھکے چھڑا دئے کچھ نہ بن پڑی میدان چھوڑ کر بھاگ نکلا۔ ساتویں رمضان کو جب دارا شکوہ کے لشکر کا کوئی متنفس مقابل نہ رہا عالمگیر نے تیسری شوال تک ۲۲ روز مراد بخش کے ساتھ کسی قسم کی مغایرت کا برتاؤ نکیا جب اوسکو ثابت ہوگیا کہ بھائی کو میری سلطنت میں کچھ گفتگو باقی نہیں رہی بخوف وہراس اپنے تئیں بادشاہ وقت سمجھکر ساری کارروائیاں کرنے لگا عالمگیر موقع کا منتظر تھا چوتھی شوال کو قابو پاتے ہی محمد مراد بخش کو مقید کر لیا۔ یہ جھگڑا یکا یوں فیصلہ ہوا اب رہا دارا شکوہ تو اوسکے تعاقب میں شاہجہان آباد روانہ ہوا اثنائے راہ میں باغ اعزآباد میں چند روز ٹھہر کر نجومیوں سے تاریخ جلوس دریافت کی رمال نجومی پنڈت وغیرہ نے جانچ پڑتال کے پہلی ذیقعدہ یوم جمعہ تاریخ تعین کر کے وقت بھی بتلادیا چنانچہ روز موعودہ پندرہ گھڑی دو پل دن چڑھے آپ تخت پر جلوس فرمایا اور ساری باتیں جلوس ثانی پر ملتوی رکھیں یہ جلوس اس غرض سے واقع ہوا کہ ورثائے سلطنت کے حملے اکثر ایسے موقعہ پر ہوا کرتے تھے جبتک تخت پر کوئی وارث نامزد نہوتا۔ کسی شاعر نے آپکی تاریخ ولادت آفتاب عالمتاب لکھی تھی آپنے اوپر ایک میم بڑھا کر تاریخ جلوس معیّن کی چونکہ زمانہ تخت نشینی سن شریف چالیس سے سکا ہوچکا تھا آخر کلمہ میں میم کا اضافہ کردیا گیا چنانچہ آفتاب عالم تابم اس مادہ سے تمام اراکین نہایت محظوظ ہوئے۔ شاہزادہ محمد مراد بخش احمدآباد سے چلتے وقت مرحمت خان دیوان صوبہ اور اکثر امرائے تعیناتی کو طوعاً و کرہاً ہمراہ لایا تھا مقید ہوئے بعد سب کے سب بادشاہ جدید کی خدمت میں حاضر ہوئے بعد دریافت کیفیت ہر ایک کو علی قدر مراتب اضافہ وغیرہ سے سرفراز فرماکر رخصت کیا رحمت خان کو دو ہزاری اور چھ سو گھوڑوں کا منصب مقرر کر کے عہدہ دیوانی سپرد فرمایا اور قطب الدین خان خویشگی کو تین ہزار ذات اور تین ہزار سوار کا منصب اور ملک سورٹھ کی فوجداری کا خلعت اور خطاب سرفراز خان عطا فرمایا۔ اور سید حسن ولد سید دلیر خان کو خطاب خانی مرحمت ہوا۔ ستیداس اگرچہ جوہری تھا مگر اوسکی بعض بعض کارروائیاں قابل تحسین تھیں خلعت کی سرفرازی حاصل ہوئی۔ ستیداس رخصت ہوکر احمدآباد جانے لگا اوسکے ساتھ رعایا کے نام فرمان تسلی بخش تسکین دہ تحریر فرماکر بھجوادیا۔ اگرچہ فرمان بمنزلت شاہنشاہی لکھا گیا تھا مگر ایام شاہزادگی والی مہر لگائی گئی تھی۔ چونکہ دوسری باتیں جلوس ثانی پر ملتوی تھیں ابتک آپکا کوئی القاب معیّن نہوا تھا اور نہ مہر بنائی گئی تھی۔

نقل فرمان جو رعایائے گجرات کو اطمینان دلانیکا لکھا گیا

تمکو ابھی معلوم نہیں کہ ہماری سلطنت کا دار و مدار کیا ہے۔ سارا دار و مدار رعایا کی بہبودی اور خلق خدا کی خوشنودی پر رکھا گیا ہے ساری ہماری کوششیں رات دن اسی کام میں جاری کی جاتی ہیں کہ جو خلق خدا ہمارے سایہ عاطفت میں امانتاً سپرد کیگئی ہے اوسکو کسی قسم کی ناجائز و ناروا تکلیف نہ پہونچے فی زمانا بندہ خیرخواہ بالااستیناس ستیداس رخصت ہوکر احمدآباد کو آنیوالا تھا اسکے ساتھ یہ فرمان تمہارے نام بھیجا گیا تا اوس سے تم سب کو ہماری انصاف پروری اور عدل گستری ثابت ہوجائے ہم چاہتے ہیں کہ تمام خلق خدا کیا ادنیٰ کیا اعلیٰ ہمارے سایہ عاطفت میں پرورش پاکر اپنے اپنے کسب و ہنر میں مشغول رہے یہی باتیں باعث ازدیاد دولت و موجب ترقی مراتب سمجھی جاتی ہیں۔ احمدآباد کے تمام متصدی۔ اور اہل کاروں کو تاکید و سمجھانی ہے کہ جوہری ستیداس قدیم خدمت گذار ہے اوسکے ساتھ اچھے سلوک اور نیک برتاؤ جاری رکھتے جائیں تو لطف

معاشرت حاصل ہو اور امورات مالی میں جہاں تک ممکن ہو واجبی رعایت سے محروم نہ رکھا جائے اہالیان ریاست میں سے کوئی متنفس نامناسب تکلیف دہی کارروائی اور نہ ہو اس پر کیا موقوف ہے ہمارے نزدیک ساری خلق اللہ ایک ہی طریقہ میں سمجھی جاتی ہے تاکید بلیغ تصور کریں مورخہ ۲ - ماہ ذیقعدہ سنہ ۶۸ ہجری —

مرزا شاہ نواز صفوی کی صوبہ داری اور رحمت خاں کی دیوانی آنا شاہزادہ محمد دارا شکوہ کا اور بعد تسلط بادشاہ کے مقابلہ کو جانا سمت اجمیر اور صوبہ داری سید احمد بخاری کو سپرد کرنا

زمانہ شہزادگی میں اورنگ زیب نے اورنگ آباد سے دار الخلافہ جاتے مرزا شاہنواز صفوی کو برہان پور میں مقید کر رکھا تھا فی زمانا گجرات کی صوبہ داری کی نسبت بادشاہ کو کسی تجربہ کار آدمی کی ضرورت واقع ہوئی صفوی کے ستارہ نے قید میں سے چمک دکھا کر بادشاہ کو گرویدہ کیا حکم دیا گیا کہ مرزا صفوی گجرات کی صوبہ داری کے لائق سمجھا جاتا ہے قید سے رہائی دیکر منصب پنجم میں ہزار روپیہ ذاتی اور ہزار سوار کا اضافہ کر کے خلعت عطا فرمایا۔ کل منصب چھ ہزار ذات اور چھ ہزار سوار کا معین ہو گیا۔ مرزا صاحب نوازشات شاہی سے سرفراز ہو کر ۱ ربیع الاول کو داخل احمد آباد ہوئے ابھی امورات صوبہ داری کا کچھ بھی انتظام نہ کیا تھا کہ دفعتاً ٹھٹہ سے دارا شکوہ کے احمد آباد آنے کی خبر پہونچی صوبہ دار کے تو حواس جاتے رہے کچھ عقل بھی سوچ نہ سکی سلوٹوں میں دب کر بیکار ہو گئی دارا شکوہ ڈھونڈتا ہوا آ رہا تھا اوسکو یہ خبر نہ تھی کہ سرحد کچھ میں بڑی بڑی مصیبتوں کا مقابلہ کرنا پڑیگا جب حدود رن میں قدم رکھا اور ہزاروں کے صحابیوں نے چھکے چھڑا دئے ایک تو رن شورستانی جنگل تھا دوسرا اگلے سال کی کمی برسات سے تالاب اور کنوئیں مانند کاسہ مفلسان خالی ہو رہے تھے پانی کی قلت نے آدمی اور جانور دونوں کو جان بلب کر دیا کسی جگہ تھوڑا بہت کچھ پانی مل بھی جاتا تو لشکر کو کافی نہ ہوتا تھا غرض دو تین منزل میں آدمی قریب ہلاکت پہنچے اور جانور بہت سے تلف ہوئے اوسکی کیفیت یوں بیان کیجاتی ہے کہ کنار دریائے شور ایک شورستانی جنگل چالیس کوس کی مسافت میں واقع ہوا ہے اوس سرزمین میں پانی کہیں ڈھونڈھے نہیں ملتا پانی کے بدلے سراب کی چمک دمک سے آدمی دھوکا کھا کر دوڑا جاتا ہے مگر سوائے ندامت کے کچھ حاصل نہیں ہوتا سمندر کی قربت سے بعض بعض جگہ ایسے واقع ہوئے ہیں کہ تہ میں پانی اور اوپر مٹی باریک کا ٹیلہ چلنے والا پاؤں رکھتے ہی زمین میں دھس جاتا ہے خواہ انسان ہو یا جانور اسکو دلدل کہتے ہیں اکثر جگہ پایا جاتا ہے بعض راہیں ایسی سخت اور دشوار گذار ملتی ہیں جو دو تین سوار برابر ملکر نہیں چل سکتے رن کا جنگل کچھ کے متعلق موضع لونہ میں ختم ہوتا ہے وہاں سے دو راہ ملتا ہے ایک راہ گجرات کو جاتی ہے اور دوسری جوناگڈھ کو الغرض دارا شکوہ نے حشمت ناک ہیبت آسیب جنگل میں اس غرض سے قدم رکھا کہ فی زمانا گجرات میں نہ اسقدر لشکر ہے اور نہ کوئی سردار جو اسکا مقابلہ کریگا اسی خیال کی محویت میں رن کی تمام آفت اور مصیبتوں کو جھیلتا ہوا بعض زمیندار کچھ کی ہدایت سے کنار دریا شور والی نامتعارف بلکہ پگڈنڈی رستے سے خدا خدا کر کے کچھ میں داخل ہوا۔ زمیندار کچھ ہنوز عالمگیری پالیسی سے ناواقف تھا اور دارا شکوہ کو مدعی سلطنت نہیں بلکہ ایک شہزادہ سمجھکر استقبال کرنے لگا اس استقبال کا آگے چلکر برا بدلہ ملیگا۔ دارا شکوہ آدمی تھا قریبی زمیندار کچھ کو بخشش کی ہیرا سے گرویدہ بنا لیا اور ایسا مصحوب ہو گیا کہ اپنی لڑکی کی نسبت سپہر شکوہ کے ساتھ جو دارا شکوہ کا بیٹا تھا کر بیٹھا یہ کارروائی سوتے پہ سہاگہ ہو پڑی زمیندار مذکور نے دارا شکوہ کو اپنی سرحد سے باہر کر دیا جب رن کی مصیبتوں کو جھیل کر جان بسلامت باہر نکلا تو تین ہزار آدمیوں سے زیادہ جمعیت باقی نہ تھی اوسکو ہمراہ لیکر جانب گجرات روانہ ہوا —

شاہنواز خان اگرچہ ناظم صوبہ تھا مگر اب تک کسی قسم کا اقتدار حاصل نہ تھا اور نہ اس قدر لشکر موجود جس سے شہر کی حفاظت کرتا بہ سبب کچھ بھی مگر ایک آزردگی نے سب پہ پانی پھیر دیا کیونکہ ماتحت شہزادگی میں اورنگزیب نے نہ معلوم کس غرض سے برہانپور میں مقید کیا تھا اگرچہ اس نے قسم پر نظامت گجرات کا پھار رکھا گیا تاہم سوزش اندرونی کی پوری تسکین نہ ہوئی تھی دارا شکوہ کا آنا اور بھی غضب ہو گیا مرزا صاحب بعوض روک ٹوک رحمت خان دیوان و صوبہ دار نیکو لیکر استقبال کے پیرایہ میں سرکھیج تک دوڑے گئے دارا شکوہ نے حریف کو معاون پایا بے کھٹکے ۲۳ ربیع الثانی کے روز احمد آباد میں داخل ہو گیا پھر کیا تھا پہلے پہل شاہزادہ محمد مراد بخش کے نام حقہ کپیر کے مبلغ دس لاکھ روپیہ کا مال اپنے قبضہ میں کر لیا جس پر لشکر کی بھرتی شروع کی مال مفت ملے بیرحم ایک ایک کے دو اور دو کے بدلے چار دیکر لوگوں کو نوکر رکھا پیسے کے لالچ نے منصبداران کو ٹکی کو جگہ سے پھسلایا۔ قصبانیوں کا دستور تھا کہ حاکم جدید کے فریفتہ ہو جاتے غرض افسران نامی کو داد و دہش سے رضامند کر لیا اور آئندہ بوقت حصول مرام کسی کو منصب معقول کسی کو خطاب نامعمول کا امیدوار کر دیا۔ بادشاہ شاہجہاں کی عہد دولت میں گجراتی امینوں میں سے جسنے تھوڑی مدت بھی کسی جگہ حکومت کی تھی اوسکو ایک عمدہ عہدہ اور بندر کی لالچ دکھا کر نوکر رکھ لیا اور اپنی جانب کا حاکم مقرر کیا۔ صادق محمد خان ملازم سرکار والا متصدی احمد آباد دارا شکوہ کے ڈھب کا نہ نکلا بلکہ وہ خود معزول ہو کر گھر بیٹھ رہا۔ دارا شکوہ کے جانب کار حاکم سرکاری خالصہ میں دست اندازی کرنے لگے۔ دارا شکوہ ایک مہینا اور سات روز تک احمد آباد میں مقیم تھا اس عرصہ میں اوسنے ساری باتیں درست کر لیں جب لشکر اور توپخانہ اور مصالحہ سے چاق چوبند ہو گیا۔ مرزا صاحب کو معہ متعلقین اور محمد مراد بخش کے اہل محل کو مقدامر لیے نامور مثلاً رحمت خان دیوان و محمد بیگ ترکمان کو بخطاب قزلباش سرفراز کر کے اور بھی منصبداران کو کی کو ہمراہ رکھا چلنے وقت گجرات کی صوبہ داری سید احمد پسر سید جلال بخاری کو سپرد کی جب احمد آباد سے روانہ ہوا تو لشکر بائیس ہزار شمار کیا گیا تھا دارا شکوہ آدمی تھا ہوشیار اپنے رازوں یا متعلقوں سے ایک کو بھی احمد آباد میں نہ چھوڑا اور آپ معہ جاہ و حشم نیا بر مقابلہ بادشاہ جدید اورنگزیب جانب اجمیر روانہ ہوا۔

صوبہ داری مہاراجہ جسونت سنگھ و بحالی رحمت خان و مکرمت خان اور محمد دارا شکوہ کی ہزیمت ہونیکے بعد دوسری مرتبہ کا جلوس مبارک و دوبارہ گجرات دارا شکوہ کا آنا اور سردار خان کا روکنا اور سید احمد بخاری دارا شکوہ کے صوبہ دار کو مقید کرنا

زمانہ شہزادگی میں راجہ جسونت سنگھ شہزادہ محمد اورنگزیب اور محمد مراد بخش کو بحکم شاہجہان بادشاہ اوجین میں ٹھہرا ہوا تھا بعد مقابلہ شہزادوں سے ہزیمت پاکر خجالت زدہ گھر بیٹھ رہا چونکہ جس سے مقابلہ کیا گیا تھا وہی سلطنت کا مالک ہو گیا اب کس مونہہ سے عالمگیر کے سامنے حاضر ہوتا محمد دارا شکوہ سے بار دگر لڑائی ہونے سے پہلے مرزا راجہ کی سفارش سے تقصیرات گذشتہ معاف کی گئیں بلکہ محض از راہ بندہ نوازی گجرات کی صوبہ داری کا فرمان مرحمت ہوا منصب بھی بڑھایا گیا سات ہزاری ذات اور سات ہزار سوار کا متعین ہوا از انجملہ پانچ ہزاری سوار دو اسپہ سہ اسپہ تھے۔ اور کنور پرتھی سنگھ کو صوبہ میں روانہ کرنیکی تاکید دیگئی۔

محمد دارا شکوہ جنگ اجمیر سے شکست کھا کر سات روز کے عرصہ میں سرحد گجرات میں آپہونچا امرا و سرداران نامی متفق ہو کر مشورہ کرنے لگے آخر باتفاق رائے یہ قرار پایا کہ اپنے مرتبہ ایسا انتظام کیا جائے کہ دارا شکوہ مثل سابق وہو کا دیکر شہر میں نہ گھس آئے ہم میں سے کوئی بھی ایک سردار جبتک اس امر کا متکفل نہو گا یہی انتظام نکیا جاویگا غرض سردار خان منتخب ہوا سید احمد پسر سید جلال بخاری جو دارا شکوہ کا صوبہ دار تھا مقید کر دیا گیا۔ قلعہ کے برج بارہ کا خاطر خواہ انتظام ہو گیا۔ یہ خبر دارا شکوہ کو دریافت ہوئی۔ راہ سے پلٹ کر کڑی چلا گیا۔ وہ امداد و اعانت کولی کا جتھی سرگروہ

کارخانہ نمبر

کولیان چوال سرحد گجرات سے نکلکر حوالی گجرات میں پہونچ گیا۔ کیتی مانہ میں دارا شکوہ نے کل محمد نامی سپاہ پیشہ کو نوکر رکھکر حکومت سورت تفویض کی تھی جیو دارا شکوہ کی کیفیت یعنی پچاس سوار اور دو سو پیادے بندوقچی ہمراہ لیکر خدمت میں حاضر ہوا۔ پہلے مرتبہ دارا شکوہ براہ رن سرحد کچھ میں داخل ہوا تھا جیو دار نے نہ معلوم کس غرض سے استقبال کر کے مہمان رکھا تھا بلکہ اپنی کنواری اسکے لڑکے کے ساتھ منسوب کر دی تھی فی زمانا دارا شکوہ سے زمانہ کی نظر پھری ہوئی دیکھی نہ استقبال کیا نہ مہمان بلایا یا پوچھا تک نہیں کہ آپکی کیا کیفیت ہوئی۔ بلکہ وہ رکھائی کے برتاؤ کئے کہ گویا کبھی کی صاحب سلامت تھی دارا شکوہ سمجھ گیا دو ہی روز انتظار کر کے بھکر چلا گیا۔ سردار خان نے دارا شکوہ کے آنے اور بے نیل مرام واپس جانیکی تمام کیفیت حضور میں گوش گذار کر دی۔ بادشاہ نے حسن کارروائی کی تحسین کا فرمان سردار خان کے نام بھیجا اوسکی نقل بجنسہ تحریر ہے ۔

نقل فرمان

شجاعت و شہامت دستگاہ خانہ زاد لائق الاحسان سردار خان عنایت شاہی سے امیدوار ہو کر دریافت کریں تمہاری عرضداشت سے ساری مراتب حزم و احتیاط دریافت ہوئے۔ دارا شکوہ نے بار دگر ہوس دعائے سلطنت افواج قاہرہ سلطانی کا اجمیر میں مقابلہ کیا مگر جوانان صف شکن کے حملوں کی تاب نہ لاکر دست ناکامی میں آوارہ ہو گیا اور اسی غرض سے شاید گجرات کا ارادہ کیا ہو گا کہ مثل سابق کچھ نکچھ مل ہی رہیگا مگر تمہاری حسن تدابیر اور پولٹیکل کارروائیوں سے موقعہ ملا محروم ہو کر صحرائے ناکامی میں سرگشتہ ہو گیا واقعی تمہارے انتظام شایستہ سے جو ہر دم کا تم تک احتیاط رکھا گیا تھا ہمکو نہایت مسرت ہوئی۔ فی زماننا راجگان عالی نیا سے جوانمرد دی فرہنگ راجہ جسونت سنگھ کو مع جمعیت فوج ظفر موج انتظام صوبہ داری کے لئے روانہ کیا گیا ہے شاید پہونچا ہوگا تمکو لازم ہے کہ راجہ موصوف کی رفاقت میں ہمہ تن متوجہ ہو کر ایسا انتظام کیا جائے جس سے رعایا کی رضامندی اور ہماری خوشنودی کے چرچے عوام میں پیدا ہونے لگیں یہی باتیں کارگذار کی نسبت حسن کارروائیوں کا ثبوت دینے والی ہوتی ہیں اور اسی سبب سے بادشاہی حضور پایان کارگذار کے گلے کا ہار ہو جاتی ہیں دیکھو تمنے یہہ کام کیسا اچھا کیا کہ پیشکوہ کے ابن کو قید کر ہی لیا تھا مگر اوسکا چھوٹا لڑکا کیسا بے حمیت تھا جو بیہودہ دلیری کر کے اوبدا کر دارا شکوہ کے ساتھ سیہوزنک چلا گیا مگر لوٹ کر احمد آباد اور سورت جانیکی تیاری کر رہا تھا کہ تمنے دفعتاً گرفتار کر کے اوسکے باپ کے پاس محبس خانہ میں پہونچا دیا۔ عسکری ٹرالرکا اتنک سورت میں فریب اوڑا رہا ہے یہ اوسکی بیہودگی ہے واپس وکلا نتیجہ محبس خانہ سے بہتر ہو گا۔ تاکہ دونوں باپ بیٹے ایک جگہ چین سے آرام سے رہیں اور جب راجہ جی آئیں اونکی صلاح و مشورہ سے تینوں قیدی زیور سے آراستہ کر کے بارگاہ شاہی میں چالان کر دئے جائیں سید حسن کو اوسکی بے پروائی اور نافرمانی نے جو باوجود طلب کرنیکے تمہارے پاس حاضر ہوا عہدہ اور منصب سے معزول کر دیا۔ بڑودہ کی فوجداری شجاعت شعار فتاح خان کو تفویض ہو چکی عنقریب تمہارے پاس حاضر ہو گا۔ عابد و شیر بابی یعنی عابد خان اور شیر خان بابی کی لیاقت کارگذاری ثابت ہو چکی چونکہ مسولی طلب سے جاگیرداری کے سارے کام چھوڑ چھاڑ کر حاضر ہو گیا۔ سیف اللہ کو بخشی گری سے معزول کر دینا مناسب سمجھا گیا۔ سیادت و نجابت پناہ رضوی خان بخاری کو یہہ عہدہ تفویض ہوا جس وقت احمد آباد آئے سیف اللہ حضور میں روانہ کر دیا جائے تحریر تاریخ پانچویں شعبان سنہ ١٠٦٩ ۔

سترہ ربیع الاول سنہ ١٠٦٩ ہجری کے روز راجہ جسونت سنگھ ناظم صوبہ ہو کر احمد آباد آیا حسب دستور انتظام کرنے لگا وحانخشتہ دارا شکوہ رحمت خان دیوان اور محمد بیگ ترکمان وغیرہ امرا کو جبراً ہمراہ لیگیا تھا۔ اجمیر سے شکست کھا کر وہ ادہر ادہر چلا گیا یہہ سب ملکر حضور میں حاضر ہوئے چونکہ بیگناہ تھے بادشاہ نے کسی قسم کا تعرض نکیا بلکہ بوفور مراحم خسروانی خلعتیں اور انعام دے دیکر سب کو احمد آباد بھیجا دیا اوسکے پہنچتے وقت

تاکید کردیگئی کہ ہر ایک درست سابقہ پر مستند ہے قطب الدین خان خویشگی دارا شکوہ کی رفاقت سے الگ تھلگ رہا ہوا تھا یہہ بات اوسکی بادشاہ کو نہایت پسند ہوئی گھوڑا اور خلعت مرحمت کیا گیا۔

قلمدان وزارت اعظم کا سنبھالنے والا اوسوقت تک منتخب نکیا گیا تھا چونکہ یہہ امر جلوس ثانی پر ملتوی رہا تھا جو حکم احکام حضور سے ممالک محروسہ مین بھیجے جاتی متصدی صوبجات دیوانی مستی رگھناتھ داس کی مہر سے مزین ہوا کرتی چنانچہ فرمان ممانعت کشت بنگ متصدی مذکور کی مہر سے مرتب ہوکر صادر ہوا۔

شرح حسب الحکم بنام رحمت خان

وزارت پناہ رحمت خان محفوظ رہین حضور شاہنشاہی کا حکم ایسا صادر ہوا کہ ہمارے ممالک محروسہ مین بنگ کی کشتکاری کسی جگہ نکیجائے چونکہ بنگ منشی اور مسکرات شمار کیجاتی ہے جہان کہین بنگ جوتی بوئی جاتی ہو بعوض اوسکے اور اشیائے قیمتی بکار آمد کی کشتکاری کیجاویگی تو ہر حالت مین صورت مفاد متصور ہوگی لہذا عاملان محالات خالصہ شریفہ اور جاگیرداروں کو تاکید کردیجائے تاکوئی متنفس خلاف حکم تعمیل نکرے ورنہ معتوب درگاہ ہوکر سزا نجویز ہوگی سو الکل اس امر مین تاکید اکید جانین تحریر بتاریخ غرہ شہر رمضان ۱۰۶۹ ہجری مطابق سنہ ۱ جلوس مبارک۔

کیفیت جلوس ثانی تعین کرنا لقب کا اور غلہ کا محصول تمام قلمرو ہندوستان سے معاف فرمانا اور مکرمت خانگی دیوانی

تاریخ جلوس ثانی پہلے سے معین ہوچکی تھی جب وہ دن آیا چوبیس رمضان یوم یکشنبہ کو دار الخلافۃ شاہجہان آباد کے قلعہ ارک مین بادشاہ نے تخت آبائی پر جلوس فرمایا تاریخ جلوس غرہ رمضان سے شمار کرنیکا حکم ہوا چونکہ آپکے والد ماجد نے دفاتر وغیرہ مین ماہ و سال قمری کی تاریخین تحریر کرنا مروج کردیا تھا آپنے بھی اوسی طریقہ کو زندہ رکھا یہہ سب کچھہ ہوا مگر خطبہ کا بڑا جھگڑا پیدا ہوا قاضی القضات کو جب تصنیف خطبہ جدید کا حکم ملا صاف انکار کرکے یہ حجت پیش کی کہ در حالت موجودگی پدر بیٹے کو استحقاق حاصل نہین ہوتا یہہ امر شرعاً جائز سمجھا جاتا ہے اور برخلاف حکم شرع خطبہ تصنیف نہین ہوسکتا۔ ہان تھی معقول اور بادشاہ خود متشرع تھا سنکر چپ ہوگیا بات یہہ تھی کہ جبتک خطبہ اور سکہ جاری نکیا جاتا ساری کارروائیان اپنی جگہ دھری رہتین اور سلطنت مین افترا ہوتا اسی بنا پر عالمگیر کو خطبہ کا پیچ و تاب ہی سے لگا تھا یہہ تو کچھہ خدا ہی کو منظور تھا عالمگیر کے ڈھب کا ایک ملا ملگیا شیخ عبد الوہاب گجراتی پٹن کا رہنے والا کسی ذریعہ سے عالمگیر کے دربار تک پہونچکر شاہی لشکر کا ملا ہوگیا تھا شدہ شدہ یہہ خبر اوسکے کان تک پہونچی آدمی تھا ہوشیار نفس مطلب سمجھکر بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا اور عرض کیا کہ قبلہ قاضی کے انکار بحث سے سارا مطلب فوت ہوئے جاتا ہے اگر اجازت ملے تو قاضی کیا بیچارہ اسا تذہ علما کو دلائل نقلی و عقلی و کتب معتبرہ سے قائل معقول کرکے ثابت کردیا جائے کہ در حالت موجودگی پدر بیٹے کو استحقاق یون حاصل ہے۔ یہہ سنکر بادشاہ نے اجازت دی شیخ عبد الوہاب نے قاضی القضات کو معہ علما و فضلائے عصر بلوا کر مجلس و ۃ العلما مین یہہ مسئلہ پیش کیا کہ بادشاہ وقت بسبب کبر سنی کاروبار سلطنت سے مجبور محض ہوگیا وارث سلطنت کو باوجود علم و فضل لیاقت جہانبانی حاصل ہے مین نہین سمجھہ سکتا علما کس دلیل سے بادشاہ جدید کو استحقاق سکہ و خطبہ سے محروم رکھا یہہ کہکر روایات معتبرہ سے ثابت کردیا اور سارے علما سے کان پکڑ اکر ہمزبان کرادیں۔ بادشاہ بہت خوش ہوا۔ اور قاضی القضات کا عہدہ ملا شیخ عبد الوہاب کو سپرد ہوکر خطبہ پڑھنے کی اجازت دیگئی۔ روپئے اور اشرفی پر یہہ سکہ مضروب ہوا سکہ زد در جہان چوبدر منیر۔ شاہ اورنگزیب عالمگیر اسکے بعد صاحب سجادہ سید جعفر ابن سید جلال بخاری کو ایک خلعت بھیجا گیا

اسی سال مکرمت خان کو عہدہ دیوانی صوبہ عطا ہوا رحمت خان کی کچھ بھی کیفیت نہ معلوم ہوئی کہ معزول ہو کر کہاں گیا یا بحالت دیوانی حق نمک سے ادا ہو کر گوشہ لحد میں سو رہا۔ کیا ہوا اس سے زیادہ کوئی بات نہ معلوم ہوئی۔

ہندوستان کے تمام صوبجات میں کھانے پینے کی تمام چیزوں سے صیغہ راہداری ہر جگہ لیا جاتا تھا چنانچہ ایک سال کی آمدنی کا روپیہ اقل قلیل پچیس لاکھ وصول ہو کر خزانہ میں داخل ہوتا یہ صیغہ اکثر زمیندار اور جاگیرداروں کے تعلقات میں وصول کیا جاتا یا گو وقت حساب تنخواہ میں مجرا لیا جاتا تھا جیسے دیکھا کہ اکثر یا ہنیں رعایا کو مرفوع القلم کردی گئی ہیں از انجملہ یہ صیغہ بھی محض بنظر بہبودی خلق اللہ معاف فرما کر کل محروسہ کے صوبجات میں متصدیوں اور کارپردازوں کے نام فرمان گرز بردار واحدی اور چوبداروں کے ساتھ بھیجے گئے اور تاکید ہوگئی کہ آئندہ یہ صیغہ کسی جگہ نہ تو خالصہ شریفہ میں اور نہ جاگیرداروں کے علاقوں میں وصول کیا جائے۔

کل ممالک محروسہ میں محتسب کا مقرر کرنا

ہماری نیت حق طلب و ہمت والانعمت ہمیشہ سے اس امر کی مصروف ہی کہ ہمارے تمام ممالک محروسہ کی بسنے والی رعایا و برایا جو امانت خداوندی سمجھی جاتی ہے ہر طرح کے برے کاموں سے محفوظ رکھی جائے تو موجب خوشنودی خداوند عالم و باعث رضامندی رسول مقبول صلعم متصور ہے ہم جانتے ہیں کہ ہندوستان میں اکثر نشئی چیزوں کا استعمال کرنا مروج ہو گیا ہے چنانچہ بعض شراب کے عادی ہیں اور بعض بنگ اور کانجہ چرس بجبرہ ہمیشہ پیا کرتے ہیں اور جب تک یہ باتیں کسی عالم و فاضل جید کی تہدید سے ڈرا دھمکا کر بند نہ کر دی جائیں خالی قولی حکم احکام سے فائدہ متصور نہیں ہوتا بنا بریں دارالخلافتہ کے زمرہ علمائے عصر سے ملا عوض وجیہہ منتخب کیا گیا۔ چونکہ یہ شخص ملک توران میں سرآمد علمائے زمان کی ڈگری حاصل کر چکا تھا محتسبی کا عہدہ سپرد کر کے احدی منصبداروں کا بڑا گروہ تعینات کیا گیا کہ دارالخلافتہ کے ہر گلی کوچہ میں گشت لگا کر امر معروف و نہی منکر کے تمام مراتب کا احتیاط رکھا جائے احدی و منصبدار اسلئے تعینات کئے گئے ہیں کہ بعض موقعہ پر گروہ گمراہان محتسب ہی سے لڑنے مرنے پر طیار ہو جاتا ہے اسکی روک تھام کیلئے ہر وقت محتسب کے ساتھ حاضر ہے چونکہ اکثر شرابی اور قمار باز و زانیوں کا گروہ ناصح اور منع کرنیوالے کو دشمن سے بدتر سمجھکر بے ادبانہ پیش آتا ہے اور جب تک حکومت کا دباؤ نہ ڈالا جائے افعال شنیعہ کے دروازوں کا بند کرنا ممکن نہوگا بنا بریں عام حکم دیا جاتا ہے کہ ہمارے ممالک محروسہ کے تمام صوبجات میں گاؤں گاؤں اور قصبے قصبوں میں محتسب معین کر کے ابواب منہیات اس طریقہ سے بند کر دئے جائیں کہ زمرہ جہلا و نادانوں کو سمجھا بجھا کر خوف خدا و نارضامندی رسول اللہ صلعم سے کسیقدر ڈرا دھمکا کر گمراہی کے خارستان سے نکالکر ہدایت و رہنمائی کے صاف و سیدھی سڑک پر رسان رسان چڑھا دئے جائیں تا منزل مقصود تک پہونچ جانیکو کسی قسم کا ہرج نہ ہو۔ غرض عرصہ قلیل میں خوش نیت و خیر خواہ بادشاہ کی توجہ ظاہری و باطنی سے سارے ہندوستان میں سے مراسم شرک و بدعت کانٹے کیطرح نکالکر پھینک دی گئیں نظر اٹھا کر جدہر دیکھو اسلامی باغستان میں آثار شریعت غرا و علامات ملت بیضا کے لہلہاتے ہوئے ہرے بھرے درخت دکھائی دینے لگے۔ اور کل ممالک محروسہ کے ناظم صوبہ کے نام فرمان روانہ ہوتے از انجملہ گجرات والے فرمان کی نقل بجنسہ تحریر ہے

نقل فرمان بنام عاملان و حاکمان صوبہ گجرات

متصدیان مہمات دیوانی و فوجداری و کارپردازان امرائے عظام و منصبدار و جاگیرداران ذی احتشام و عاملان محالات خالصہ شریفہ خصوصاً

وابستگان شہر و قصبات و قریات کو عنایات شاہنشاہی سے سرفراز ہو کر دریافت کریں کہ ہماری نیت حق طویت و تہذیب نسانی نہ صرف
ہمیشہ سے اس بات کی مصروف رہی کہ ہمارے زمانۂ سلطنت میں تمام ممالک محروسہ مقبوضہ میں احکام شریعت غرّا و آثار سلف بینا جاری کیے
جائیں اوسکی پیروی کرنیوالوں کو دین و دنیا میں نفع حاصل ہونیکی امید دلائی جاتی ہے۔ چونکہ اشیائے ممنوعہ مثلاً شراب تاڑی بھنگ گانجہ
چرس وغیرہ وغیرہ کے استعمال کرنے سے جو نقصان متصور ہیں تو لا محالہ ترک کرنے سے فائدے بھی ویسے ہی مانے جاتے ہیں نشی چیزوں کے
استعمال سے ظاہر العقل آدمی اُلّو ہو جاتا ہے ویسی ہی قمار اور زناکاری لونڈے بازی وغیرہ سے دولت اور جاگیر سب پر پانی پھر جاتا ہے
اس سے بڑھکر اور نقصان کیا ہوگا کہ مال و دولت کے ساتھ عزت تک جاتی رہے اور مواخذہ اخروی ہنوز بھگتنا باقی رہا بادشاہ خیرخواہ کو
رعایا کے نقصان کا تحفظ کرنا لازم ہے بنا برآن ہمیشہ تمہارے مال اور جانوں کا تحفظ بغیر لشکر پر موقوف تھا اب یہی یہ بات کہ تم دیدہ و دانستہ
از راہ نادانی نامشروع چیزوں کے استعمال کرنے سے مال و عزت دونوں کو برباد نکرو اسلئے تمہاری نگرانی کیلیے ہر جگہ محتسب معین کردیے
تا ہر ایک بات کی بھلائی برائی سے تمکو آگاہ کرکے باز رکھیں علاوہ ان برائیوں کے دو تین اور بھی زبون ترمانی جاتی ہیں ایک یہ کہ کوئی غلام
یا لونڈی از خود بھاگی ہو خواہ کوئی غیر بھی سمجھا بجھا کر لیگیا ہو تو عاملان سرکار اپنے طور پر دریافت کرکے گرفتار کریں اور مالک مستحق ہو تو سپرد کریں
کسی قسم کا حق الامانت یا حق المحنت وصول نہ لیا جائے دوسرا یہ کہ کسی قرضخواہ کے پیسے مقروض سے دلوانیکی حق المحنت نہ طلب کریں ہو تو
لازم ہے کہ احکام ہذا کی اشاعت ہر بستی میں خواہ ڈھنڈھوری پٹاکر یا کسی اور ذریعے سے کردیجائے تاکوئی شخص کو آیندہ حجت باقی نہ رہے
اور خلاف حکم تعمیل کرنیوالا مجرم سمجھا جائیگا اور جو سزا تجویز ہوگی وہ اوسکے بھگتنے کا مستحق قرار دیا جائیگا۔ فرمان ختم ہوا۔

ابتدائے تخت نشینی سے اسوقت تک دو برس کا زمانہ گذرا سلطنت کی اندرونی لڑائی جھگڑوں سے ملک بھر میں بدنظمی پھیل کر ہر طرف
فساد برپا ہو گیا تھا اوسکے نتیجے سلطنت کو تو بھگتنا پڑا مگر رعایا کو زیادہ تر برباد کردیا ہندوستان کے بعض بعض مقامات میں فساد
اوٹھا ہی تھا مگر گجرات کے اکثر مقصلات میں باغی اور سرکشوں کی ایسی بن پڑی تھی کہ جانی اور مالی نقصانات کے علاوہ کھیتیوں تک کا کچا پکا مال
لوٹ لیگئے تھے دارالشکوہ کے متواتر حملوں سے سلطنت کو خود اپنی حفاظت دشوار ہو پڑی تھی رعایا کی جان و مال کیطرف دیکھنے کی بھی
کسی نے نہ دیکھا۔ کھیتیوں کے تباہ ہونیکا نتیجہ یہ نکلا کہ ملک بھر میں غلہ گران بکنے لگا خصوصاً اضلاع گجرات میں سب سے زیادہ تنگی پیدا ہو گئی
سچ پوچھیے تو بادشاہ رحم دل اور رعیت پرور تھا اگلے زمانہ کا سرکاری محصول جو غلہ وغیرہ سے لیا جاتا سارے ہندوستان کا نصف
معاف کردیا۔ عرصۂ قلیل میں غلہ کا نرخ بحالت اصلی عود کر آیا۔

سنہ ہجری میں سیادت پناہ رضوی خان بخاری نے دنیاوی جھگڑوں سے الگ ہوکر گوشہ نشینی کا ارادہ ظاہر کیا بادشاہ نے بنظر
شرف پروری بارہ ہزار روپیہ کا سالیانہ مقرر فرمایا تا بفراغ خاطر عبادت معبود حقیقی کرتے رہیں۔ راجہ جسونت کا خطاب مہاراجہ کی کسی حرکت
ناشایستہ سے مسلوب ہو گیا تھا فی زمانا محض بہ نظر ندامت مہربانی فرماکر اوسی خطاب سے سرفراز فرمایا۔ سید جعفر ابن سید جلال بخاری
صاحب سجادہ حضرت شاہ صاحب قدس سرہ حسب دستور قدیم جلوس کی مبارکباد دینے کو احمدآباد سے تشریف لیگئے آپکے ساتھ آپکے چچا سید حسین
اور صاحبزادے سید محمد سفر میں شریک تھے بارگاہ میں حاضر ہوتے ہی یہ ہر ایک کو خلعت سے مخلع کیا چند روز تک دارالخلافہ میں قیام رہا
وقت رخصت صاحب سجادہ کو مبلغ دس ہزار روپئے نقد اور ایک ہاتھی معہ خلعت انعام مرحمت ہوا اور سید محمد کو اکہزار روپیہ نقد
ایک ہتھنی اور خلعت اور سید حسن کو بھی ایک فیل مادہ معہ خلعت مرحمت فرماکر رخصت کیا۔ سید صالح محمد بخاری صاحب سجادہ حضرت

قطب العالم قدس سرہ بھی تشریف لیگئے تھے وقت رخصت دو سو اشرفی نقد اور ایک ہتھنی معہ خلعت مرحمت ہوا سنہ [illegible] ہجری تھا میں
سورت کے وقایع نگار سے حضور میں ظاہر کیا گیا کہ حسن پاشا حاکم بصرہ برسوں سے سلطنت کا اخلاص مند خیر خواہ شمار کیا جاتا ہے خبر جلوس
مبارک سنکر از حد مسرور ہوا مبارکبادی کا عریضہ معہ چند عربی گھوڑوں کے قاسم آقا ملازم لیکر وارد سورت ہوا مصطفی خان متصدی سورت کے
نام فرمان صادر ہوا کہ مبلغ چار ہزار روپیہ خزانہ سورت سے قاسم آقا کو دیکر حضور میں بھیجدیا جائے۔ ماہ شوال میں قطب الدین خان
خویشگی فوجدار سورٹھ کو خلعت فاخرہ اور ایک گھوڑا معہ سامان طلائی مرحمت ہوا اسی سال مسمی تاجی زمیندار کچھ کیواسطے خلعت بھیجا گیا
زمرہ امرائے تعینانیان گجرات میں سے مسمی سردار خان حضور میں طلب ہوا آدمی تھا ہوشیار اور جہاندیدہ گجرات کی عمدہ عمدہ پیداوار
چیزیں بطریق تحفہ ہمراہ لیگیا از انجملہ ایک ہاتھی نہایت قد آور اور کئی شکاری چیتے خوبصورت خوبصورت چھانٹ چھانٹ کر رکھ لئے تھے
بادشاہ نے پسند فرما کر اوسکے صلہ میں بھڑ وچ کی فوجداری مرحمت فرمائی دار الخلافہ سے امیر الامرا دکن میں مہم شیواجی پر مامور کیا گیا
تھا اوسی عرصہ میں مہاراجہ جسونت کو حکم دیا گیا کہ اپنے طابع کی ساری فوج لیکر امیر الامرا کی کمک کو دکن چلے جاؤ۔ ادہر قطب الدین خان خویشگی
فرمان سے حکم دیا گیا کہ جبتک ناظم صوبہ جدید تعین کیا جائے گجرات کی امورات نظامت کے ذمہ دار سمجھے جاؤ گے ایسا نہو کہ تمہاری کارروائی کو
بٹہ لگ جائے قطب الدین خان ششم محرم کے روز وارد احمد آباد ہوا۔ اسی سال مصطفی خان متصدی سورت کا پیشکش گیارہ گھوڑے
اور پانچ نفر غلام گرجی حضور میں پہونچا۔

صوبہ داری مہابت خان و دیوانی مکرمت خان اور حاجی شفیع

سولہ شوال سنہ [illegible] ہجری کے روز مہابت خان کو گجرات کی صوبہ داری تفویض ہوئی وقت رخصت خلعت خاصہ پہنایا گیا سواری کو ایک عراقی
گھوڑا سنہری سامان کا اور ایک ہاتھی روپہلی سامان کا اور زربفتی جھول و الا مرحمت فرمایا منصب میں دو ہزار کا اضافہ ہو کر چھہ ہزاری ذات
اور پانچہزار سوار کا مقرر کیا سوار و نمیں دو اسپہ سہ اسپہ لیے تین ہزار گھوڑے تھے۔ ناظم صاحب ستر ربیع الاول سنہ [illegible] کے روز
تشریف لائے (خیال کیجئے دھلی سے ناظم جدید کو آتے آتے پانچ مہینے گذر گئے اس عرصہ میں کچھ تو انتظام میں رد و بدل یا تغیر تبدل واقع
ہوا ہوگا) ناظم سابق مہاراجہ جسونت سنگھ دکن جا چکا تھا خانصاحب اپنے ڈہب کا انتظام کرنے میں مصروف ہوئے۔
شیر سنگھ اگرچہ ایڈر کا فوجدار تھا مگر یہہ سرزمین سرکشوں کا مخزن اور نافرمانوں کا معدن شمار کیا جاتا تھا حالانکہ نام تھا شیر خان مگر انکی گیدڑ
بھبکیوں سے کام نہ نکلا سردار خان کو بھڑ وچ کی فوجداری دیگئی تھی مگر اب تک گجرات کی تعیناتیوں میں شریک ہونیکی ہوس باقی تھی شیر سنگھ کی بدنظمیوں نے
اوسکی ہوس پوری کی۔ آدمی تھا کارگذار حکم پاتے ہی بھڑ وچ سے ایکدم ایڈر آپہونچا حکم میں صاف لکھا تھا کہ سرکشان ایڈر کی ایسی گوشمالی کیجائے
کہ بار دگر کسی اور کو ہوس نافرمانی باقی نہ رہے۔

قطب الدین خان فوجدار جوناگڈہ کی کارروائی سے تسخیر ہونا نوانگر کا اور شاہی حکم سے اسلام آباد نام رکھنا

تہ جام زمیندار نوانگر کہ تمی نسل بذات خود نیک نیت اور فرمانبردار تھا۔ نافرمانی جانتا ہی نتھا کیا چیز ہے بارگاہ شاہنشاہی سے جو احکامات صادر ہوتے

اونکی تعمیل دل و جان سے بجا لاتا اور زمینداران پیشکش معینہ پر بھی نیتیں مسامحت کرتے بہہ بیچارا ہر سال بلا طلب حضور میں بھیجدیا کرتا۔ اسی سال اسکی زندگی کا پیمانہ لبریز ہو گیا بیچارہ مجبوری نوانگر سے اوٹھکر عدم نگر میں چلا گیا سلطنت سے اوسکا بیٹا ستر سال قایم مقام کیا گیا ملک میں اپنی قوم کا سردار اور کچھ کار اچھے مشہور ہوا۔ عقل کا بھائی رائے سنگھ نہایت شریر النفس اور فسادی آدمی تھا ستر سال کی حکومت اور سرداری سے نہایت برافروختہ ہوا۔ اگرچہ ستر سال کوئی غیر نتھا۔ رائے سنگھ کا بھتیجا تھا مگر اوسکی خباثت نفسی نے ستر سال کی تابعداری سے الگ ہونے پر مجبور کیا زیادہ ہمیشہ اسی فکر میں لگا رہا کہ جب قابو ملے ستر سال کو نابود سا بنا کر آپ مالک مختار بن بیٹھے رائے سنگھ نے ہر چند ستر سال کا عدم وجود برابر کرنیکی کوشش کرتا رہا مگر ہر وقت ناکامی ہوتی رہی آخر کار تھک کر لوگوں کو ستر سال سے بدگمان کرنیکی پیروی میں مصروف ہوا۔ عام راجپوت قوم کے دلمیں یہہ بات پیدا کردی کہ ستر سال کسقدر مغرور ہو گیا ہے کہ قوم کی کچھ قدر نہیں سمجھتا۔ آخر کار عام راجپوت ستر سال سے بدگمان ہونے لگے اور سایہ ہر ستر سال کے ملازم سپاہی شاگرد پیشہ ہر ایک کو ورغلا ورغلا کر بعض کو بلا مال بعض کو بطمع جاگیر مطیع فرمان بنالیا غرض ستر سال سے تمام لشکر منحرف ہو گیا اور رائے سنگھ کے پاس قریب پانچ چھہ ہزار سوار و پیادہ کی جمعیت موجود ہو گئی ایک روز غلبہ کرکے سب سے پہلے ستر سال کا مدار المہام مسمی گوردھن راٹھور کو جو اوسکی والدہ کا باپ تھا قتل کیا اور ستر سال کو مع چند رفقا اور خواص کے مقید کر دیا پھر کیا تھا کچھ کا مالک مختار بنگیا ولایت کچھ کے چھوٹے چھوٹے زمیندار بھی رائے سنگھ کے ساتھ شریک ہوگئے قطب الدین خان صوبہ دار فوجدار دورہ پر گیا ہوا تھا قریب جھالاواڑ میں مقیم تھا جبوقت یہہ خبر دریافت ہوئی کہ پاجی لسپر رائے سنگھ و جیا برادر رائے سنگھ دونوں چچا بھتیجے تین ہزار سوار و پیادہ کی جمعیت سے ضلع جھالاواڑ میں فساد کیے ہوے ہیں رعایا کے جان و مال معرض خطر میں پڑے ہوے ہیں۔ خانصاحب یہہ خبر سنکر از حد برافروختہ ہوے اور دو ہزار سوار منتخب کرکے اپنے لڑکے محمد خان کو روانہ کیا۔ ایسے ڈاکو اور لٹیرے کہیں جمکر لگتے ہیں بادشاہی لشکر کی خبر سنکر جھالاواڑ سے بھاگ حدود کچھ میں داخل ہوے تھے کہ پیچھے سے محمد خان نے ٹوکا فریقین میں سخت لڑائی پڑی اہل اسلام سے راجپوت ایک حصہ زیادہ تھے تاہم بہادروں کی شمشیر زنی کا مقابلہ نکرسکے نتیجہ یہہ ہوا کہ ایک سو سات کافر خاک و خون میں لتھڑے ہوے دکھائی دیے اور شاید تلوار سے کوئی نہ بچا ہوگا ساتھ والوں کو خاک و خون میں غلطان دیکھکر سر پہ پاؤن رکھکر بھاگے اگرچہ اسلامی لشکر کے چند بہادرون نے جام شہادت نوش فرمایا تاہم ہزیمت یا فتح کی مددگار اور فتح و نصرت اسلام کے خدمتگار تھے جب باغی بھاگ گئے جام نگر پر اسلامی پھریرا اوڑنے لگا قطب الدین خان کو جب انتظام سے اطمینان ہوا پلٹ کر جونا گڑھ چلا گیا اور حضور میں فتح نامہ بھجوا دیا بادشاہ نے قطب الدین کی نہایت تحسین و آفرین فرمائی و جام نگر کا نام اسلام نگر رکھا گیا۔ گجرات کا عہدہ صدارت میر سید رنگ کو تفویض ہوا۔ اسوقت وزارت اعظم کا قلمدان کسی کے سپرد نہوا تھا بادشاہ نے دوسرے ماہ صفر سنہ ۱۰۷۳ کو یہہ قلمدان جعفر خان کو سپرد فرمایا۔

دارا شکوہ نامی مدعی کا پیدا ہونا اور انجام کار سزا کو پہونچنا

وقایع نگار احمد آباد نے حضور میں کیفیت گذارش کی کہ فی زمانا اطلاع بیرم گام و چوال میں قوم بلوچ سے کسی باغی نے خروج کرکے آپکو دارا شکوہ ظاہر کیا تھا اور پاسنونکا اچھا خاصہ گروہ اوسکا شریک ہو گیا ایکطرف وہ اور دوسری طرف کولیوں نے موقع پا کر ہر جگہ لوٹ بچار رکھی تھی ناظم صوبہ مہابتخان سنتے ہی دوڑ آگیا مفسدوں کو بادشاہی لشکر سے مقابلہ کرنیکی جرات نہوئی اونکا کام لڑائی بھڑائی تو تھا ہی نہیں بستی کو چھوڑ جنگل میں بھاگ جانے کے سوا اور کچھ نہ بن آیا تھے برشتہ تلوار کے سامنے نہ ٹھہر سکے جو منہ چڑھا وہ وہ ہو کے رہ گیا باغی جمعیت منتشر ہوگئی وعدہ دار

ور اشکوہ کی ایسی روئی دھنکی گئی کہ گجرات کی حد میں نہ ٹھہر سکا ناظم صوبہ نے بنظر حفاظت ملک و جدید تھانے ایک تھانہ کلم جنہ کھمبایت کی حد میں اور دوسرا ایلیا رینپلاد کی حد میں قایم کرکے سید محمود خان کو تھانہ دار مقرر کیا اس عرصہ میں شاہی فرمان صادر ہوا لکہا تھا کہ مسمی درود دھا کولی ساکن چوال کی تنبیہ کرکے شیر خان بابی کو بجمعیت پانسو سوار تعین کیا نہایت عمدہ کارروائی ہوگئی مگر دو سو سوار اضافہ بطور کمک اور تعین کر دئے جائیں -

لوٹنا شیواجی کا بندر سورت کو اور پہونچنا ناظم صوبہ کا

سیواجی مرہٹہ نے دکن میں ہر جگہ فساد کر رکھا تھا جب دکن سے پیٹ بھری تھوڑی گجرات کا رخ کیا و بطریق ایلغار دوڑتا ہوا سورت آیا اوس زمانہ میں سورت کا شہر پناہ تعمیر نہوا تھا سیواجی بلا روک ٹوک شہر میں گھسا گجرات کے اور بندر گاہوں میں سورت معتبر مانا جاتا تھا اکثر بڑے بڑے تجار اسی جگہ رہتے تھے سیواجی نے سبکی خبر لی نہ سوداگر بچا نہ مہاجن باقی رہا اور نہ وطن دار کو چھوڑا اس سرے سے اوس سرے تک لوٹتا ہوا مضافات میں پہونچا سورت کے اردگرد والے قصبے کیا قریے سیواجی کے دست تطاول سے نہ بچے سچ پوچھو تو سورت کی صورت بگاڑ دی - محابت خان ناظم صوبہ فوجکشی کرکے باہر نکلا صوبہ کے متعلق جسقدر فوجدار تھے اپنی ماتحتی زمینداروں کی جمعیت سے آ کر شریک ہوئے - فوجدار دہولقہ کے ساتھہ ساننند کا گراسیہ جگبل دو سوار لیکر حاضر ہوا - سید حسن خان کے ساتھہ شادی ال زمیندار ایڈر کے دو سو سوار - محمد عابد کے ہمراہ دو سو سوار تھے سے پرگنہ کڑیکا زمیندار اور ڈونگر پور کا راجہ ایک ایک ہزار سوار سے - حیالا واڑ و بڈوان وغیرہ کا زمیندار ریل سنگہ پانسو سوار سے مانڈوہ کا زمیندار اور راکلیان دو سو سوار سے پرگنہ احمد نگر کے ایلول کا زمیندار پانسو سوار - زمیندار ایلیا تین سو سوار غرض محابت خان ان سبکو سمیٹ کر سورت کے اطراف و جوانب تین مہینے تک گشت لگاتا رہا مگر بار دیگر شیواجی کا کہیں پتا نہ لگا - لوٹتے وقت سورت کے زمینداروں سے تین لاکھ روپئے بطریق پیشکش وصول کئے اوسی زمانہ میں غیاث الدین خان متصدی سورت نے قلعہ کی تعمیر شروع کی قطب الدین خان فوجدار جوناگڈہ مہاراجہ جسونت سنگہ کی کمک کو دکن بھیجا گیا اور جوناگڈہ کی فوجداری سردار خان کو تفویض ہوئی اوسی زمانہ میں سورٹھ کے وطن دار جنہیں اکثر حاضر ہوہو کر جاگیروں کی بیدادی اور عاملوں کی کم توجہی و بے پروائی ثابت کردی فوراً حکم ہوا فرمان والاشان سے ناظم صوبہ کو ہدایت کردیجائے کہ رعایائے جوناگڈہ خصوصاً و سکنائے ملک سورٹھ عموماً سایہ عاطفت معدلت پایہ میں خوشوقتی کے ساتھہ اوقات بسری کرتے رہیں -

فرمان والاشان

شجاعت و شہامت دستگاہ خانہ زاد لایق الاحسان سردار خان بادشاہی مہربانیوں کے امیدوار ہو کر دریافت کریں کہ ابتدائے سلطنت سے ہماری توجہ خاطر حق شناس ہمت معدلت اساس اس امر پر مصروف رہی کہ رعایائے کل ممالک محروسہ کیا ادنے کیا اعلی زمانہ سلطنت میں کمال تسکین قلب و جمعیت خاطر سے امن و امان میں اوقات بسری کرکے شب و روز دعائے دولت روز افزون کرتے رہیں کیا تم نہیں جانتے ہم بمقتضائے تقدیر

باوجود استغنال مہام امورات سلطنت کوئی لمحہ خبرگیری حال رعایا سے غافل نہیں ظلم و بدعت کی بیخ کنی اور عدل و انصاف کی سایہ گستری ہمیشہ ملحوظ رہتی ہے۔ لیبا اوقات ظالموں کو جور و بدعت کی سزائیں اور مظلوموں کو خاطر شکنی کی جزائیں دیجاتی ہیں لہذا انکو ھدایت کیجاتی ہے کہ سنت سنیہ والا کی پیروی ملحوظ رکھکر رعایا کی نگرانی کریں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا جائے خصوصاً رعایائے سورٹھ کی تالیف قلوب کی بڑی ضرورت ہے رعایا پروری میں نفس الامر بھی مانا گیا ہے کہ کوئی زبردست کے ظلمی ھاتھوں سے ضعیف و ناتوان نہ ستایا جائے بر تقدیر کسی متعین کا مقدمہ از روئے دعوہ خواہ فریاد ظلم کا استغاثہ عدالت عالیہ میں دائر کیا جائے تو باتفاق قاضی و مفتی و میر عدل تحقیقات ہوکر حسب قانون شرع شریف فیصلہ کردیا جائے اور جو مقدمہ دفتر دیوانی سے متعلق یا قواعد ملکی کے مطابق ہو تو حسب ضابطہ قانون مستمرہ حکم کردیا جائے تا خلق اللہ کو انصاف پانے میں دقت نہ واقع ہوا کرے ہم دیکھتے ہیں کہ اکثر حاکموں کی کم توجہی لوگوں کو بارگاہ خلافت تک حاضر ہونے پر مجبور کرتی ہے یہ باتیں بالکل مسدود کردینا ہیں مستغیث کو صفحہ اردات پر بھی تحقیقات ہوکر انصاف کیوں نہ دیا جائے آخر حکام و عامل قاضی مفتی وغیرہ وغیرہ کس غرض سے مقرر کیے گئے ہیں یہ نہیں کہ حکومت کی فریادیوں میں غریب رعایا کی نگرانی کسکی بلاکو پڑی ہے جو کرتا ہے لهذا تاکیداً ھدایت کیجاتی ہے کہ آئندہ رعایا کسی متنفس کو بارگاہ خلافت تک آنیکی زحمت نہ دیجائے محررہ چوتھی جمادی الاول سنہ جلوس مبارک ۔

شاہزادہ محمد مراد بخش کے زمانہ میں دیوان صوبہ بابت خانگی ناجائز و ناروا کارروائیوں سے اکثر رسوم بدعات جاری ہوگئی تھیں انکے مٹانیکی کوشش کرتے ہیں دیوان صوبہ کرمت خانکے نام فرمان صادر ہوا اور ساتھ ہی یہ حکم بھی دیا گیا کہ کل ممالک محروسہ کے صوبجات میں مدرس مقرر کئے جائیں طالب علموں کو خیرات سے لیکر کتنا قت تک تحصیل کرادیجائے اور طالب علموں کی معیشت کا انتظام ہوکر سرکاری خزانہ سے حسب رائے صدر صوبہ و تصدیق مہر مدرس ملا کرے چنانچہ تین مدرس ایک احمد آباد سے دوسرا سورت تیسرا پٹن میں معین کئے گئے درس جاری ہوتے ہی بیس طالب علم صوبہ احمد آباد میں اور رکھے گئے ۔"

مقرر کرنا محصول چنگی کا بحساب چالیس ایک اور چالیس دو کا

چوتھی شوال سنہ ہجری کے روز حکم صادر ہوا کہ کل ممالک محروسہ میں کسی جگہ کچھ زیادہ کہیں کم محصول چنگی لیا جاتا ہے اور کم و بیش تحصیل ہوکر سرکار میں جمع ہوا کرتا ہے یہ امر ہماری ناپسند خاطر واقع ہوا چونکہ ایسے رواج مختلف ایک ہی سلطنت کی انصاف پروری کو زیبا نہیں ۔ اور ہماری تمام توجہ ظاہری و باطنی خلق اللہ کی بہبودی پر منحصر ہے ۔ ازانجملہ رعایت دین متین و اہل اسلام کی بالتخصیص مانی جاتی ہے لهذا حکم فرمایا جاتا ہے کہ ناظم صوبہ حدود متعلقہ کے ہر شہر و قصبے میں چنگی کا محصول اہل اسلام سے حسب قانون شرع شریف چالیسواں حصہ وصول کیا جائے اور اہل ہنود سے اسکا دوگنا بشرطیکہ وہ مال ساڑھے باون روپے کی قیمت کا ہوگا اس سے وصول لیا جاویگا۔ غرہ شوال سنہ جلوس سے حسب الحکم تعمیل ہوتی ہے اور جو سوداگر یا بیوپاری کسی شہر یا قصبے سے مال تجارت لیے ہوئے دوسری جگہ جاتا ہو اوس سے محصول اصداری نہ لیا جاویگا ۔ بروہ فروشی اور گاؤ فروشی کا محصول اور گھانس پھوس وغیرہ کا معاف کردیا گیا ہے یہ بھی نہ لیا جائے ۔ اکثر منصبدار خواہ فوجی سپاہی بال بچوں سمیت ایک جگہ سے دوسری جگہ سفر کرتے میں انکی زنانہ سواریکی ڈولی یا گاڑی کی تلاشی نہ لیجائے بلکہ اونٹ گھوڑا وغیرہ تک پر تو ہم مال لٹکا کر نہ دیکھا جائے اس حکم کی ایک یادداشت دیوان صوبہ کرمت خانکے نام صادر ہوئی اور دوسرا فرمان ممنوعات کے بند کرنیکا حضور سے بھیجا گیا ۔

بائیس جمادی الاول سنہ جلوس مبارک کو حکم ہوا کہ متصدیان حال و استقبال متعلقہ صوبہ احمد آباد دریافت کریں کہ فی زمانہ سنا جاتا ہے

کہ صوبہ احمد آباد کے حکام اور قانون گو و دیسائی وغیرہ کے گماشتے اور چبوترے کے پیادون نے خوف سلطانی کو بالائے طاق
نسیا منسیا رکھکر ایسی لوٹ مچا رکھی ہے کہ رعایائے شہر اور ساکنان ہیر ونجات سے ناجائز و ناروا اوٹر ادھمکا کر روپیہ وصول لیا جاتا ہے
یہی باتین غفلت حکام سے پیدا ہو کر ملک کو برباد کر نیوالی ہوتی ہین اور یہہ دیکھو کہ تمہاری غفلت سے قبل از تخت نشینی بعض محالون کے
بتخانے منہدم کرا دئے گئے تھے وہی بتخانے از سر نو تعمیر ہو کر پرستش ہونے لگی اگر فی نفس الامر یہہ باتین سچی ہون تو حکم فرمایا جاتا ہے کہ حاکمون کے
ملازم اور دیسائیون کے کارپرداز اور قانونگو کے گماشتے اور چبوترے کے پیادے کوئی صیغہ ناجائز وصول لینے کی مبادرت نکرین اور مرمت
شدہ بتخانے مسمار کرد ئے جائین اور احمد آباد کے رہنے والے عام رعایا کیا تجار کیا سپاہی وغیرہ خلاف شرع شریف مرتکب ہون تاکید اکید
تصور کرین ۔

شرح ضمن فرمان عالیشان

اوّل ۔ خاص شہر احمد آباد اور اسکے متعلق پورے اور قصبوں مین بابت فروعی منع کیا گیا ۔

دوسرا ۔ شہر والون کے مکان سکونتی کو کسی قسم کے درخت سے نقصان پہونچنے کا اندیشہ ہو تو بدون اجازت سرکار مالک کو درخت کے
کاٹنے کا مجاز حاصل نہیں ہے تا وقتیکہ سرکاری کارپرداز کوئی رقم اوس سے وصول نہین لیتے اجازت نہین دیجاتی ۔

تیسرا ۔ ارباب محکمہ تحصیلداری اور خود حکام وقت وہر شئے کی خوش خریدی نہین کرتے بلکہ حکومت کا دباؤ ڈالکر بطریقہ ناجائز خرید و فروخت
کیا کرتے ہین ۔

چوتھا ۔ متصدیان ہر محل اہل حرفہ و کسب سے صیغہ متفرقہ وصول لیا کرتے ہین ۔

پانچوان ۔ یہہ کہ کوئی شخص اہل حرفہ سے کسی قسم کا کسب و ہنر مثلاً بافندگی و زردوزی و چکن دوزی یا شال بافی وغیرہ سیکھکر کام کرنیکی قابلیت
پیدا کر لیتا ہے تو اس سے صیغہ ہنر آموزی کی ایک رقم وصول لیجاتی ہے ۔

چھٹا ۔ تمام صوبہ کے متعلق خواہ شہر یا قصبے مین کوئی بھی اپنا مکان سکونتی فروخت کرتا ہے تو اوس سے فیصدی ڈھائی روپئے قانون گو
اور پیادے وصول لیا کرتے ہین ۔

ساتوان ۔ نداف یا تیلی وغیرہ گرفتار افلاس ہو کر مرکز اصلی کو خیرباد کہکے کسی اور قصبے یا موضع مین بود و باش کرنا چاہے تو وہان کے
عامل یا کارپرداز ڈیڑہ روپیہ جبتک وصول نہین لیتے رہنے کی اجازت نہین دیجاتی ۔

آٹھوان ۔ احمد آباد کے ہر محلے کے متعلق چبوترہ مین پیادے و قانون گو اور دیسائی وغیرہ فروعی کی رضامندی کرتے رہین بلکہ فروعی کرنیوالے
خود شریک ہین ۔

نوان ۔ اطراف شہر کے پورے اور دیہات سے اکثر کسان وغیرہ بار بردار کی گاڑیان بضرورت شہر مین لایا کرتے ہین اور اپنے بیلون کو
گھانس یا کڑب خوش خرید کرکے چراتے ہین تاہم متصدی فی جوڑ ایک ٹکہ بابت صیغہ گاو چرائی وصول لیا کرتے ہین ۔

دسوان ۔ گھانس یا کڑب کی فی گاڑی سے ایک پولا اور پانیسر لکڑی لیجاتی ہے اور سرباری گٹھڑ والے سے چار دام ۔

گیارہوان ۔ بیوپاریان ہنود ایام پچوسن و امادس اکادسی وغیرہ مین دوکانین بند رکھتے ہین بازار بیع و شرا بالکل مسدود ہو جاتا ہے

لھذا اونکو تاکید کردیجائے کہ ہمیشہ دوکانین کھلی رہین تا بازار خرید و فروخت مین مرتبہ واقع نہو۔

بارہوان ۱۲ - خاص احمد آباد اور اکثر پرگنونمین اصل حرفہ بیگار مین گرفتار رہوا کرتے ہین اوس علت بیکاری سے باعث ضرر رسانی ہے۔

تیرہوان ۱۳ - بوقت آمدنی غلہ اکثر پرگنونمین سیٹھ و ولیپاری اور کارپرداز باہم شریک ہوکر آیاہوا غلہ سارا کا سارا خرید کرلیتے ہین اور اوس غلہ مین جو جنس سٹری یا کار از رفتہ ہوتی ہے وہ جبرًا بیوپاریون کو سنگین قیمت سے دیجاتی ہے۔

چودہوان ۱۴ - احمد آباد مین اوجبہ بہ قوم پیشہ گاڑی بانی کرتی ہے اونکے پاس بیلونکی جوڑیان رہاکرتی ہین کوئی شخص بضرورت برھان پور وغیرہ بلاد سے بیل خرید کرکے بجنسیت ادائے محصول سرکار احمد آباد مین لایا جاتا ہے تو متصدیان شہر محصول سابقہ منظور نکرکے باردگر وصول کرتے ہین و در حالت عدم اظہار مجرم قرار دیکر جبرا نہ لیا جاتا ہے۔

پندرہوان ۱۵ - حکام و اہل دول اپنے ذاتی یا سرکاری باغات کے میوے اور ترکاریان میوہ فروشون کو دیکر ہمین کا نرخ معین کرکے فروخت کرتے ہین اور قیمت جبرًا وصول لیجاتی ہے۔

سولھوان ۱۶ - گائے اور بھینس کا محصول وقت خرید لیا جاتا ہے تاہم بوقت ذبیحت فی جانور ڈیڑھ روپیہ قصاب سے علیحدہ منزاد کردیا گیا ہے۔

سترہوان ۱۷ - موضع سرس پور کے رہنے والے جنکا پیشہ گھی اور تیل کے کپے اوٹھانیکا ہمیشہ سے معین ہے اونسے تین روپیہ سالیانہ وصول لیا جاتا ہے۔

اٹھارہوان ۱۸ - زمانہ حکومت عجیب الخجان سے صیغۂ کچہری کو بیان جاری ہوگیا تھا وہ اٹنک کنارہ دریائے سابرمتی وانرک کے باشندون سے دس روپیئے سے پچاس روپیہ تک فوجدار و تعلقی وصول لیا کرتے ہین۔

اونیسوان ۱۹ - قصبۂ احمد نگر مین جامع مسجد متصل دروازہ واقع ہے اور درحالت عدم موجودگی حاکم کولیون کو جیسے دیگر قصبے مین آباد کردیے گئے تھے رفتہ رفتہ کولیون نے اسقدر غلبہ کرلیا ہے کہ عرصہ ایک سال سے مسلمانون کو مسجد مذکور مین نماز جمعہ ادا کرنے نہین دیتے لھذا انتظام کردیا جائے کہ کوئی متنفس کولی وغیرہ مسلمانونکا مزاحم نہو اور نماز جمعہ جامع مسجد مین اطمینان سے ادا ہوتی رہے۔

بیسوان ۲۰ - قبل از جلوس مبارک خاص احمد آباد اور اوسکے متعلق پرگنونمین بتخانے مسمار کردئے گئے تھے باردگر بت پرستون نے مرمت کرکے بت پرستی شروع کردی لھذا حسب تحریر مضمون حکم تعمیل کردیجائے۔

اکیسوان ۲۱ - خاص احمد آباد اور اکثر پرگنونمین اصالیان ہنود حسب رسوم باطلہ ایام دیوالی مین چراغ روشن کرتے ہین اور ایام ہولی مین دریدہ دہانانہ سٹری بکر باہم فحش بکنے لگتے ہین بلکہ ہر بازار اور چکلون کے نکڑ پر ہولی جلائی جاتی ہے ہولی مین جلانیکے لئے محلے کے گلی کوچون سے لکڑیان وغیرہ چورا چورا کرلیائے جاتے ہین لھذا رسوم باطلہ بالکل مسدود کردیجائین تا آئندہ کوئی متنفس خلاف حکم تعمیل کرے۔

بائیسوان ۲۲ - اکثر مصور نصاوبرذی روح مثلاً گھوڑا ہاتھی اونٹ بیل وغیرہ مٹی کے بناکر بازار عیدین یا عشرا محرم شب برات وغیرہ مین فروخت کیا کرتے ہین لھذا تاکید کردیجائے کہ آئندہ کوئی متنفس نصاویرذی روح مٹی وغیرہ کی نہ بنا وے۔

تئیسوان ۲۳ - خاص احمد آباد اور اوسکے پورے اور پرگنون مین چانول کا اجارہ ہوا کرتا ہے اور بدون اجازت ٹھیکہ دار چانول کی خرید و فروخت نہین ہوتی اسی اجارہ نے گجرات بھر مین چانول مہنگا کر رکھا ہے۔

چوبیسوان ۲۴ - خاص شہر اور پورون کے دربان بار برداری گاڑی یا بیل اور سر پر اوٹھا کر لانیوالے سے جبتک کوئی شئے نہین لیتے اندر گھسنے بھی اجازت نہین دیجاتی۔

پچیسواں [۲۵] ـ قطب الدین خاں کی ظاہرات سے دریافت ہوا کہ کل گلاب کی خریدی مخصوص سرکاری متصدیوں کیلیئے جائز نہیں رکھی گئی عوام کو بھی خریدی کرنیکا مجاز حاصل ہے بنابراں حکم صادر ہوا کہ علاوہ متصدیان شاہی کسی شخص کو گلاب کی خریدی کا مجاز حاصل نہیں ـ حسب التماس قطب الدین خاں جو فرمان بھیجا گیا ہے اوسیکے مطابق تعمیل ہوتی رہے ـ

چھبیسواں [۲۶] ـ قصبہ ہونقہ میں کسی مفلس نے اپنا گھر نو ٹکہ کراں بیچنا چاہا ایک روپیہ کی تین ہزار اینٹیں بیچیں لگا ـ کوتوال نے فی ہزار ایک ٹکہ محصول کا وصول لینا شروع کیا ـ

ستائیسواں [۲۷] ـ شب جمعہ اور شب براءت بلکہ ہر ایام اعراس میں شہر کے مرد و زن بزرگوں کے مزاروں پر جمع ہوا کرتے ہیں اگرچہ یہ رسم بظاہر بھلی معلوم ہوتی ہے مگر جب بنظر تعمق ملاحظہ کیجائے تو باعث فساد موجب خرابی و نفاق اصل اجماع متصور ہوتی ہے لہذا ایسی رسوم ناجائز کا انسداد ہوتا رہے اور مرد و زن بحیثیت مجموعی کسی جگہ فراہم نہوں ـ

اٹھائیسواں [۲۸] ـ کوئی شخص تقریب مولود یا ضیافت وغیرہ کے لیئے گائے یا بھینس فروخت کرنا چاہے تو خریداری کا محصول کوتوالی چبوترہ میں لیا جاتا ہے چونکہ جائے فروخت وہی معین کر دی گئی ہے ـ سابقاً حسب الحکم شاہی یہہ بات قرار پائی تھی کہ مسلمان فروخت کرنیوالے سے فی چالیس روپے ایک روپیہ اور ہندو سے دو روپے محصول لیا جائے اور کوئی بابت میں مزاحمت نہو اور جس مالکی قیمت ساڑھے باون روپیہ سے کم ہو وہ بعلت محصول دہی سے بری الذمہ رکھا گیا ہے اور ساڑھے باون روپے سے زیادہ قیمت ہو تو حسب ضابطہ شرع قانون ایضاً وصول لیا جائے

انتیسواں [۲۹] ـ رعایائے غریب ہر قسم کے جانور چارپائے شہر اور اطراف پورہ میں لا لا کر فروخت کیا کرتے ہیں باین حیثیت دو مرتبہ محصول لیا جاتا ہے ایک بصیغہ آمدنی اور دوسرا وقت فروخت اور اگر بدنصیبی سے فروخت نہو تو وقت مراجعت متصدیان سرکار کچھ نہ کچھ لے ہی لیتے ہیں تب کہیں اوسکو نجات ملتی ہے ـ

تیسواں [۳۰] ـ قصبہ پٹن میں کیلے آم اور گنے کے فی گاڑی چار یا پانچ روپے محصول لیا جاتا ہے علاوہ اسکے چار سو عدد جنس بالاضافہ لیجاتی ہے

اکتیسواں [۳۱] ـ کسی جنس کی پر بار گاڑی خواہ غلہ ہو یا اور شے فی گاڑی دو روپے جیٹھی کو چبوترے میں وصول لیا کرتے ہیں ـ

بتیسواں [۳۲] ـ قصبہ پٹن میں فی گوسفند چار ٹکہ مرادی اور فی گائے آٹھ آنے اور فی بھینس ایک روپیہ سالانہ لیا جاتا ہے اگرچہ یہہ چارپائے چرندہ نہیں اور نہ حد نصاب رکھتے ہیں تاہم جبراً و قہراً مالکوں سے یہہ صیغہ وصول ہوا کرتا ہے لہذا حکم ہوا کہ نصاب چارپایاں حسب قانون شرع شریف شمار کیا جائے ـ

تینتیسواں [۳۳] ـ خاص احمد آباد اور اکثر پورہ میں آستانے بنے ہوئے ہیں اور ملک داول کے جھنڈے بالنشان بلند کیئے جاتے ہیں اور عورات فواحش انکے وقت بازاروں میں بیٹھی رہتی ہیں لہذا تاکید کر دیگئی کہ ہر جگہ ایک ایک امام مقرر ہو کر رسوم ممنوعات برطرف کر دیجائیں حسب الحکم تعمیل ہو کر آستانے توڑ دیئے گئے اور ملک داول کے جھنڈوں کا اوٹھانا برطرف ہو گیا اور زنان بازاری کا بیٹھنا مسدود کر دیا گیا ـ سابقاً بہ تہذیب بوہروں کی مسجد میں امام اور موذن معین کر دیئے گئے تھے اوسی طرح اب بھی دونوں شخص تعینات رہیں تا بطریق اصل سنت نماز پنجگانہ ادا ہوتی رہے ـ

چونتیسواں [۳۴] ـ جمعبندی سابق بسبب گرانی غلہ سنگین معین تھی فی زماننا اگرچہ غلہ ارزاں ہوا تاہم جاگیرداران و متصدیان سرکار بحیثیت جمعبندی سابق کسانوں پر جبر روا رکھکر وہی لگان وصول لیا جاتا ہے اور جس کسان سے نصفا نصفی قرار ہوا کرتا ہے اوسکی نسبت

بھی عدل و انصاف کو بالائے طاق رکھکر کھیت کے غلہ کا اندازہ جسکو یہان کی اصطلاح مین کلتر کھننے بین کہا جاتا ہے وہ بھی نہایت بیرحمی
اور ظلم روا رکھکر وقوع مین آتا ہے چنانچہ کسی کھیت مین دراصل سو من غلہ پکا ہے تو بعوض اوسکے ڈھائی سو من کا اندازہ ہوکر سارا غلہ بتیہ
حصہ مین وصول لیا جاتا ہے اب رہا پچیس من بعوض اوسکے بیچارے کسانکی سال بھر جان ماری کرکے ہر قسم کی مزدوری لیجاتی ہے اور جب
تنزد کار نہ آیا تو بار دگر کسان کیلیئے نئی آفت برپا ہوئی مار پٹائی کرکے کھیتی کرائی جاتی ہے ۔ لہذا حکم ہوا کہ کسانون سے نصف مال
بابتہ حقیقت لے لیا جائے اور نصف مال بابتہ محنت کشتکاری کسان کو چھوڑ دیا جائے اس سے زیادہ کا کوئی مستحق نہین ۔

پینتیسوان[۳۵] ۔ بندر کھمبایت مین قانون گو یونہی اسقدر بکثرت ہوئی ہے کہ اکثر سوداگر جلا وطن ہوکر سورت مین جا رہے ہین اور اطراف
و جوانب کے باشندے انہین کے ظلم و ستم سے مجبور ہوکر خرید و فروخت کیلیئے احمد آباد جایا کرتے ہین ۔ سابقا بحکم شاہنشاہی ہر پرگنے مین
دو نفر چودھری اور دو قانون گو لائق اور نیک نیت معین کردیئے جایئن تاکہ حسن سلوک رعایا کو خوش رکھین لہذا اب بھی وہی حکم ہوا کہ حسب الحکم
سابق تعمیل کردیجائے ۔

چھتیسوان[۳۶] ۔ قصبہ پرانتی و موراسہ و ہرسول و بدنگر و بیسلنگر کے رہنے والے مسلمانون کے پاس آم کے درخت بکثرت موجود ہین
اور انہین قصبون کے کاربرداز و متصدی وقت تیاری فصل درختون کا کلتر کرکے ایک اندازہ معین کر لیا جاتا ہے اور اوسی انداز کا روپیہ
ٹھہراکے بعوض حصہ سرکار سارا آم آسامی سے آپ لے لیتے ہین اور پھر کچھ باقی رہا تو بعوض اوسکے غریبون کو شکنجے مین کھینچے جاتے ہین اور جسکی
بدنصیبی سے فصل کم پیداوار ہوئی تو حسب اخذ سال گذشتہ قیمت وصول لی جاتی ہے ۔ یہہ طریقہ محض مسلمانون کیلیئے جاری رکھا گیا ہے اگرچہ
ہنود کے باغات بکثرت ہین مگر وہ قوم اس ضبط سے بری الذمہ ہے کوئی اونکا مزاحم نہین بنابران حکم صادر ہوا کہ جس باغین کسی قسم کا
ہرج واقع ہوکر پیداوار خرچ سے کم یا مساوی ہو تو وہ محصول دہی سے بری الذمہ رکھا گیا ہے اور اگر خرچ سے پیداوار جسقدر زاید ہو تو
اوسی زاید کے اندازہ سے پانچوان حصہ قوم ہنود سے اور چھٹا حصہ مسلمان سے لیا جائے اس سے زیادہ مطالبہ نہو ۔

جب بحکم شاہنشاہ عالم آنیوالے مال تجارت کا محصول ساڑھے باون روپئے سے کم قیمت کا معاف ہوگیا تو سوداگرون نے بطمع دنیا بدمعاملہ
لانا شروع کیا جسوقت متصدیان محل سابہ کو اطلاع ہوئی تو یہہ طریقہ رکھا کہ ایک بیوپاری کا مال سال بھر مین کسقدر داخل ہوا اور خرچ محل
کٹرہ و خیرات مستحقان وضع کرکے جو باقی رہا اوسپر فی صدی ڈھائی روپئے کے حساب سے درج دفتر کرکے وصول لیکر خزانہ شاہی مین
داخل کردیا ۔ بار دگر دیوان الصوبہ کے نام حکم صادر ہوا کہ سوداگران فرنگی و ولندیزی سے محصول مال احمد آباد مین وصول نہ لیا جائے
اونکا مال جس بندر پر سورت یا کھمبایت مین اوتارا جائے اوسی جگہ حسب ضابطہ محصول وصول ہوا کرے ۔ بار دگر دیوان الصوبہ کے نام
یہہ حکم صادر ہوا کہ عاملون کے ذمہ اس سال جو باقی لینی نکلتی ہے وہ تمام و کمال وصول لیجائے اور جو رقم اونکے متعلقین کے ذمہ باقی ہو
اوسکا چوتھا حصہ معاف کرکے تین حصہ کا روپیہ وصول لیا جائے ۔ اور جو عامل سے بابتہ معاملہ کروہی باقی سرکار وصول نہین ہوئی تو اونکی
حالت موجودہ پر نظر رکھکر مشخص کیا جائے چونکہ شداید قید بھگتے ہوئے ہین ایسا نہو کہ اونپر ظلم و ستم روا رہے ۔ شرح قانون ختم ہوئی ۔

دکھنی مرہٹون کا اطراف و جوانب سرکار سورت مین بطور رسم غارتگری منتشر ہوکر دست تطاول دراز کرنا بلکہ بعض بعض دیہات کو
خراب و برباد کرکے واپس چلے جانا اسی ایام مین واقع ہوا تھا گویا مرہٹون کا سرحد گجرات مین پہلے پہل قدم رکھنا اوسی زمانہ سے شمار کیا
گیا ہے ۔

۲۶ رجب شب دوشنبہ ۱۰۷۶ھ ہجری کو اعلیٰ حضرت فردوس مکان شاہجہان بادشاہ سلطنت دنیوی سے مستعفی ہو کر مملکت جاودانی کو روانہ ہوئے مکرمت خان دیوان صوبہ گجرات بھی راہئے ملک عدم ہوا اور عہدہ دیوانی حاجی محمد شفیع خان کو تفویض کیا گیا۔ اخبار سورت سے حضور میں دریافت ہوا کہ میر عزیز بدخشی جو مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ میں نذر لیکر بھیجا گیا تھا قضائے الٰہی نے بار دگر بندوستان آنیکی مہلت نہ دیکر اوسی جگہ کا بنا رکھا واقعی خوش قسمت تھا

مقرر ہونا دام کا بوزن چودہ ماشہ

اوسی ایام میں احمد آباد کی بیرونی آمد مسدود ہو جانے سے تانبا ہمنگا بکنے لگا تھا صرافوں نے چالاکی کرکے تانبے کے بدلے لوہے کا پیسا بقیمت گران مروج کیا۔ ناظم صوبہ مہابتخان نے اطراف و جوانب سے تانبا منگوا کر بہ نسبت سابق کسی قدر وزن گھٹایا اور دارالضرب میں مضروب کروا کے پیسا مروج کیا وار وغہ ٹکسال کو سند لکھدی کہ پیسوں کا محصول ایک سالی معاف کیا گیا ہے دار وغہ نے بذریعہ دیوانصوبہ جواب دیا کہ بدون سند بادشاہی محصول ٹکسال معاف نہ ہوگا۔ ناظم صوبہ نے کہا کہ اگر یہہ سند حضور میں منظور ہو گئی تو فہو المراد ورنہ ٹکسالی محصول سرکاری خزانہ سے ادا کر دیا جائیگا جسوقت یہہ کیفیت حضور کے گوش گذار ہوئی دیوانصوبہ کے نام حکم صادر ہوا کہ دام بوزن چودہ ماشہ مسکوک کر کے جاری کر دیا جائے اور ایک سالی محصول بھی معاف سمجھنا۔

مسلمانوں سے فیصدی ڈھائی روپئے محصول کا معاف ہونا

ہمت ملت گزین و ارادہ معدلت آئین حضرت شاہنشاہی بر خاہیت حال اہل اسلام ہمیشہ مصروف رہی بلکہ آرزو مقتضی تھی کہ بہر صورت اہالیان اسلام مرفہ الحال ہو جائیں بنابران ایک فرمان دیوانصوبہ کے نام صادر ہوا اخبر یہ تھا کہ مسلمانوں کے مال تجارت سے فیصدی ڈھائی روپئے بحکم سابق وصول لئے جاتے ہیں سن ابتدائے پچیس ذی القعدہ ۱۰۷۶ھ ہجری مطابق سال ہم جلوس مبارک ایک قلم معاف کر دئے گئے اس امر میں کوئی امین وغیرہ مسلمانوں سے مزاحم ہو اور نہ کسی قسم کی طمع رکھی جائے اہل ہنود سے حسب ضابطہ سابق فیصدی پانچ روپئے وصول ہوا کریں اس امر میں کمی بیشی نہیں کیگئی ہے بلکہ یہانتک احتیاط رکھنا چاہئے کہ کوئی ہندو کسی مسلمان سے سازش کرکے اپنا مال اوسکے ساتھہ شریک نکرے تا ذمہ محصول اوسی سے بری ہو۔

سردار خان فوجدار جونا گڈہ کو نوانگر عرف اسلام نگر کی فوجداری تفویض ہوئی پانسو سوار دو اسپہ سہ اسپہ کا اضافہ منصب میں بڑھایا گیا۔ ناظم صوبہ مہابتخان نے عرضی حضور میں روانہ کی کہ منصبداران تعیناتی صوبہ کی جمعیت حسب ضابطہ بیس ہزار سوار کے شمار کیجاتی ہے اور بروقت ضرورت ایک ہزار سوار بھی بکار آمد موجود نہیں ہوتے اس عرضی نے حضور میں یقین دلایا کہ کمی سواران منصبدار بخشی اور دار وغہ داغ کی غفلت و نارسائی فہم اور ناظم صوبہ کی کم توجہی سے واقع ہوئی بخشی اور وقایع نگار کو تبدیل کرکے میر جعفر کو مقرر کیا۔ اور ناظم صوبہ کے نام حکم صادر ہوا کہ دار وغہ داغ مسمی قاسم کو تاکید کیجائے کہ حاضری سواران سلحدار حسب ضابطہ ہمیشہ ہوا کرے اور منصبداران تعیناتی کو ہوشیار کر دیا جائے کہ ہر ایک متنفس اپنے ماتحتی سواروں کو بوقت حاضری چاق و چوبند موجود رکھا کریں۔ اور حاجی شفیع خان دیوان صوبہ کو حکم پہونچا کہ داغ نامہ و حاضری نامہ منصبداروں سلحداروں کا ہر سال ملاحظہ کرتے رہو تا کمی بیشی

معلوم ہو جائیگی۔ بر تقدیر جس منصبدار یا سلحدار کی جمعیت معینہ سے آسامی کم ہو اوسکی جاگیر بھی کم کر دیجائے اور ہر ایک کی حقیقت حضور میں ظاہر ہوتی رہے۔

ناظم صوبہ کی دوسری عرضی حضور میں گذری کہ امتداد زمانہ سے قلعہ اعظم آباد خراب و برباد ہو کر مرمت طلب ہو رہا ہے۔

دیوان صوبہ کے نام حکم صادر ہوا کہ قلعہ اعظم آباد کی مرمت کا اندازہ کر کے حضور میں روانہ کرے من بعد حسب الحکم تعمیل کر دیجائیگی۔

منصبداروں کا مال ضبط کرنیکی یادداشت حضور سے صادر ہوئی نقل بجنسہ مندرج ہے

روز سہ شنبہ اکیس شہر صفر سنہ ۹ جلوس مبارک مطابق سنہ ہجری موافق بارہ شہر یور ماہ الٰہی بوساطت سیادت و نقابت پناہ نقاوت و معالی دستگاہ افتخار خان و سیادت و وزارت پناہ میر عماد الدین اور نوبت واقعہ نویسی کمترین بندگان کامران بیگ حکم صادر ہوا کہ اگر بندگان شاہی سے فوت ہو جائے اور اوسکا کوئی وارث نہو اور سرکاری مطالبہ اوسکے ذمہ باقی رہا ہو تو اوسکا سارا مال بخوبیدار بیت المال کے سپرد کر کے اوسیقدر روپیہ مال متوفی سے وضع ہو کر باقی مال بیت المال میں داخل رہے اور جس منصبدار کا وارث موجود ہو و بحیثیت قرضہ سرکاری مطالبہ بھی اوسکے ذمہ باقی ہو تو اوسکے مرنے سے تین روز بعد تمام مال ضبط کیا جائے و در حالت زیادتی مال بقدر مطالبہ وصول کر کے باقی مال در حالت اثبات حق وراثت وارث کو سپرد کر دیا جائے و بحیثیت کمی مال و زیادتی مطالبہ اوسی پر اکتفا کر کے وارث کو نہ ملے اور جو منصبدار سرکاری قرضہ سے بری الذمہ ہو تو سارا مال اوسکے وارث کو بشرط اثبات حقیت حوالہ کریں کوئی اوسکا مزاحم نہو۔

حسب یادداشت صدا کل ممالک محروسہ میں عمل در آمد رہے کار پردازان کارخانہ عمارت و باغ وغیرہ نے متفق ہو کر حضور میں عرض گذاری کہ سابق کا مروجہ پیسہ جو بوزن اکیس ماشہ مزدور وغیرہ گلکاروں کو بعوض اجرت دیا جاتا تھا اور وہ بخوشی لیا کرتے تھے غرہ شوال سنہ حال سے وہ پیسہ غیر مروج مانا گیا بعوض اوسکے جدید پیسہ عالمگیری چودہ ماشہ کا مروج ہوا مزدور وغیرہ اس پیسہ کو بعوض پیسہ سابق لینے کو انکار کر رہے ہیں چونکہ پیسہ جدید بہ نسبت سابق مالیت میں ڈیڑھ گنی تفاوت کی ثابت کر رہا ہے مزدوروں کا انکار کرنا بیجا نہیں۔ اس عرضی کا جواب دیوان صوبہ کے نام صادر ہوا کہ مزدور کی اجرت ڈیوڑھی شمار کیجائے چنانچہ دس دمڑے کے بدلے پندرہ روز اور ایک ٹکہ کے عوض ڈیڑھ ٹکا اجرت ملا کرے اوسی روز سے گجرات میں تین پیسہ کا ٹکا مقرر ہو گیا۔ یوم پنجشنبہ آٹھویں شوال سنہ صدر کو صوبہ دار مہابتخان تبدیل ہو کر بسمت دار الخلافت روانہ ہوا۔

بہادر خان عرف خانجہانکی صوبہ داری اور دیوانی حاجی شفیع خان اور خواجہ محمد ہاشم

بہادر خان عرف خان جہان بہادر الہ آباد کا صوبہ دار تھا بادشاہ نے بنظر ترحم الہ آباد سے تبدیل کر کے تاریخ پانچ ربیع الثانی سنہ ہجری کو گجرات کے ناظم صوبہ کا عہدہ مرحمت فرمایا اور فرمان بھیجکر اطلاع دیگئی کہ اللہ وردیخان جسوقت الہ آباد پہونچے صوبہ داری کا چارج سپرد کر کے تم احمد آباد چلے جاؤ چنانچہ پندرہ شوال سنہ مذکور کو بہادر خان احمد آباد میں داخل ہوا۔ عہدہ دیوانی سے حاجی شفیع خان کو تبدیل کر کے محمد ہاشم کو مامور فرمایا۔ اسی سال محصول اللہ میں از روئے شرع شریف وصول لینے کا فرمان صادر ہوا چنانچہ ذیل میں تحریر ہے۔

باغ اور زراعت کا محصول وصول کرنیکا قانون

نقابت شعار محمد ہاشم عنایت شاہانہ سے امیدوار ہوکر معلوم کریں کہ پروردگار عالم نے اپنی عنایات بینہایت و محض فضل وکرم سے توفیق عطا فرماکر اقسام اقسام کی نعمتیں بخشیں ہماری ہمت والانہمت و نیت حق طوست عدل انصاف و انتظام خلایق کیطرف حسب قانون شریعت غرا و آئین بیضائی نبوی صلے اللہ علیہ وسلم مبذول و مصروف رہی چنانچہ منص آیۂ قرآنی اسی امر کا اثبات ہو رہا ہے اور ہم جانتے ہیں کہ تمامی انتظام وار و مدار خلق اللہ بموجب قانون ملت بیضا جاری کیا جائے بنابران فرمان عالی شان روانہ کیا جاتا ہے۔

فرمان

متصدیان حال و استقبال و عاملان کل ممالک محروسہ ہندوستان اس سرے سے اوس سرے تک تمام مضمون فرمان سے آگاہ و مطلع ہووین کہ رعایا سے محصول لینے کا طریقہ حسب شرع نبویہ و ملت حنفیہ معین کیا گیا ہے چنانچہ روایات صحیحہ و اسناد معتبرہ سے پایہ ثبوت کو پہونچا کر تفصیل فرمان ہذا میں شامل کیگئی ہے اوسی مطابق امورات تحصیل بہال برقرار رکھی جاینگی تا مرکز عدل و انصاف سے کسی قسم کا تجاوز باقی نرہے اور تغلب و تصرف برخلاف اوسکے خرابی دارین کا موجب ہیں اور فرمان جدید ہر سال نہ طلب کیا جائے ہمیشہ اسی پر عمل درآمد رہے۔

اول — عامل کا پہلا فرض منصبی یہ ہے کہ رعایا کے ساتھہ نرمی اور مہربانی کے برتاؤ جاری رکھکر ہمیشہ پرسان حال رہا کریں۔ حکمت عملی اور حسن تدبیر سے ایسی کوشش کیجائے جس سے کاشتکار بکشادہ پیشانی زراعت میں ترقی کرتے رہیں اور جو زمین قابل زراعت ہو وہ افتادہ نہ رہے۔

دوسرا — ابتدائے سال میں ہر کسان کے احوال سے مطلع ہونا ضروری امر ہے اور جب یہہ ثابت ہو جائے کہ زراعت کرنے پر ہمت مستعد ہے تو نہایت نرمی و کلمات تشفی بخش سے اطمینان کردیا جائے تا کاشتکاری کا کوئی دقیقہ اوٹھا نہ رکھے اور درصورت عدم توجہ کسان معلوم کرنا چاہئیے کہ کونسی بات اوسکی ہمت کو پست کر رہی ہے اوسکا انتظام کردیا جائے اور جب یہہ دریافت ہو کہ خود کسان باوجود قدرت کاشتکاری تساہلی سے متوجہ نہیں ہوتا تو بذریعہ راہ راست وکھلادیجائے تا بار دیگر تساہل نکرے اور بر تقدیر متنبہ ہوا تو انجام کار مقید کرنا ضروری امر ہے۔ خراج موظف کیلئے زمین کی قدرت دریافت کرنا ضروری بات ہے چونکہ لگان معینہ کسانوں سے وصول لیا جائیگا اسلیے دیکھنا چاہئیے کہ زمین قابل زراعت ہے یا نہیں اور درحالت مجبوری کاشتکار تقاوی دیکر ضامن معتبر لیا جائے۔

تیسرا — جس زمین کا محصول معین ہوگیا ہو اور کاشتکار بسبب عدم موجودگی اسباب زراعت کرنے سے مجبور ہو جائے یا زمین افتادہ چہوڑکر کہیں اور چلا جائے تو وہ زمین کسی اور کو بطور ٹھیکہ یا عاریتاً زراعت کرنیکو سپرد کردیجائے۔ اجارہ دار وغیرہ سے جو لگان معین ہوگیا ہو وہ وصول لیکر محض رقم خراج موظف سرکار میں جمع کرکے باقی مالک کے سپرد کردیجائے ورنہ بچائے اوسکے اور قایم مقام میں کرکے ہر سال خراج معینہ اوسی سے وصول لیا جائے اور جب وقت مالک زمین زراعت کرنے کی قدرت پیدا کرے تو وہ زمین اوسی کو سپرد کردیجائے تا حق تلفی نہو۔

چوتھا — اکثر زمین کے قطعات ایسے ہوں جنمیں زراعت نہیں ہوتی اور وہ ازجملہ شوارع و طریق ہوں تو کسی شہر یا گاؤں کے رقبہ میں داخل

کرنے سے زراعت کیلیے اوٹھا لیجائیگی علاوہ اوسکا کوئی قطعہ ایسا ہو کر اوسکے کسیقدر حصہ مین زراعت کرنے سے کاشتکار کو فائدہ متصور
نہو تو اوسکا محصول نہ لیا جائے۔ اور کوئی قطعہ قابل زراعت فائدہ مند متصور نہو یا ابتدا ہی سے وہ زمین جوتی نہین گئی اور مالک
موجود ہو کر قدرت زراعت بھی رکھتا ہے تو اوسکو تاکید دیجائے تا افتادہ نہ رکھے یا اوسکا کوئی مالک پیدا نہین یا درصورت ملکیت
مالک مجہول ہے تو وہ زمین کسی ایسے کسان کے سپرد کردیجائے جو اوسکی تربیت کی قابلیت رکھے پس اگر اجارہ گیر مسلمان ہے اور زمین مذکور اوس
زمین کے متصل ہو جسمین فقط برسات کے پانی سے کاشتکاری ہوا کرتی ہے تو اوسکا محصول عشر مقرر کرنا چاہئے یا وہ زمین اراضی خراجی کے
متصل ہو یا اوسکا کسان کافر ہو تو اوسکا محصول ہرگز وضع نکیا جائے اور بر تقدیر مصلحت وقت ایسکے مقتضی ہو تو از روے خراج مقاطعت
کچھ رقم وضع کردیجائے (خراج معطوف اوسکو کہتے ہین جسمین کمی بیشی ہوا کرتی ہے) یا نیم حصہ مقرر کردیا جائے جسکو خراج مقاسمہ کہتے ہین
اگر قبل اسکے اوسکا خراج معطوف تھا یعنی سابق مین کچھ اور تھا پھر تغیر اور تبدل ہو کر اور رقم ہوئی اور مالک اوسکا موجود ہے مگر زراعت
کرنے سے مجبور ہوگیا ہے تو حسب الحکم تعمیل کرنا چاہیئے اگر وہی زمین خراج مقاسمہ کے علاوہ لگان والی ہو یا زراعت ہی نہین ہوتی تو بعلت
عدم خراج مزاحم نہو وین لیکن کسان عاجز ہو تو تقاوی دیکر مشغول زراعت کردیجائے تا ہر جہ طرفین کا برطرف ہو جائے۔

پانچوان۔ کوئی قطعہ زمین کا مثل جنگل کے افتادہ رہتا ہو اور مالک موجود ہو تو اوسیکے سپرد کردیجائے سوائے مالک کے غیر کو استحقاق ملکیت
حاصل نہین اور درصورت عدم مالک احتمال نقصان عودات (عودات درختان خودرو کو کہتے ہین) جو کاشتکار لایق زراعت سمجھا جائے
اوسیکے سپرد ہو اور بحیثیت قابلیت زراعت وہی اوسکا مالک قرار دیا جائیگا بارد گر وہ زمین اوسکے قبضہ سے علحدہ نہوگی و بحیثیت کاشتکاری
نقصان اجناس عودات متصور ہو تو وہ زمین کسی کاشتکار کے سپرد نکیجائے چونکہ منافع زمین بلا اعانت کاشتکار اوہی اجناس عودات سے
ملنے کا احتمال ہے۔ اور کوئی قطعہ کاشتکار وںکی بار بار کی تبدیلی سے افتادہ رہکر مثل جنگل ہوگیا ہو یا علاوہ اوسکے کوئی اور صورت سے افتادہ رہا
تو تحقیق کیا جائے کہ سابق مین اس زمین کا کوئی مالک بھی تھا بعد ثبوت ملکیت اوسیکے سپرد کردیا جائے سوا اوسکے غیر کو استحقاق حاصل نہین۔

چھٹا۔ اکثر مزروعات ایسے ہون جنکا خراج معین نہو تو حسب قانون شرع شریف خراج مقرر کردیا جائے اور اوسکا لگان بھی اسیقدر لیا
جائے جس سے رعایا مجبور نہو انتہا یہ کہ نصف حصہ سے زیادہ تجاوز نکیا جائے اگرچہ وہ زمین اس سے بھی زیادہ کی قابلیت رکھتی ہو تا ہم نصف سے تجاوز
نکیا جائے اور جسمین کا لگان معین ہو تو وہی رقم اوسی سے وصول لیجائے بشرطیکہ حاصل خراج نصف سے زیادہ نہو تا کہ رعایا کو بھی نقصان نہ پہونچے و نیز
خراج سابق سے کچھ کم کرکے حسب طاقت مقرر کردیا جائے اور جو یہ معلوم ہو کہ رقم معینہ سے زیادہ کی گنجایش ہے تو زیادہ معین کرنا چاہئے۔

ساتوان۔ خراج موظف مقاسمہ موظف والی مین کی تبدیلی رعایا کی خوشنودی پر منحصر ہے۔

آٹھوان۔ خراج موظف اسوقت وصول لیا جائے کہ جب ہر جنس کا غلہ تیار ہو کر قابل اندازہ ہو تا خراج نیم حصہ کی برابر رہے اوس سے
زیادہ تجاوز نہو۔

نوان۔ خراج موظف والی زراعت کو کسی قسم کا نقصان پہونچا تو تحقیقات کرکے درصورت اثبات نقصان اوسیقدر مجرا دیکر باقی رقم وصول لیجے

ایسا سلوک کیا جائے کہ رعایا کو نیمہ حصہ سالم ملے -

دسواں - خراج موظف والی زمین کو جو کاشتکار باوجود قدرت زراعت یا بدون ممانعت سرکار معطل رکھے تو اوسکا محصول اوسکی دوسری زمین سے وصول کر لیا جائیگا اور درصورت کمی بیشی برسات یا وقت درو مال تیار شدہ کو کسی قسم کا نقصان عاید ہوا ہو جس سے غلہ کا حاصل کرنا ممکن نہو اور زمانہ کاشتکاری دفعہ ثانی بھی فوت ہو گیا ہو تو اوس زمین کا محصول ساقط سمجھا جائیگا یا درحالت درو مال زراعت کھریان میں کسی قسم کی آفت آ گئی ہو مثلاً چارپایوں وغیرہ نے کھا لیا ہو اور زمانہ کاشتکاری دفع ثانی ہو تو اوس زمین کا خراج وصول لیا جائیگا -

گیارہواں - مالک زمین خراج موظف کاشتکاری کرکے قبل از ادائے خراج فوت ہو گیا ہو تو اوس زمین کا محصول وارث متوفی سے وصول لیا جائیگا - اور وارث متوفی نے بحیثیت وراثت اوسکے مال پر قبضہ کیا ہو اور مال بحیثیت خراج ادا کرنے سے قاصر ہو اور وارث کے کسی اور جگہ چلے جانیکا احتمال واقع ہو تو سارا مال متوفی کا وارث سے لے لیا جائیگا -

بارہواں - مالک زمین موظف اپنی زمین کسی کو بطور اجارہ عاریتاً کاشتکاری کے لئے سپرد کرے تو اوسکا محصول مالک سے وصول لیا جائیگا یا اوس زمین میں متاجر یا مستعیر نے باغ لگایا ہو تو خراج اونہیں سے وصول ہوگا اور محصول والی زمین کا کوئی غاصب مالک ہو گیا ہو اور مالک اصلی کے پاس ثبوت حقیقت نہو تو درحالت زراعت اوسی غاصب سے محصول لیا جائیگا و بحیثیت عدم کاشتکاری محصول وہی سے بری رہیگا یا درصورت ثبوت حقیقت واقبال غاصب یعنی مالک اپنی حقیقت ثابت کر رہا ہے اور غاصب بھی اوس بات کا اقرار کرتا ہے تو بدین حیثیت محصول زمین مالک سے وصول ہوگا اور کسی کاشتکار نے اپنی زمین رہن رکھی ہو اور ... بے اذن راہن کاشتکاری کی ہو تو بموجب حکم غاصب عمل کیا جائیگا -

تیرہواں - خراج موظف والی زمین کے مالک نے زمین فروخت کر دی ہے اور اوسمیں ایک ہی فصل پیداوار ہے اور مشتری نے وقت باقی ماندہ میں زراعت کی ہو اور اوسکو کوئی روکنے والا نہو تو اوسکا خراج مشتری سے لیا جائیگا اور نہ برخلاف اوسکے فروخت کرنیوالے سے وصول ہوگا اور اگر زمین مذکور دو فصلی ہے تو خراج معینہ دو حصوں پر تقسیم کرکے ایک کا مشتری سے اور دوسرا فروخت کرنیوالے سے وصول لیا جائیگا اور اگر وہ زمین فروخت کرنیوالے نے کاشتکاری کرکے بحیثیت تیاری مال قابل درو کر دیا ہے تو بروقت تحقیقات غلہ زمین ایک فصلی ہو یا دو فصلی بحالت ایک فصلی خراج بیچنے والے سے لیا جائیگا -

چودہواں - موظف والی زمین میں خود مالک گھر تعمیر کرے تو اوسکا محصول حسب دستور سابق وصول لیا جائے اور جو شخص مثمر و غیر مثمر درخت لگاکر باغ تیار کرے تو علاوہ خراج زرعی بابت باغات دو روپیہ بارہ آنے وصول لیا جائے اور تاوقتیکہ درختان مثمر بار آور نہوں خراج زمین بدستور سابق بحال رہیگا بروقت تیاری میوہ مثلاً انگور و بادام وغیرہ فی بیگہ شرعی دو روپیہ بارہ آنے وصول کئے جائینگے بشرطیکہ بیگہ شرعی کی پیمایش پینتالیس۴۵ درپینتالیس۴۵ گز شاہجہانی سے کیگئی ہے جو شرعی گز سے ساٹھ درساٹھ شمار کیا جاتا ہے جسکے دو گنے ساڑھے پانچ روپیے لینا چاہئے ورنہ بحساب سابق نصف پونے تین روپیے اور محصول کی قیمت پاؤ روپیہ سے کم ایک سیر سے پانچ سیر تک بوزن شاہجہانی غلہ ہو تو اوس سے بھی کم وصول لیا جائے - اور کسی کافر نے اپنی زمین مسلمان کو فروخت کر دی اگرچہ خریدار بھی مسلمان ہے تاہم رعایت ملحوظ نہ رکھکر خراج وصول لیا جائیگا -

پندرہواں - کسی نے اپنی زمین میں مقبرہ یا سرائے وقفی تعمیر کی ہو تو اوسکا محصول ساقط سمجھا جائیگا -

سولہوان [١٦] — خراج مقاسمہ والی زمین کا مالک اگرچہ ہندو ہے اور اوسنے اپنی زمین کسی مسلمان کے پاس فروخت کی یا رہن رکھی تو کفایت شرعی اور مرھن ہوگا اور اوس زمین کی پیداوار جنس کا حصہ جو اوسکے متعلق ہوگا وہی لیا جائیگا بشرطیکہ نصف سے زیادہ نہو زیادہ ہو تو کم کردیا جائے اور پیداوار جنس سے رقم کم ہو تو بڑھا دیجائے جیسا مناسب سمجھین تعمیل کرین ۔

سترہوان [١٧] — مالک زمین مقاسمہ کو وقت تردد ایسی آزادی نہ دیجائے کہ زمین کا کسی کو ٹھیکہ کردیوے یا عاریتاً زراعت کرنیکو سپرد کردے اوسکی پوری کیفیت موظف مین بیان کردی گئی ہے اوسکے موافق تعمیل ہونی رہے ۔

اٹھارہوان [١٨] — زمین مقاسمہ کے مال زراعت کو کسی قسم کی آفت سے جسقدر مال ضایع ہوا ہو اوسیقدر خراج نہ لیا جائے چنانچہ غلہ کٹنے سے پہلے نقصان پہونچا ہو یا بموجب بیان سابق ہر دو صورت مین حسب مال باقی خراج مقاسمہ لیا جائیگا ۔

پوشیدہ نرہے کہ صوبہ کے دفتر مین اصل فرمان بجنسہ موجود تنھا مدت دراز گذرنے سے زمانہ نے کئی مرتبہ پلٹا کھایا بار رہا سلطنت درہم برہم کردیا اصل سے نقل اور نقل سے نقل کئی مرتبہ ہوا اکر نقل نویسونکی نافہمی و فضول عقل سے شاید بہت کچھہ تحریف و غلطی واقع ہوگئی مگر جو کچھہ تقریب عبارت سے سمجھہ مین آیا اوسکی اصلاح کردیگئی اور جو بات نہ معلوم ہوسکی وہ ویسی ہی رہی بات یہہ ہوئی کہ فرمان مذکور کی نقل مطابق اصل دستیاب نہوسکی باوجودیکہ اکثر فرامین بنام دیوانیان سابق وقتاً فوقتاً صادر ہوتے رہے جب عہدہ دیوانی ایک سے تبدیل ہوکر دوسرے کو تفویض ہوتا تو جو فرمان دستور العمل کے طور پر دفتر مین موجود ہوتے تھے وہ دیوان جدید کی تحویل مین سپرد کئے جاتے تھے ۔ جبسے امورات صوبہ ہذا مین افراط و تفریط واقع ہوئی دفتر بھی درہم برہم ہوگیا اور اصل فرمان موجود نرہے ۔

داخل ہونا زمرہ بندگان عالمگیری مین قلعہ ڈنڈا راجپوری مسمی یاقوت خان حبشی کا

جب شیواجی مرہٹہ نے اکثر بڑے بڑے شہرون کو لوٹ غارت کیا اور بہت سا مال و متاع اپنے قبضہ مین لیکر دعوہ سلطنت کرنے لگا رفتہ رفتہ چند روز مین اسقدر اقتدار حاصل کیا کہ دکن کے کسی زمیندار کو اوسکے مقابلہ کی طاقت نرہی اطراف و جوانب کے قصبے اور نامی گاؤن تک اوسکی غارتگری سے نہ بچے تھے جہان موقع ملجاتا فوراً جمعیت معقول چڑھ دوڑتا ایکروز بیٹھے بیٹھے شیوا کو ہوس تسخیر قلعہ ڈنڈا راجپوری کی گدگدایا یہ قلعہ نہایت مستحکم ایک پہاڑی پر واقع ہے اور اوسکے اردگرد دریائے شور محیط ہو رہا ہے اوسپر حملہ کرکے تسخیر کرنا آسان بات نتھی اگلے زمانہ کے راجپوت راجاؤن سے پرسرام راجہ کا یہہ قلعہ تعمیر کیا ہوا تھا ۔ پرسرام کو اصل ہنود اوتار مین شمار کرتے ہین اکثر سوداگرون کے جہازات سورت وغیرہ بنادر سے سفر دیار عرب و فرنگ وغیرہ کو جایا کرتے وہ اسی قلعہ کے نیچے ہوکر گذرتے تھے شیواجی نے یہہ ارادہ کیا پہلے سفری جہازون پر قبضہ کیا جائے گا تو سارے کام درست رہینگے مگر ساتھہ ہی یہہ بھی معلوم ہوا کہ جبتک ڈنڈا راجپوری پر قبضہ نہوگا جہازون پر تصرف ہونا امر محال بلکہ غیر ممکن اوس زمانہ مین یہہ قلعہ بیجاپور کے متعلق اور قلعہ دار یاقوت خان حبشی والی بیجاپور کیطرف سے حاکم تھا جب شیواجی نے قلعہ پر دھاوا کرنا چاہا یاقوت خان نے قلعہ پر ہر موقعہ کی جگہ توپین نصب کرکے شیواجی کے لشکر کو قلعہ کے اردگرد پھٹکنے نہ دیا جب کئی مرتبہ بے نیل مرام واپس پھرے تو اور تدبیر کرنے لگے چنانچہ اوس قلعہ کے مقابل ایک اور پہاڑ دریائے شور مین واقع تھا کشتیون مین سوار ہوکر وہان پہونچے اور بڑے بڑے پتھر کی چٹانون سے دمدمی تیار کرکے جسقدر توپین موجود تھین سبکو بذریعہ جہاز پہاڑی پر پہونچا کر دمدمون پر قایم کردین انجام کار فریقین مین لڑائی ہونے لگی مگر نہ معلوم کس ساعت سے لڑائی جاری کردیگئی تھی کہ نہ ادھر فتح تھی نہ ادھر شکست ۔

اسی رد و کد مین دو برس گذر گئے مرہٹوں کیلیئے ہر طرف کی راہین کھلی ہوئی تھین ڈنڈا راجپوری والے محصور ہونے سے عاجز ہوگئے یاقوت خان جبشی نے دیکھا کہ اب بدون اعانت سردار دکن مرہٹوں سے جانبر ہونا امر دشوار گذار ہوگیا فوراً مرزا جان کے پاس جو اسوقت بادشاہ کیطرف سے سرداری دکن پر مامور تھا پیغام صلح بھیجکر طالب امداد ہوا اور عہدنامہ تیار کرکے مرزا جان کے پاس بھیجدیا اوسمین علاوہ اور شرایط کے یہہ بات تعلیم کھلا بنائی گئی تھی کہ اگرچہ فدوی زمرۂ بندگان شاہی مین داخل ہوا اور سب طرحکی اطاعت مجکو بدل منظور ہے مگر اس امر سے معذور رکھا جاؤن کہ صوبہ دار دکن کی ملازمت مجھسے نہوگی علاوہ اوسکے ساری باتین مجکو قبول ہین انتظام قلعہ داری مین کوئی دقیقہ باقی نہ رہیگا جبتک میرے دم مین دم ہوگا شیوا جی نوکر یا اگر سارے دکن کے مرہٹے اس قلعہ پر حملہ آور ہون تو مار ہے توپون کے دھوین اوڑا دونگا بشرطیکہ مبلغ ڈیڑہ لاکھ روپیہ توپخانہ کی سربندی کیلیئے ہرسال خزانہ سورت سے مجکو ملاکرے۔ مرزا خان نے یہہ ساری حقیقت حضور مین گذارش کردی۔ بادشاہ نے بخوشی منظور فرماکر اجازت دی۔ الغرض مرزا جان بحکم شاہنشاہ زمان یاقوت خانکی امداد کیلیئے آپہونچا اور حکمت عملی و تدبیر شایستہ سے وہ تدبیر پیدا کی کہ جس سے سارے مرہٹے پہاڑی چھوڑ چھوڑ کر متفرق ہوگئے ڈنڈا راجپوری اونکی زد سے صاف بچ گیا۔ اوسی زمانہ سے اس قلعہ کے حاکم کا لقب یاقوت خان مشہور ہوا جو اوسکا جانشین ہوتا اوسکو یاقوت خان کہتے تھے اور رقم معینہ ہرسال سورت کے خزانہ سے ملاکرتی تھی رفتہ رفتہ یاقوت خانکا تغلب بڑھا کہ متصدی سورت کو اوسکے سامنے دم مارنیکی مجال نتھی یہہ کیفیت بطور اختصار اپنی جگہ تحریر ہوگی انشاء اللہ المستعان ـــ

گجرات مین دلیر خانکا آنا اور ملک سورٹھہ کا فوجدار مقرر ہونا

دلیر خان اصل مین وصیلہ داودیری پٹھان تھا مگر جوانمرد جری بہادر سرآمد روزگار شمار کیا جاتا تھا بادشاہزادہ والا تبار محمد معظم شاہ بہادر کی سواریکے ساتہہ راجہ جسونت سنگہ کی اعانت مین مہم دکن پر مامور ہوا تھا مگر نہ معلوم کونسی بات نے شاہزادہ کیخدمت سے جدا کردیا بلا اجازت دکن سے نکلکر دار الفتح اوجین مین آیا چندروز معطلی مین تکلیف سے اوقات بسری کرتا رہا اتفاقاً اوسی عرصہ مین بہادر خان کو گجرات کی صوبہ داری تفویض ہوئی دار الخلافہ سے احمد آباد جاتے بہادر خان کو دلیر خانکی عزلت نشینی کا حال دریافت ہوا۔ اوجین سر راہ واقع تھا دلیر خانکو ہمراہ لیتے ہوئے احمد آباد آیا اور سورٹھہ کی فوجداری دلیر خان کیلیئے تجویز کرکے حضور مین عرضداشت روانہ کی کہ دلیر خان اگرچہ بہادر جانباز خیر خواہ سب طرحکی لیاقت رکھتا تھا مگر نہین معلوم کونسی حرکت سے شاہزادہ والا تبار کی نظر و لطف سے گر گیا شاید باغوائے اہل اغراض معرض عتاب مین آگیا تھا فدوی نے عنایت بادشاہی سے اطمینان دلاکر فی الحال فوجداری سورٹھہ اوسکے لیئے تجویز کردی ہی۔ بادشاہ نے بہادر خانکی درخواست منظور فرمائی اور فوجدار سابق مسمی سردار خان کو تبدیل کرکے پرگنہ ایڈر کی فوجداری سپرد کی اور ایڈر سے شیر سنگہ کو حضور مین طلب کیا ـــ

اوسی سال سید حمید تھانہ دار حیدر آباد نے حضور مین گذارش کی کہ یہان تمام باغی اور سرکشون کا سرغنہ قتل کردیا گیا انتظام کیلیئے ایک چھوٹی سی گڈھی کا تعمیر کرنا موجب انسداد فساد آیندہ خیال کیا جاتا ہے دیوان صوبہ کے نام حکم صادر ہوا کہ گڈھی کی برآورد درست کرکے حضور مین حاضر کرے رعایائے موضع گوٹ پرگنہ تنبور نے بذریعہ اہلکاران عدالت عالیہ حضور مین گذارش کی کہ فوجدار پالنپور مسمی کمال خان جالوری نے گائے چرائی دستور اک اسپان ہرسال ہم رعایا سے بڑی رقم جبراً وصول کرتا ہے بنابران دیوان صوبہ کے نام فرمان صادر ہوا کہ حسب ضابطہ

گاؤچرائی وغیرہ معاف شدہ یا بنایئن سرکار سے متروک ہوچکی ہین توفوجدار مذکور کو منع کر دیا جائے کہ آیندہ رعایا پر کسی قسم کا ظلم و ستم روا نہ رکھے
قاضی القضات قاضی عبد الوہاب گجراتی کی درخواست سے مبلغ دو ہزار روپیہ نقد خزانۂ احمد آباد سے موضع اٹوالیہ معمولہ پرگنہ حویلی
احمد آباد کی مرمت کیلئے مرحمت ہوئی یہہ باولی موضع مذکور مین سرراہ واقع ہے اکثر مسافرین ومترددین وجانوران چرندو پرند اوسکے پانی سے
سیراب ہوا کرتے ہین احمد آباد کے وقایع نگار کی تحریر سے حضور مین دریافت ہوا کہ ارباب عدالت احمد آباد ہفتہ مین دو روز اجلاس کرتے
ہین اور سہ شنبہ وچہارشنبہ صوبہ کی کچہری کے کام مین مصروف رہتے ہین ہفتہ بھر مین چار روز سرکاری امورات مین مشغول ہوکر تین روز
برابر تعطیل ہوا کرتی ہے بنابران حکم ہوا کہ تمام صوبجات ممالک محروسہ مین یہہ قاعدہ مروج ہین پھر کس لئے احمد آباد مین خلاف قانون تعطیل
ہوتی ہے خواجہ محمد ہاشم دیوان صوبہ کو لازم ہے کہ اہالیان عدالت کو تاکید کرے روز شنبہ سے پنجشنبہ تک چارشنبہ کو منہا کر کے پانچ روز
برابر محکمہ عدالت کی کاروائی مین مصروف رہین فقط چارشنبہ ایک ہی روز صوبہ کی کچہری کے متعلق امورات کو انجام دیا کرین اور یوم جمعہ کو
تعطیل رکھی جائے کہ عید الاسلام ہے اور وقت کچہری یہہ قرار دیا جائے کہ ہر روز دو گھڑی دن چڑہے سے زوال آفتاب ہو کر نماز ظہر تک
عدالت مین حاضر رہین اور قریب وقت نماز سارے کام بند کر کے اپنے اپنے گھر چلے جایا کرین ۔

قانون پٹہ محصول نخاس

سنہ الف ہجری مین حضور سے یادداشت صادر ہوئی کہ بابت پٹہ نخاس مالک جانور مسلمان سے فی چالیس روپیہ کی قیمت پر
ایک روپیہ اور ہندو سے دو روپیہ اور حربی سے چار روپیہ ایک سالی وصول کئے جاتے بشرطیکہ مالک کسی کا شرعی غلام ہو اور حد بلوغت کو
پہونچکر صاحب عقل ہو دیوانہ نہ ہو اور صاحب نصاب ہونا شرط اول ہے ایسے مالک سے جانوروں کا محصول جسکو اصل گجرات پونچھڑی
دیا کہتے ہین وصول لیا جاتا ہے ۔
عاملان محکمہ وقت تحصیل تیاری فصل کے لگان کا نقد روپیہ یا مال وصول کرنیکے لئے سوار و پیادے اکثر دیہات مین بھیجے جاتے ہین یا رعایا کی
بغرض حفاظت مال کسی کی فرمایش وغیرہ کیلئے ہرسال تعینات ہوا کرتے ہین اونکی خوراک کیلئے ایسا انتظام کیا جائے کہ فی سوار ڈیڑھ سیر آٹا
اور پاؤ بھر دال بوزن شاہجہانی اور دو دام گھی اور گھوڑے کیلئے چنے اور ایک پشتارہ گھاس ہر روز ملا کرے اور پیادہ کو پونا سیر آٹا اور
آدہ پاؤ دال اور دو دام گھی اس سے زیادہ نہ دیا جائے جنس خوراکی بوزن شاہجہانی معین کر دی گئی ہے اور وقت تحصیل زر لگان پٹواری
اور مقدمی کے سوار و پیادہ کی خوراک کیلئے جو رقم دلوائی گئی ہو وہ مجرا دیکر باقی وصول لیجائے ۔

معمار و نجار و مزدوروں کی اجرت

احمد آباد کے گلکار و نجار و مزدوروں نے اس امر کی حضور مین نالش کی کہ احمد آباد کی سرکاری عمارت کارخانہ مین ہم مزدوروں کو اجرت
برابر نہین دیجاتی بنابران بادشاہ نے حکم فرمایا کہ احمد آباد مین اہل شہر سے ہر ایک کاریگر یا مزدور کو جو خوش خرید اجرت ملا کرتی ہو اوسیطابق
سرکار والا سے بھی ملا کرے اوسمین تفاوت جایز نہین یہہ حکم افتخار خان خانساماں کی مہر سے مرتب ہو کر دیوان صوبہ کے نام صادر ہوا تھا ۔
دلیر خان حسب التماس بہادر خان جوناگڈہ کی فوجداری پر مقرر ہوا تھا بادشاہ نے فرمان بھیجکر حضور مین طلب کیا اور سردار خان کو

دستور سابق فوجداری سورٹھ سرفراز فرمائی اور بہادر خان جوناگڈہ سے تبدیل ہوکر حضور میں حاضر ہوا ۔ ۱۰۸۱ھ ہجری میں سرداری
میں تفویض ہوئی ۔ بہادر خان صوبہ دار گجرات کا نام محمد پناہ تھا اوسنے زمانہ صوبہ داری میں دریا پور دروازہ کے باہر ایک پورہ
نام پناہ پور آباد کیا تھا اوسوقت وہ پورہ ویران ہوگیا ہے آبادی کا نام ونشان باقی نہین رہا اور قلعہ بھدر کے اندر ایک ایوان شمال
و بیچ جسمین ناظم صوبہ کی کچہری ہوا کرتی تھی اسی بہادر خان کا تعمیر کیا ہوا تھا ۔
قطب الدین خان فوجدار بڑودہ کو حکم ہوا کہ تا وقتیکہ ناظم صوبہ جدید متعین ہو گجرات کی صوبہ داری کا انتظام تمہاری زیر نگرانی
رکھا گیا ہے ۔ ناظم صوبہ کی تنخواہ مین جسقدر محالات جاگیر دئیے جاتے تھے وہ تمام ضبط ہوکر سرکار خالصہ شریفہ مین داخل کردئے گئے ۔

مہاراجہ جسونت سنگہ کو دوسری مرتبہ صوبہ داری گجرات تفویض فرمانا اور خواجہ محمد ہاشم کی بعد شیخ نظام الدین احمد کو عہدہ دیوانی کا ملنا

۱۰۸۱ھ ہجری مین شاہی حکم سے مہاراجہ جسونت سنگہ مہم دکن پر مامور ہوکر برہانپور مین مقیم تھا اس عرصہ مین بہادر خان کو تبدیل
کرکے گجرات کی صوبہ داری مرحمت ہوئی حسب الحکم برہان پور سے روانہ ہوکر ماہ ربیع الاول سنہ مذکور مین داخل احمد آباد ہوا ۔
سابق مین گجرات کا یہہ دستور تھا کہ ناظم صوبونکو بعوض تنخواہ پرگنے جاگیر دئے جاتے تھے یہہ حکم منسوخ ہوکر سارے پرگنے خالصہ کردئے
گئے مہاراجہ جسونت سنگہ کو بعوض جاگیر پٹلاد و دھندوقہ یہہ دو پرگنون کا چکلہ مرحمت فرمایا اور مہاراجہ کے پاس جسقدر سرکاری روپیہ
باقی تھا اوسکی نسبت یہہ حکم ہوا کہ ہر سال مبلغ دو لاکھ روپئے تا ادائے قرضہ سابق خزانہ مین وصول ہوتے رہین مگر مہاراجہ کے وکیلون نے
یہہ خبر سنکر حضور مین التماس کیا کہ سرکار نے بعوض پرگنون کے چکلے مرحمت فرمائے اونکی آمدنی بہ نسبت پرگنون کے بہت ہی کم رہ گئی ۔
علاوہ اوسکے پانچہزار سوار ونکی تنخواہ جو انتظام صوبہ داری کیلئے رکھی جاتی ہین دیے ولاکر سرکاری قسط کا دو لاکھ روپیہ ادا ہوسکے یہ ممکن
نہین بنابران حکم ہوا کہ ہر سال فصل خریف اور فصل ربیع مین پچاس ہزار روپیہ وصول لئے جایئن آئندہ جو اقساط بندی مقرر ہوگی بموجب
اوسکے تعمیل ہوگی ۔ یہہ اسی امر مین ایک فرمان وزیر الممالک اسد خانکی مہر سے مزین ہوکر دیوان صوبہ کے نام صادر ہوا ۔
طالب علم وغیرہ کو بانتھ شاہی سند سے روزانہ ایک روپیہ خزانہ سایر سے ملا کرتا تھا اس امر مین درخواست کیگئی کہ سابق مین گجرات کا
پیسہ بوزن اکتیس ماشہ مروج تھا اوسی حساب سے طلباء وغیرہ کو یومیہ تنخواہ دیجاتی تھی فی زمانا سکّہ مبارک کا پیسہ چودہ ماشہ کا معین ہوا
عمال کاران مہمات سند جدید طلب کرتے ہین بنابران حکم ہوا کہ حسب قانون دس کے بدلے پندرہ پیسے دئے جایئن ۱۰۸۱ھ ہجری مین
فرمان والاشان بنام دیوان صوبہ محمد ہاشم صادر ہوا اوسکی نقل بجنسہ تحریر ہے ۔

نقل فرمان عدالت عنوان درضمن بیان بتیس ۳۲ فصلی

بتاریخ ۲۹ صفر سنہ ۱۵ جلوس مبارک ۔ کارپردازان ومتصدیان صوبہ احمد آباد عنایت بادشاہی سے امیدوار ہوکر دریافت کریں
کہ فی زمانا ہمارے حضور میں ایسا ظاہر ہوا کہ جو لوگ کسی تقریب سے مقید کئے جاتے ہین اونکے مقدمہ کو اہل کاران عدالت جلد فیصل
نہ کرکے مدت دراز تک گرفتار رکھتے ہین اور اونمین جو بیگناہ قرار دیے جاتے ہین وہ مثل مجرمون کے بے جرم وخطا زمانہ دراز تک مقید

رھا کرتے ہیں لھذا تاکید دیجاتی ہے کہ مجرم کو سزائے اعمال دیجائے اور بیگناہ بہت جلد قید سے رھائی ملے۔ چونکہ ہماری ہمت حق شناس ونیت عدالت اساس ہمیشہ اس امر کی مقتضی رہی کہ جب خلق خدا ہماری سایہ عاطفت میں سپرد کیگئی ہے تو ہمکو لازم ہے ایسا انتظام کیا جائے کہ کوئی شخص بیگناہ مقید نہو اور گنہگار سزائے اعمال سے بری ہو جائے بنا برآن ہم حکم فرماتے ہیں کہ فرمان ہذا میں جو شقیں تحریر کیگئی ہیں مطابق اونکے تعمیل کیجائے یا کسی فردبشر پہ بے موجب ظلم وستم روا نہ ہے اس امر میں تاکید بلیغ تصور کرنا اور برخلاف تعمیل کرنیوالا مجرم قرار دیا جائیگا۔

پہلا۔ جو کوئی گناہ دزدی میں گرفتار ہوکر عدالت میں حاضر کیا جائے و بوقت تحقیقات خود مجرم گناہ کا اقرار کرے یا گواہوں سے اثبات ہو تو قاضی کو لازم ہے کہ بموجب حد شرعی سزائے گناہ تجویز کرکے مقید رکھا جائے تا وقتیکہ آئندہ کیلئے تائب نہو رھائی نہ ملے۔

دوسرا۔ کوئی مجرم چوری کرکے فرار ہو جائے اور بوقت گرفتاری بحالت اثبات گناہ مجرم کیلئے سزائے موت تجویز ہو ورنہ دارپر رکھا جائے چونکہ شاید یہہ گناہ دفعہ اول ہی میں اوس سے سرزد ہوا ہو۔

تیسرا۔ جس مجرم نے ایک ہی مرتبہ چوری کی ہو و بحالت اثبات گناہ مال دزدی بقدر نصاب یا اوس سے کم قیمت کا ہو تو حد شرع لازم نہیں آتی فقط مجرم کو تعزیر کر دیجائے اور بر تقدیر بار دیگر یہہ فعل سرزد ہوا ہو تو بعد تعزیر اوسوقت تک مقید رکھا جائے کہ آئندہ اس فعل سے توبہ کرے۔ اور اگر ایسی مجرم نے توبہ شکنی کرکے پھر چوری کی ہو تو ایسے مجرم کو خواہ سزائے دائم الحبس یا موت تجویز ہو اور مال مسروقہ دزدی اور ثبوت حقیت مالک کے سپرد کر دیا جائے اور اگر مالک بروقت موجود نہو تو خزانہ بیت المال میں امانتاً رکھا جائے

چوتھا۔ جس مجرم نے دو مرتبہ چوری کرکے سزائے حد شرعی بھگتی ہو اور پھر تیسری بار چوری کرے تو ایسا مجرم اوچکا اور بدمعاش کہا جاتا ہے ہر مرتبہ اوس سے ایسے ہی افعال صادر ہوا کرتے ہیں تو بحالت ثبوت گناہ بعد تعزیر بلا سیاہ و مقید رکھا جائے تا وقتیکہ توبہ نکرے رھائی نہو۔ اور بر تقدیر بعد رھائی توبہ شکنی کرکے پھر مرتکب ہو تو ایسا مجرم دائم الحبس رکھا جائیگا۔

پانچواں۔ کفن چور نے قبر توڑکر کفن چورایا ہو تو بوقت گرفتاری و اثبات جرم ایسے مجرم کیلئے سزائے تعزیر کافی ہوگی اور اگر اوسی مجرم نے یا کسی دوسرے نے بھی پیشہ اختیار کیا ہو تو ناظم صوبہ کو اس امر میں غلبہ حاصل ہے کہ باتفاق رائے متصدیان عدالت ایسے مجرم کیلئے سزائے اخراج بلد یا قطع الیدین (دونوں ہاتھوں کا کاٹنا) تجویز کیا جائیگا۔ اور بر تقدیر بار دگر اسی گناہ میں گرفتار ہوکر حاضر عدالت کیا جائے تو سزائے تعزیر سخت تجویز ہوگی اور اگر اس سے بھی تنبیہ نہوا اور پھر گرفتار ہوکر حاضر کیا گیا تو بعد ثبوت جرم دائم الحبس رکھا جائیگا اور مال مسروقہ قاضی کے پاس بھیجدیا جائے تا مطابق حکم شرع شریف تعمیل ہو۔

چھٹا۔ جس مجرم نے پیشہ ڈاکہ زنی اختیار کیا ہو اور گرفتار ہوکر عدالت میں حاضر کیا جائے و بحالت اقرار مجرم یا گواہوں سے اثبات جرم ہو تو قاضی کو لازم ہے کہ بقدر گناہ اپنے سامنے حد شرعی جاری کرے یا جرم اوسکا بحد شرعی یا قابل قتل نہو تو باتفاق رائے ناظم صوبہ متصدیان عدالت سزائے سیاست تجویز کر دیجائے ایسے مجرم کیلئے اسیقدر سزا کافی ہوگی۔

ساتواں۔ کوئی مجرم گرفتار ہوکر مال مسروقہ کسی اور کے یہاں رکھا ہوا ظاہر کرے و بوقت تحقیقات مال بھی اوسکے یہاں سے نکالا جائے اور اوسپر یہہ بھی ثابت ہو کہ چوری کرنیوالے کا معاون یا مددگار رہے بشرطیکہ یہہ گناہ پہلی مرتبہ اوس سے سرزد ہوا ہو تو فقط تعزیر کرکے چھوڑ دیا جائیگا و بحالت اثبات پیشہ علاوہ تعزیر تا وقتیکہ متنبہ نہو مقید رہیگا۔ اور بر تقدیر پھر ایسی جرم میں گرفتار ہوکر

حاضر کیا جائیگا تو سزا اسے دائم الحبس تجویز ہوگی اور مال مسروقہ بعد ثبوت حقیقت مالک شرعی کو دلایا جائیگا ورنہ در صورت دیگر خزانہ بیت المال میں رکھا جائیگا۔ اور اگر عدالت میں یہہ بات ظاہر ہوگی کہ مددگار وزدنے مال مسروقہ نادانستہ خرید کیا ہو اثابت ہوگا تو سزا اسے مذکور المقدر سے بری الذمہ سمجھا جائیگا اور ثبتی در حالت اثبات حقیت مال پانیکا مستحق ہوگا ورنہ مال مسروقہ راہ اللہ خرچ کیا جائیگا۔

آٹھوان ۸ مفسدان مفتری جسکو ٹھگ کہتے ہین اور وہ لوگون کے گلا تو نہین پھاند پھاند کر آدمیون کو اذیت دیتے ہین بلکہ بعض گھر والون کو کس بیرحمی سے قتل کر کے سارا مال متاع لوٹ کر لیجاتے ہین ایسے مجرمون کو بعد ثبوت جرم سیاست ہوگی

نوان ۹ ۔ گراستے و زمیندار اکثر سرکش مفسدہ کرتے ہین اور عوام خلق اللہ کی ایذارسانی انکی طبیعت مین مخمر ہوتی ہے ایسی قوم اظلم کی سرکشی اور فتنہ پردازی سے خلق اللہ کو نجات دلوانا ضروری امر ہے جسوقت انکی سرکشی ثابت ہوجائے تو سزا اسکے سیاست تجویز کیجاتی ہے۔

دسوان ۱۰ ۔ اکثر بدمعاش ایسے ہی سے لوگونکی گردنین دبا دبا کر مجبور کر کر کے مال لوٹ لیا کرتے ہین تو بعد ثبوت جرم تعزیر شرعی تجویز کر کے تائب ہونے تک مقید رکھے جائین اور اگر کسی بدمعاش نے یہی پیشہ اختیار کیا ہو اور عوام مین مشتہر ہو کر ناظم صوبہ تک بدمعاشیان ظاہر ہوگئی ہون اور نیز مجرم کے قبضہ سے مال مسروقہ معہ اسباب بدمعاشی نکالا جاکر عدالت مین حاضر کیا جائے اور ناظم صوبہ و منصدیان عدالت کے نزدیک یہہ امر بالیقین سمجھا جائے کہ مجرم مذکور کا یہی پیشہ ہے اور آئندہ بھی متنبہ نہوگا تو ایسے مجرم کیلئے سزا اسے سیاست تجویز کرنا افضل ہوگا۔

گیارہوان ۱۱ ۔ کوئی بدمعاش افعال ناجائز مثلاً چوری کرنا یا رستہ لوٹنا یا آدمی کی گردن دبا کر یا قتل کر کے مال لیجانا وغیرہ جرایم ایذارسانی مین متہم ہو کر گرفتار کیا جائے و ناظم صوبہ و منصدیان عدالت کے نزدیک تشکی سمجھا جائے کہ اس سے بارہا ایسے ہی افعال قبیحہ سرزد ہوا کئے ہین تو مجرم مذکور اسوقت تک مقید رکھا جائے کہ آئندہ کیلئے متنبہ ہو کر تائب ہونا ثابت کرے اور اگر کسی مدعی نے ادسی مجرم پر چوری وغیرہ جرایم کرنیکا دعوہ کیا ہو تو فریقین کو عدالت مین پیش قاضی حاضر کردیا جائے۔

بارہوان ۱۲ ۔ بعض مفسد ونکا یہہ وتیرہ ہوا کرتا ہے کہ اکثر مکانون کو آگ لگا کر منتظر رہتے ہین تاکہ شعلہ بلند ہو کر زبانین نکال نکالکر لوگون کو بلانے لگتا ہے ایسے ازدحام عام مین قابو پاکر مکان آتش زدہ سے مال و اسباب اوٹھا کر بیدھڑک لیجاتے ہین یا بعض اوقات اشیاے نفیسی مثلاً کانچا بنگ و بہتورہ وغیرہ بیہوش کر کے مال موجودہ بخوف ہراس جرا کر لیجاتے ہین جب ایسے مجرم گرفتار ہو کر حاضر کئے جائین و بحالت اثبات جرم تحت تعزیر دیکر مقید رہین تا وقتیکہ توبہ نکرین اور کسی مجرم نے ہر مرتبہ سزا لئے جرم بھگت بھگت کر توبہ شکنی کی ہو تو ایسون کیلئے سزا اسے سیاست تجویز کرنا افضل ہوگا اور مال مسروقہ کا کوئی مدعی حاضر ہو کر دعوہ کرے تو عدالت مین قاضی کے پاس بھیجدیا جائیگا تا بعد تحقیق و ثبوت حقیت تاوان مسروقہ یا محرقہ مجرم سے دلایا جاویگا۔

تیرہوان ۱۳ ۔ بدمعاشونکا ہجوم غفیر متفق ہو کر بغاوت کا بیڑہ ہوجائے اور بحالت موجودگی اسباب جنگ ہنوز لڑائی کا موقع نہ ظاہر ہو تو قبل از وقوع واقعہ باغیون کو گرفتار کر کے مقید رکھے جائین تا وقتیکہ توبہ کر کے متنبہ ہون رہائی نہ ملے اور بر تقدیر اوسی گروہ نے کسی جائے مستحکم کی آڑ پکڑ کر لڑائی جاری کردی ہو تو اہالیان فوج کو لازم ہے کہ مقابلہ کر کے بہر صورت گروہ باغیونکا استیصال کردیا جائے یہہ اونکا فرض منصبی سمجھا جائیگا اور دوقت مقابلہ گروہ باغی سے جسقدر زخمی یا فراری گرفتار ہوجائین فوراً تہ تیغ بہادیے جائین

دبحالت انتشار جمعیت مدعی تعاقب نکیا جائے اور نہ زخمی قتل ہون اور درصورت استقامت کوئی مجرم گرفتار ہو تو تحقیقات کرکے سزائے موت دیجائے یا مقید رہے اور اگر گروہ متفرق شدہ سے من حیث المجموع یا بہ نفس نفیس کوئی مجرم اپنے گناہوں سے پشیمان ہوکر تنبیہ ہوجائیگا اور اوس سے آیندہ کیلیئے اصدار جرم کا اطمینان کر لیا جائیگا تو جو مال و جناس بھاگتے وقت سرکاری ملازمون کو ملا ہوگا وہ اوسکے پانیکا مستحق سمجھا جائیگا۔

چودہوان ۱۴۔ کوئی کھوٹا روپیہ بنانیکے جرم مین پہلی مرتبہ گرفتار کیا جاوے تو بعد ثبوت جرم تعزیر شرعی کرکے ڈرا دھمکا کر چھوڑ دیا جائیگا اور بہ تقدیریکہ پھر بھی پیشہ اختیار کیا ہو اثبات ہوگا تو بعد تعزیر مقید رکھا جائیگا تا وقتیکہ توبہ نکرے اور بہ تقدیر توبہ شکنی واقع ہوکر مرتکب فعل ناجائز ہوا ہو تو دائم الحبس کہا جائیگا۔

پندرہوان ۱۵۔ کسی نے دیدہ و دانستہ روپیہ بنانیوالے سے روپیہ لیکر بعوض عیار کامل بازار مین جنس غلہ وغیرہ کے بدلے دیا ہو اگر گرفتار ہوکر اثبات جرم ہوگا تو اوسکے لئے سزائے تعزیر تجویز ہوگی اور اگر بار دگر اوسی جرم مین گرفتار ہوگا تو تا وقتیکہ توبہ نکرے مقید رہیگا۔

سولہوان ۱۶۔ جسکے قبضہ سے عیار ناکامل روپیہ گرفتار کیا جائے وبوقت تحقیقات نہ بنانیوالا یا فروخت کرنیوالا ثابت ہو تو کھوٹا روپیہ توڑ کر گرفتار کو رہائی ملیگی اور اگر دونوں باتین اوسی پر ثابت ہون تو محض سزائے تعزیر دیکر چھوڑ دیا جائیگا۔

سترہوان ۱۷۔ جو بدمعاش مکر و فریب کیمیاگری لوگونکا مال ہڑپ کرتا ہو تو بعد ثبوت جرم تعزیر دیکر مقید رکھا جائے تا وقتیکہ توبہ نکرے اور مال مغرورہ بعد ثبوت حقیت مالک کو دلا دیا جائیگا اور بحالت عدم موجودگی مالک مال بیت المال مین محفوظ رہیگا۔

اٹھارہوان ۱۸۔ کسی سفاک نے بطمع مال و دولت کسی بیگناہ کو فریب سے زہر دیکر مار ڈالا ہو تو بعد ثبوت جرم تعزیر دیکر مقید رکھا جائے تا آیندہ ایسی حرکت نکرے۔

اونیسوان ۱۹۔ کسی حیلہ ساز نے بالغ یا نابالغ لڑکی کو ورغلا کر اوسکے ورثا کے پاس سے نکالکر کہین اور جگہ لیگیا ہو اور گرفتار ہو جائے تو بعد ثبوت جرم اوسوقت تک مقید رہے کہ مفرورہ عورت شوہر کو یا لڑکا لڑکی ماں باپ یا والی کو سپرد نکردیجائے اگرچہ مجرم کا زمانہ حیات قیدہی مین ختم کیون نہو رہائی نہ دیجائیگی اور بوقت تحقیق اس امر کا اثبات ہو کہ مجرم کے گرفتار ہونے سے پہلے بھگائی ہوئی عورت یا لڑکا لڑکی مرچکی ہین تو مجرم کیلیئے سزائے سخت تجویز ہوگی یا سارے شہر مین تشہیر کرکے اخراج بلد کردیا جائیگا علاوہ زن دلالہ کسی عورت یا لڑکی کو بدراہ ہونیکی تعلیم کرکے لوگون کے یہان امر ناجائز کرنیکے لئے لیجایا کرتی ہو تو بعد ثبوت جرم تعزیر دیکر مقید رکھی جائیگی تا وقتیکہ تائب ہو رہائی نہ ملیگی۔

بیسوان ۲۰۔ کوئی اوباش جرم قمار بازی مین گرفتار کیا جائے بوقت تحقیقات جرم بھی ثابت ہو تو مجرم کو تعزیر دیجائیگی یا کسی نے پیشہ قمار بازی اختیار کیا ہو تو تعزیر کرکے مقید رکھا جائیگا تا وقتیکہ توبہ نکرے درصورت توبہ شکنی سزائے دائم الحبس تجویز کیجائیگی اور جو مال بذریعہ قمار بازی اوسکے پاس موجود ہوگا تو بعد ثبوت حقیت مالک کے سپرد کردیا جائیگا اور بروقت مالک موجود نہو تو بیت المال مین محفوظ رکھا جائیگا۔

اکیسوان ۲۱۔ کسی شراب فروش نے اسلامی شہر و دیہات مین ایک مرتبہ شراب فروخت کی ہو تو بعد ثبوت تعزیر دیجائے اور برخلاف

وسکے بار دوبارہ مرتبہ بہ امر واقع ہوا ہو باوجود امتناع باز نہ آیا ہو تو ایسے مجرم کو سزائے تعزیر بہ ہو کر مقید رکھا جائے تا وقتیکہ توبہ
پر سے رہائی نہ ہو۔

بائیسواں ۲۲ ۔ جس نے شراب بنانیوالے کو نوکر رکھ کر شراب فروشی کا پیشہ اختیار کیا ہو تو بعد ثبوت جرم تعزیر بہ کرکے مقید رکھا جائے
بشرطیکہ مجرم روشناس نہو ورنہ در صورت روشناسی کیفیت حضور میں گذارش کر دیجائے اور شراب کشی کیلئے سزائے تعزیر بہ تنبیہ تجویز کیجائے

تیئیسواں ۲۳ ۔ بنگ گانجہ وغیرہ اشیائی نشی کا بیچنے والا بعد ثبوت جرم تعزیر بہ کا مستحق ہوگا و در حالت اختیار پیشہ علاوہ تعزیر بہ مقید
رہیگا تا وقتیکہ توبہ نکرے رہائی نہو گی ۔

چوبیسواں ۲۴ ۔ کسی بد معاش نے کوئی بھلے مانس کو دھوکا دیکر دریا یا تالاب میں ڈبو دیا ہو خواہ کوئیں میں جھونک دیا ہو یا کسی پہاڑ
خواہ بلندی سے نیچے گرا کر جان سے مار ڈالا ہو تو بعد ثبوت جرم تعزیر بہ کرکے مقید رکھا جائے اور اگر قاتل کے ذمہ خونبہا شرعاً لازم آتا ہو
بشرطیکہ رضامندی وارثان مقتول خونبہا دلا دیا جائیگا اور بہ تقدیر اوسی مجرم سے بار دوبارہ ایسے ہی افعال کا صادر ہونا دریافت ہو تو مجرم
سزائے سیاست کا مستحق سمجھا جائیگا ۔

پچیسواں ۲۵ ۔ کوئی بدکار کسی بھلے آدمی کے گھر میں گھس کر فساد برپا کرے تو بعد ثبوت قابل تعزیر بہ سخت ہو کر مقید رکھا جائے تا وقتیکہ
دیگر ایسے افعال قبیحہ کا متنبہ نہو رہائی نملے ۔

چھبیسواں ۲۶ ۔ کسی غمازی حاکم کے سامنے بلاوجہ کسی بھلے مانس کی نسبت غمازی کرکے نقصان مال کیا ہو خواہ پیشہ غمازی اختیار
کرکے لوگوں کو بھی ایذا رسانی کرتا ہوا ثابت ہو تو بعد ثبوت مجرم کیلئے سزائے سیاست تجویز ہوگی ورنہ در صورت اول بعد سزائے تعزیر بہ مقید رہیگا
تا وقتیکہ آئندہ کیلئے توبہ نکرے رہائی نہو اور غمازی سے جسکو نقصان پہونچا ہو مجرم سے تاوان دلا دیا جائے ۔

ستائیسواں ۲۷ ۔ ذمی یا وہ جنہوں نے از اصل کتاب مثلاً یہود و نصارا اجزیہ گذار اسلام کو مرتد ہو تو ذمی اور عورت کو فتنہ کہتے ہیں کسی مسلمان مرد
عورت کو اپنی خدمت کیلئے رکھا ہو یا ذمی مرد نے مسلمان عورت کو خواہ مرد مسلمان نے ذمیہ بغیر کتابیہ یعنی بغیر کتابیہ وہ ہے جو اصل کتاب نہو اعورت کو
زوجیت میں داخل کرے تو دارالقضا الشرعیہ میں قاضی کے پاس حاضر کرتے جائیں تا موافق شریعت غرا تعمیل کیجائے ۔

اٹھائیسواں ۲۸ ۔ لونڈی باز ۔ زانی ۔ گانڈو ۔ شرابی بلکہ اشیائے نشی کے استعمال کرنیوالے اور مرتد اور نافرمان حکم قاضی اور لونڈی
غلام جو مالک کے گھر سے بے اجازت بھاگ نکلے ہوں اور مفروض و قرضخواہ یہ تمام شخصوں کو دار شریعت میں حاضر کر دیا جائے تا حسب الحکم
قاضی انکے لئے تعمیل ہوگی ۔

انتیسواں ۲۹ ۔ قاملوڑ کا قتل کرنا از روئے شرع شریف ثابت ہو چکا ہوا اور نیز از روئے عرفاً قابل یقین ہوتا ہم مجرموں کو مقید رکھکر حضور
میں کیفیت گذارش کر دیجائے ۔

تیسواں ۳۰ ۔ کسی اہل غرض نے کسی لڑکے کو خواجہ سرا بنایا ہو تو بعد ثبوت تعزیر بہ کرکے مقید رکھا جائے تا وقتیکہ آئندہ کیلئے تائب نہو
اور اگر لڑکے کا والی مدعی ہو تو مقدمہ عدالت میں قاضی کے سامنے پیش کر دیا جائے ۔

اکتیسواں ۳۱ ۔ کوئی بدراہ سرگروہ بدعتیان یعنی عوام کو جانب بدعت توجہ دلاتا ہوا ظاہر ہو جائے اور نیز احتمال ازدیاد بدعت
متصور ہو تو بعد ثبوت جرم مستحق سیاست سمجھا جائیگا ۔

تیئیسواں ۲۳ - محکمہ فوجداری وغیرہ سے قیدی صوبہ دار کے پاس بھیجے جاتے ہیں فوراً تحقیقات کرے اگر معاملہ اونکا متعلق خالصہ شریفہ ہو تو متصدیان مال کے سپرد کر دیے جائیں اور تاکید کیجائے کہ مقدمہ کو لٹکا نہ رکھکر جلد فیصلہ کر دیا جائے ورنہ حسب دفعات مرقوم الصدر تعمیل کیجائیگی اور ہر ماہ میں ایکبار کچہری و چبوترہ کوتوالی کے متعلق قیدیوں کی تحقیقات ہوا کرے جو بیقصور دریافت ہوں وہ چھوڑ دیے جائیں اور مجرموں کی نسبت متصدیوں کو تاکید دیجائے کہ مقدمات کا جلد فیصلہ کرکے مجرم سزا پانیکے مستحق کو سزا دیجائے ۔

چوبیسواں ۲۴ - متصدی کسی مجرم کو کوتوالی چبوترہ میں چالان کرے یا خود مدعی مجرم کو حاضر کرے خواہ کوتوالی پیادہ گرفتار کرکے پیش کرے تو کوتوال کو لازم ہے فوراً تحقیقات کرکے مجرم نکلنا ثابت ہو تو اسیوقت چھوڑ دیا جائے اور جو کسی مدعی کو مجرم کے ساتھ معاملہ شرعی واقع ہو تو عدالت میں رجوع کرے اور مالی معاملہ کی نسبت صوبہ دار کے پاس حاضر کرے تا موافق تحریر ناظم صوبہ تعمیل ہوتی رہے اور اگر خود قاضی کسی مجرم کو چبوترے میں چالان کرے تو متصدی چبوترہ بدون حصول رقعہ دستخطی قاضی مجرم کو مقید نہ رکھے اور درصورت انقضا مدت بعد گذر جانے ایام معہودہ کے کاربردار کوتوال مجرم کو متصدیان عدالت کے پاس روانہ کرے یا چھوڑ دیا جائے خواہ ہر روز عدالت میں حاضر کرکے مقدمہ کا انفصال بہت جلد کرا دیا جائے ۔

مورخ کو نقل فرمان بہت ہی پرانی کرم خوردہ دستیاب ہوتی اکثر جگہ کیڑوں نے کھا کھا کر بجنسہٖ باقی تھوڑی تھی ۔ کوئی جملہ ایسا نتھا کہ اپنی اصلی حالت پر مبنی ہو علاوہ اوسکے نقل نویس کی غلط فہمی نے اور بھی خاکہ اوڑا یا تھا جسکا پڑھنا منشی کے لیے آسان نتھا ۔ غرض ہر حالت قابل غور و تامل تھی مورخ نے بڑی مشکل سے بقدر مقدور مرتب کرکے درج کتاب کی ۔

ایضاً حسب الحکم نقل فرمان بنام دیوان صوبہ

وزارت پناہ کفالت دستگاہ خواجہ محمد ہاشم محفوظ رہیں ہمکو ایسا دریافت ہوا کہ متصدیان کاربردازان صوبہ احمد آباد مقدمات اصل معاملہ زیر تحقیقات مدت دراز تک لٹکا رکھتے ہیں اور جلد فیصلہ نہیں کرتے تا بیگناہ کو قید سے رہائی ملے اور مجرم کو سزائے اعمال دیجائے بنابران ایک تاکیدی فرمان متصدیان صوبہ کے نام بھیجا گیا ہے اوسمیں صاف طور پر بتا دیا ہے کہ مقدموں کی تحقیقات حسب دفعات فرمان والاشان بلا درنگ وتعویق وقتاً فوقتاً ہوتی رہے یا کوئی متنفس بیجرم و خطا مقید نہ رکھا جائے لازم ہے کہ تم بھی باتفاق رائے ناظم صوبہ ہر امر میں مطابق فرمان تعمیل کرتے رہو اور کل کیفیت متعلقہ صوبہ بارگاہ والا میں گذارش ہوتی رہے اس امر میں تاکید بلیغ تصور کیجائے ۔

آپکو یاد ہوگا ابھی چند روز کا ذکر ہے کہ مرزا خان نامی افسروں میں شمار کیا جاتا تھا بادشاہی عنایتوں نے پے درپے ترقی کرتے کرتے دفعتاً مہم دکن کی سرداری سپرد کر دی ۔ اسکو چند ہی روز گذرے تھے کہ ہم نے دیکھا وہی مرزا خان خدا جانے کس بات سے معتوب ہوگیا ہوکر اثاثہ سرداری ولوازم جاہ و حشم سارا کا سارا کھو بیٹھا اب نہ گھوڑا ہے نہ ہاتھی ۔ نہ علم نہ نقارہ اسب سرکار میں ضبط کر لیا گیا ۔ اگلے زمانہ کا یہہ بھی ایک دستور تھا کہ جس کسی یا سردار پر عتاب شاہی نازل ہوتا اوسکو حکم دیا جاتا کہ ہندوستان چھوڑ کر زیارت حرمین الشریفین کو چلا جاوے حسب دستور مرزا خان بھی عربستان جانے پر مجبور ہوا ۔ حکم پاتے ہی احمد آباد کو خیرباد کہکے نواحی جالور میں پہونچا اس عرصہ میں عمدۃ الملک اسد خان کی عرض معروض سے عتاب سلطانی برطرف ہوا فقط اسقدر حکم سنایا گیا کہ فی الحال احمد آباد میں مقیم رہے بشرطیکہ کوئی منصب از تعینات احمد آباد اوسکے ساتھ ملنا جلنا روا نہ رکھے ۔

زمیندار رہا لار مسمی تماجی قرابت دار جام کو قطب الدین خان نے اپنے زمانہ صوبہ داری میں نوانگر سے اخراج کرکے اسلامی تصرف جاری کر دیا تھا اوسی دن سے نوانگر کا نام اسلام نگر مشہور ہوا عہدہ دیوانی و فوجداری اور منڈیکی داروغگی سرکار شاہی کیطرف سے ملازمان درگاہ کو سپرد کرکے فیصدی پانچ روپئے حضور سے علحدہ معین کر دیئے گئے تماجی اخراج بلد ہوکر ابد مراو دہر پریشان پھر رہا تھا جب سنا گیا کہ صوبہ داری گجرات راجہ جسونت سنگھ کو تفویض ہوی کسی ذریعہ سے سلسلہ جنبانی کرکے مہاراجہ کا اطمینان کر دیا کہ اگرچہ میری حرکات ناشایستہ کی محکمہ یہانتک آ وارہ کر رکھا ہے کہ میں کسی قابل نہیں رہا ہوں نہایت نادم ہوکر مؤدبانہ اقرار کرتا ہون کہ آیندہ کسی وقت فرمان شاہی کی مخالفت نکرونگا بلکہ اس امر کا معاہدہ تحریر کئے دیتا ہون آپ میرے لئے کوئی ایسی تحدبیر کرین جسمین اپنی پوری نشا کر سکون یہہ کیفیت سنکر کچھہ تو خیال ہمقومی اور کچھہ اوسکی قدامت سے راجہ جسونت سنگھ کو رحم آیا بذریعہ عمدۃ الملک حضور میں عرض معروض کرکے تماجی کو عتاب شاہی سے نجات دلوائی اور معاہدہ لکھوا کر خاص اوسکے لئے جو منصب دلیر خان نے زمانہ فوجداری میں مقرر کر دیا تھا از سرنو دلوا دیا علاوہ اسکے اور مناصب جو اوسکے بہائیون کیلئے اوس زمانہ میں معین کر دیئے گئے تھے وہ بھی بحال و برقرار رہے بلکہ اوسکے تابعی سوار و تکا داغ تصحیحہ معاف کر دیا گیا حکومت اسلام نگر از سرنو مرحمت فرمائی علاوہ حکومت بیچیپ مواضع متعلقہ اسلام نگر اوسکی ہمقوم راجپوت عزیز و اقارب جو قوم چار بیچہ سے مشہور تھے انعام عطا ہوئے ۔ تماجی مذکور بالذات ایکہزار اور سات سو سوار کا منصب اور سہول کو تین سو ذاتی اور ڈیڑہ سو سوار کا منصب مہراس کو دو سو ذاتی و ایک سو سوار کا منصب عطا فرمایا اور تماجی کا بڑا لڑکا مسمی لاکھا جو اسوقت حضور میں حاضر تھا دو سو ذاتی اور ساٹھہ سوار کا منصب حاصل کرکے اپنے باپ کے پاس چلا آیا اور اوسکے دوسرے لڑکے مسمی رنمل کو ڈیڑہ سو ذاتی اور پچاس سوار کا منصب مقرر ہوا اور داغ تصحیحہ بھی فقط اوسکے ذاتی اور اوسکے بھائی و لڑکون کے گہوڑون کا معاف کر دیا گیا اور اس امر کی سخت تاکید ہوگئی کہ اسلام نگر کے ضلع میں امور و بنیہ و رسوم شرعیہ مروج کیگئی ہین اوسمین کسی قسم کا ہرج و نقص نہو اور مطابق قانون شاہی ہمیشہ اطاعت و فرمان برداری کرتا رہے ۔ اسی مضمون کا ایک فرمان عالیشان محررہ نو ربیع الثانی ۱۰ جلوس مبارک بنام دیوان سورٹھہ مسمی شمس الدین صادر ہوا تھا ۔

اکبر بادشاہ کے عہد سلطنت میں راجہ ٹوڈرمل صوبہ گجرات کے انتظام کیلئے بھیجا گیا تھا زمیندار مذکور بذریعہ شیر خان گجراتی راجہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا ہنگام ملاقات شیر خان نے ظاہر کیا کہ سلطان مظفر گجراتی کے عہد سلطنت میں زمیندار مذکور کو چار سو گانو دردبست اور چار ہزار تکا جو تکا حصہ بابت حق زمینداری معاف و مرفوع القلم کر دیا گیا تھا اور زمیندار کی جمعیت پانچہزار سوار اور چار ہزار پیادے بادشاہ کے حضور میں رہتا تھا ۔ جب یہہ کیفیت بزبانی شیر خان راجہ ٹوڈرمل نے سنی نوانگر کی زمینداری معاف فرما کر فقط تین لاکھہ محمودی اور ایک سو کچھی گہوڑے بطور پیشکش سالانہ مقرر کیا علاوہ اوسکے زمیندار کو چار ہزاری ذات اور چار ہزار کا منصب معین کر دیا ۔ یہہ انتظام شاہزادہ سلطان محمد مراد بخش کی صوبہ داری کے آخر زمانہ تک جاری رہا تھا مگر مہابتخانکی صوبہ داری اور قطب الدین خانکی فوجداری کے زمانہ میں زمیندار مذکور مارا گیا اور اسلام نگر میں اسلامی پہریرا اوڑنے لگا جو اسوقت تک کسی قسم کا تغیر و تبدل نہین ہوا تھا مگر مہاراجہ جسونت سنگھہ کی ہمقومی کی ہمدردی سے حضور میں عرض معروض کرکے زمیندار تماجی کو از سرنو نوانگر میں آباد کیا اور انتظام جدید حسب الحکم معین ہوکر زمانہ حیات عالمگیر جاری رہا یعنی سرکار اسلام نگر امرایان متعینہ صوبہ کو جاگیر دیا جاتا تھا اور جام زمیندار بذات خود موضع کھمبالیہ میں مقیم رہکر شاہی خدمت بجالاتا اور سرکار شاہی سے اسقدر عملدار یعنی خود جاگیردار و فوجدار و تحویلدار اور داروغہ منڈی اسلام نگر میں ۔

ہمیشہ رہا کرتے اور حسب قانون مروجہ رعایا سے محصول لیا جاتا تاجبتک عالمگیر ایسا بادشاہ تخت سلطنت پر متمکن رہا تمام قلمرو ہندوستان کے کسی زمیندار یا حاکم کو مجال عدول حکمی نتھی ۔ جب اورنگ زیب اورنگ سلطنت دنیاوی کو خالی کر دیا پھر ایسا بادشاہ آجتک تخت طاؤسی پر متمکن نہوا بلکہ قواعد منضبطہ کی ہمضبوطارتھی سے سارے ہندوستان کو اس سرے سے اوس سرے تک باندہ کر قبضہ سلطان کا سر اپنے ہاتھہ میں رکھا تھا اوسکا تحفظ و احتیاط اوسکے جانشینوں سے ہرگز نہوسکا انتظام کرنا تو بڑی بات تھی آخر یہہ نوبت ہوئی کہ سارے ہندوستان میں کوئی زمیندار جاگیردار ایسا نرہا جو فرمان شاہی سے خوف نہ وہ ہوکر نافرمانیکی لمبی لمبی سٹرکون پر نہ دوڑا ہو جام زمیندار بھی ضعف سلطنت دیکھکر اسلام نگر پر قابض ہوگیا اور فوراً ایک قلعہ نہایت مستحکم تیار کروایا سابق میں خوف سلطانی سے کبھی موتی نکلوانے کا خیال تک نکیا تھا وہ سمجھہ گیا تھا کہ مبادا ایسے ملک مروارید خیز کی خبر دربار تک پہونچی تو غضب ہی ہوجائیگا اور پھر میں کہیں کا نہ ہونگا چونکہ فی زمانہ سلطنت کا وہ دبا ؤ جاتا رہا کھلے خزانے غواصون کو بھیجکر دریائے شور کے کنارے سے موتی نکلوانے لگا ۔ اگرچہ جام نگری موتی بظاہر آب و رنگ میں عمدگی رکھتا ہے مگر اسقدر پایدار نہیں ہوتا چند ہی روز میں نہ وہ آب باقی رہتا ہے نہ وہ خوش رنگی قیمت بھی گہٹ جاتی ہے اوسی زمانہ سے شاہی ملازمونکا تصرف بالکل جاتا رہا مگر بعض وقات ناظم صوبہ کی فوجکشی پیشکش دینے پر مجبور کرتی وہ بھی جب سمجھہ لیتا کہ اوسکی فوجی طاقت مجھسے کہیں زیادہ ہے تب کچھہ دے دلا کر رخصت کر دیتا اب جو دیکھو تو انتظام سابقہ کی ساری رسومات فوت ہوچکیں برائے نام اتنا باقی رہگیا ہے کہ جو بیوپاری اسلام نگر میں مال لیجاتے ہیں راہداری محصول نہیں لیا جاتا ۔ اوسی زمانہ میں سردار خان کو سورٹھہ کی جاگیرداری اور فوجداری تفویض ہوئی اور جمادی الاول میں شیخ نظام الدین کو عہدہ دیوانی سپرد ہوا اور ۱۰۸۲ ہجری میں فرمان عالیشان دربارہ معافی ابواب ممنوعہ بنام دیوان صوبہ صادر ہوا ۔

نقل فرمان

بائیس ماہ محرم سنہ جلوس مبارک کفایت شعار نظام الدین احمد بادشاہی مہربانیون کے امیدوار ہوکر دریافت کریں کہ جسوقت یہہ فرمان تمہارے پاس پہونچے اسیوقت سے تعمیل کیجائے چنانچہ بادشاہ غفران پناہ علیین آشیانی شاہجہان جعل الجنۃ مثواہ کے زمانہ سلطنت کے بیسوین سال میں صوبہ گجرات کے جاگیردار وغیرہ ہند وسوداگرون سے جو محصول لیا جاتا تھا وہی بحال برقرار رکھا گیا مسلمان سوداگرون سے ایک حبہ محصولکا نہ لیا جائے اور سرکاری ابواب ممنوعہ کی ممانعت ہوچکی ہے اوس امر میں مزاحم نہون ۔ **اول** سابق یہہ دستور تھا کہ بیوپاری یا بنجارے مال تجارت ایک جگہ سے دوسری جگہ بیجایا کرتے اونسے حسب دستور راہداری فی گاڑی یا اونٹ خواہ بیل اثنائے راہ میں جاگیردار وصول لیا کرتے تھے وہ ہمیشہ معاف فرمایا آیندہ نہ لیا جائے **دوسرا** ۔ مچھلی وغیرہ بقولات کا محصول معاف ہوگیا ہے ہرگز نہ لیا جائے ۔ چنانچہ ماہی گیر دریا تالاب وغیرہ سے مچھلی شکار کرتے ہیں و بیساہی کسان اپنی کشت کاری سے ترکاری بھاجی از قسم بقولات لالاکر بازار میں فروخت کرتے ہیں اور اکثر غربا مزدور پیشہ گھاس لکڑی ڈھاک کے پتے اور اکثر ورختونکی چھوٹی چھوٹی ٹہنیان جسکو پالا کہتے ہیں اور خاص بکریونکی غذا ہے اور پوست تنبول وغیرہ جنگل سے کاٹ کاٹکر لایا جاتا ہے جسکو اہل شہر اپنی ضرورتون کیلئے خرید کیا کرتے ہیں اور دودھ دہی بیچنے والون سے اور نیز قصاب اور گاؤ قصاب سے اون جانورونکا محصول جو وقت ذبح لیا جاتا ہے ہرگز نہ لیا جائے اور ارباب طرب وغیرہ سازندے جو اہل شہر کے یہان شادی بیاہ میں گا بجا کر کچھہ انعام لیا کرتے ہیں اور جسجگہ دریا خشک ہوکر صادر و وارد کیلئے وقت دور کر دیتا ہے تالا ابدادہ غیرہ کا مہور

گر سکین یعنی لنگر ہوتا ہون پر بعض بعض جگہ محصول لیا جاتا ہے اور اکثر جگہ دریا کے گھاٹون پر سوداگر اور مسافرون سے صیغہ ملاحی سرکار مین وصول لیا جاتا ہے یا ملاحون کی اجرت سے کہین زیادہ سرکاری محصول کے برابر وصول ہوتا ہے اور اہل حرفہ کا صیغہ سایر سے سلطانون کے وقت معاف ہو چکا ہے مگر شہرو سے مختلف صیغے ابتک جاری ہین چنانچہ کسی قوم سے سالانہ کسی سے ماہانہ کہین ہفتہ وار کہین روزانہ کسی جگہ فصلی اور کہین قوم وار وغیرہ عیدی و دستار شماری و سرشماری و خانہ شماری تمام باتین لیجاتی ہین ۔ اور اقوام بنجارہ سے صیغہ گھاس چرائی اور محصول تنباکو ازاری جو کچہری پر چھاپ لگانیکا لیا جاتا ہے اور اوس کپڑے کا محصول جسمین شکر بنائی جاتی ہے یہہ سب ابواب ممنوع ہو چکے ہین ہر گز نہ لیئے جائین مگر محصول شکر تری حسب قانون معینہ وصول لیا جائے ۔ پتھر یا لوہے کے باٹ جنسے وزن کیا جاتا ہے وقت عیار کامل سرکاری مہر سے مرتب ہوکر رائج کیئے جاتے ہین اوسکا بھی محصول معاف ہو گیا ہے نہ لیا جائے اتنا وہ زمین یا مکان خواہ کوٹھی وغیرہ خرید و فروخت کا محصول سرکار مین نہ لیا جائے ۔ دھوبی اور نیلی بھی محصول سے بری کردیئے گئے ہین ۔ کسی قسم کی گاڑی یا سواری کی ڈولی محافظین کو دیکھنے کا مجاز نہین ۔ اکثر مسافر متعلقین سفر کرتے ہین اونکی سواری یا اسباب کی گاڑی ۔ یا ڈولی خواہ اونٹ کا کجاوہ وغیرہ کو دیکھنے کا مجاز نہین نہ اونکے اسباب کی تلاشی لیجائے کہ شاید تنباکو ہو چنانچہ اکثر جگہ یکہان تنباکو کو تلاشی ہوا کرتی ہے سوداگر اور اہل حرفہ کو ہر قسم کا غلہ اور اقسام میوہ یا سمجھا آم کا باغ خواہ چند درخت ایسی سنگین قیمت سے لیئے جاتے ہین جو واجبی اور مناسب قیمت سے کہین زیادہ بڑھی ہوئی ہوتی ہے اور جب وہی چیزین بنیا ہو کر بازار مین لائی جاتی ہین تو اونکی قیمت بہ نسبت سابق اہل کاران منڈی گھٹی ہوئی لگاتے ہین یہہ طریقہ مذموم تہرین ضایل مانا جاتا ہے فوراً مسدود کر دیا جائے ۔ تداف یا نیلی وغیرہ اقوام مرکز اصلی سے کسی شہر یا قصبے مین دوکانداری مرتب کرتا ہے تو بعض حاکم چودھری جبتک رقم معین اوس سے نہین لیتے دوکان داری کی اجازت سے محروم رکھا جاتا ہے ۔ اقوام بنجارہ کا یہہ دستور ہے کہ ایک شہر سے دوسرے شہر کو غلہ وغیرہ بار کر کے لیجایا کرتے ہین ۔ عامل جدید جبتک پیشکش نہین لیتا اپنی حد معینہ سے آگے بڑھنے کی اجازت نہین دیجاتی ۔ اہل شہر کے باشندون سے کسی نے شادی یا نکاح کیا تو وقت تولید فرزند صیغہ شکرانہ اور جو کسی عورت نے نکاح ثانی کیا تو اوس سے جرمانہ لیا جاتا ہے ۔ وقت فیصلہ قرضہ فریقین سے صیغہ قرضہ ادائے وصول ۔ لیا جاتا ہے کسی کا مال چوری گیا ہو تو تحقیقات کر کے مال لیا واپس لانیکا صیغہ مالک سے کم از کم چہارم حصہ لیا جاتا ہے محکمہ چنگی کے داروغہ بنجارہ سے وقت وزن کشتی صیغہ وہرن یا ڈنڈے داری بناکر وصول لیا کرتے ہین ۔ کوتوالی چنگی کے ابواب سقدر لیئے جاتے ہین چنانچہ شہر منڈی کے مہتری ۔ میوہ فروشون سے فریا لیئے جاتے میوہ ۔ قصاب سے گوشت علاوہ اونکے بعض لوگون کو بطور مدد معاش مقرری ملا کرتا ہے یہہ تمام باتین کوتوالی چبوترہ مین وصول ہوا کرتی ہین ۔ یہہ سارے ابواب مرفوع القلم کر دیئے گئے آئندہ نہ لیئے جائین ورنہ لینے والا معرض عتاب ہوگا ۔

یہہ فرمان ختم ہونیکے بعد حضور مین پرچہ گذرا کہ ڈاکچوکی والی مہوری تحفظ راہ کا دیا ہو ڈاک مسافرون سے کچھ نکچھ لیا کرتے ہین گویا گو یا صادر و وارد کے لیئے بدعت تازہ پیدا ہو گئی ہے بنابران حضور سے کل ممالک محروسہ کے دیوان صوبون کے فرمان روانہ ہوتے کہ قوم مہورہ پادشاہی احکام پہونچانیکے لیئے معین کیئے گئے ہین تاکید دیجائے کہ آئندہ مسافرون کو اس قسم کی اذیت نہ دیا کرے ۔ احکام سرکاری جہان کہین بھیجا جائے بعجلت تمام پہونچایا کرین ۔

پرگنہ بھروچ کو عمدہ پیداوار آباد کرنیکے لیئے دیوان صوبہ کے نام حکم پہونچا چونکہ چند روز سے حیثیت جاگیرداری سے مستثنیٰ کر کے ممالک خالصہ شریفہ مین شامل کر دیا گیا تھا جب عزت افزائی ہو گئی تو ترقی کو بھی رتبہ حاصل ہوا ۔

بیشتر اس سے بعوض یومیہ غیرہ بیسہ قدیم کے بدلے عالمگیری بیسہ ڈیوڑھا دینے کا حکم صادر ہوا تھا بار وگراوسکی تائید میں دوسرا فرمان بھی نازل ہوا کہ یومیہ والون کو بیسہ جدید ملا کرے تا رفتہ رفتہ مروّج ہوجائے گا۔

محال پوربندر متعلقہ سرکار سورٹھہ خالصہ شریفہ میں شامل تھا زمیندار کو بشرط حفاظت بندر آمدنی سے چہارم حصہ دینے کی سند ہر سال ملا کرتی تھی حسب دستور سند سال حال بذریعہ دیوان صوبہ صادر ہو کر مرحمت ہوئی۔

صوبہ گجرات کے تمام محالات جاگیر دارونکی تنخواہ میں لگا دیئے گئے تھے مگر چند روز سے یہہ حکم منسوخ ہو کر سارے محالات خالصہ کردیئے گئے محض بعض بعض محال ناظم صوبہ وغیرہ کی جاگیر میں بحال رہی مگر جسوقت ابواب ممنوعات کی نسبت فرمان صادر ہوا ناظم وغیرہ جاگیر دارون نے اپنے نقصانات کی شکایت حضور میں ظاہر کی ہنوز کسی قسم کی تحقیقات کا موقع نہ ملا تھا کہ اس عرصہ میں ناظم صوبہ حال مہاراجہ جسونت کے وکیل نے دربار میں حاضر ہو کر یہہ مچلکا لکھدیا کہ مہاراجہ کے محالات جاگیر میں ابواب ممنوعہ وصول نہ لئے جائینگے اور محصول اجناس سوائے ہندو کے مسلمان کسی فرد بشر سے حسب ضابطہ قانون نہ لیا جائیگا بلکہ بازخواست نقصان بھی سرکار سے نہ کیجائیگی۔ جب یہہ مچلکا مرتب ہو گیا دیوان صوبہ کے نام فرمان صادر ہوا کہ مہاراجہ جسونت سنگہ کی جاگیر قایم رکھی جائے کسی قسم کی مزاحمت نہو۔

سابقاً کل ممالک محروسہ کے علی العموم متصدیان دفتر دیوانی کے نام حکم صادر ہوا تھا کہ جن لوگون کو زمین وظیفہ و مدد معاش او رفرقہ ہنود کو روزانہ ملا کرتا ہو وہ تمام سرکار میں ضبط کرلیا جائے اوسکی تعمیل ہوچکی تھی مگر بادشاہ غفران پناہ فردوس مکان شاہجہان نے موضع راموبیری متعلقہ پرگنہ پٹلاد بشرط حفاظت و حرداری راہ بلکہ اوسی اضلاع کے سرکش اور مفسدون کو فساد برپا نہ کرنے دینے کی خدمت کے معاوضہ میں چارن مسمی برسا وجین کو بطور انعام مرحمت فرمایا تھا یہہ موضع بھی سب کے ساتھ خالصہ کردیا گیا۔ چارن برسا وجین قریب دو سو آدمیونکی ہمراہ لیکر دھائی مچاتا ہوا ناظم صوبہ کیخدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ سرکار سے جو گاؤن بعوض خدمت انعام دیا گیا تھا اوس سے اتنے آدمیون کی معہ اہل و عیال پرورش ہوا کرتی تھی سرکاری خدمت میں بھی اسیقدر آدمی ہمیشہ حاضر رہا کرتے تھے سرکار نے موضع خالصہ کردیا ہم کس بر تے پہ سرکاری ملازمت میں حاضر رہیں ناظم صوبہ مہاراجہ جسونت سنگہ کو اسکے پریشان حال پر رحم آیا اور حضور میں عرض معروض کر کے وہی موضع اوسی چارن کے نام حسب دستور سابق بحال و برقرار کروادیا۔

اسی سال   بادشاہ نے ناظم صوبہ حال مہاراجہ جسونت سنگہ کو حضور میں طلب فرما کر عمدۃ الملک محمد امین خان کو گجرات کی صوبہ داری مرحمت فرمائی۔

صوبہ داری عمدۃ الملک محمد امین خان و دیوانی شیخ نظام الدین احمد و محمد شریف و عبد اللطیف

محمد امین خان کابل کی راہ میں افغانون سے پسپا ہو کر پشاور چلا گیا تھا جب بادشاہ کو اطلاع ہوئی فرمان بھیجکر حکم سنایا گیا کہ مہاراجہ جسونت سنگہ کو گجرات کی صوبہ داری سے تبدیل کر کے تمکو مقرر کیا اور جسونت سنگہ کو دوسرا حکم پہونچا کہ جسوقت محمد امین خان احمد آباد آوے صوبہ داری کا چارج سپرد کر کے حضور میں حاضر ہوجاؤ محمد امین خان کو چھہ ہزار ذات اور پانچہزار سوار کا منصب معین تھا بفور وصول فرمان احمد آباد روانہ ہوا بعد طے منازل بارہ جمادی الاوّل ۱۱۳۲ سنہ ہجری کے روز موضع کالی میں پہونچا یہہ موضع احمد آباد سے تین کوس فاصلہ پر واقع ہے مہاراجہ جسونت سنگہ بارادہ سفر دار الخلافت اوسی موضع میں فروکش ہو کر عمدۃ الملک کا

انتظار کر رہا تھا اس عرصہ میں یہ بھی وہاں پہونچا دونوں سردار باہمی ملاقات کر کے اپنی اپنی جگہ روانہ ہوئے جسونت وصلی کو چلا
اور محمد امین خان احمد آباد میں داخل ہو کر امورات انتظام صوبہ داری میں مصروف ہوا۔ شیخ نظام الدین خان دیوان صوبہ و میر
بہاؤ الدین خان بخشی و وقائع نگار یہ تینوں افسران نے صوبہ دار جدید کی ملاقات حاصل کی۔ سرکار پٹن و پرگنہ بیرم گام کا ناظم صوبہ کی
جاگیر میں دی گئی تھی ہر جگہ فوجدار اور حاکم معین کر کے روانہ کئے سابقاً صوبہ گجرات میں کئی فوجدار اور جاگیردار رہتے تھے چنانچہ سید
امین خان ولد سید دلیر خان کو ایکہزار پانسو ذاتی اور ڈیڑھ ہزار سوار دو اسپہ و سہ اسپہ کا منصب مقرر تھا بڑہ را اور مالہ پرگنہ بہیل کی
مرحمت ہوئی اور سید ہاشم ولد سید حسن خان کو پرگنہ بیجاپور کی تھانہ داری عنایت ہوئی۔ بہادر خان کے زمانہ عملداری میں بڑودہ
ڈبھوئی نادوت محمود آباد پٹلاد کی فوجداری بہیئت مجموعی ایک ہی شخص کو تفویض کی گئی تھی اوس سے تبدیل کر کے سید محمود خان ولد سید حسن خانکو
مرحمت ہوئی سید مکھو کو سابق سے نوسو ذاتی اور آٹھ سو سوار جنمیں دو اسپہ و سہ اسپہ کی آسامیاں بعض بلاشرط و بعض مشروط الخدمت
معین تہیں اوسمیں کسی قسم کا تغیر تبدل واقع نہوا علاوہ اوسکے تھانہ کا جنہ متعلقہ بندر کھمبایت کی تھانہ داری میانجانکے زمانہ عملداری میں
سپرد کیگئی تھی وہ بھی انہیں کے پاس بحال ہی اور اعظم آباد پرگنہ کٹ نیج کی فوجداری و معمور آباد پرگنہ بہیل و تھانہ اسلام آباد عرف پونا
ورہ مشہور تھانہ کی تھانہ داری شاہ وردی بیگ کو جو سات سو ذاتی اور دو ہزار تین سو سوار کا منصب جنمیں بعض بلاشرط و بعض مشروط الخدمت
کی آسامیاں لازم تہیں مرحمت ہوئی دریاؤ عبداللطیف برادر معز الملک کو جرکال پرگنہ سرنال کی فوجداری اور تھانہ کہور واڑ پرگنہ نڑیاد کی
تھانہ داری سے تبدیل کر کے محمد جعفر علی قلی بیگ جو پانسو ذاتی اور چار سو سوار کا منصب رکھتا مرحمت فرمائی اور عبداللطیف کو پانسو ذات
اور ڈھائی سو سوار کا منصب عنایت کر کے کھمبایت کی متصدی گری سپرد کی قصبہ پرانتی وتشادرہ و بسلنگر کی فوجداری و جاگیرداری اور
کہیرالو و چلوڑہ و باسنہ وار لوہ کی تھانہ داری سید کمال الدین سید کامل کو مرحمت فرمائی محمد مظفر ولد شیر بابی کو جو چار سو ذاتی اور چار سو سوار
مشروط و بلاشرط کے منصب سے سرفراز تھا پرگنہ کڑی وغیرہ کی فوجداری سپرد ہوئی۔ تھانہ الوہ معمولہ پرگنہ کڑیچی تھانہ داری محمد مبارز
ولد شیر بابی کو سپرد کیگئی۔ کمال خان جالوری کو فوجداری پالن پور سے تبدیل کر کے محمد فتح کو مرحمت کیگئی تھی فی الحال تغیر کر کے فوجدار سابق
کمال خان جالوری کو بارد گر عنایت ہوئی قلعہ اعظم آباد کی مرمت کیلئے حضور سے منظوری حاصل کر کے مبلغ آٹھ ہزار ڈھائی سو روپئے
خزانہ عامرہ سے بھجوادی گئی۔

اسی سال حضور میں خبر دریافت ہوئی کہ عاملان محالات خالصہ شریفہ و جاگیرداران محالات جاگیر بابت بقایای سنوات ماضیہ
جو سرکار سے از راہ رعایا پروری بالقلم معاف کر دی گئی تھی وصول لینے کا تقاضا کر رہے ہیں اور دراصل یہ بات ہے کہ جن لوگوں پر سرکاری
روپیہ باقی تھا اکثر تو مر چکے ہیں اور بعضے وطن چھوڑ کر بھاگ نکلے ہیں اب چند معدود جو آباد ہیں وہ محض بے بضاعت اور نادار سرکاری
باقی کسی صورت ادا نہیں کر سکتے یہ خبر سنتے ہی دریائے ترحم شاہنشاہی اوبھر آیا فوراً حکم فرمایا کہ تمام پرگنہ خالصہ شریفہ و محالات
جاگیرداروں کی رعایای مالگذار کے پاس جو روپیہ باقی ہے وہ سارا کا سارا بالقلم معاف فرمایا کوئی مزاحم نہو اور ہرگز وصول
نہ لیا جائے اور بعض باقیدار جو انبک آباد ہیں اور روپیہ دینے کی قدرت بھی حاصل ہے اوسے بتدریج وصول لیا جائے اور جو باقیدار
مر چکے ہوں یا فراری ہو گئے ہوں اور زندہ بھی ہوں تو باطمینان طلب کیا جائے اور وارثان متوفی کو بھی اطمینان دلا کر آباد کر دیئے
جائیں اور دونوں سے باقی روپیہ وصول کرنیکی تکلیف نہ دیجائے۔

ناظم صوبہ عمدۃ الملک کو حکم ہوا کہ قاضی شہر محمد شریف اور محتسب کے ہمراہ بطور امداد و بنا بر اجرائے احکام شرعی چند پیادے تعین کیے جائیں چنانچہ حضور میں عرض کیا گیا کہ امسال محال سائر میں پانچ وغیرہ کا محصول بہ نسبت
سال گذشتہ سابق شیخ محی الدین کی کارروائی تو زیادہ پیدا وار ہوا اسلئے وہ چاہتا ہے کہ پچاس نفر پیادے محصول سائر کی نگہداشت کیلئے قائم رکھے جائیں تو انتظام ہوگا اور اُن کیلئے تنخواہ کا حکم صادر ہو کہ پچاس نفر پیادے
داروغہ مذکور کی تنخواہ میں مقرر کر دیے جائیں اسی ایام میں بالتماس ملا محمد حسن گجراتی کہ جو لکڑی میں سے آگ کی قصبہ بیسلنگر میں داخل کیے گئے اور سند بہ قصبہ منڈل و پرگنہ کے علاوہ پرگنہ مقرر ہوا بسبب خرابی
مسجد کی مرمت کیلئے نو سو پچانوے روپئے خزانہ عامرہ سے دلوا دیے گئے قلعہ جونا گڈھ بھی از سر نو ترمیم ہو گیا عمدۃ الملک کے بھائی کو کمشنائی کی تصدیق کر دی اور چوراسی کی فوجداری بتغیر ... سنبھل کرکے محمد قاسم کو
تفویض ہوئی ۔ ۱۰۸۵ ہجری میں وکیل سرفراز خان فتح حیدار د جاگیردار سوٹھ نے حضور میں عرض کیا کہ محال سائر جاگیر داروں کی تصرف سے نکال کر خالصہ شریفہ میں داخل کر دیا گیا مگر دیوان صوبہ وصول دینے کیلئے اب تک
حیلہ حوالہ کر رہا ہے۔ بادشاہ نے حکم فرمایا کہ محصول ابواب ممنوعہ زر نقدی ہو تو معاف کر دیا جائے ۱۰۸۶ ہجری میں محمد بیگ داروغہ سنگتراش کی کارروائی سے قصبہ دھولکہ میں ایک مسجد عالیشان اور ایک حمام انتہائی
مبلغ چھ ہزار تین سو روپیے کے صرف سے تیار کی گئی۔ جوہری سنیداس کا تعمیر کیا ہوا بتخانہ مسمار کر کے مسجد بنا دی گئی تھی مگر اسکے اطراف و جوانب کی زمین غرباء مسلمانوں کی بود و باش کیلئے سرکار سے
دلوا دی گئی۔ مسجد بادشاہی خاص احمد آباد کا محاسبہ لینے کو جو مقرر ہوا تنخواہ مبلغ پچیس روپیہ لیکر خانہ خیرات سے اور چھ پیادوں کی تنخواہ خزانہ عامرہ سے مقرر کر دی گئی۔ قلعہ یعنی شہر پناہ احمد آباد
اور قلعہ بھدر کی بعض عمارات کی مرمت کیلئے جس کا تخمینہ تیار شدہ تھا اور مبلغ دو ہزار نو سو روپئے سرکاری حکم سے دیوان صوبہ نے خزانہ سے دلوا دیے تھے وہی عمارت ترمیم کر دی گئی۔ محال سائر متعلقہ احمد آباد
بھی جاگیر ناظم صوبہ سے تغیر کر کے خالصہ میں داخل کر دیا گیا۔ دیوان صوبہ شیخ نظام الدین احمد کو عہدہ دیوانی سے تغیر کر کے صوبہ مالوہ کی دیوانی مرحمت ہوئی اور محمد شریف احمد آباد کی عہدہ دیوانی کے
کام میں مصروف ہوا۔ سال گذشتہ افغان مغلوب کا کام ہو کر حسب التماس عمدۃ الملک احمد آباد میں قیام ہو رہا تھا فی زمانہ جمیع امرائے عظام شفیع جرائم ہو بادشاہ نے ازراہ بندہ نوازی عفو
تقصیرات فرما کر بدستور سابق منصب پر بحال رہے یا بلکہ بحضور مراحم خسروانہ فرمان بھیجکر حضور میں طلب کیا محمد امین خان بنا بر انتظام ملک و وصول پیشکش احمد آباد سے روانہ ہوا مگر کسی
ٹھیکہ کا موقع نہ ملا چانچہ مقبوضہ کا کچھ کی پیشکش ادا کئے سرکش کو بھی تنبیہ کر کے حضور میں گذر گئے حضور میں خبر پہنچی کہ صوبہ احمد آباد میں اکثر چودھری اور مقدم عاملان سرکار خالصہ و جاگیرداروں سے
پرگنے و مواضع ٹھیکہ پر لیا کرتے ہیں اور وقت مالگذاری رعایا سے ظلم و تعدی جاری کیا جاتا ہے غریب رعایا بحالت مجبوری ظلم کی برداشت کرتی ہے یہ سنکر دیوان صوبہ کے نام فرمان روانہ کیا کہ خالصہ
شریفہ جاگیرداروں سے کوئی متنفس کسی گاؤں یا پرگنہ کا ٹھیکہ نہ دیا جائے بلکہ کوئی عمل خلاف قانون رعایا سے زیادہ طلبی کا مستحق نہیں مضمون فرمان ہذا سے سید اعظم امین وغیرہ کو بھی اطلاع
کر دی جائیں تا خلاف حکم کوئی اس میں تعمیل کرے سے بادشاہ کو ایک عرصہ سے استیصال اجپوتانہ مد نظر رہا کرتا تھا بادشاہ کا خاص منشاء یہ تھا کہ حاکم اور محکوم میں امتیاز ضروری بلکہ لازمی
امر مانا گیا ہے چونکہ اجپوتانہ والے زمیندار اگرچہ بظاہر اطاعت کرتے رہے تھے مگر اکثر انکی حرکات و سکنات ایسی ہوا کرتی تھیں جس سے حاکم اعلیٰ کی طبیعت کو ناگوار گذرتا تھا آخر ش ایک روز
بادشاہ با فوج جرار دار الخلافہ سے بارادہ استیصال اجپوتانہ اجمیر تشریف لایا اور فرمان بھیجکر ناظم صوبہ کو احمد آباد سے طلب کیا عمدۃ الملک حسب الحکم بجمعیت لشکر شائستہ گیارہ روز کے
عرصہ میں داخل اجمیر ہوا۔ فرمان کے ساتھ یہ بھی لکھدیا گیا تھا کہ خزانہ احمد آباد میں ایکسو پچاس اشرفی اور تین لاکھ روپئے نقد موجود ہونیکی اطلاع مل چکی ہے لہذا خزانہ بھی ضرور ہمراہ لیتے
بلکہ اس امر میں دیوان صوبہ کے نام علیحدہ تحریر بھیج چکا تھی حسب الحکم دیوان صوبہ نے زر نقد مذکور ناظم صوبہ محمد امین خان کے ہمراہ حضور میں روانہ کر دیا عمدۃ الملک محمد امین خان کو بعد
چند روز رخصت گجرات حاصل ہوئی اور فوراً روانہ ہو کر داخل احمد آباد ہوا۔ قلعہ بھدر کی مسجد اور حمام مدرسہ دار الشفا وغیرہ عمارات مرمت طلب ہو رہی تھیں حضور سے
حسب آورد ایکہزار پانسو کی منظوری حاصل ہوئی۔ حضور کو یہ اطلاع ہوئی کہ احمد آباد میں قوم نزیل پیشہ تار کشی ایکد تسبیحے متعلق ہیں سرکاری ٹکسال میں چاندی وغیرہ گلانا کام بھی کرتے
کرتے ہیں مگر خیانت طبعیت انکو ایسا مجبور کرتی ہے کہ عموماً کسی سے سرکو پیتل بقلیل نہیں کیا جاتا یہ سنکر حکم فرمایا کہ کسب ہنر کو پوشیدہ رکھنا شرع شریف میں ناجائز مانا گیا ہے اگر یہ بات بشرط صدق
ہو تو فرق کسب کی طرف کردیا جائے تا اور بھی بندگان خدا کسب ہنر سے محروم نہ رہیں اسی سال یہ بھی حکم ہوا کہ پرگنہ بیسلنگر مضاف صوبہ احمد آباد کا رسول نگر نام رکھا گیا ہے دفتر دیوانی میں سابق کا نام منسوخ
ہو کر رسول نگر تحریر کر دیا جائے۔ اسی عرصہ میں محمد منعم نامی شاہی چیلہ عطر کشی میں نہایت مشہور تھا عطر گلاب تیار کرنے کیلئے داخل احمد آباد ہو کر باغات شاہی میں فروکش ہوا اور جسقدر گلاب پیدا ہوا تھا
سب کو کسب کر کے عطر کھینچ لیا اور عرصہ قلیل میں تیار کر کے سارا عطر ہمراہ لیکر گیا ۱۰۸۸ ہجری میں دیوان صوبہ کو تمام فرمان صادر ہوا کہ تعزیر بالمال شرعاً جائز نہیں جو مجرم قرار دیا جائے اسکا مال لیکر ہرگز ضبط نہوا
بلکہ بر خلاف اسکی تعزیر جرم بالذات تعلق ہے نہ بالمال اسکو سزا دیجائے لہذا جمیع عاملان محالات خالصہ شریفہ کو اطلاع دیجاتی ہے کہ جو شخص مرتکب ... زمیندار خواہ باشند ونسبی قصد تقصیر ہوا اسکو

...موافق کرکے سزا دیجائے خواہ قید کردیا جائے یا خدمت سے برطرف ہو خواہ اخراج بلد کی سزا تجویز کردیجائے بھی سزائیں مجرم کو متنبہ کردینی ہیں آخر یا لمال اور بیچ شرخ اور ڈسپٹ شاہی ہیں مستنا بحیر ہیں دیوانصوبے
...ہوا کہ فی الحال شاہزادہ عالیجاہ محمد اعظم شاہ مہم دکن پر مامور ہے احمد آباد کی خزانہ میں جسقدر روپیہ جمع ہو سارا کا سارا اسکے پاس بھیجدیا جائے تاکہ متصدی سورت بھی محمد بیگ سورت کا خزانہ شریک کرکے شاہزادہ موصوف
...بمت میں اورنگ آباد پہونچا دیا جائے کیونکہ فی الحال غیاث الدین متصدی سابق تغیر ہوکر محمد بیگ مامور ہے اسکے پاس مع جمعیت صوبہ روانہ کردیا جائے خاص کر یہ اطراف پرگنات میں کوئی مسلمان لاوارث فوت ہو جائے
...مال کا فاضل بیت المال خود موقع میں شریک ہوکر تجہیز و تکفین کرکے دیا کرے اور جو کچھ بیت المال میں لایا جاوے اسی سال محمد بیگ متصدی سورت کو کارطلب خان کا خطاب عنایت ہوا۔

...م سنگھ ولد رانا کا قصبہ پٹن نگر و بھیلنگر کو لوٹکر پلٹ جانا اور راجہ ایڈر کا اپنے ملک پر قبضہ کرنا اور محمد بہلول شیروانی کی کوشش سے مسخر ہونا ایڈر کا اور مارا جانا راجہ کا

...میں افواج قاہرہ سلطانی اجمیر کی تنبیہ اور خصوصاً رانا مقہور کی گوشمالی کیلئے مامور تعینات تھیں رانائے مقہور کو غلبۂ و جلال سلطانی کیوجہ اطمینانی سے مفتوحہ ہوا اور ملک کو ویران کرکے نہ رہا ایسے مردود پہاڑ میں
...روپوش بھاگ گیا جب بادشاہ کی سواری چیتور میں رونق افروز رہی رانا مقہور کو بھاگنے سے باہر آنے کی جرأت نہوئی آخر کش کھیر کر اپنے لڑکے بھیم سنگھ کو ڈونگر پور سے لکالا اور جمعیت متفرق گجرات کو لوٹنے
...بھیجدیا اگرچہ بھیم سنگھ بحکم رانا حدود گجرات میں داخل ہوا مگر دبدبہ افواج سلطانی کیوجہ سے زیادہ آگے بڑھنے کی جرأت نہوئی محض سرحدی مقامات تک آیا تھا کہ قصبہ پٹن نگر اور بھیلنگر وغیرہ کو غارت کرکے مال غنیمت لیکر چلا گیا
...بدارایڈر جو تسلط میں تھا اور ایڈر میں جانے کی جرأت نہوتی تھی کیفیت دیکھ کر گروہ راجپوتان افواج کی معاونت سے قلعہ ایڈر کا قابض و متصرف ہوگیا مورخ اپنے بزرگوں کی زبانی کیفیت سنکی نقل و عام
...نہیں بھی یہ بات مشہور کہ جب سیندار ایڈر کا قابض ہوگیا ناظم صوبہ محمد امین خان نے بارادہ تسخیر ایڈر سپاہیہ سے بہلول شیرانی کو آمادہ کیا اور ہر طرح کی مدادی اطمینان دلا کر جمعیت معقول دلائی یا محمد بہلول
...خان جوانمرد جری بہادر تھا اپنے ہمقوم سپاہیوں اور عزیز و اقارب کا معتمد گروہ منتخب کرکے ہمراہ لیا بعض سپاہیوں کو سوار کر نہ بتیس ہوئے اور کو لکری کرا کے پیادہ بتجویز ہوئیں غرض احمد آباد سے رخصت ہوکر قصبہ ابرابخ
...میں داخل ہوا اور وہاں کی قصبات بستی دیہات لگے وہ نوکر رکھکر بھرا لیا چونکہ یہ قوم ایڈر کی اکثر ان سے واقف تھی سیندار کو اسکی اطلاع ہوئی کہ جب فاتح اجل مانند ملک الموت سر پر موجود ہوگئی تو وہ نہیں یا وہ میں بچا ہوا تھا کہ
...قلعہ ایڈر نہایت مستحکم اور پہاڑ کی چوٹی پر واقع ہے یہ کسکا جگر ہے کہ اپنی جان دیکر کرکے یہاں تک پہنچ اور بیچ پہونچگا وہ اسی پندار میں بیٹھکر بے فکر بیٹھا ہوتا کہ محمد بہلول شیرانی مانند تیر شہابی جلد پہونچا
...زمیندار ایسے سنبھلنے نہ پایا تھا کہ قلعہ کی راہیں بند کرکے گھر آتا فاتح کرنے نہ پایا زمیندار کو آتشیں جب دشمن جان مانند ملک الموت سر پر موجود ہوگیا یہ دیکھکر زمیندار ہیبت کھا گیا
...اسباب میں نہ تدبیر بن سکی نہ بھاگنے کی جا باقی رہا آخر الامر حفاظت تو پہلے سے مسدود ہوچکی تھی کوئی راستہ ایسا تھا کہ جس سے اپنی حفاظت کرسکتا محض ایک راہ فرار کھلی ہوئی تھی انجام کار اسی راستہ اختیار کی اور اپنی جان بچا کر زندہ
...سلامت فرار ہوکر تن تنہا بھاگ نکلا اور کوہ میں منتشر ہو کر پوشیدہ ہوگیا اسکے بعد محمد بہلول نے سیندار کی تلاش کرتا ہوا اسکی محل میں داخل ہوا ہر چند تلاش کی کوئی نہ ملا تو محل کا اسباب اٹھا کر رکھا مگر زمیندار کا کہیں سراغ
...نہ ملا غرض بعد فتح قلعہ کا انتظام کیا اور اکثر راجپوت معرکہ جنگ سے زندہ بچکر پہاڑوں میں چھپے تھے انکو گرفتار کرکے مقید کیا راجہ کی ہر چند تلاش کی کہیں پتہ نہ لگا ایک روز یہ اتفاق پیش آیا کہ محمد بہلول کے
...چند سپاہی پہاڑ کی اطراف و جوانب سیر کر رہے تھے ایک غار کو دیکھا تو تلاش شروع کی پتھر ہٹا کر دیکھا کہ ایک راجپوت مرا ہوا پڑا ہے جب بغور نظر کی تو کانوں میں بالیاں تھیں نکلی ہوئیں کنگن وغیرہ زیور بھی
...تھا قرینہ قیاس نے ثابت کردیا کہ یہی ایڈر کا راجہ ہے شاید بخوف گرفتاری بھاگ کر وہ یہاں روپوش ہوا ہوگا اور یقیناً افیون کا عادی ہوگا اور مقیم ہوکر یہاں تنہا پاؤں سست ہوکر طاقت رفتار باقی
...نہ رہی ہوگی علاوہ اسکی ناامیدی و بیم و ہراس کی فراوانی سے وہیں تنہا بیٹھا رہا اور بھوکا رہا آخر کش بچپن کی نازبرداری و خوفناک سین کی ہراساں تکلیف اور بیمار رہا اپنی جان ناتوان قابض ارواح
...کے سپرد کردی خاک و تبے اسے دفعۃ محض بدبخت خیال کرکے سارا زیور اتار لیا اور سر دھڑ سے جدا کرکے محمد بہلول شیرانی کی خدمت میں پیش کیا محمد بہلول نے صداقت کیلئے سر بریدہ راجہ کی محل میں بھجوا دیا بیچاری
...مستورات نے سر راجہ کی شناخت کی اور ماتم ناگہانی سے شرارت پیدا ہوکر آہ و زاری کرنے لگیں یہاں ماتم برپا ہو رہا تھا اور محمد بہلول نے سر راجہ کو قید بدوں سے بھیجا ناظم صوبہ کی خدمت میں روانہ کیا محمد خان نے ایڈر کی مسخر
...ہونیکی کچھ حقیقت قلمبند کرکے حضور میں روانہ کی اور محمد بہلول شیرانی کی بہادری کی تحسین و آفرین فرمائی فتح نامہ لکھکر حضور میں محمد بہلول کی خدمت تا پہنچا بادشاہی یہ ایڈر کی فوجداری مع اضافہ منصب
...مرحمت فرمائی قاضی القضاۃ شیخ الاسلام کی مہری فرد پڑھی گئی جسمیں یہ بات ثابت ہوئی کہ اکثر اوقات سوداگر غیر بلاد سے گھوڑے لا لا کر یہاں فروخت کیا کرتے ہیں اور جو سپاہی یا سرکار شوق سے گھوڑے خریدتے ہیں انکو
...گھوڑا خرید کرنا ہوتا ہے متصدیان نخاس کوئی رقم وصول نہیں لیتے علاوہ اسکے جو لوگ تجارت وغیرہ کیلئے خرید کرتے ہیں انسے بابت خریداری کے بھی لیجاتی ہے اور یہ کوئی بات از روئے شرع شریف مجوزہ نہیں
...سمجھی جاتی بنا برآن دیوان صوبہ کے نام حکم صادر ہوا کہ جو شخص خواہ نوکری یا تجارت وغیرہ کیلئے گھوڑا خرید کرے تو خریدار سے کوئی رقم نہ لیجائے اور فروخت کرنیوالے سے حسب قانون سابقہ محصول لیا جاوے۔

تعین ہونا جزیہ کا اہل ذمی پر بیچ کل ممالک محروسہ مین

بادشاہ بذات خود عالم و فاضل اور عالم دوست تھا اسلئے ہمیشہ یہی ارادہ رہا کہ ہر کام برخلاف قانون شرع شریف واقع نہو بلکہ تمام وارومدار سلطنت شرع متین کے بموجب مین مروج کردے جائین تا باعث استحکام سلطنت موجب فلاح رعایا حاصل ہو جب بادشاہ کو علمائے اسلام کی طرف راغب دیکھا تو سب متفق ہو کر کتب فقہ منتخب کرکے مسئلہ جزیہ پیش کیا اور عرض کی کہ حضور کل ممالک محروسہ مین ذمی قوم جسقدر آباد ہے اون سے حسب قانون شرع جزیہ لینا جائز رکھا گیا ہے اور جزیہ وصول کرنیکی تفصیل ذیل مین مندرج ہے

اول ذمی کتابی (یہود و نصاریٰ) اور مجوسی و بت پرست عجمی سے جزیہ لینا جائز ہے۔ بت پرست حربی (دار الحرب کے رہنے والے) اور مرتد سے جائز نہین بلکہ نابالغ مرد و عورت اور لونڈی غلام اور عاجز اور دست و پا بریدہ اور نابینا اور دیوانہ اور اوس جو کبھی دیوانہ ہو . . اور کاسب ہو ہوشیار اور فقیر بیکار ان شخصون سے جزیہ نہ لیا جاوے گا۔

دوسرا جزیہ بارہ درم فقیر سے اور چوبیس درم متوسط سے اور اڑتالیس درم غنی سے ہر سال لینے کی اجازت دیگئی ہے اگرچہ ہندوستان مین درم مروج نہین لیکن بعوض بارہ درم تین تولہ اور ایک ماشہ تین رتی چاندی لیجئے اور دگنی متوسط سے اور چوگنی غنی سے ہر سال وصول کیجاوے بلکہ اسقدر احتیاط شرط ہے کہ بعوض درم روپیہ مروجہ نہ لیا جاوے۔ اور بر تقدیر ذمی بعوض درم روپیہ حاضر کرے تو اسیقدر وزن کرکے بمقدار چاندی روپیہ بھی جائز رکھا گیا ہے اور جب درم کا رواج جاری ہو جاویگا پھر ساری جاجتین برطرف ہو جائین گی۔

تیسرا۔ اہل ذمی کی نسبت تفسیر شریف مین اگرچہ اختلاف واقعہ ہے تاہم بحکم تفسیر التعمیل۔ غنی وہ سمجھا جائیگا جسکی ملک دس ہزار درم یا اوس سے زیادہ ہو اور متوسط وہ مانا جائیگا جسکی ملک دوسو درم سے زیادہ ہو اور فقیر کی ملک دوسو درم سے کم ہو یہ تینون فریق جزیہ دینے کے مستحق ہین علاوہ اونکے ایسے بھی ہین جنکی ملک کچھ نہین ہوتی محض کسب معیشت یا مزدوری وغیرہ سے اپنے بال بچونکی پرورش کرتا ہو اوس سے جزیہ لیا جائیگا علاوہ اسکے اور لوگ جزیہ دینے سے مستثنے نہین کئے گئے ہین۔

چوتھا عامل جزیہ اہل ذمی سے جزیہ اسطرح وصول کرے کہ ذمی جزیہ لئے ہوئے بذات خود حاضر ہو کر مقابل عامل کھڑا رہے اور درم یا نقرہ جو بعوض جزیہ لایا ہو وہ اپنے ہاتھ مین رکھکر عامل کے سامنے پیش کرے اور عامل یہ الفاظ (اے ذمی جزیہ دو) کہکے اوسکے ہاتھ سے اوٹھالیوے اور ذمی جزیہ لیکر بذات خود حاضر ہو وکیل یا نائب کے ساتھ جزیہ نہ بھیجے اور جزیہ لینے والا عامل جزیہ معاف کرنے کی نیت نکرے۔

پانچوان جزیہ قائم ہونیکے بعد ایک سال کی رقم غنی سے ایک مشت اور متوسط سے دو قسط اور فقیر سے چار قسط لی جائیگی۔

چھٹا ذمی اسلام قبول کرکے مسلمان ہو جاوے یا اوسی حالت مین فوت ہو تو جزیہ ساقط ہوگا

ساتوان اہل ذمی پر جزیہ جاری کرنیسے پہلے کوئی ذمی بالغ ہو گیا یا کوئی غلام آزاد ہوا یا پہلے ذمی حربی تھا اور اب ذمی ہوا خواہ کوئی مریض تندرست ہو گیا تو ایسے لوگون سے اوس سال کا بہر حالت کے مطابق مقرر کرکے وصول لیا جائیگا۔ یا اہل ذمی پر جزیہ جاری کرنیکے بعد کوئی ذمی بالغ ہوا یا کوئی غلام آزاد ہو گیا یا کسی حربی نے جزیہ دینا قبول کیا یا کسی مریض نے صحت حال کی تو ایسے لوگون سے اوس سال کا جزیہ وصول نہ لیا جائیگا۔

آٹھوان کوئی ذمی بعض سال غنی ہو گیا اور بعض فقیر تو جس حالت کو غلبہ ہوگا اوسی کے مطابق جزیہ لیا جائیگا چنانچہ حالت غنا کو غلبہ واقع ہوا تو غنی کا جزیہ لیا جاوے ورنہ فقیر کا اور اگر چھ مہینے غنی رہا اور چھ مہینے فقیر تو متوسط کا جزیہ لیا جائیگا۔

نوان کوئی ذمی چھ مہینے سے زیادہ بیمار رہا تو اوس سال کا ساقط ہو جائیگا۔

ا ہ نے محکمۂ جزیہ معین فرما کر عنایت اللہ خان کو سپرد کیا اور تاکیدی حکم سنایا گیا کہ علاوہ اوسکے کوئی ملازم سرکار محکمۂ جزیہ مین دست اندازی نکرے حسب قانون
ع شریف تمام دیون سے جزیہ وصول کرنیکا اختیار عنایت اللہ خان کو دیا گیا ہے جب محکمۂ جزیہ خانصاحب موصوف کے سپرد ہوا تو آپنے ہر ضلع سے دینداد
یانت و آزادی منتخب کرکے امین مقرر کئے یہ خانصاحب موصوف کی حسن کارروائی تھی جو محکمۂ جزیہ سے ہر سال قریباً پانچ لاکھ روپیہ خزانۂ عامرہ مین داخل
لنے لگا۔ اسی سال عہدہ جلیل القدر منصب دیوانی محمد شریف سے تغیر کرکے وزارت پناہ محمد لطیف کو مرحمت فرمایا اور رشید النور خان کو فوجداری گودہرہ سے
ریسکے ملتفت خان کو مرحمت فرمائی۔ قاضی القضاۃ شیخ الاسلام خان کی فرد مہری پروانہ سے بادشاہی حکم صادر ہوا احمد آباد مین کوئی غیر مذہب والا مشرف باسلام
و بعد قبول اسلام مرد کی ختنہ کی جاسے اور جبتک صحت نہو ہر روز دو ٹنکے عالمگیری خزانۂ عامرہ سے خوراکی کے لئے ملا کرین اور عورت کو تا انقضای زمانۂ عدت
وو ٹنکے دلوادے جائین اور بعد اوس کے فریقین کے لئے سال بھر تک استعمالی کپڑون کا انتظام کر دیا جاے۔ ناظم صوبہ کی تحریر سے حضور کا حکم صادر ہوا کہ چھ مہینے
ۃ قلعہ چاپانیر مین مہیا کر دیا جاسے۔ اسی سال رعایاے خالصہ و جاگیرداروں کی نسبت فی لاکھ دام سو روپیہ جزیہ کا معین کیا گیا۔ ملتفت خان کو گودہرہ کی
بداری سے متبدل کرکے سید ظہور کو تفویض ہوئی اور بعد چند روز پھر تغیر ہو کر دولت سومرہ کو ملی۔ سومرہ زمرۂ سرداران کوکلی گجرات مین شامل تھا سنہ ۱۰۹۱ھ مین
ۃ الملک مدار المہام اسد خان کا مہری فرمان بنام دیوان صوبہ صادر ہوا نقل بجنسہ تحریر ہے

ہل اسلام سے زکوٰۃ لینے کا فرمان بمہر جمدۃ الملک مدار المہام اسد خان صادر ہوا

ع پانچوین شہر ربیع الاول سنہ ۲۵ جلوس مبارک وزارت پناہ رفعت دستگاہ محفوظ رہین ہم جانتے ہین کہ اہالیان اسلام عموماً بہ نسبت اہل کفار بادشاہی عنایتون
ے ہمیشہ مفتخر و ممتاز شمار کئے جاتے ہین چنانچہ جس زمانہ مین کہ ممالک محروسہ کے کل صوبجات مین زکوٰۃ لینے کا فرمان جاری کیا گیا ہم نے محض عنایات
ایات و توجہات والا سے یہ گروہ مستثنی رکھا تھا کل ممالک محروسہ مین کسی مسلمان سے زکوٰۃ نہ لیجاتی تھی مگر فی زمانناً ہمکو دریافت ہوا کہ بعض
لمان بطمع دنیاوی گرفتار ہو کر مال کفار اپنے ساتھ شامل کرکے مال اپنا ہی بتا کر سرکاری متصدیون کو دہوکا دیکر کافرون کو زکوٰۃ سے محفوظ رکھے جاتے
اس امر مین دو نقصان متصور ہین ایک یہ کہ بحصول زکوٰۃ بلا استحقاق غیر مذہب والون کو یعنی کافرون کو ملتا ہے اور بیت المال کا نقصان جس سے
مسلمانون کی حق تلفی ہوتی ہے اور دوسرا یہ کہ اہل اسلام خائن ہو کر باتوں عتاب اخروی سمجھے جاتے ہین ہم نہین پسند کرسکتے کہ اہالیان اسلام ہمارے سایۂ عاطفت
یسی قسم کا خسارہ حاصل کرین چونکہ اکثر مسلمان ایسے بھی ہین جنپر زکوٰۃ واجب الادا ہے اور نہ ادا کرنے سے ذمہ دار اخروی سمجھے جاتے ہین ایسون
سے زکوٰۃ لینا باعث نجات ہے لہذا تمام ابواب پر نظر رکھکر حکم فرمایا جاتا ہے کہ متصدیان مہمات و کارپردازان معاملات کل ممالک محروسہ و دیانت
ین کر بعد رعایت شرائط جو سابقاً اسی ضمن مین تحریر ہو چکی ہین بمعرفت کارپردازان محکمۂ زکوٰۃ چالیسوان حصہ مسلمانون سے وصول لیا جاسے بلکہ احتیاط
نم و واجب ہے کہ علاوہ زکوٰۃ واجب کسی قسم کی کمی بیشی واقع نہو اور اگر اس امر مین کوئی مقدمہ برپا ہو تو علما کے سامنے پیش کر دیا جاسے تا بمشورۂ
ضی و مفتی حسب قانون شرع شریف فیصلہ پذیر ہو لازم کہ ان وزارت پناہ تمامی صوبۂ گجرات مین حسب الحکم والا تعمیل کرین۔

بیان شرائط زکوٰۃ

شرط اول زکوٰۃ دینے والا آزاد ہو اور بالغ اور عاقل ہو یعنی یہ سب صفتین موجود ہون اور مال تجارت بلا شرکت غیر بقدر نصاب جو دن درم
ارسے کم نہو اور ایک جگہ سے دوسری جگہ لیجاتے عاشر کے پاس سے ہو کر گذرے اور وہ مال مالک کی حوائج ضروری اور قرضہ سے مبرا ہو اور بعد ادا

قرضہ بقدر نصاب باقی رہتا ہو اور اوسپر ایک سال کا عرصہ بھی گذر چکا ہو تو زکوٰۃ لی جائیگی۔

شرط دوسری خود تاجر بالذات یا وکیل تاجر مال تجارت لئے ہوئے بہ نیت ادائے زکوٰۃ عاشر کے پاس حاضر ہو اور زکوٰۃ کی تمام شرائط تحقیق ہو کر ثابت ہو جائے تو زکوٰۃ دینے کا مستحق مانا جائیگا۔

شرط تیسری کسی تاجر نے اپنے غلام کو مال تجارت سپرد کر کے خرید و فروخت کا اختیار دیا ہو اور مال لئے ہوئے عاشر کے پاس حاضر ہو۔ یا وہ غلام جسکو مالک نے معہ مال آزاد کیا ہو اور قرضہ سے بری ہو تو دونون سے مالک کی موجودگی مین زکوٰۃ لیجائیگی اور مالک کی غیر حاضری زکوٰۃ دینے سے مستثنیٰ رکھی گئی۔

شرط چوتھی کسی تاجر نے اپنا مال بشرط منافع دوسرے کو سپرد کیا ہو اور اوس مال سے منفعت ہونیکی امید کیجاتی ہو یا بقدر نصاب منافع حاصل ہوا ہو تو بعد ثبوت شرائط زکوٰۃ بقدر منافع زکوٰۃ دینے کا مستحق ہوگا۔

شرط پانچوین کوئی مسلمان معہ مال حاضر ہو کر یہ بات کہے کہ اس کو ایک سال کا عرصہ نہین گذرا یا مین مقروض ہون اور بعد ادائے قرضہ مال بقدر نصاب باقی نہین رہتا۔ یا مال تجارت لیکر شہر سے باہر آنیکے پہلے حق زکوٰۃ فقیرون کو دیا گیا ہے یا زکوٰۃ واجب عاشر سابق کو ادا کر دی گئی ہے اور اوس سال اس سے پیشتر اوس عہدہ پر ایک عاشر کی کارروائی تحقیق ہو جائے۔ یہ بات ظاہر کرے کہ یہ مال تجارت کے لئے نہین لایا گیا۔ یا یہ مال واجب الزکوٰۃ نہین اور بسبب عدم وجوب زکوٰۃ بھی بیان کرے۔ یا یہ بات کہے کہ یہ مال خاص میری ملک نہین کسی تاجر نے منافع کا حصہ معیّن کر کے مجکو دیا گیا ہے۔ یا امانتاً بطور سرمایہ سپرد کیا گیا ہے۔ یا مین صاحب مال کا ملازم ہون یا وصی خواہ مکاتب (جسکو مالک نے معہ مال آزاد کیا ہو) یا غلام ہون۔ غرض تمامی اقوال مرقوم الصدر سے جو قول اوسکا بقسمیہ تصدیق ہو جائے تو زکوٰۃ سے بری رکھا جائیگا۔

شرط چھٹی کوئی مسلمان معہ مال تجارت یہ ظاہر کرے کہ شہر سے رخصت ہونیکے بعد اسکے زکوٰۃ فقیرون کو دی گئی ہے یا عاشر سابق کو ادا ہو چکی ہے بشرطیکہ اوس سال کوئی عاشر محکمۂ زکوٰۃ مین مقرر نہ ہوا ہو تو اوس کا بیان غلط سمجھا جائیگا اور زکوٰۃ ضرور لیجائیگی

شرط ساتوین کوئی تاجر یہ ظاہر کرے کہ یہ مال فلان جنس سے اور عاشر کو شک واقع ہو تو کھلوا کر دیکھ لیا جاوے اور کھلوانے سے نقصان متصور ہو تو مالک کی قسم پر اعتماد کر کے اوسی قدر زکوٰۃ وصول لیجاوے اور درصورت عدم نقصان تحقیق مال ہو کر حسب شرائط زکوٰۃ وصول لی جائے۔

شرط آٹھوین کسی کی ملک از قسم زر نقد یا جنس مال تجارت کی موجود ہو اور ایک سال کا عرصہ نگذرا ہو کہ اوس نے اوسی مال سے دوسری اجناس تجارت خرید کری اور زمانہ مابقی سال اوسپر گذر جائے تو مال موجودہ کی زکوٰۃ لی جائے گی۔

سنہ ۹۲ ہجری مین قحط شدید کا واقعہ ہونا

زمانہ کی نیرنگیان طرح طرح کے رنگ بدل بدل کر ایک عالم کو حیرت مین ڈال دیتی ہین جب صوبہ گجرات مین عالمگیر ایسا بادشاہ سایہ افگن ہوا اور کسی قدر خلق اللہ امن و امان مین بسر کرنے لگی۔ بھلا آسمان کو یہ آرام کیون پسند ہونے لگا دفعتاً پالیں بدل ڈالین اور تو کچھ نہ بن پڑی فقط وَاَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً جو اوسکی طرف سے بہنے والا آبدار ان تھا اوسکو روک کر قحط ڈالدیا۔ سارا جیٹھ گذر اساڑھ بھی آدھا اور پر نکل چکا پانی نہ برسا تھا نہ برسا لوگون کی بندھی ہوئی امیدین چھوٹ چھوٹ کر رونے لگین ادھر آسمان بیرحم ہو گیا ادھر اہل دول غریبون کو ذبح کرنے لگے شہر کا سارا ذخیرہ گھسیٹ کر اپنی کوٹھیون مین بھر دیا آسمان پر قحط پانی اور زمین پر قحط غلہ نے بنا بنا کر ڈراونی صورتین لوگون کو دکھا دین خلق اللہ نہایت پریشان ہوئی فریاد آہ و نالہ زمین سے آسمان تک پہونچنے لگی مگر کسی کو رحم نہ آتا تھا نہ آیا جب

اہل دول کی کوٹھیوں مین داخل ہو گیا معمولی نرخ کا بازار سرد ہوکر گرما گرمی سے مہنگا بکنے لگا۔ ایسی پریشانیوں میں حضرت رمضان مہینا بھر کیلئے مہمان ہوکر تشریف فرما ہوئے انکے
قدم شریف سے فاقہ کشونکو سہارا سا ملگیا خدا خدا کرکے حضرت کی مہمانداری کا پورا مہینا بسر کیا اب آئی عید ہر گھر سے بعوض نعرہا ے خوشی نالہا ے آہ و بکا کی صدائین بلند ہوئی
مین بیچارے فاقہ کش دل بہلانیکو بلی بال بچونکو لیکر بازار عید مین سیر و تماشا کر رہے تھے اودھر سے محمد امین خانکی سواری حسب دستور بجلوس شاہانہ عیدگاہ سے لوٹکر بازار
کی رونق افزا ہوئی گروہ فاقہ کش صوبہ کی سواری دیکھکر فریاد و فغان کرنے لگا اونکا مدعا یہ تھا کہ شاید ناظم صوبہ ہمارے حال پر رحم فرماکر انکا کچھ انتظام کریگا مگر یہان اونکا
پیدا ہوا چنانچہ ابوبکر نامی فتنہ انگیز بزرگون کی نام کو بدنام کرنیوالا ساری خدائی مین مشہور قضا ے الٰہی سے اوس انبوہ کثیر اور جم غفیر مین موجود ہو گیا۔ فسادی آدمی کی عادت ہے
ایسے مواقعہ مین شریک ہوکر خواہ مخواہ تحریک کر دیتا ہے لوگونمین مادہ تیار تھا ابوبکر کی تحریک نے اونکو ڈھیلے کا بہانہ کر دیا خلق اللہ فریاد الجوع الجوع پکارتی ہوئی سواری
کے قریب پہونچی اور اعتدال سے گذر کر پہلے بدزبانی شروع کی اور پھر ڈھیلے۔ پتھر خاک دھول صوبہ کی سواری پر پڑنے لگی گویا دیوانہ را ہوئے بس است کا مضمون ہو گیا۔ ع زبک
مشت جملہ شوریدہ کار۔ بپا شد فتنہ برخواست از بر کنار۔ چنان الشتی فتنہ کر دید تیز۔ چہ گفتی دران شہر شد رستخیز۔ محمد امین خانکی جلو والے سپاہیون نے یہ بے اعتدالی دیکھی تاب
نہ لا سکے ہتیار دونسے ڈرا دھمکا کر دھمکانے لگے محمد امین خان نہایت ذی عقل صاحب فراست تھا سپاہیونکو روک تھام کرکے بلوا ے عام سے بحکمت عملی صحیح و سالم قلعہ
میں پہونچ گیا اور ساری کیفیت قلمبند کرکے حضور مین عرض کی واقعہ نگار بھی لکھ چکا تھا سو سننے پر سمجھا گیا سنتے ہی بادشاہ نہایت برہم ہوا غضب سلطانی نمونہ
قہر الٰہی الامان الامان فرمان قتل پر مہر ہوکر روانہ ہوا صاف لکھا تھا کہ بلوائی بدمعاش زیر تیغ بیدریغ بیٹھا ے جائین مگر واہ رے ناظم صوبہ جا کم ہو تو ایسا ہو اوس نے
ٹال دیا کہ یہ بلوا ے عام تھا معلوم کون کون شریک تھے ناحق بیگناہون کا مظلمہ میرے سر پر رکھا جاے اور ساری عمر کی کمائی مفت برباد ہوکر نیکی کے بدلے بدی کا پھل ملے میں
نہیں سمجھتا ہون عام لوگ سارے بیگناہ تھے ابوبکر اگر شریک ہوکر تحریک نکرتا کبھی یہ حرکت ظہور مین نہ آتی اس سے بہتر یہی ہے کہ بانی فساد شریر النفس کا قصہ وجود منہدم
کر دینا سب سے افضل ہوگا مگر وہ بھی ایسے حیلے سے کہ عوام کو ثابت نہو رازداران کار سمجھ لین گے یہ سوچکر ایک ضیافت معین کی اور جمیع اصحاب عمایدہ و مشایخ
اہل شہر کو مدعو کیا ابوبکر کو بھی دعوت دی گئی ع بہر کرا تیغ زبان آزار ہر دم میکند۔ بہ کہ تجویز زہر و خلال از نیش کژدم میکند۔ جب اہل ضیافت تشریف لائے اور دسترخوان
کی مرتب ہوا بہ نرم زبانی آؤ بھگت کرکے شیخ ابوبکر کو اپنے پاس بلا بٹھایا جب کھانا کھانیسے فرصت حاصل ہوئی محمد خان نے بڑی دانائی سے دشمن نادان کی
مہمانداری کے لئے ایک خربزہ پہلے سے مسموم کر رکھا تھا قاشین کاٹ کاٹ کر اپنے ہاتھ سے کھلائین اور حضار سے شیخ صاحب کی بہت کچھ ثنا و صفت بیان کی
وہ بیوقوف غافل از کار دشمن ایسا محو تھا کہ گویا خود رفتہ ہو گیا تھا اوس نے یہ بھی نہ خیال کیا کہ ناظم صوبہ نے مجھ ناچیز کو باعزاز تمام اپنے پاس بٹھایا اور علاوہ کھانا
کے خربزہ مخصوص میرے لئے ارزاں کیا یہ خالی از علت نہ ہوگا مگر بات کیا تھی کہ وہ اپنی ناظم صوبہ کی آؤ بھگت باعث تعزز سمجھا ہوا تھا اسی محویت مین سارا
مسموم خربزہ ہڑپ کر گیا۔ ع برخوان دہر دست ارادت مکن دراز۔ کالودہ کردہ اند بزہر این نوالہ را۔ خربزہ کہانا تھا کہ زہر نے تمام جسم مین اثر پیدا کیا شیخ کی
حالت غیر ہونے لگی مجلس سے اوٹھکر گھر کو جانے لگا۔ محمد امین نے فرمایا اے شیخ باین عجلت کہان جواب دیا کہ اوسی گھر مین جو میرے لئے مرتب کیا گیا ہے کہتے ہین جا
جانے جانے خانہ تک وہ تاریک مین چلا گیا جو ابتک باہر نہ آیا۔

اوسی سال قدوۃ المحققین اسوۃ المدققین جامع منقول حاوی معقول ملا احمد بن سلیمان نے اس خاکدان دنیا ے دنی سے رحلت فرمائی۔ محمد امین خان ناظم صوبہ
چند روز سے تحکمہ علالت مین بیمار رہکر بائیس جمادی الثانی سنہ ۱۰۹۳ھ کو چپ چاپ وقت نیم شب راہی صوبہ بقا ہوا اندرون قلعہ بھدر متصل دروازہ کچہری انکا
دفن کیا گیا مزار پر ایک گنبد عالیشان اور پہلو مین ایک مسجد تعمیر کی ہوئی ہے ابتک موجود ہے بعد چند روز لاش محمد خان نقل کرکے جاے متبرک مین لیجا کر
دفن کر دی۔ کسی شاعر نے (محمد امین خان مردہ) لکھی تھی۔ دیوان صوبہ محمد لطیف محررون کو ہمراہ لیکر محمد امین خان کا سارا مال و اسباب قلمبند کرکے سرکار
مین ضبط کیا اور کل کیفیت حضور مین گذارش کر دی شاید واقعہ نگار یا کسی اور کی تحریر سے یہ دریافت ہوا کہ کارپردازان خانگی نے محمد امین خانکی مرنیکی خبر چند

تھا اس غرض سی پوشیدہ رکھی تھی کہ مال و اسباب مین تغلب و تصرف حاطر خواہ کردیا جاوی۔ لہذا ضرور کچھ کچھ دال مین دال مین کالا ضرور ہوا یہ سنکر دیوان صوبہ کے نام حکم صادر ہوا کہ محمد امین خان مرحوم سے کل کارخانہ ضبط کئی جائین اوسمین کسی قسم کی فروگذاشت واقعہ نہو اور اگر کوئی بات برخلاف ظہور مین آئیگی تو علاوہ باز خواست مجرم قرار دیا جائیگا اور تا انتظام ناظم صوبہ جدید سپاہیان تھانہ و سرحدی بدستور سابق اپنی اپنی جگہ قایم رکھے جائین اور تنخواہ سرکار والاسے تقسیم ہوتی رہے بلکہ تم بھی بذات خود نگرانی انتظام سی غافل نرہو۔ محمد امین خان مرحوم کی جانوران چارپایہ وغیرہ ملازمان متعلقین جو اسوقت تک موجود ہون اونکی خوراک و تنخواہ سرکار والاسی دیکر لاکر بحفاظت تمام حضور مین پہونچادی جائین بلکہ احتیاط رکھا جاوی کہ جانوران مذکور حضور مین پہونچنے تک راہ ضعیف نہو جائین اور خان مذکور کا دیوان و منشی و میر ساماں و ملا یوسف و علی بیگ وغیرہ جو اعلی درجہ کی ملازم ہون بشرط روشناسی و خواہش حضوری ہماری پاس بھیجدی جائین۔ الحاصل شاہ وردیخان کو صوبہ جدید کی آنی تک انتظام امورات صوبہداری سپرد ہوا۔ محمد امین خان کی ساتھ والونمین اکثر اہل ایران و توران شریک تھی بعد انتقال وہ بھی یہین کے ہو رہی اونکی اولاد ابتک موجود ہی۔ محمد امین منتظم لبیقل و بیتظیر تھا بادشاہ خود تعریف فرماتا تھا کہ ابتدائی تسخیر گجرات سی اسیوقت تک کسی ناظم نی ایسا انتظام نہین کیا کہ جس سی فریقین رعایا رضامند رہین

صوبہداری مختار خان دیوانی محمد لطیف اور بعدہ محمد طاہر کو خطاب امانتخان مرحمت فرماکر عہدہ دیوانی سپرد کیا اور بعد اوس کی اعتماد خان کو سرفراز فرماکر سورت کی متصدی گری بھی تفویض فرمائی

جب محمد امین خان نی انتقال کیا مختار خان صوبہ مالوہ کا ناظم اور چار ہزاری ذات اور چار ہزار سوار کا تھا جنمین بعض دو اسپہ سہ اسپہ سپاہیان شریک تھی منصبدار تھا فرمان بھیجکر گجرات کی صوبہداری مرحمت فرمائی بلکہ بوفور رحم خسروانہ خلعت خاصہ معہ گھوڑا اور ایک زنجیر فیل عنایت فرمایا اور اوسکی لڑکی قمر الدین خان کو ہزاری ذات اور پانسو سوار کی منصب کی سرفرازی حاصل تھی سرکار مین جاگیر مشروطی صوبہ کی فوجداری مرحمت فرمائی مختار خان فرمان پہونچتی ہی مالوہ سی چل کھڑا ہوا چوتھی رمضان ۱۰۹۳ھ کو داخل احمد آباد ہوا محمد لطیف دیوان اور میر بہار الدین خان بخشی اور وقایع نگار و شیخ محی الدین صدر و قاضی خواجہ عبد اللہ وغیرہ اہل کاران و بندگان بادشاہی صوبہ دار جدید کا باعزاز استقبال کیا باہمی ملاقات سی نہایت مسرور ہوئی ناظم صوبہ انتظام ملک و تحصیل پیشکیس کی ضروری کامون مین مصروف ہوکر گجرات کی مشہور بدمعاش اور مفسدان نامی کولی وغیرہ اقوام کی وفاداری نیک چلنی کی ضمانت لینی کا انتظام کرنی لگا۔

سال ۱۰۹۴ بادشاہی حکم سی تمام علما و فضلا اور مستحقون کو لیئی جو روزینہ معین کیا گیا تھا اوسکی نسبت بار دگر فرمان شاہی بمہر حمدۃ الملک اسدخان مزین ہوکر دیوالصوبہ کے نام صادر ہوا کہ روزینہ معین شدہ علما وغیرہ ہر روز خزانہ حرمہ سی دلایا جاوی حسب الحکم دیوالصوبہ نی تعمیل کردی۔ اوسی سال وسرا فرمان یہ صادر ہوا کہ اکثر سوداگر بیوپاری چاندی اور سونا ممالک محروسہ کی ٹکسالون مین لاکر فروخت کیا کرتے ہین اوسکا محصول حسب ضابطہ مسلمان سے فیصدی ڈھائی روپیہ اور ہندو سی پانچ روپیہ وصول لی جائین بلکہ کارپردازان ٹکسال احتیاطاً سوداگرون سے مچلکے لکھوا لیں کہ چاندی اور سونی کی خرید و فروخت سوائے ٹکسال کی اور جگہ نہ کیجائیگی۔

بذریعہ تحریر وقایع نگار حضور مین دریافت ہوا کہ فوجدار کری جسکا مسمی محمد مظفر بابی ہے موضع جلواس پرگنہ کری کے رہنے والے گراسی مسمی موگا وغیرہ چار نامی سرکشونکو بعلت فتنہ پردازی گرفتار کرکے ناظم صوبہ کی خدمت مین چالان کردیا تھا محمد امین خان نے بنظر سیاست عملی کوتوالی چبوترہ مین مقید رکھی فی زمانہ قاضی عبد اللہ نے چبوترہ سی بلوا کر رہا کردئے علاوہ اونکی اور بہی مفسد کئی برسون سی مقید رکھی گئی تھے وہ سبھی چھوڑ دئے گئے ایسے مفسدونکی رہائی سی ملک مین فساد ہونا شروع ہوگیا ہے ہنوز معاملہ ابتدائی ہے اور فسادیونکی جلو تردن سلئے دہشت کا پردہ نہین پھاڑا لہذا مفسدون کی گوشمالی ضروری اور لازمی ہے۔ فوراً دیوالصوبہ کے نام حکم صادر ہوا کہ ایسے مفسد کس لئے چھوڑ دئے گئے جو لوگ سرکشی اور فتنہ پردازی مین نام برآوردہ ہین وہ ہمیشہ مقید رکھے جائین تا زمانہ حیات نام آزادی اون کے سینہ پر کینہ سی محو کردیا جاوے اور یہ یاد رہے کہ آیندہ کوئی مقید کیا

ہوا مفسد چبوترہ سے چھوڑ دیا جاوے۔

دربارہ منع ابواب ملبہ و بھیت وغیرہ

شاہی حکم صادر ہوا کہ سنا جاتا ہے کہ اکثر ناجایز ابواب مثلاً ملبہ بھیت و تحصیلداری۔ بالادستی و خرچہ صادر و وارد وغیرہ رعایا سے وصول لئی جاتے ہین ہرگز نہ لئی جائین وہ تمام معاف کردے گئے آئندہ کوئی متنفس ملازم یا غلام خواہ موازی وصول لینے کا ارادہ نکرے۔

باب جزیہ دیوان صوبہ کے نام دوسرا حکم صادر ہوا کہ اگر کسی ذمی پر جزیہ قایم ہونیکے بعد جزیہ ادا کرنیسے پہلے ایک سال ختم ہو کر دوسرا برس شروع ہوا اور ہنوز رقم جزیہ بعفلت کارپردازان محکمہ جزیہ وصول نہین کی گئی تو بقول حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ جزیہ سال کا ساقط ہوجائیگا اور سال ثانی کے وصول لینے کا استحقاق نافذ رہیگا اور اگر ذمی نے از راہ تمردی ٹالم ٹولا کرکے جزیہ سال ندیا ہو تو موافق قول صاحبین دونون سال کا جزیہ وصول لیا جائیگا لہذا آن وزارت پناہ دفتر دیوانی مین حسب الحکم شرع شریف تعمیل کرتے رہین۔

محمد امین کی املاک سے اونٹ گھوڑے سرکار ضبط ہوچکے تھے از انجملہ سترہ گھوڑے جو بہت بوڑھے ہو کر قابل سواری نہ رہی تھے محمد لطیف دیوان صوبہ نے بمشورہ مختار خان ناظم صوبہ فروخت کرکے مابقی بیالیس گھوڑے نہایت عمدہ قابل سواری ہمراہ محمد لقی حضور مین بھجوا دئے۔ اوسی سال رعایائے پرگنہ پٹن کی فریاد سے دو عبد الرحمن تحصیلدار کو تبدیل کرکے سردار خان فوجدار سورٹھ کو حکم ہوا کہ تمہارے ملازمون سے معتبر منتخب کرکے پٹن کی تحصیلداری سپرد کردیجاوے۔ چنانچہ محمد سعید منصبدار منتخب ہوا۔

خوراک محبوسان مسلمین و کفن متوفی

ناظم صوبہ کی درخواست سے ۱۰۹۴ھ مین حکم صادر ہوا کہ اہل اسلام سے مقید ہونیوالے محتاج ہو تو خوراک کو فی نفر ایک سیر آٹا تا حین حیات ملا کرے اور جب فوت ہوجاوے تو فی نفر دو چادرین اور پانچ ٹکے مرادی خزانہ بیت المال سے دلوادئے جائین۔

باغ محمد امین خان کے منتخب شدہ آم کی ڈالیان ڈابچو کی ڈالی کہارون کے ساتھ براہ بھڑوچ حضور مین بھیجنے کا حکم صادر ہوا ساتھ ہی یہ بھی تحریر تھا کہ محمد امین خان نے کس تکلف سے باغ آراستہ کیا تھا ہم چاہتے ہین وہ ہمیشہ سرسبز و شاداب رکھا جاوے بلکہ روز بروز ترقی ہوتی رہے اور کیفیت و سعت ... بتعداد عمارت و شمار درخت میوہ دار برآورد آمدنی و خرچ مرتب ہو کر حضور روانہ کردیجاوے۔ اسی سال کے آخری ایام مین منصب جلیل القدر عہدہ دیوانی صوبہ محمد لطیف سے تغیر کرکے محمد طاہر کو جو آئندہ امانت خان اور بعدہ اعتماد خان کے خطاب سے سرفراز ہوگا مرحمت ہوا

۱۰۹۵ھ ہجری مین دیوان صوبہ محمد طاہر کے نام حکم صادر ہوا کہ جس وقت رانا راج سنگھ سے پرگنہ ڈونگر پور تغیر کیا گیا فصل خریف توشیل ۲۲ سنہ کے چھتیس لاکھ کی ایک کرور ساٹھ لاکھ دام باقی رہگئے تھے اور فصل ربیع ایل کے پانچ سدس سے پرگنہ مذکور وہان کے زمیندار راول جسونت سنگھ کو جاگیر اسپرد ہوا مگر زمیندار مذکور نے پچھلا روپیہ مبلغ چھیاسٹھ ہزار چھ سو بانوے روپے آٹھ آنہ خزانہ مین داخل نہین کیا لہذا مبلغ مذکور محصول فصل خریف تنکوئیل سے بلا توقف و اہمال اوصول کرکے خزانہ مین داخل کردیا جاوے

اسی سال شدت سے دریای سابرمتی کو چڑھی دیدیکر اسقدر او بھارا کہ از خود رفتہ ہوکر شہر مین گھسا اور ہر گلی کوچہ کی خبر لیتا ہوا تین دروازہ تک پہونچگیا اطراف و جوانب خاص بازار کے رہنے والون کو حبابو نکی آنکھین بتا بتا کر ڈرانے لگا کسکو جرأت تھی کہ گھر سے قدم باہر رکھے جب لوگون نے آمد و رفت بند کی تو مجبور ہو کر بعض عمارات اور شہر پناہ اور قلعہ بھدر کی دیوار کو ٹکرین مار مار کر اکثر جگہہ بڑے بڑے رستے پیدا کردئے جب حملے کرکرکے تھک گیا تو اونہین رستون سے منہ چھپا کر بھاگ کھڑا ہوا ناظم صوبہ مختار خان نے کیفیت حضور مین عرض کی اور یہ بھی لکھدیا کہ دیوان ماضی مکرمت خان نے دونون قلعون کی سرکاری روپیہ سے مرمت کروی تھی حضور سے دیوان

برسات

صوبہ کے نام حکم صادر ہوا کہ بادشاہ غفران پناہ علیین مکان شاہجہان کے عہد دولت مین قلعونکی مرمت کیلئے جو صرف ہوا ہوا اوسکی نقل دفتر ماضیہ سے تجویز کرکے حضور مین عرض کردیجائے چنانچہ از روی تحقیقات دفتر سے ثابت ہوا کہ سنہ ۲۱ جلوس دو دس آشیانی چودہ سوا شرفی خزانہ سے دلوادی تھین اور سنہ ۲۹ مین رضویخان نے مہاجنان شہر سے ساٹھ ہزار روپیے تحصیل کرکے ترمیم مین صرف کئیے اور فی الحال ہر قلعہ کی مرمت کا اندازہ بائیس ہزار چھ سو چوالیس روپیے کا ہوتا ہے حسب الحکم تعمیل کردیجاوے - بادشاہ نے بعد دریافت کیفیت حکم فرمایا کہ مبلغ مذکور یکمشت نہین بلکہ بچہار اقساط خزانہ عامرہ سے دلوادئے جائین اور ساکنان شہر اس امر مین بری الذمہ رکھے گئے ہین -

اسی سال سردارخان فوجدار سورٹھ کو مالوہ کی صوبہ داری مرحمت ہوئی - چند ہی روز انتظام کرکے راہی صوبہ بقا ہو گیا لاشہ بحکم شاہنشاہی احمدآباد مین اوسکی تعمیر کئیہوئی مقبرہ مین مدفون ہوا یہ مقبرہ نزدیک دروازہ جمال پور نہایت تکلف کا بنا ہوا تھا - اور جوناگڈھ مین فوجدار جدید معین ہونے تک سید محمود خان انتجارج رہا -

معین ہونا سرکار سورٹھ بادشاہزادہ عالیجاہ کی نگرانی مین

بادشاہزادہ عالیجاہ محمد اعظم شاہ کو سرکار سورٹھ جاگیر مرحمت ہوئی اور شاہ وردیخان کے نام حکم روانہ کیا گیا کہ سورٹھ پہونچکر شاہزادہ کیطرف سے فوجدار جدید کے آنے تک انتظام کیلئے دو ہزار سوار سہ بندی نوکر رکھے اور پندرہ روپیہ ماہوار بمعرفت بخشی ملازم رکھے جائین اور دیوان صوبہ کے نام دوسرا حکم صادر ہوا کہ دو ہزار سوار کی ایک مہینہ کی تنخواہ خزانہ عامرہ سے گماشتہ اور تحویلدار کے ساتھ بھیجکر تقسیم کرادیجائے - اور بعد تقسیم تنخواہ کیفیت دفتر مین ارسال ہو چونکہ رقم مذکور بادشاہزادہ موصوف کے وکیلونکی تنخواہ سے وضع کیجائیگی جیسے حکم روانہ ہوگی لیکن بنا بر مزید تاکید محمد صادق گرز بردار بھی پہونچا - اخبارات جنادوانہ نگار سے حضور مین ظاہر ہوا کہ بہار بخشی اور وقائع نگار نے ناظم صوبہ سے ظاہر کیا کہ دلبازیان ضلع سورٹھ ظاہر کررہی ہین کہ اب تک فوجدار مستقل کے تاآنیکے مفسد فساد برپا کرکے اکثر دیہات تاخت و تاراج کررہی ہین فوجدار جدید کے تعین ہونے تک جمعیت قلیل حفاظت کیلئے مقرر کیجاوے اور اوسکی تنخواہ روپیہ سرکار خالصہ شریفہ سے دلانیکے لئے تحصیلدار پر حکم ہو انتظام کی صورت ہوگی یہ سنکر ناظم صوبہ نے محمد طاہر دیوان کو تصدیق تنخواہ کی نسبت تاکید کردیگئی اوسنے جواب دیا کہ بدون منظوری حضور تصدیق کرنے سے مجبور ہون - کیفیت سنکر دیوان صوبہ کے نام حکم صادر ہوا کہ ایسے مقدمات کی نسبت ہمارے حکم کا انتظار نکرکے تحقیق تصدیق ناظم صوبہ تنخواہ تقسیم کرادیجائے اگرچہ اسی سے پیشتر شاہ وردیخان کے نام حکم روانہ ہوچکا تھا تاہم بذریعہ خط دیوان صوبہ کو تاکید ہوگئی اوسی سال شاہ وردیخان بحکم حضور سرکار سورٹھ کا انتجارج ہوا اور حضور مین عرض کیا کہ یہانکے انتظام کیلئے نو سو چھیالیس نفر پیادہ برق انداز ماہوار سراسری چار روپیہ کے سرکاری ملازم ہین انکی تنخواہ کیلئے دیوان صوبہ کے نام سند مرحمت ہونیکا امیدوار ہے لہذا حکم صادر ہوا کہ پیادہ ہائے مذکور کی ایکماہ کی تنخواہ بحساب فی نفر ساڑھے تین روپیہ کے مطابق قانون ملک کے بمشورہ مختارخان خزانہ احمدآباد سے دیجاوے اور دو ہزار سوار اور پیادہ ہائے مذکور کی تنخواہ محصول محال سرکار سورٹھ سے بمعرفت وکلای بادشاہزادہ عالیجاہ وصول کرکے خزانہ احمدآباد مین داخل کردیجائے -

مقرر ہونا ٹوطخانہ کا قانون اور حقیقت کمی وزن روپئی کی

اوسی سال حضور مین عرض گذری کہ وقت تحصیل رعایا کثر مین جو روپیہ حاضر کرتی ہین وہ محصول مین نہین لیاجاتا چونکہ سرکاری فرمان عالیشان علی العموم کہ روپیہ وصول لینیکا جاری ہوچکا ہی اسی بنا پر رعایا کو روپیہ تبدیل کرانے مین ہرجہ واقعہ ہوکر تحصیل وصول کی تاخیر ہوا کرتی ہے اس امر مین حضور کا حکم صادر ہوا کہ ابتدائی فصل خریف یونتیل سے ہر قسم کا روپیہ جو کم وزن یا جلس ہو ٹوٹ لیکر ٹوطخانہ مین وصول لیاجاوے حسب تحریر پروانہ تعمیل ہوتی رہی اور ایک حکم دیوان صوبہ کے نام صادر ہوا کہ ایک رتی اور دو رتی اور تین رتی کم وزن کا روپیہ پورا روپیہ اعتبار کیاجائے چونکہ روپیہ کا وزن ساڑھے گیارہ ماشہ معین کردیا گیا ہی اوس سے گھٹا ہوا ہو تو ترازو مین وزن کرکے اوسیقدر چاندی برابر کرلیجائے رعایا کو تبدیل کرانے مین جو ہرج ہوا کرتا ہی سابقا ایک رتی کم وزن کا روپیہ پورا روپیہ سمجھا گیا تھا اوسکی کمی مجرا نہ لیجاتی تھی گر فی الحال جسقدر کمی واقعہ ہو تو وزن کرکے پورا کرلیاجاوے دوسرا جو روپیہ تین رتی سے زیادہ کمی وزن کا ہوگا وہ روپیہ اعتبار کیا جائیگا بلکہ بجنس چاندی شمار ہوگا اور چاندی کا نرخ فی تولہ اگر دو روپیہ کے حساب سے جسقدر وزن ہوگا وہی جنس سمجھی جائیگی اور وہ روپیہ اوسی حساب سے ٹوطخانہ مین وصول لیا جائیگا -

تیسرا یہ ہی اسکہ مبارک ہر قسم کا روپیہ آدھا دام کم وزن ہوا کرتا ہے

باشندگان احمدآباد دارالخلافت مین بذریعہ مقیدان عدالت مستغیث ہوکے جیسے محمد خان ناظم صوبہ نے خلت کی غلبیان ان کو تشریبا نوکری ابواب وادو بیداد مفتوح ہوگئی صدہا مبیو دار درخت جنکو ہم رعایا نے اپنا خون

نگر پالا پلا کر پرورش کیے تھے ظالموں نے مثل کھرنی و مہوہ وغیرہ کے کاٹ کاٹ کر دھر دیے کوئی پرسان حال نہیں مالکان درخت کو یہ قدرت نہیں کہ انکی منہ لگیں۔ کسی نے جرأت بھی کی تو مفت مارا جاتا ہے۔ یہ سنکر دریای ترحم شاہنشاہی موج زن ہوا صاف حکم لکھا گیا کہ اگر فی نفس الامر فیلبان و شتربانون کا ظلم ہوتا ہو تو منع کر دیے جائیں اور آیندہ کے لیے مچلکے تحریر ہوں اور قطع کئے ہوئے درختوں کی قیمت از روے شرع شریف مالکوں کو دلوا دیجائے۔ اوسی عرصہ میں دولت سورہ کو فوجداری کو ورہ سے تبدیل کر کے محمد جعفر کو جو آیندہ بخطاب محمد بیگ سرفراز ہوگا سپرد ہوئی۔

سنہ ۹۵ھ میں اضلاع گجرات میں آسمان سے پانی نہ برسا ہر طرف قحط کی پکار پڑی تھی رعایا کی پریشانی فاقہ کشوں کی مصیبت رو رو کر بیان کر رہی تھی باشندگان حیدر آباد ہندو و مسلمان کل اقوام نسبت گرانی غلہ از بس خستہ حال ہو رہے تھے قاضی القضاۃ شیخ الاسلام کو رحم آیا اور تو کچھ نہ بن پڑی مگر بقول شخصے ملا کی دوڑ مسجد تک ہوتی ہے حضور میں کیفیت قحط سالی کے گھوڑے دوڑا دیے اور کچھ نہ مانگا اتنا ہی لکھکر چپ ہو رہے کہ احمد آباد سرکاری محصول ز غلہ کو اور بھی گران کر رکھا ہے وہ معاف کیا جاے تو عجب رعایا کی پرورش ہوگی۔ بادشاہ نے رحم دلی فرما کر تمام صوبہ گجرات میں ایک سال غلہ کا محصول معاف فرمایا

اسی زمانہ میں شیخ محی الدین ولد قاضی القضاۃ شیخ عبد الوہاب منصب صدارت اور عہدہ احتسابہ پر مامور تھا اوسکے ساتھ عہدہ نرخ نویسی بھی تفویض کیا گیا تھا۔ غلہ کا نرخ سخت ہو گیسے عوام الناس کو گمان ہوا کہ شاید غلہ فروشوں سے کچھ رشوت لیکر نرخ غلہ مقرر کر دیا ہو اتفاقاً جمعہ کے روز پالکی میں سوار ہو کر جامع مسجد میں جا رہا تھا عوام خلق اللہ سواری دیکھکر داد و فغان کرنے لگی اور حد اعتدال سے گذر کر بعض مفسدون نے ڈھیلے اور پتھر مارنے شروع کئے ہجوم عوام میں نہیں معلوم مفسد نے کینہ دیرینہ سے ایسے پتھر مارے کہ پالکی پارہ پارہ ہو گئی اور شیخ صاحب ہزار خرابی جان بچا کر صحیح و سالم گھر پہونچے کہتے ہیں شیخ محی الدین کو خواجہ عبد اللہ قاضی شہر سے کینہ دیرینہ تھا یہ سانحہ اوسکی جانب منسوب کر کے اپنے بھائی قاضی القضاۃ شیخ الاسلام خان کو لکھبھیجا کہ خواجہ صاحب نے نہ معلوم کس عداوت دیرینہ سے میری فضیحت اور رسوائی کا کوئی دقیقہ اوٹھا نہیں رکھا انہیں کی تحریک سے نہیں ہزارہا عوام الناس مجھپر ٹوٹ پڑے ورنہ خلق اللہ کو میرے ساتھ کچھ عداوت تھی شیخ الاسلام نے ساری کیفیت حضور میں عرض کی فوراً حکم صادر ہوا کہ خواجہ عبد اللہ مسلسل و مطوق حضور میں بھیجا جاے اور گرز بردار بھی روانہ ہوے۔ یہاں خواجہ صاحب کو یہ خبر مل چکی تھی یہ خیال کیا کہ گرز بردار ذکی معیت ہو کر جانیسے میرا خود چلا جانا بہتر ہوگا۔ جلدی جلدی تیاری کر کے حضور میں روانہ ہوا مصرعہ عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد۔ اوسی ایام میں بادشاہی سواری ملک دکن میں دولت آباد دور تھی اور بادشاہزادہ عالیجاہ محمد اعظم شاہ حسب الطلب شاہنشاہ زمان حضور میں جا رہا تھا اتفاقاً برہانپور میں خواجہ صاحب کے شاہزادہ سے ملاقات ہو گئی۔ آدمی تھا ہوشیار اسموقعہ کو محض تائید ربانی تصور کر کے ساری سچی کیفیت شاہزادہ کی حضور میں گذارش کر دی حکم ہوا کہ تم ہمارے ساتھ چلو جہانتک ممکن ہوگا عرض معروض کر کے غضب سلطانی سے نجات دلوا کر اطمینان کر دیا جائیگا شاہزادہ کے کلمات تشفی آمیز سے خواجہ کو کسی قدر اطمینان ہوا خواجہ عبد اللہ کے علم و فضیلت نے شاہزادہ کے دل پر سکہ بٹھا دیا روز بروز مراتب میں ترقی ہونے لگی یہانتک کہ حضور میں پہونچکر غضب سلطانی سے صاف بچا لیا اتفاقاً اوسی ایام میں شاہزادہ کے لشکر کا قاضی فوت ہو گیا تھا یہ عہدہ خواجہ عبد اللہ کو مرحمت ہوا اور منصب قضاء احمد آباد قاضی ابو الفرح کو تفویض فرمایا الغرض مدت تک خواجہ عبد اللہ اوسی عہدہ پر مامور رہا بعض اوقات اگر کہیں معرکہ آرائی کا اتفاق ہوتا خواجہ صاحب بھی تیغ و تبر سے آراستہ ہو کر میدان جنگ میں وہ وہ کارنمایاں کرتا کہ اکثر سپاہ پیشہ کو رشک آتا سید ابو طالب العلمی کے ساتھ فن سپاہگری ذوق گنی دو چند کر دی۔ اس عرصہ میں شیخ الاسلام نے ارادہ حج بیت اللہ کا کر کے رخصت حاصل کی اونکی جگہ میر ابو سعید مامور ہوا وہ بھی چند روز مستعفی ہو گیا یہ ہنوز کوئی شخص مامور نہ ہوا تھا کہ شاہزادہ نے موقعہ پا کر خواجہ صاحب کیلئے حضور میں سفارش کی بلکہ صاف الفاظ میں کہدیا کہ خواجہ صاحب ہم قاضی و ہم سپاہی دونوں وصفوں سے متصف ہیں انکی نہ دوسرا ایسا حمیدہ اوصاف میسر آنا ممکن نہیں ارشاد ہوا کہ تمہارے لشکر کیلئے اور قاضی کی ضرورت ہوگی عرض کی کہ اسیکا لڑکا خواجہ عبد الحمید طالب العلم اپنے باپ کے عہدہ کا خوب انجام دیگا۔ غرض سفارش بادشاہزادہ جوانبخت پیر خورد دونوں باپ بیٹے خلعت فاخرہ سے متخلع ہو کر ممتاز ہوئے۔

خواجہ صاحب جس لیاقت سے تیرہ برس تک عہدہ جلیل القدر قاضی القضاۃ حاصل کیا جو کچھ حضور میں عرض معروض کیا جاتا وہ اسکی ذریعہ سے ہوتا تھا اوسی سال تیس جمادی الاول کو مختار خان ناظم صوبہ اجل طبعی سے فوت ہوا مقبرہ شاہ عالم ہتھی میں مانند مدفون کیا گیا بعد چند روز نقل کیا گیا **مثنوی** درین رہ نوا سلطان و درویش ٭ باخر خفتہ مرگ آید پیش ٭٭ درین صحرا کہ بوی خرمی نیست ٭ گیاہ بیقرار آدمی نیست ٭٭ محمد طاہر دیوان و متصدیان کاربرداز و میر نواڑ و شاہی کہ بہرام بیگ سے ہیں بیر امیر و فی کا تمام مال و اسباب و جاگیر ضبطی اور نگہبانی کیلئے سب عہدے کے تمام سوار و پیادے باتفاق قمر الدین خان خلف مختار خان مرحوم مقیم تھا ان دنوں بخشی سید محمود خان کو سپرد کر کے کند

رسالہ اونچا ہو اور ایک مقرر کر دیا جب سارے کاموں سے فرصت ہو گئی تو حضور میں کیفیت عرض کی

۴۴۳